تاریخ اہل حدیث کی حقانیت اور علمائے اہل حدیث کی گرانقدر خدمات پر مشتمل
ایک اہم علمی و تاریخی دستاویز

سالنامہ

تاریخ اہل حدیث

4

جلد چہارم

2020-21

www.KitaboSunnat.com

اعداد و ترتیب
عبد الحکیم عبد المعبود المدنی

ناشر
مرکز تاریخ اہل حدیث ممبئی
برانچ آفس: بس اسٹاپ برھنی بازار سدھارتھ نگر یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسلسلۂ اشاعت اہل حدیث انسائیکلوپیڈیا

تاریخ اہل حدیث کی حقانیت اور علمائے اہل حدیث کی
گرانقدر خدمات پر مشتمل ایک اہم علمی و تاریخی دستاویز

سالنامہ
تاریخِ اہل حدیث

جلد چہارم

اعداد و ترتیب
عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

ناشر
مرکز تاریخِ اہل حدیث ممبئی
برانچ آفس: بس اسٹاپ، بڑھنی بازار سدھارتھ نگر، (یوپی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

© جملہ حقوق بحق مرتب وناشر محفوظ

سلسلہ مطبوعات مرکز ۵

سالنامہ تاریخ اہل حدیث

۲۰۲۰ء / ۱۴۴۲-۴۱ھ

جلد چہارم

مرتب

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

صفحات: 321

ناشر

مرکز تاریخِ اہل حدیث ممبئی

برانچ آفس: بس اسٹاپ، بڑھنی بازار سدھارتھ نگر، (یوپی)

ای میل: tareekh.ahlehadees@gmail.com

abdulhakimmumbai@gmail.com

موبائل: **9869395881**

ملنے کا پتہ: (۱) مرکز تاریخ اہل حدیث بس اسٹاپ، بڑھنی بازار سدھارتھ نگر، یوپی

(۲) جامع مسجد اہل حدیث وعلامہ البانی ٹرسٹ دھانو باغ، نالاسوپارہ (E) ممبئی

(۳) دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث کرلا، ممبئی

(۴) جامعہ رحمانیہ، کاندیولی، ممبئی۔400067

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

سالنامہ تاریخ اہل حدیث جلد چہارم

نمبر شمار	عناوین	اصحاب نگارشات	صفحہ نمبر
	کلمات تشکر و امتنان	مرتب	9
	انتساب	مرتب	10
	رشحاتِ قلم	شیخ عبدالمعید مدنی، علی گڑھ	11
	اداریہ	مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی	12
	افتتاحیہ برصغیر میں تذکرہ نگاری ایک تاریخی جائزہ	مولانا محمد ابوالقاسم فاروقی	13

باب أول: تاثرات وانطباعات

	استاذ گرامی مولانا عاشق علی اثری		33
	استاذ گرامی عزیز احمد مدنی/دہلی		33
	استاذ گرامی شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ		33
	مولانا عبدالرحمن عبیداللہ تیمی/جامعہ ابن تیمیہ بہار		33
	شیخ اشفاق سلفی دربھنگہ		34
	مولانا شیر خان جمیل احمد عمری، برطانیہ		34
	مولانا عبدالمبین ندوی/دہلی		34
	استاذ گرامی شیخ عبدالواحد فیضی/نوائے اسلام دہلی		35
	شیخ محمد ارشاد مدنی بحرین		35
	مولانا عطاء الرحمن مدنی، سعیدی، داعی جالیات		35
	شیخ شمیم احمد عبدالحلیم مدنی/ممبئی		36
	ڈاکٹر ظہیر احمد عبدالاحد، ریاض سعودی عرب		36
	مولانا اشفاق سجاد سلفی جھارکھنڈ		36

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر شمس الرب خاں ممبئی		36
شیخ عالم فیضی صاحب		36
شیخ عبد السلام شکیل داعی جالیات سعودی عرب		37
مولانا آفاق احمد سنابلی مدینہ منورہ		37
مولانا سلمان کبیر نگری		37

باب دوم: بحوث و مقالات تاریخ اھل حدیث

اہل حدیث تاریخ کے مختلف اوراق میں	مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ گجرانوالہ	39
تعارف اہل حدیث	متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندویؒ	50
ہندوستان کے اندر اہل حدیث	مولانا عبد الحمید رحمانیؒ	54
فقہ اہل حدیث، اصول و قواعد اور مصادر و مراجع	شیخ محمد عزیر شمس رمکہ مکرمہ	59
تاریخ اہل حدیث پر تصنیف کردہ کتابیں	عامر انصاری	81

باب سوم: یادرفتگاں

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور جھارکھنڈ	اشفاق سجاد سلفی	97
مولانا محمد ادریس آزاد رحمانیؒ مبارکپوری	فواز عبد العزیز مبارکپوری	102
مولانا عبد القدوس (ھریانہ) رحمہ اللہ، حیات وخدمات	نظام الدین محمد ادریس، سنابلی نئی دہلی	108
مولانا محمد صدیق خان رحمانی بسکوہری وشا کھاپٹنم رحمہ اللہ	مولانا عبد الوہاب جامعی	113
مولانا ابوالقاسم خالد العربیؒ راڑیسہ	مولانا عبد الوہاب جامعی	116
قاری عبد الرشید خانجہانپوریؒ	ڈاکٹر محمود حسن الہ آبادی، بھیونڈی	121
ڈاکٹر سید عبد الحفیظ سلفی رحمہ اللہ بحیثیت خطیب	ڈاکٹر سید عبد العزیز سلفی	125
ڈاکٹر سید عبد الحفیظ سلفی، حیات اور درخشاں کارنامے	اشفاق سجاد سلفی	132
مولانا حکیم ابوالحسن عبید اللہ صاحب رحمانی کشمیری رحمہ اللہ رائے بریلی یوپی	مولانا عبد الحکیم عبد المعبود مدنی	137
ایک عہد ساز شخصیت --- مفتی فیض الرحمن فیضؒ	مولانا مشتاق احمد ریاضی	143
ڈاکٹر عبد الوہاب خلیل الرحمن صدیقیؒ	مطیع اللہ حقیق اللہ مدنی	148
پروفیسر محمد مجیب الرحمن سلفی بہار۔ حیات اور کارنامے	ثناء اللہ صادق تیمی	152

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب چھارم: عالم اسلام کے سلفی اساطین

شیخ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ،	وفات ۵ مارچ ۲۰۲۰ء	مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی	155
پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن اعظمی مدنی رحمہ اللہ حیات وخدمات	وفات ۱۰ جولائی ۲۰۲۰ء	عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی	161
مفسر قرآن، علامہ حافظ صلاح الدین یوسفؒ	وفات ۱۲ جولائی ۲۰۲۰ء	مولانا عاشق علی اثری، دہلی	168
علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے دو عظیم کارنامے		مختار احمد محمدی مدنی	188
علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی چار اہم خدمات		عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی	190
علامہ محمد بن علی بن آدم اثیوبی رحمہ اللہ	وفات ۸/اگست ۲۰۲۰ء	مامون رشید ہارون رشید سلفی	193

باب پنجم: مرحومین علمائے اہل حدیث وأعیان جماعت 2020ء

حاجی نثار احمد صاحب۔ کوٹھا مئو	وفات: جنوری ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	200
محمد اسرائیل صاحب سکرا پار، دیوریا	وفات: جنوری ۲۰۲۰ء	// //	200
شیخ اسلم سلفی مدنی بہار	وفات: ۸ فروری ۲۰۲۰ء	// //	201
مولانا جمال الدین حولی سلفی آسام	وفات: ۱۲ فروری ۲۰۲۰ء	// //	201
قاری عطاء الرحمن سلفی صاحب شنکر نگر بلرامپور، یوپی	وفات: ۷/مارچ ۲۰۲۰ء	// //	202
مولانا فضل الرحمن محمدی رحمہ اللہ، مالیگاوں	وفات: ۲۵/اپریل ۲۰۲۰ء	عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی	203
ڈاکٹر محمود الحسن سلفی دریا بادسنت کبیر نگر یوپی	وفات: ۲۷/اپریل ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	205
مولانا یوسف جمیل جامعی/آندھرا پردیش	وفات: ۳۰/اپریل ۲۰۲۰ء	// //	205
مولانا علاء الدین ندوی کٹیہار	وفات: ۶ مئی ۲۰۲۰ء	// //	206
استاذ الاساتذہ قاری محمد عباس اختر/بہار	وفات: ۱۶ مئی ۲۰۲۰ء	// //	207
استاذ الاساتذہ مولانا عین الباری عالیاوی کلکتہ	وفات: ۱۵ مئی ۲۰۲۰ء	// //	208
مولانا نعیم الرحمن صاحب/کرنول آندھرا	وفات: ۱۷ مئی ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	209
مولانا عبدالمالک عمری کرنول آندھرا	وفات: ۲۲ مئی ۲۰۲۰ء	// //	210
مسعود احمد کیرانہ مئو کا سانحہ ارتحال	وفات: ۲۴ مئی ۲۰۲۰ء	// //	210

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب ظہیر احمد خان میرٹھی/ممبئی	وفات: ۲۷ مئی ۲۰۲۰ء	// //	212
مولانا عبدالجبار ضیغم سلفی/ناگپور	وفات: ۷ جون ۲۰۲۰ء	// //	212
مولانا ریاض موسی ملیباری/تامل ناڈو	وفات: ۸ جون ۲۰۲۰ء	// //	213
پروفیسر ولی اختر ندوی صاحب/دہلی	وفات: ۹ جون ۲۰۲۰ء	// //	214
ڈاکٹر عبدالظاہر صاحب/ پرتاب گڈھ یوپی	وفات: ۱۲ جون ۲۰۲۰ء	// //	215
حبیب اللہ بھائی بابونہ گجرات	وفات: ۲۹ جون ۲۰۲۰ء	// //	216
حکیم عبدالحنان سلفی صاحب رسول پوری/دہلی	وفات: ۲/جولائی ۲۰۲۰ء	// //	2016
معروف معالج وحاذق طبیب حکیم عبدالحنان سلفی/دہلی	وفات: ۲/جولائی ۲۰۲۰ء	عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی	217
ڈاکٹر عبدالباری خان ڈومریا گنج یوپی	وفات: ۹/جولائی ۲۰۲۰ء	// //	219
معروف سماجی و تعلیمی شخصیت ڈاکٹر عبدالباری	وفات: ۹/جولائی ۲۰۲۰ء	عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی	221
شیخ علی حسین سلفی رحمہ اللہ کی تعلیمی زندگی	وفات ۲۳/جولائی ۲۰۲۰ء	عبدالمعید نوشاد سلفی	222
مولانا مفتی علی حسین السّلفی/جھارکھنڈ	وفات: ۲۳ جولائی ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	228
مولانا محمد مقیم فیضی پرتاپ گڈھی/ممبئی	وفات: ۲/اگست ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	229
جماعت ومنہج کا ایک جانباز سپاہی، شیخ محمد مقیم فیضیؒ، ممبئی	// //	عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی	231
مولانا محمد اسلم جامعی صاحب/مہاراشٹر	وفات: ۱۲ اگست ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	235
ڈاکٹر رضی الدین خان/اٹوا سدھارتھ نگر	وفات: ۱۴ اگست ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	236
کاتب عبدالرحمن بستوی/دہلی	وفات: ۱۵/اگست ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	236
جناب عزیز الرحمن دہلوی/مرشد آبادی بنگال	وفات: ۱۷ اگست ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	237
مولانا عبدالکریم پرمار گجرات	وفات: ۱۷ اگست ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	237
مولانا عبدالمنان سلفی/جھنڈانگر	وفات: ۲۳ اگست ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	238
استاذ گرامی مولانا عبدالمنان سلفیؒ، حیات وخدمات		مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی	240
مولوی ہارون رشید صاحب کا انتقال پُرملال	وفات: ۲۸ اگست ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	248
جناب عبدالوہاب صاحب/جے پور راجستھان	وفات: ۱/ستمبر ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	257
مولانا محمد سعید ندوی/بہار	وفات: ۳/ستمبر ۲۰۲۰ء	مرکزی جمعیت اہل حدیث	252

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالمقتدر عرف پاشا بھائی حیدرآباد وفات: ۶ ستمبر ۲۰۲۰ء مرکزی جمعیت اہل حدیث 253

حکیم اجمل خان صاحب / ہریانہ وفات: ۷/ ستمبر ۲۰۲۰ء مرکزی جمعیت اہل حدیث 253

حکیم اجمل خاں صاحب ہریانہ وفات: ۷/ ستمبر ۲۰۲۰ء مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی 256

ڈاکٹر عبدالکریم ناگپور وفات: ۸ ستمبر ۲۰۲۰ء مرکزی جمعیت اہل حدیث 258

بزرگ عالم دین مولانا عبدالحئی اصلاحی / راجستھان وفات: ۱۰ ستمبر ۲۰۲۰ء مرکزی جمعیت اہل حدیث 259

معروف داعی حافظ شمس الدین صاحب سلفی / ہریانہ وفات: ۱۶/ ستمبر ۲۰۲۰ء مرکزی جمعیت اہل حدیث 261

استاذ الاساتذہ مولانا عبدالرشید سلفی / بہار وفات: ۱۸ ستمبر ۲۰۲۰ء مرکزی جمعیت اہل حدیث 261

شیخ محمد حسن فیضی رحمہ اللہ: حیات وخدمات وفات: ۱۷/ ستمبر ۲۰۲۰ء مولانا محمد ہاشم سلفی 263

جناب عبدالوہاب سلفی / اندور وفات: ۲۰ ستمبر ۲۰۲۰ء مرکزی جمعیت اہل حدیث 266

مولانا شاہد کلیم سلفی مدنی مئو وفات: ۲۳ ستمبر ۲۰۲۰ء مرکزی جمعیت اہل حدیث 266

جناب ماسٹر نذیر احمد صاحب شنکر نگریؒ وفات: ۱۸/ نومبر ۲۰۲۰ء حافظ شبیر احمد مدنی 267

امیر جماعت، حافظ محمد یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ وفات: ۲۲/ نومبر ۲۰۲۰ء مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی 276

مولانا عزیز الحق عمری رحمۃ اللہ علیہ وفات یکم دسمبر ۲۰۲۰ء فیضان اشرف 279

مولانا شہاب الدین مجاہدؒ حیات وخدمات وفات ۱۵/ دسمبر ۲۰۲۰ء مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی 289

باب ششم: موجودین علمائے کرام۔ ۲۰۲۰ء

مولانا عطاء الرحمن مدنی حفظہ اللہ / بہار۔ ولادت: ۵ جون ۱۹۳۴ء مولانا مشتاق احمد ندوی 296

مولانا عبدالشکور اثری / حفظہ اللہ، حیات وعمل کے نمایاں گوشے مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی 304
ولادت: ۲۸ فروری ۱۹۵۲ء

شیخ ابوالقاسم عبدالعظیم مدنی / مئو ولادت: یکم جنوری ۱۹۵۶ء مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی 307

شیخ محمد اشفاق سلفی/ حفظہ اللہ بہار ولادت: ۴/ فروری ۱۹۶۱ء مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی 310

باب ہفتم: مناظرات ومتفرقات

حق کی فتح اور باطل کی شکست فاش۔۔ مناظرہ فیض آباد ۱۹۲۲ء مولانا یوسف شمس فیض آبادیؒ 314

تاریخ اہل حدیث... ایک حیرت انگیز کاوش مولانا محمد رمضان یوسف سلفی 316

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلمات تشکر وامتنان

سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۲۰ء جلد چہارم آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس سلسلہ مبارکہ کی اشاعت پر میں خلوص دل سے رب العالمین کے حضور دست بدعا ہوں کہ بارالہا ہماری اس حقیر کاوش کو قبول فرما اور اس کی اشاعت، ترتیب وتصنیف میں تعاون کرنے والے تمام اہل علم واحباب جماعت کو دنیا وآخرت کی رحمات وبرکات سے مالا مال فرما، خاص طور پر میں اپنے دیرینہ رفیق شیخ عبدالجبار سلفی، مولانا سعید احمد سلفی پونہ، مولانا ابوالعاص وحیدی، مولانا عبدالسلام سلفی، مولانا محمد رحمانی، شیخ مختار احمد محمدی، شیخ عطاء الرحمن سعیدی، شیخ محمد ارشاد مدنی، مولانا شمیم احمد عبدالحلیم مدنی، مولانا عبدالمنان سلفیؒ، مولانا جمیل احمد سلفی، مولانا محمد عاطف سنابلی، مولانا محمد مستقیم سلفی (بریلی)، عبدالحمید بھائی، الیاس بھائی، عبید بھائی ودیگر معاونین واصحاب قلم کا تہ دل سے شکرگزار ہوں جنہوں نے قدم قدم پر ہر طرح سے اس عظیم تاریخی دستاویز کی تیاری واشاعت میں میرا ساتھ دیا۔ **فجزاهم الله احسن الجزاء وتقبل مساعيهم وجهودهم** ۔آمین

تقبل یارب العالمین

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

میری یہ حقیر علمی کاوش

سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۲۰ء جلد چہارم والد گرامی عبدالمعبود بن بشیر ملگھیا (متوفی ۸/جولائی ۲۰۱۸ء) کے

نام

جن کی تربیت واصلاح، سختی و پابندی، تعلیمی ترقی کے لئے ہر طرح سے جتن وانتظام، نیک مشورے اور دعائیں نیز جماعت کے علماء وعمائدین سے گہرے روابط اور دینی محبت نے مجھ خاکسار کو آج اس مقام تک پہنچایا کہ میں جماعتی تاریخ اور قافلہ توحید وسنت کے شہسواروں کی خدمات رقم کرنے کے قابل ہوسکا۔

اللھم اغفرله وارحمه وارفع درجته

رب العالمین سے دعا ہے کہ مولیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور انہیں جنت میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔ اور ہمیں اخلاص وعزم کے ساتھ تاریخ اہل حدیث کے روشن ابواب کو صفحہ قرطاس پر اجاگر کرنے کی سعادت دے۔ آمین۔

تقبل یارب العالمین

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رشحاتِ قلم

مفکر جماعت
مربی جلیل استاذ الاساتذہ شیخ عبد المعید مدنی حفظہ اللہ علیگڑھ

’’تاریخ کی حتمیت کے ہم قائل نہیں لیکن اس حقیقت کے انکار کی کس کو مجال ہے کہ تاریخ انسان کی ساری سرگرمیوں کا ریکارڈ ہے، ماضی کا آئینہ ہے، حال کے لئے توانائی ہے اور مستقبل کی منصوبہ بندی کے لئے اعمال وافکار اور تجربات کا خزانہ ہے، انسانی سرگرمیوں کی کامیابی و ناکامی استناد و عدم استناد کی تفصیل ہے اور انسانی افکار و خیالات، اعمال و مناہج عمل اور رد عمل، اسباب و محرکات، نتائج و عواقب کی دلچسپ داستان ہے، وہ ایک امانت ہے جو ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتی ہے اس لئے اسے مستند صحیح اور محقق ہونی چاہیے۔ تاکہ نئی نسل فریب اور دھوکے کا شکار نہ ہو، اسے صحیح جذبہ عمل مل سکے، وہ اس کے لئے گمراہ کن سنگ میل نہ بن جائے‘‘

(تاریخ اہل حدیث ڈاکٹر بہاء الدین، ۱/۴ مقدمہ)

❑❑❑

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اداریہ

کرونالاک ڈاؤن اور ہماری تاریخ

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

۲۰۲۰ء کا سال پوری دنیا کے لئے وحشت، دہشت اور خوف سے بھرا ہوا سال تھا، اس سال مارچ کے مہینے میں اچانک پوری دنیا لاک ڈاؤن اور کرونا وائرس کی وبائی چنگل کا شکار ہوگئی۔ ملک، صوبے، سرحدیں، ہوائی جہاز، ریل گاڑیاں بند ہوگئیں اور پورا کاروبار حیات ٹھپ ہوگیا۔ زندگی اور موت کے سائے میں ہماری زندگیاں گزرنے لگیں۔ اموات پر اموات کی خبریں اور پھر لاک ڈاؤن کی وجہ سے کفن دفن اور تجہیز وتکفین کی مشکلیں الگ سے، کتنے ہمارے عزیز اور اقرباء ہم سے بچھڑے مگر ہمیں ان کا چہرہ دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا اور ہم انہیں ایک مٹھی مٹی دینے سے بھی قاصر رہے۔ عوام تو عوام، خواص اور علماء کا اٹھ جانا اس فترے میں اتنی کثرت سے ہوا کہ کلیجہ منھ کو آگئے۔ عالم اسلام کی عظیم شخصیتیں، بالخصوص ہمارے ملک ہندوستان کے کبار علماء اور ہماری جماعت کی ان گنت علمی، دعوتی اور سماجی شخصیتیں ہم سے جدا ہوگئیں۔ اس فترے میں ہمیں احساس ہوا کہ علماء کا مقام کیا ہے اور ان کی جہاد زندگانی، عمل پیہم اور دین وملت کے لئے ان کی قربانیاں کتنی انمول اور قیمتی ہیں؟ ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی (مدینہ منورہ)، ڈاکٹر فضل الرحمن مدنی (مالیگاؤں) ڈاکٹر محمد لقمان سلفی (ریاض) ڈاکٹر آر کے نور محمد عمری (تامل ناڈو) ڈاکٹر عبدالباری خاں (ڈومریا گنج) حافظ صلاح الدین یوسف (صاحب احسن البیان) حکیم اجمل خاں (ہریانہ) حکیم عبدالحنان سلفی (دہلی) مولانا عین الباری عالیاوی (کلکتہ) مولانا فضل الرحمن (مالیگاؤں) مولانا محمد مقیم فیضی (ممبئی) مولانا علی حسین سلفی (بنارس) مولانا عبدالمنان سلفی (جھنڈانگر) مولانا عبدالحی اصلاحی (راجستھان) مولانا عزیز الحق عمری (مئو) حافظ یحییٰ دہلوی (دہلی) مولانا یوسف جمیل جامعی (کرنول) وغیرھم کثیر سے لے کر بھتیرے اعاظم رجال، ماہرین فن، کہنہ مشق مدرسین، مشاہیر دعاۃ وعلماء ہم سے یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے گئے۔ موبائل اور سوشل میڈیا پر انا اللہ کی آواز اور پیغام سے لوگ گھبرانے لگے۔ سچ ہے موت برحق ہے اور اللہ کا نظام کائنات میں جاری ہے۔ پوری طاقت وقوت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ہم تو صرف اپنے سارے معاملے اسی کی طرف لوٹاتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی امانت تھے اور اللہ کے پاس چلے گئے مگر یہ احساس اجاگر ہوا کہ ہمیں ان کی زندگیوں اور قربانیوں سے سبق لینا چاہیے۔ اور شخصیتوں کے بناؤ بگاڑ میں متداخل اسباب کو معلوم کرنا چاہیے تاکہ نسل نو اس سے فائدہ اٹھا سکے اور ان کی حیات وکردار اور اعمال وخدمات کو سامنے رکھ کر اپنے مستقبل کو تابناک بنا سکیں اور ساتھ ہی یہ حوصلہ ملا کہ ہماری تاریخ نویسی کی یہ حقیر کاوش ان شاءاللہ ہزاروں زندگیوں میں انقلاب اور روشنی کا ذریعہ ہوگی۔ اس لئے ہمیں اپنے درمیان علمی شخصیتوں کی قدر کرنی چاہیے اور ان کے علم وعمل سے زندگی کو معطر کرنے کی سعی پیہم کرنی چاہیے۔ سالنامہ تاریخ اہل حدیث کی یہ چوتھی جلد ہے جس میں بیشتر ایسے ہی علماء کا تذکرہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمیں بہتوں کے سلسلے میں کافی معلومات نہ مل سکی ہیں، کوششیں جاری ہیں۔ جن کا تذکرہ مختصر ہے یا چھوٹ گیا ہے ان شاءاللہ تفصیلات ومعلومات ملنے پر اگلے شماروں میں انہیں قارئین باوقار کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ اللہ ہمیں نیک توفیق دے اور گذرے ہوئے تمام اکابرین، علماء، اعیان جماعت اور عوام وخواص سب کی مغفرت فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افتتاحیہ

برصغیر میں تذکرہ نگاری
ایک تاریخی جائزہ

مولانا محمد ابوالقاسم فاروقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، أما بعد:

تذکرہ، سیر اور سوانح ان اہم فنون میں سے ہیں جنھیں مسلم علماء نے بام عروج پر پہنچایا، ان موضوعات پر اس قدر عظیم الشان لٹریچر فراہم کر دیا کہ آج تک دنیا کی کوئی قوم اور مذہب اس کا عشرِ عشیر مہیا کرنے سے قاصر ہے۔ امتِ مسلمہ، خصوصاً علما، شہداء اللہ فی الارض ہیں، ان کی ثقاہت اور استناد کے لیے تذکرہ نگاری اور اس کی اشاعت ایک دینی و شرعی فریضہ ہے۔ حضرت نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمہ اللہ (وفات: ۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

أن الاشتغال بنشر أخبار الأخيار من أهل العلم والآثار من علامات سعادة الدنيا وسيادة الآخرة اذهم شهود الله في أرضه ولهم المراتب الفاخرة (التاج المكلل، ص۳)

ان علوم کی معاشرتی اور علمی افادیت و اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ اسلاف کے تذکرے اور کارنامے ہمیں جینے کا حوصلہ دیتے ہیں، جدوجہد اور مشقت کا درس دیتے ہیں۔ قومیں جب روبہ زوال ہوتی ہیں تو یہی تذکرے ہمارے لیے مشعلِ راہ بنتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مؤرخین اور تذکرہ نگار اپنی کتابوں میں ان شخصیات کے کارناموں کو منظر عام پر لانے میں خصوصی توجہ دیتے ہیں جو تاریخ ساز ہوں، جنھوں نے تاریخ کے دھارے کو موڑنے کی کوشش کی ہو، معاشرے پر انھوں نے گہری چھاپ چھوڑی ہو، ان کا فیض، رفاہی، سیاسی یا علمی کارنامہ نمایاں ہو، ان کی زندگی آئیڈیل اور مثالی ہو۔

فنی اعتبار سے تراجم نگاری اور سوانح نگاری، انتہائی حساس، نازک اور مشکل ترین فن ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سوانح نگاری تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ سوانح نگار اور تذکرہ نویس کو سچا فن کار، منصف مزاج، وسیع القلب ہونا چاہیے۔ اس مملکت میں صرف صداقت اور حقائق کی حکمرانی چلتی ہے۔ اکاذیب، مبالغہ آرائی اور غلو کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ذاتی رجحانات، توہمات، تصورات، اوہام، داستان سرائی اور افسانہ طرازی فن تذکرہ نویسی کے لئے زہر ہلاہل ہے، تذکرہ نگاری کے صرف فنی، علمی اور تحقیقی اصول اور دیانت داری ہی اس کے معیار اور قدر و قیمت کا تعین کرتی ہے۔

تذکرہ نگاری کی روایت کافی قدیم ہے، اسلام سے قبل بھی اس فن کا ثبوت ملتا ہے۔ اپنے عہد اور بزرگوں کے واقعات اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کارناموں کو بیان کرنا گذشتہ اور قدیم اقوام کی ثقافت کا ایک حصہ رہا ہے۔انہیں سے تاریخیں بنیں اور رفتہ رفتہ تاریخ نویسی ایک فن بن گئی، تاریخ سے مختلف شاخیں پھوٹیں جو صدیاں گزرنے کے بعد مستقل فن اور صنف کی حیثیت اختیار کر گئیں۔

تذکرہ نویسی، تراجم نگاری، سوانح نگاری، شخصیت نگاری یا مرقع نگاری اور خودنوشت فنی اعتبار سے ایک دوسرے سے آج مختلف ضرور ہیں، لیکن مخرج اور مقصد کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ان سب کا تعلق شخصیت اور اس کے احوال سے ہے اور سب کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ فرد کی زندگی کا نقش ابھار کر سامنے لایا جائے، سوانح حیات میں زندگی کی تمام جزئیات سمٹ کر آجاتی ہیں، شخصی خاکے یا مرقع نگاری میں لفظی کفایت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔اس میں آثار و خدمات سے کوئی غرض نہیں ہوتی ہے، مرقع نگار زیر بحث شخصیت کو اپنے نقطہ نظر سے پیش کرتا ہے۔خودنوشت یا آپ بیتی میں مصنف اپنے متعلق ایک خاص زاویۂ نگاہ رکھتا ہے، اسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ جن واقعات کو مناسب سمجھے بیان کرے اور ایسی تمام چیزوں کو چھپا لے جن کے ذکر سے اس کی شخصیت متنازع اور مبغوض بن جاتی ہے۔

تذکرہ نگاری ایک عمومی لفظ ہے، تذکرہ میں معاشرے کی ایسی شخصیات کے احوال تحریر کیے جاتے ہیں، جنھوں نے سماج پر اپنی چھاپ چھوڑی ہو، ان سے ہمیں معاشرہ کے مختلف پہلوؤں اور ثقافت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، عام تاریخی کتب سے یہ ممکن نہیں ہے۔

تذکرہ نگاری کو عربی میں علم التراجم اور علم اسماء الرجال کہتے ہیں۔ فی زمانناتذکرہ فارسی کے زیر اثر اردو میں ایک صنف کی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور اس لفظ کی عمومیت کو محدود کر دیا گیا ہے، اصطلاحاً تذکرہ متعدد اشخاص کے حالات اور کارناموں کو جمع کرنے کا نام ہے۔یہ اشخاص کسی بھی شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والے ہو سکتے ہیں، وہ مذہبی بھی ہو سکتے ہیں، سیاسی، سماجی اور ادبی بھی ہو سکتے ہیں اور ایسی کوئی بھی کتاب جس میں ایک نوع کے افراد کے حالات اور انفرادی خصوصیات کو جمع کر دیا جائے، اسے تذکرہ کا نام دیا جا سکتا ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ مصنف کتاب کے نام میں لفظ تذکرہ شامل کرے، عربی اردو اور فارسی کے بے شمار ایسے تذکرے ہیں جن کے نام میں لفظ تذکرہ شامل نہیں ہے، لیکن وہ تذکرے ہیں۔

تذکرہ عربی زبان کا لفظ ہے، قرآن کریم میں متعدد مقامات پر یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے نصیحت اور یاددہانی کا معنی مراد لیا گیا ہے، چنانچہ سورۃ مزمل کی آیت نمبر ۱۹ رمیں اللہ رب العالمین نے فرمایا: (اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا)(المزمل:۱۹)''یعنی بے شک یہ نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرلے''

(هٰذِهٖ) سے اشارہ سورۃ المزمل ہے، بعض مفسرین کے نزدیک پورے قرآن کی طرف اشارہ ہے۔ یہ لفظ اپنے عمومی معنی میں مفرد اور مرکب دونوں استعمال ہوا ہے۔عرب مصنّفین نے علما، فقہا، شعرا اور رواۃ کے جو تراجم ترتیب دیے، ان میں سے بیشتر عہد بہ عہد کسی خاص علم وفن کے لوگوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے طبقات کے نام سے منظرِ عام پر آئے، جیسے''طبقات الحفاظ''،''طبقات المفسرین'': علامہ جلال الدین سیوطی (وفات:۹۱۱ھ)،''طبقات الاولیاء'' مرتبہ سراج الدین عمر ابن الملقن (وفات:۸۰۴ھ)، ابن سلام الجمحی، ابن قتیبہ اور ابن المعتز کی ''طبقات الشعراء'' وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ وتذکرہ میں فرق:

تذکرہ میں محض ابتدائی قسم کی ضروری معلومات درج ہوتی ہیں، اس کے برخلاف مورخ حالاتِ زندگی کو متوازن شرح وبسط کے ساتھ قلم بند کرتا ہے اور اس کی سرگذشت حیات کے منتشر سلسلوں کو ایک تنظیم اور ترتیب کے تحت لانے کا فریضہ انجام دیتا ہے، تذکرہ میں مصنف زیادہ سے زیادہ شخصیات کے حالات فراہم کرتا ہے، جب کہ تاریخ میں نمائندہ افراد ہی کو جگہ دی جاتی ہے۔

سوانح نگاری اور سیرت نگاری معنوی طور سے ایک ہی ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ فنون کے ارتقا کے ساتھ لفظ سیرت اور سیرت نگاری کی اصطلاح نبی آخرالزماں رسول اللہ ﷺ کے حالات وواقعات کے ساتھ خاص ہوگئی، لیکن بزرگان دین کے حالات پر مشتمل کتابوں میں بھی ''سیرۃ'' کا استعمال کتاب کے عنوان کے جز کے طور پر رائج ہے، جیسے ''سیرۃ النعمان'': علامہ شبلی۔

اسلام سے قبل یہودیوں، عیسائیوں اور یونانیوں میں بزرگوں کے حالات اور واقعات بیان کرنے کا رواج تھا، لیکن تحریر کی شکل میں اس کے ارتقائی سفر کا آغاز سرزمین عرب سے ہوا، عرب کے قبائل پہلے تحریر کے فن سے ناآشنا تھے، انہیں اپنے بے مثال حافظے پر ناز تھا، اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے تحریر کا سہارا لینا وہ ننگ اور عار سمجھتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی۔ اسلام نے لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کردیا، اقدار بدل گئے، ماحول میں تبدیلی آگئی، نئی نئی ضروریات پیش آنے لگیں، رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ اصحاب نے خطابت کی حکمرانی کے پہلو بہ پہلو تحریر سے بے اعتنائی ترک کردی۔ آیات، احادیث، شرعی احکام، خطوط، فرامین اور صلح ناموں کی کتابت کے ساتھ تحریر کے نئے دور کا آغاز ہوا۔

بنوامیہ کے عہد خلافت تک فتوحات اور تسخیری مہمات کے سبب سے اس عمل میں زیادہ تیزی نہ آسکی۔ بنوعباس کے دور میں اشاعتِ حدیث اور ان کی تدوین میں تیزی آئی تو نئے نئے علوم وجود میں آئے، اللہ نے اسوۂ نبی ﷺ اور اتباع سنت امتِ مسلمہ کے لئے ناگزیر ٹھہرایا، ضروری ہوا کہ آپ کی زندگی کے ایک ایک لمحہ، ہر حرکت اور ہر کیفیت کو تحریروں میں محفوظ کردیا جائے۔ اس طرح سیرت نگاری کا چلن عام ہوا، سیرت نگار ایک طرف آپ ﷺ سے متعلق تفصیلی جزئیات کا اہتمام کرتے، دوسری طرف محدثین روایات کی صحت اور عدمِ صحت کی مکمل جانچ پڑتال کرتے، اس کے لئے راویوں کے احوالِ زندگی سے باخبر ہونا ضروری تھا، انہوں نے اس کے لئے اصول وضوابط بنائے، اس طرح فن تراجم یا اسماء الرجال کا ایک مستقل فن وجود میں آیا۔ ابتدائے اسلام سے عہدِ بنوعباس تک سیر وسوانح اور تراجم سے متعلق تین مستقل علم وجود میں آئے۔

(ا) سیرت نگاری:

تدوین حدیث کے ساتھ محدثین نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت لکھنے کی طرف بھرپور توجہ دی اور اس فن کے کسی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا، سیرت کے موضوع پر لکھی گئی کتابیں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے ہر گوشے اور عہدِ نبوی کے تمام واقعات اور تاریخ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیرت نگاری کا ایک اہم حصہ المغازی بھی ہے، جس میں عہد نبوی کے غزوات اور جنگوں کا حال بیان کیا جاتا ہے، سیرت نگاری کا آغاز مغازی کی تالیف و تدوین سے ہوا۔ محدثین احادیث کے مجموعوں میں مستقل طور سے مغازی کا باب کتاب المغازی کے نام سے شامل کرتے۔

تدوین مغازی کا آغاز خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفانؓ کے صاحب زادے ابان (وفات:۱۰۵ھ) نے کیا، آپ نے چند صحیفوں میں رسول اللہ ﷺ کی حیات اور مغازی سے متعلق احادیث لکھی تھیں، اس سلسلہ کو مشہور تابعی عروہ بن الزبیر بن العوام (وفات:۹۵ھ) نے اپنی روایات سے برقرار رکھا۔

عہدِ بنی امیہ کے سب سے اہم سیرت نگار اور مغازی کے مدون امام محمد بن شہاب الزہری ہیں جو کتبِ صحاح، سنن اور مسانید کے معتبر راوی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز (وفات:۱۰۱ھ) کے حکم سے آپ نے تدوین مغازی کا منظم طور سے آغاز کیا، سیرت میں اول تصنیف آپ کی ہے جو آنے والے سیرت نگاروں کا ماخذ بنی۔ ان کے علاوہ اس فن کو ترقی دینے والے عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری (وفات:۱۱۹ھ) عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری (وفات:۱۳۵ھ)، موسیٰ بن عقبہ (وفات:۱۴۱ھ)، محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی (وفات:۱۵۱ھ) ہیں۔ محمد بن اسحاق اپنے دور میں مغازی کے سب سے بڑے عالم تھے۔ آپ کی کتاب ''المغازی'' فنِ مغازی پر سب سے پہلی اور سب سے قدیم کتاب ہے جو ہم تک پہنچی ہے۔ مشہور ہے کہ محمد بن اسحاق نے یہ کتاب خلیفہ منصور عباسی کے حکم سے لکھی۔ کتاب کی طوالت کی وجہ سے منصور نے اسے مختصر کرنے کی ہدایت کی تو آپ نے اس کا اختصار لکھا، دوسری صدی ہجری کے دیگر اہم سیرت نگار اور مغازی کے ماخذ محمد بن عمر بن واقد مولی بن ہاشم (وفات:۲۰۷ھ) ہیں جو واقدی کے نام سے معروف ہیں۔ بحیثیت راوی حدیث وہ اگرچہ سخت ضعیف ہیں لیکن مغازی اور سیرت کی ایسی تفصیلات اور جزئیات کے لئے ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے جن کا عقائد و احکام سے تعلق نہیں۔ واقدی نے تاریخ و تراجم میں کئی کتابیں لکھیں جن میں سے صرف ان کی ''المغازی'' باقی رہ گئی جو مورخین کا ماخذ بنی۔ اس کے بعد سیرت و مغازی کی تالیف کا سلسلہ چل پڑا جو آج تک جاری ہے۔ تیسری صدی ہجری اور اس کے بعد کے ادوار میں اس موضوع پر درج ذیل اہم کتابیں لکھی گئیں:

① سیرت ابن ہشام: یہ کتاب عبدالملک بن ہشام بن ایوب (وفات:۲۱۸ھ) کی تصنیف کردہ ہے۔ سیرت ابن ہشام دراصل سیرت ابن اسحاق کا اختصار ہے۔ سیرت ابن ہشام کی بے نظیر شرح امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی الاندلسی (وفات:۵۸۱ھ) نے ''الروض الانف'' کے نام سے کی جو آج بھی متداول ہے۔

② تیسری صدی ہجری کے سیرت نگاروں میں ایک بڑا نام محمد بن سعد (وفات:۲۳۰ھ) کا ہے، ابن سعد واقدی کے شاگرد تھے اور کاتب واقدی کے لقب سے معروف تھے۔ ابن سعد کی سب سے اہم کتاب ''کتاب الطبقات الکبریٰ'' ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی ابتدائی دو جلدیں سیرت رسول اللہ ﷺ اور مغازی پر مشتمل ہیں۔

③ جوامع السیرۃ۔ مصنف ابن حزم الاندلسی (وفات:۴۵۶ھ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ الدرر فی اختصار المغازی والسیر ،تالیف ابن عبدالبر (۴۶۳ھ)
⑤ السیرۃ النبویۃ،تالیف عبدالغنی مقدسی (ت ۶۰۰ھ)
⑥ دلائل النبوۃ:ازبیہقی (ت ۴۵۸ھ) یہ دلائل و معجزات کے علاوہ سیرت کی مکمل کتاب ہے اور پچھلی تمام کتب سیرت کی جامع ہے۔
⑦ السیرۃ۔تالیف:عبدالمومن بن خلف الدمیاطی (وفات:۷۰۵ھ)
⑧ عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر ۔تالیف:ابن سید الناس (وفات:۷۳۴ھ)

آٹھویں صدی ہجری کے تین مشہور مصنفین:ذہبی،ابن القیم اور ابن کثیر کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔

⑨ المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ۔تالیف:علامہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد القسطلانی (وفات:۹۲۳ھ) اس کتاب کی شرح متعدد علمانے کی،جس میں سب سے معروف شرح محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی مصری مالکی (متوفی ۱۱۲۲ھ) کی ہے۔
⑩ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف بہ سیرت حلبیہ۔تالیف:شیخ برہان الدین حلبی (وفات:۱۰۴۴ھ)

۲ تراجم علماء و محدثین یا اسماء الرجال:

فن سیرت نگاری کی طرح علم التراجم کا آغاز بھی عہد نبوی کے بعد ہو گیا تھا،ذخیرہ احادیث نبویہ کی حفاظت اس کا محرک بنا۔اس کے لئے محدثین نے اصول وضوابط مقرر کیے،رواۃ اسناد کی زندگی کے حالات معلوم کیے۔ان کی تاریخ پیدائش،تاریخ وفات،حصول علم حدیث،اساتذہ اور ان کی زندگی سے متعلق ہر چیز کی چھان پھٹک کی،تراجم کا میدان اس قدر وسیع ہے اور اس موضوع پر محدثین نے اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ ان کا استقصا کرنا مشکل ہے۔تراجم کے تالیفی سلسلے میں تنوع بھی بہت زیادہ ہے۔یہ واضح رہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں افراد کی سوانح عمریوں سے زیادہ طبقوں اور گروہوں کے تراجم کا رواج تھا۔

تراجم کی وہ اہم اقسام یا صورتیں جو محدثین کے درمیان رائج تھیں،درج ذیل ہیں:

① سیر صحابہ:صحابہ کرامؓ کی سیرت اور سوانح سے متعلق کتابیں:''معرفۃ الصحابہ'' تالیف ابن مندہ (وفات:۳۹۵ھ)، ''معرفۃ الصحابہ'' لابی نعیم (وفات:۴۳۰ھ)،''الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'' لابن عبدالبر (وفات:۴۶۳ھ)،''اسد الغابہ'' لابن الاثیر (وفات:۶۳۰ھ)،''الاصابہ فی تمییز الصحابہ'' لابن حجر العسقلانی (وفات:۸۵۲ھ)۔
② طبقات:تراجم کی ترتیب کا یہ انداز متعدد تذکرہ نویسوں میں عام تھا۔اس طرز کی کتابوں میں زمانی اور تاریخی اعتبار سے علماء اور رواۃ کی تقدیم و تاخیر کو مدنظر رکھتے ہوئے علاحدہ علاحدہ طبقات قائم کیے جاتے تھے۔بطور نمونہ چند کتابیں ذکر کی جارہی ہیں:''الطبقات الکبریٰ''،تالیف:ابن سعد۔''الطبقات''،مولف:خلیفہ بن خیاط۔''طبقات علماء الحدیث''، تالیف:ابن عبدالہادی۔''تذکرۃ الحفاظ''،تالیف:امام ذہبی۔''طبقات الحفاظ''،مولف:امام سیوطی۔
③ معاجم:موسوعاتی یا حروف تہجی کے اعتبار سے یہ کتابیں لکھی جاتی تھیں،جیسے معجم الادباء لیاقوت (متوفی ۶۲۶ھ) وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محدثین کی اصطلاح میں ان کتابوں کو معجم کہا جاتا ہے جنہیں مصنف اپنے شیوخ کے اعتبار سے ترتیب دے جیسے ''المعجم الصغیر'' اور المعجم الاوسط'' للطبرانی، ''معجم'' ابن الاعرابی، ''معجم ابی یعلی''۔

④ مخصوص فن اور اختصاص کے اعتبار سے تراجم: ''طبقات الحفاظ'' للذہبی، ''معرفۃ القراء الکبار'' للذہبی، ''طبقات المفسرین''، تالیف: امام سیوطی، ''طبقات الصوفیۃ'' للسلمی۔

⑤ مناقب: صحابہ کرام، تابعین اور محدثین کی مستقل اور مفصل سوانح عمریاں جیسے ''مناقب الامام احمد''، تالیف: ابن الجوزی۔ ''مناقب الامام شافعی''، تالیف: امام بیہقی، ابن ابی حاتم الرازی اور ابن حجر عسقلانی، ''مناقب الامام ابی حنیفہ''، تالیف: موفق المکی۔ ''مناقب الامام مالک''، تالیف: زواوی۔

⑥ تراجم بقید عہد اور زمان: ''الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنۃ'': ابن حجر عسقلانی۔ الضوء اللامع لاھل القرن التاسع، تالیف سخاوی۔ ''البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع''، تالیف: امام شوکانی۔ ''الکواکب السائرۃ باعیان المئۃ العاشرۃ''، تالیف: شیخ غزی۔ ''سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر''، تالیف: شیخ مرادی، ''حلیۃ البشر فی أعیان القرن الثالث عشر'' للبیطار۔

⑦ تراجم حسب وفیات: اس قسم کے تذکروں میں تاریخ وفات کے مطابق تراجم ذکر کیے جاتے ہیں، جیسے: ''الوفیات''، ابن رافع، ''الوفیات'' لابن قنفذ، ''التکملۃ لوفیات النقلۃ'' منذری۔

تراجم شعراء کی روایت:

سیرت نگاری اور فن اسماء الرجال کے متوازی عربی شعراء کے تذکروں کا بھی آغاز ہوا۔ محققین کی متفقہ رائے ہے کہ ابن سلام الجمحی (وفات: ۲۳۲ھ) پہلا صاحبِ قلم ہے جس نے عربی شعراء کے تذکروں کا سنگِ بنیاد رکھا اور طبقات فحول الشعراء کے نام سے جاہلی اور اسلامی شعراء کے حالات قلم بند کیے۔

تیسری صدی ہجری کے تذکرہ نگاروں میں محمد بن حبیب (وفات: ۲۴۵ھ)، ابوزید عمر بن شبہ البصری (وفات: ۲۶۲ھ)، ابوعبداللہ ہارون بن علی بن یحییٰ بن ابی منصور المنجم البغدادی (وفات: ۲۸۸ھ)، ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (وفات: ۲۷۶ھ)، ابوالعباس عبداللہ ابن المعتز (وفات: ۲۹۶ھ) کے نام آتے ہیں۔

ابن قتیبہ کی تصانیف میں ''ادب الکاتب'' اور ''الشعر والشعراء'' کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اسی طرح ابن المعتز کی ''طبقات الشعراء'' بھی مشہور ہوئی۔ تذکرہ نگاری کے میدان میں ابوالفرج اصبہانی (وفات: ۳۵۶ھ) نے غیر معمولی قدم اٹھایا، اس نے چوبیس جلدوں میں ''کتاب الاغانی'' لکھی جس کا ایک معتدبہ حصہ شعراء کے تراجم پر مشتمل ہے۔ اسکے بعد اس راہ میں بھی تذکرہ نویسوں کا قافلہ آگے بڑھتا رہا۔ عبدالملک بن محمد اسماعیل ثعالبی (متوفی ۴۲۹ھ) کی ''یتیمۃ الدھر فی محاسن اہل العصر'' علی بن حسن الباخرزی (وفات: ۴۶۷ھ) کی ''دمیۃ القصر''، عمادالدین (متوفی ۵۹۷ھ) الکاتب کی تصنیف ''خریدۃ القصر وجریدۃ العصر'' کو بھی شعرا کے تذکروں میں خاص مقام حاصل ہے۔

❑❑❑

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں تراجم علماء سے متعلق تالیفات اوران کے تذکرے لکھنے کی روایت خاندانِ غلامان سے خاندانِ مغلیہ تک ہر دور میں رہی۔افسوس ناک امر یہ ہے کہ اگرچہ ہندوستانی علما کے سامنے عربوں کا جمع کیا ہوا تذکروں کا پورا ذخیرہ موجود تھا لیکن انہوں نے عربوں کی تصنیفات سے کوئی خاص فائدہ نہیں اٹھایا۔قدیم ہو یا جدید، کسی بھی تذکرہ اور سوانح عمری میں عربوں کی تحقیق وتدقیق کا اسلوب نہیں ملتا۔شاید اس کی سب سے اہم وجہ رہی ہو کہ ہندوستانی مسلم تہذیب براہِ راست عربی زبان وادب کی ریزہ چین نہیں تھی۔اس کی مکمل اساس فارسی تہذیب وزبان تھی اور خالص عجمیت کے زیر اثر پروان چڑھی۔فارسی ادب تراجم وتذکروں کے سرمایہ سے تہی دامن تھا۔فارسی میں اس کی بنیاد کافی عرصہ بعد تصوف کے زیر اثر پڑی۔ ابوالحسن علی بن عثمان الہجویری الغزنوی (وفات:۴۶۵ھ) کی کتاب ''کشف المحجوب لارھاب القلوب'' نیز عبداللہ بن محمد انصاری خزرجی الہروی (وفات:۴۸۱ھ) نے سلمی کی کتاب طبقات الصوفیہ میں کچھ اضافے کیے۔تاہم فارسی میں تذکروں کا آغاز فریدالدین عطار کی کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' سے ہوا۔تذکرۃ الاولیاء مشہور مستشرق نکلسن کی تحقیق وتصحیح کے ساتھ کیمبرج سے ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی لیکن اس سے قبل ہی ہندوستان میں میر تفضّل علی کی تصحیح کے ساتھ مطبع محمدی جناب مفتی حسین میاں صاحب بندر ممبئی سے ۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۴ء میں شائع ہو چکی تھی۔اردو ترجمہ عبدالرحمن صدیقی نے ۱۹۲۵ء میں کیا۔

چوتھی صدی ہجری کے بعد تصوف کی لہریں ہندوستانی علما کو علمی اور تحقیقی منہج سے بہت دور بہا کر لے گئیں۔اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ پانچویں صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری تک اس فن میں کوئی قابلِ قدر اضافہ نہیں ہوا، تراجم کے موضوع پر جو بھی کتابیں لکھی گئیں، ان میں عقیدت مندی کے جذبات، خرق عادات پر مشتمل واقعات، بزرگوں کی کرامات، ان کے اقوال وملفوظات تو موجود ہیں، مگر حیات وآثار کی اصل تصویریں ناپید ہیں۔ بارہویں صدی ہجری تک اس موضوع پر جو کام ہوئے، ان میں سے چند اہم تذکروں اور سوانح عمریوں کی فہرست یہ ہے:

① فوائد الفواد، تالیف: امیر حسن سجزی (۷۰۷ھ/ ۱۳۰۷ھ) یہ کتاب نظام الدین اولیا کے ملفوظات پر مشتمل ہے، اس میں بدایوں کے ۲۲/علماء ومشائخ کا تذکرہ ہے۔

② سیر الاولیاء مرتبہ امیر خرد کرمانی (وفات:۷۹۰ھ) موضوع: اکابر مشائخ چشت کے حالات وملفوظات۔

③ خیر المجالس (خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے ملفوظات) مرتبہ حمید شاعر المعروف بہ قلندر سنہ تالیف ۷۵۶ھ۔

④ نفائس الانفاس (خواجہ برہان الدین غریب کے ملفوظات۔

⑤ جامع العلوم: مخدوم جہانیان سید جلال الدین بخاری (درعہدِ سلطان محمد تغلق، فیروز تغلق) کے ملفوظات اور مختصر حالات۔اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا ذوالفقار احمد بھوپالی (م ۱۳۴۰ھ) نے الدر المنظوم کے نام سے کیا جو ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوا۔

⑥ جوامع الکلم مرتبہ سید محمد اکبر حسینی (خواجہ سید محمد گیسو دراز کے ملفوظات) ۸۰۱ھ تا ۸۰۴ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑦ سیر محمدی مرتبہ محمد علی سامانی (وفات: ۸۳۱ھ) سوانح حضرت خواجہ گیسو دراز، اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا حکیم سید شاہ نذیر احمد قادری نے ''تحفہ احمدی'' کے نام سے کیا اور ۱۳۴۷ھ میں یونانی دواخانہ پریس سبزی منڈی الہ آباد سے شائع ہوا۔

⑧ تاریخ حبیبی وتذکرہ مرشدی تالیف عبدالعزیز ملک شیر واعظی سنہ تالیف: ۸۴۹ھ۔

⑨ محبت نامہ (ملفوظات شاہ یداللہ، وفات ۸۵۲ھ نبیرہ خواجہ گیسو دراز) مرتب سید محمود فضل اللہ۔

⑩ شوامل الجمل درشمائل الکمل (ملفوظات خواجہ شاہ منّ اللہ حسینی، وفات: ۸۷۹ھ) نبیرہ حضرت خواجہ گیسو دراز۔

لطائف اشرفی (محمد اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وملفوظات)

سیر العارفین مرتبہ مولانا جمالی رحمۃ اللہ علیہ ۹۳۷ھ/ ۱۵۳۰ء۔

گلزار ابرار: عہدِ جہاں گیری کا یہ ایک نادر تذکرہ ہے اس کا مصنف محمد غوثی بن حسن ابن موسیٰ شطاری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ ۹۶۲ھ میں مانڈو (مالوہ) میں پیدا ہوا، تذکرہ گلزار ابرار ۱۰۱۴ھ اور ۱۰۲۲ھ کے درمیان لکھا گیا، اس میں ساتویں صدی ہجری کے آغاز سے کتاب کے سنہ تالیف تک (چار سو بائیس سال کے دوران) کے اولیاء اور بزرگانِ دین کے حالات جہاں تک مصنف کو ملے بیان کر دیے۔ کل چھ سو بارہ بزرگوں کا ذکر ہے۔ گلزارِ ابرار کا پہلا ترجمہ جناب فضل احمد نے کیا اور ۱۳۲۶ھ میں مطبع مفید عام آگرہ میں شائع ہوا۔

اس عہد کا سب سے معروف تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ''اخبار الاخیار فی احوال الابرار'' ہے، اس میں برصغیر کے تقریباً تین سو علما، مشائخ اور صوفیا کے احوال مذکور ہیں۔ اخبار الاخیار ہندوستانی علما (متقدمین) کے متعلق اہم ماخذ ہے۔ چونکہ مذکورہ تذکرہ کا بنیادی مقصد ہدایت ورہنمائی اور حکمت ونصائح ہے، اس لیے صوفیا کے کشف وکرامات کے واقعات کا زیادہ ذکر ہے۔

عہدِ جہاں گیری کا ایک اور تذکرہ ''حدیقۃ الاولیاء'' تالیف سید عبدالقادر بن سید ہاشم بن سید محمد ٹٹوی رحمۃ اللہ علیہ ہے جو ۱۰۱۶ھ کی تصنیف ہے۔ یہ تذکرہ ۱۹۶۷ء میں سید حسام الدین راشدی کی تصحیح کے ساتھ سندی ادبی بورڈ حیدر آباد سندھ پاکستان نے شائع کیا۔

تحفۃ الکرام مولفہ علی شیر قانع رحمۃ اللہ علیہ تالیف ۱۱۸۱ھ طباعت ۱۳۰۴ھ۔

سفینۃ الاولیاء مولفہ داراشکوہ رحمۃ اللہ علیہ (قلمی، کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد) سنہ تالیف: ۱۰۴۹ھ

خلاصۃ العارفین (قلمی، کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد) سنہ تالیف: ۱۱۹۳ھ

بارھویں صدی ہجری سے تذکرہ نویسی کی نئی تاریخ کا آغاز ہوا۔ اس کا سنگِ بنیاد نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان نے تذکرہ ''مآثر الامراء'' لکھ کر کیا۔ یہ پہلا تذکرہ تھا جس میں صوفیا کے بجائے امرا کے احوال بیان کیے گئے۔ یہاں پر ''مآثر الامراء'' کا مختصر تعارف ضروری سمجھتا ہوں۔

''مآثر الامراء'' کے مصنف شاہنواز خان مغل سلطنت کے عہدِ زوال کے مورخ اور دکن میں نظام کے وزیر تھے۔ ۱۷۰۰ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ نظام الملک آصف جاہ اول نے انہیں برابر صوبے کا دیوان مقرر کیا، بعد میں آصف جاہ کی نظرِ عتاب کے شکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے۔ ۱۷۵۷ء میں فرانسیسیوں سے جھڑپ کے دوران مارے گئے۔ معتوبی کے دوران انہوں نے سلطنتِ مغلیہ کے امرا کی سوانح اورنگ زیب کے عہد تک مرتب کی۔ مآثر الامراء تذکرہ نویسی میں اپنے طرز کی منفرد کتاب ہے۔ کتاب کا مسودہ ناتمام تھا اور فرانسیسیوں سے لڑائی کے دوران گم ہو گیا۔ ان کے دوست اور معروف تذکرہ نگار مولانا غلام علی آزاد نے اسے تلاش کیا، ازسرنو ترتیب دیا، اس کے بعد شاہنواز خان کے صاحب زادے میر عبدالحی خان (۱۱۴۲ھ/ ۱۷۲۹ء۔۱۱۹۶ھ/ ۱۷۸۲ء) نے مسلسل محنت اور عرق ریزی کر کے ۳۴۰ امراء کے سوانحی حالات کا مزید اضافہ کیا اور اسے ۱۷۸۰ء تک پہنچا دیا، اس طرح ''مآثر الامراء'' میں ۵۳۰ تراجم امرا ہو گئے۔ مآثر الامراء کا فارسی نسخہ مطبع اردو گائیڈ کلکتہ سے مولوی عبدالرحیم مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ کی تصحیح کے ساتھ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ نے ۱۸۸۸ء میں شائع کیا۔

بارہویں صدی ہجری میں جن تذکرہ نویسوں نے اس فن کو نئی جہت دی، ان میں سرفہرست مولانا غلام علی آزاد بلگرامی (۱۱۱۶ھ/ ۱۷۰۴ء۔۱۲۰۰ھ/ ۱۷۸۵ء) کا نام ہے۔ تذکرہ نویسی کے موضوع پر آپ نے جو کتابیں لکھیں ان میں روایتی انداز کو ترک کر کے تحقیق وصداقت کی سمت موڑ دیا۔ وہ عربی اور فارسی کے اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔ انہیں مورخین نے ''حسان الہند'' کا خطاب دیا۔ عربی تراجم نگاری اور اسماء الرجال کے منہج سے واقف تھے۔ شیخ محمد حیات سندھی (وفات: ۱۱۶۳ھ) کے شاگرد تھے۔ مولانا آزاد نے علاقائی اعتبار سے علما اور شعرا کے تذکرے لکھے۔ آپ کے مرتب کیے ہوئے چار تذکرے آج بھی مورخین کے لئے اہم اور معتبر مآخذ ہیں۔ ان کا مختصر تعارف حسبِ ذیل ہے:

① مآثر الکرام فی تاریخ بلگرام: مولانا آزاد نے اس میں بلگرام کی تاریخ اور اس علاقہ کے اولیا اور علما کے احوال اور خدمات تفصیل سے بیان کیا، اسے آپ نے مآثر الکرام کا دفتر اول قرار دیا، یہ کتاب مطبع مفید عام آگرہ میں ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی۔

② سرو آزاد: یہ کتاب فارسی اور ہندی شعرا کا تذکرہ ہے۔ اسے آزاد نے مآثر الکرام کا دفتر ثانی قرار دیا۔ اس میں ۱۴۳ فارسی شعرا اور ۸ ہندی شعرا کا تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ مطبع دخانی رفاہ عام لاہور میں باہتمام مولوی عبدالحق ۱۹۱۳ء میں طبع ہوا۔

③ تذکرۃ الاولیاء: یہ اورنگ آباد کے بزرگانِ دین کا تذکرہ ہے۔

④ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان: مولانا آزاد کی یہ سب سے اہم کتاب ہے جو چار فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل قرآن اور حدیث میں ہندوستان کے ذکر سے متعلق ہے۔ دوسری فصل میں ہندوستان کے تقریباً پینتالیس ان علما کا ذکر ہے جنہیں عربی زبان پر دسترس حاصل تھی۔ تیسری فصل عربی اور سنسکرت زبان کے وجوہ بلاغت کا تذکرہ ہے۔ چوتھی فصل اس اعتبار سے نادر ہے کہ ہند کے اسرار زنان کی تفصیلات پہلی بار عربی زبان میں بیان کی گئی ہے۔

اس کتاب کو مولانا نے ۱۱۷۷ء میں تحریر کیا، بمبئی کے سنگی مطبع میں پہلی بار ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۵ء میں میرزا محمد شیرازی کے اہتمام میں شائع ہوئی۔ دوسرا ایڈیشن فضل الرحمن ندوی سیوانی کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۷۶ء میں علی گڑھ یونیورسٹی نے دو جلدوں میں شائع کیا، لیکن ابھی اس میں تصحیح اور تحقیق کی ضرورت باقی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان تذکرہوں کی تالیف میں مولانا آزاد نے متداول تاریخ وتذکرہ کی کتابوں تک اپنی تلاش وجستجو کو محدود نہیں رکھا بلکہ متعلقہ شخصیت کے اقرباء اور اہالیانِ شہر سے بھی حالات دریافت کیے۔ بیاضوں سے بھی مدد لی، علما کی علمی خدمات پر روشنی ڈالی، ان کی تاریخ پیدائش اور وفات کا خاص دھیان دیا۔ ان کی اس کتاب سے بہت سی غیر معروف اور گم نام کتابوں کا پتا چلا۔ بعض واقعات کی صحیح تاریخ کے تعین میں مدد ملی۔ انہوں نے جو لکھا، مستند لکھا۔

بارہویں صدی ہجری کا ایک اور اہم تذکرہ ''بحرزخار'' ہے۔ اس کے مولف شیخ وجیہ الدین اشرف اودھی (عہدِ شجاع الدولہ) تھے، ان کے تذکرہ میں ۲۸۰۰ علما اور صوفیا کے احوال بیان کیے گئے ہیں جو بیشتر ہندوستانی ہیں۔ یہ تذکرہ ۱۲۰۲ھ/ ۱۷۸۸ء میں لکھا گیا۔ اس نایاب تذکرے کا جدید ایڈیشن پروفیسر آذرمی دخت کی تصحیح اور تدوین کے ساتھ مرکز تحقیقات فارسی علی گڑھ یونیورسٹی سے ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا۔

اسی عہد میں شاہ ولی اللہؒ نے ''انفاس العارفین'' بھی لکھی جو چار رسالوں کا مجموعہ ہے، اس میں شاہ صاحب کے خاندان اور اساتذہ کے کافی احوال آگئے ہیں۔

تذکرہ اور تراجم کے باب میں ہندوستان پر لکھی گئی کچھ اہم تاریخ کی کتابوں، شعرا اور انساب کے تذکروں کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ اور تذکروں میں فنی اعتبار سے فرق جدید زمانہ کی ایجاد ہے۔ تاریخ میں شخصیات کا ذکر ضمنی طور سے ہوتا ہے۔ لیکن ان کے ذکر کے بغیر تاریخ کی گاڑی آگے نہیں بڑھتی ہے۔ اس کے برعکس سوانح نگار کو بادشاہ اور اس کے دربانوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی ہے، اس کا موضوع فردِ واحد یا چند افراد ہوتے ہیں جو ملک ومعاشرہ کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تاریخ کی کتابوں پر نظر ڈالی جائے تو عہدِ تیموری تک کئی ایسی کتابیں ضرور مل جائیں گی جن میں علما کے حالات اور واقعات پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ عہدِ غلامان میں قاضی منہاج السراج جوزجانی سب سے بڑے مورخ ہیں۔ ان کی کتاب ''طبقات ناصری'' (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۴ء) میں اگرچہ علما کے تذکرے نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن خراسان، غور، شمالی ہند نیز چنگیز خان کی طوفانی یلغار، بغداد کی تباہی (۶۵۶ھ) کی دلدوز داستان اور عرب علما کے لئے ہندوستان کا دروازہ کھولنے کے بارے میں ایک اہم ماخذ ہے۔

تاریخ فیروز شاہی مولفہ ضیاء الدین برنی (ف ۷۵۸ھ) فیروز شاہ تغلق کے عہد کے دینی ماحول کا عکاس ہے۔ عبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ اور عہدِ جہاں گیری کے مشہور مورخ محمد قاسم فرشتہ کی تاریخ ''گلشن ابراہیمی'' المعروف بہ تاریخ فرشتہ میں ہندوستان کے ابتدائی دور اور عہدِ تیموریہ تک کے علما ومشائخ کے حوالے سے اچھا خاصا خام مواد موجود ہے۔

تراجم علما کی جستجو میں ہم شعرا کے تذکروں سے صرفِ نظر نہیں کر سکتے ہیں، کیوں کہ زیادہ تر علما اور اولیائے کرام کو شعر وسخن سے ذوق تھا، ان کے احوال شعرا کے تذکروں میں ہمیں مل جاتے ہیں۔ ابتدائی دور میں ان تذکروں میں زیادہ تر صرف اشعار کے انتخاب ہوتے۔ ان میں شعرا کے احوال کا اہتمام بہت کم ہوتا تاہم ان کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستانی فارسی تذکرہ نویسی میں اولیت عوفی یزدی کے تذکرہ ''لباب الالباب'' کو حاصل ہے۔ یہ تصنیف فارسی میں تذکرہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نگاری کی روایت کا سنگِ بنیاد ہے۔ ''لباب الالباب'' دو جلدوں میں تین سو شاعروں کے ذکر پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد حنیف نقوی (م ۲۰۱۲ء) کے بیان کے مطابق اس نے یہ تذکرہ دلی آنے سے قبل اس وقت لکھا جب وہ زچ میں مقیم تھا اور ناصر الدین قباچہ کے دربار سے وابستہ تھا۔ (تذکرہ شعرائے اردو۔ مقدمہ)

ہندوستان میں عمومیت اور تسلسل کے ساتھ ادبی تذکرہ نگاری کی ابتدا عہدِ اکبری میں ہوئی، اکبر اور اس کے درباریوں کی علم پروری کی وجہ سے اس کا دربار ملک وبیرون ملک کے اربابِ فن اور صاحبان کمال کا مرکز بن گیا۔ اکبر کے تخت نشین ہونے سے کچھ قبل مولانا سلطان محمد فخری ہروی نے ایک تذکرہ ''روضہ السلاطین'' کے نام سے لکھا، جو ان سلاطین کے ذکر پر مشتمل تھا جو شاعری کے میدان میں اپنا جوہر دکھاتے تھے۔ مولانا ہروی کا ایک اور تذکرہ ''تذکرہ جواہر العجائب'' ہے، جس میں ۲۳ شاعرات کے تراجم تھے۔ اس کے علاوہ اکبری عہد کے تذکرے ''نفائس المآثر'' مولفہ میر علاء الدین قزوینی، ''مجمع الفضلا'' مرتب محمد عارف بقائی، ''بزم آرائی'' مولف سید علی بن محمود الحسینی اور امین احمد رازی کا تذکرہ ''ہفت اقلیم'' ہے۔

عوفی کے بعد دوسرا اہم تذکرہ نویس امیر دولت شاہ سمرقندی ہے، جس نے ۱۴۸۷ء میں ''تذکرۃ الشعراء'' کے نام سے فارسی شعرا کے حالات وکوائف درج کیے، ۱۹۲۴ء میں ''تذکرۃ الشعراء'' بہ تصحیح وتمہید شیخ محمد اقبال صافی مطبع کریمی لاہور میں شائع ہوا۔

بارہویں صدی ہجری سے اردو شعرا کے تذکروں کی تالیف کا بھی رواج ہوا، جن میں کچھ اہم تذکرے یہ ہیں۔

''نکات الشعراء'' (فارسی) مولفہ میر تقی میر، ''تذکرہ گلشن ہند'' تالیف مرزا لطف علی، ''تذکرہ شعرائے اردو'' مولفہ میر حسن دہلوی، ''تذکرہ معاصرین'' و''سخن شعراء'' مولف عبدالغفور نساخ، ''مجموعہ نغز'' مولف قدرت اللہ قاسم، ''تذکرہ ریختہ گویاں''، تالیف فتح گردیزی، ''تذکرہ گلشن بے خار'' مولفہ نواب مصطفی علی خان شیفتہ، ''مخزن نکات'' مولفہ محمد ابرہیم خلیل، ''انتخاب یادگار'' مرتب امیر مینائی، ''انتخاب دواوین'' مرتبہ امام بخش صہبائی، ''آبِ حیات'' مصنفہ مولوی محمد حسین آزاد، ''گل رعنا'' مصنفہ مولوی عبدالحی حسنی۔

تیرھویں صدی ہجری تذکرہ نگاری کے لحاظ سے بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ مغربی علوم وفنون کی درآمد اس فن پر بھی اثر انداز ہوئی۔ تذکرہ نویسی اور سوانح نگاری کے فنی خدوخال واضح ہوئے۔ ہر شعبہ حیات کی مبسوط اور سنجیدہ سوانح عمریوں کا رواج ہوا۔ تذکرہ کی زبان میں بھی فرق آگیا۔ فارسی زبان کے ساتھ اردو میں بھی تذکرہ نویسی عام ہونے لگی۔ اس صدی میں نواب صدیق حسن خان بھوپالی پہلے مورخ اور تذکرہ نگار ہیں جنہوں نے تاریخ، سیر اور سوانح کی جملہ اصناف میں ضخیم کتابیں لکھیں، قرآنی علوم ہوں یا حدیث، اسلامی علوم وفنون ہوں یا تذکرہ نویسی اس صدی میں کوئی بھی آپ کا ہم پلہ اور ہم پایہ نظر نہیں آتا ہے۔

تذکرہ نگاری میں نواب صاحب نے عرب مورخین کے منہج اور اسلوب کو مد نظر رکھا۔ اس موضوع پر آپ کی تصنیفات عربی یا فارسی میں ہیں۔ صرف خودنوشت اردو میں تحریر کی۔ آپ کی نظر میں علماء کے تذکرے اور ان کی اشاعت سعادت اور دینی خدمت ہے۔ تاریخ وتذکرہ میں بارہ سے زائد آپ کی مستقل تصنیفات ہیں جو ہندوستان کے تاریخی، ثقافتی حالات اور علماء کے تراجم اور واقعات کے بارے میں معتبر مآخذ ہیں، ان کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① الفرع النامی فی اصل السامی (فارسی) مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال ۱۳۰۱ھ
② تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار، مطبوعہ مطبع شاہجانی بھوپال۔
③ ابقاء المنن بالقاء المحن (خودنوشت اردو) مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۳۰۵ھ۔
④ اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین (فارسی) مطبوعہ کانپور ۱۲۸۸ھ۔
⑤ التاج المکلل من جواہر مآثر الطراز الآخر والاول (عربی) مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۹۸ھ۔
⑥ جلب المنفعۃ فی الذب عن الائمۃ المجتہدین الاربعہ (فارسی) مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ۔
⑦ ریاض الجنۃ فی تراجم اہل السنۃ (عربی)
⑧ سلسلۃ العسجد فی ذکر مشائخ السند (فارسی)
⑨ تذکرہ شمع انجمن (تذکرہ فارسی شعراء) مطبوعہ بھوپال۔
⑩ صبح گلشن (فارسی) آپ کے فرزند اصغر نواب علی حسن خان کے نام سے شائع ہوا۔
رحمۃ اللہ علیہ نگارستان سخن تذکرہ شعرا فارسی۔
رحمۃ اللہ علیہ ابجد العلوم (عربی) مطبوعہ بھوپال ۱۲۹۵ھ۔

مؤخر الذکر کتاب علوم وفنون کی مختصر انسائیکلو پیڈیا ہے جو تین جلدوں میں ۹۷۳ صفحات پر مشتمل ہے، پہلی جلد کا نام ''الوشی المرقوم'' دوسری کا نام ''السحاب المرکوم بانواع الفنون واقسام العلوم'' ہے۔ تیسرا حصہ ''الرحیق المختوم فی تراجم ائمۃ العلوم'' ہے، اس جلد میں علاقوں اور علوم وفنون کے مولفین وماہرین کے اعتبار سے تراجم ذکر کیے گئے ہیں، مثلاً علماء اللغۃ، علماء التاریخ، علماء الہند، علماء قنوج وغیرہ، کتاب کا یہ حصہ تدوین تاریخ ہند اور تراجم علماء پر ایک اہم اور معتبر ماخذ ہے۔ اس موضوع پر نواب صاحب کی تصنیفات سے ہندوستان کی علمی، ادبی اور ثقافتی تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے۔

نواب صاحب کے معاصرین میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی (وفات: ۱۳۰۴ھ) کا نام بھی قابلِ ذکر ہے، اس فن میں آپ کی تصنیفات میں ''طرب الاماثل بتراجم الافاضل''، ''خیر العمل بذکر تراجم علماء فرنگی محل'' (قلمی)، ''انباء الخلان بابناء علماء ہندوستان'' (مفقود) اور ''الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ'' اہم ہیں، موخر الذکر کتاب محمود بن سلیمان کفوی (وفات تخمیناً: ۹۹۰ھ) کی کتاب ''طبقات الحنفیۃ'' کی تلخیص ہے جس میں آپ نے حذف واضافہ بھی کیا، مذکورہ دونوں کتابیں مختصر ہیں اور صرف حنفی علماء کے تراجم پر مشتمل ہیں۔ اس دور کے دیگر اہم تذکروں میں سرسید احمد کا ''تذکرہ خانوادۂ ولی اللہی'' ہے جو آپ کی مشہور کتاب ''آثار الصنادید'' کا چوتھا باب ہے۔ اس جز کی پہلی تحقیق ڈاکٹر خلیق انجم نے کی اور پھر ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے اپنی پی ایچ ڈی کا موضوع بنایا۔ مولوی محمد حسین آزاد نے علما کا بھی ایک تذکرہ ''تذکرہ علماء'' کے نام سے لکھا جو ناقص رہ گیا۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۲۲ء میں خواجہ حسن نظامی کی تقریظ کے ساتھ شائع ہوا۔ مولوی فقیر محمد جہلمی (وفات: ۱۹۱۶ء) نے ''حدائق الحنفیہ'' کے نام سے ایک ضخیم تذکرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھا۔ یہ تذکرہ دراصل ''الفوائد البهیه'' کا چربہ ہے۔

۱۸۵۷ء کے بعد علامہ شبلی اور مولانا حالی نے جدید سوانح نگاری کا ایک قالب تیار کیا۔ ''حیات جاوید'' کے نام سے مولانا حالی نے سرسید احمد کی ضخیم سوانح عمری لکھی۔ ''حیات سعدی'' اور ''یادگارِ غالب'' لکھ کر سعدی اور غالب کی شہرت میں اضافہ کیا۔ علامہ شبلی فنِ تاریخ کے امام تھے، انہوں نے سوانح نگاری کو مکمل تاریخ بنا دیا، جن شخصیات پر قلم اٹھایا ان کے پورے عہد کو زندہ کر دیا۔ ''الفاروق''، ''المامون''، ''الغزالی''، ''سوانح مولانائے روم'' اور ''سیرۃ النعمان'' میں پورے عہد کو سمیٹ لیا۔

چودھویں صدی کی ابتداء میں دو اہم تذکرے شائع ہوئے، جو اختصار کے باوجود آج بھی اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے مرجع بنے ہوئے ہیں، پہلا تذکرہ مولوی رحمان علی ناروی (وفات: ۱۹۰۸ء) کا ہے جو پہلی بار ۱۸۹۴ء میں مطبع منشی نول کشور لکھنو سے شائع ہوا، دوسری بار اسی مطبع سے ۱۹۱۴ء میں چھپا۔ فارسی میں ہونے کی وجہ سے ایک زمانہ تک اردو خواں علمی طبقہ اس سے کم ہی فیض یاب ہوسکا۔ اس تذکرے میں کہیں کہیں مصنف کی جانبداری اور عصبیت کی جھلک نمایاں ہے، تاہم تذکرہ نویسی کے روایتی دائرے سے باہر نکلنے کی کوشش قابلِ تحسین ہے۔ آزادی کے بعد پروفیسر محمد ایوب قادری نے اسے اردو قالب میں ڈھالا اور ان کی تحقیق وتدوین کے ساتھ ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی پاکستان نے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا۔ اس کے بعد اس تذکرے سے استفادے کی راہ آسان ہوگئی۔ ۱۸۹۷ء میں مطبع منشی نول کشور لکھنو سے مولوی محمد ادریس نگرامی (م ۱۳۳۳ھ) کا مرتب کردہ ''تذکرہ علمائے حال'' شائع ہوا، جو صرف باحیات علماء کے تراجم پر مشتمل تھا۔ اس میں بہار اور شمالی ہند کے علمائے اہلِ حدیث کا اچھا خاصا ذکر ہے۔ استناد کے اعتبار سے یہ مختصر تذکرہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔

۱۸۹۷ء میں بدایوں کے ایک عالم مولانا سید محمد حسین بدایونی (م ۱۹۱۸ء) نے ''مظہر العلماء فی تراجم العلماء والکملاء'' کے نام سے ہندوستانی علما کا ایک مفصل تذکرہ لکھا، یہ تذکرہ زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوسکا تھا۔ ۲۰۱۸ء میں ڈاکٹر خوشتر نورانی نے اسے ایڈٹ کر کے ''تذکرہ علمائے ہندوستان'' کے نام سے مکتبہ جامِ نور دہلی سے شائع کیا۔ اس تذکرے میں کئی علمائے اہلِ حدیث کے بھی تراجم ہیں۔

تقسیم ہند (۱۹۴۷ء) تک زمانی، مکانی، خانوادوں اور عمومی تذکروں کا انبار لگ گیا، جن میں بیشتر کا اسلوب روایتی ہے، ان میں ''تذکرہ علماء کاکوری''، ''تذکرہ کاملان رام پور'' اور ''تذکرہ علمائے فرنگی محل'' اہم مصادر بنے، لیکن ایک ایسے موسوعاتی تذکرے کی شدید ضرورت تھی جو بلا تفریق مسلک غیر منقسم ہندوستان کے تمام علماء کے تراجم کو محیط ہو۔ اس عظیم منصوبے کو سرانجام دینے کا بیڑہ مولانا عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (۱۲۸۶ھ۔۱۳۴۱ھ) نے اٹھایا۔ تاریخ، سیر اور تراجم سے آپ کو فطری دلچسپی تھی، عربی، فارسی اور اردو زبان وادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ اپنی حیات کا بیشتر حصہ اس کام کے لئے آپ نے وقف کر دیا، ہر مسلک کے علماء سے قریبی تعلقات تھے۔ سید احمد شہید کے خانوادے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے علمائے اہلِ حدیث سے کافی قریب تھے، بہار کے علمائے اہلِ حدیث، خصوصاً علامہ شمس الحق محدث ڈیانوی نے نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ بھرپور علمی تعاون کیا، مولانا نے آٹھ جلدوں میں ''نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر'' کے نام سے عربی زبان میں یہ تذکرہ لکھا، ہندوستان کی ایک ہزار سالہ تاریخ میں تراجم علماء پر یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی کتاب ہے، جس میں پہلی صدی ہجری سے مصنف کی وفات (۱۹۲۳ء) تک ساڑھے چار ہزار ہندوستانی علماء کے حالات مذکور ہیں۔ مولانا نے تراجم اور تحقیق کے اصولوں کی بڑی حد تک پابندی کی، تعریف و تنقیص میں اعتدال، توازن اور احتیاط سے کام لیا۔ اس گراں مایہ تصنیف کی اشاعت ایک عرصہ تک معرضِ التوا میں رہی، انتالیس سال میں اس کے مکمل اجزا شائع ہو سکے۔ سب سے پہلے دوسری جلد علامہ ابن حجر عسقلانی کی کتاب ''الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ'' کے تکملہ کے طور پر ۱۹۳۱ء سے ۱۹۵۹ء تک مختلف مراحل میں شائع ہوئیں، آٹھویں جلد ۱۹۷۰ء میں شائع ہوسکی۔ اس طرح آزادی کے بیس سال بعد اس کتاب سے مکمل استفادے کی صورت نکل سکی۔ اہلِ حدیث علماء خصوصاً حضرت میاں صاحب کے تلامذہ کے احوال کی معرفت میں ''نزہۃ الخواطر'' آج بھی اہم ماخذ ہے۔

اس موضوع پر علمائے اہلِ حدیث کے تصنیفی سرمائے کا جہاں تک تعلق ہے، نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی تصنیفات نے تیرھویں صدی ہجری میں ہی نہ صرف سنگِ بنیاد رکھا، بلکہ ایک بلند و بالا عمارت تعمیر کر دی، لیکن آپ کے بعد اس سلسلہ میں انقطاع آ گیا۔ علمائے اہلِ حدیث خصوصاً حضرت میاں صاحب کے تلامذہ نے علمی سرمایہ کا ڈھیر لگا دیا۔ لیکن تراجم کے فن میں ان کی دلچسپی کم رہی۔ اس کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ سیکڑوں ایسے علماء کے حالات زندگی گم نامی کی دبیز چادروں میں چھپ گئے، جنھوں نے کتاب و سنت کی اشاعت کے لئے خود کو وقف کر دیا تھا، اس فن میں علمائے اہل حدیث کی عدمِ توجہ کے متعدد اسباب تھے۔

اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی جماعت اہلِ حدیث کا ارتقائی دور تھا، ہندوستان میں تاریخِ اہلِ حدیث نئی شکل و صورت میں جلوہ گر ہو رہی تھی، ایک صدی تک علمائے اہلِ حدیث بیک وقت کئی محاذوں پر مصروفِ عمل تھے، ہندوستان کو استعماریت کے چنگل سے آزاد کرانے کی تحریک، معاشرے سے بدعات کا خاتمہ، دعوت و تبلیغ، قرآن و احادیث کی اشاعت، مختلف محاذوں پر مناظروں کے ہنگامے، مدارس کا جال بچھانا، منہج سلف کا تعارف، تصنیف و تالیف، ان بے پناہ مشغولیات میں تراجم نگاری کا موقع کہاں سے نکالتے۔

دوسرا اہم سبب یہ تھا کہ کتاب و سنت کے یہ شیدائی مختلف مصالح کے پیشِ نظر اپنے احوال سے باخبر کرنے اور ان کی تشہیر کرنے سے اجتناب برتتے تھے۔ یہ کام انہوں نے آنے والی نسلوں کے لیے چھوڑ دیا۔

تیسرا سبب یہ تھا کہ تاریخ بنتی ہے تو تاریخ نگاری جنم لیتی ہے۔ شخصیات کے کارنامے منظر عام پر آتے ہیں تو وہ قرطاس کی زینت بنتے ہیں۔ اس وقت تو تاریخی عمل شباب پر تھا۔

تاہم ایسا نہیں ہے کہ علمائے اہلِ حدیث نے اس طرف سے مکمل طور سے نظر پھیر لی ہو۔ مولانا شمس الحق محدث ڈیانوی کو یہ اولیت حاصل ہے کہ آپ نے اس طرف سب سے پہلے دھیان دیا اور ''تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء'' کے نام سے اہلِ حدیث علماء کے تراجم لکھنے کا آغاز کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحی حسنی یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں تو آپ نے وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا مسودہ برائے استفادہ ان کے حوالے کر دیا۔ مولانا حسنی نے تقریباً تیس مقامات پر آپ کی کتاب کا حوالہ دیا ہے ''غایۃ المقصود'' کے مقدمہ میں آپ نے اپنے اساتذہ کے مفصل حالات لکھے، آپ ہی کی تحریک، ترغیب اور تعاون سے مولانا فضل حسین بہاری (وفات: ۱۹۰۸ء) نے مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کی پہلی مکمل سوانح عمری لکھی، جس میں حضرت میاں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صاحب کے پانچ سو تلامذہ کے اسمائے گرامی اوراہم شاگردوں سے متعلق واقعات محفوظ ہوگئے، مولانا عبدالرحیم صادق پوری (وفات: ۱۹۲۴ء) نے ''الدرالمنثور فی تراجم علماء صادق فور'' ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں لکھی جو علمائے صادق پور کی معرفت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ مولانا جعفر تھانیسری (وفات:۱۹۰۵ء) نے ''تواریخ عجیبہ'' الموسوم ''سوانح احمدی'' کے نام سے سید احمد شہید کے حالات قلم بند کیے جس کے ضمن میں متعدد علماء اہل حدیث کے حالات مل جاتے ہیں۔ مولانا ذوالفقار احمد بھوپالی (م ۱۳۴۰ھ) نے ''الروض الممطور فی تراجم علماء شرح الصدور'' لکھی۔ ۱۹۰۸ء میں علامہ محمد ابوالقاسم سیف بنارسی نے اپنے والد مولانا سعید بنارسی کے حالاتِ زندگی ''تذکرۃ السعید'' کے نام سے لکھے، ''حیات العلماء'' کے نام سے مولانا سید عبدالباقی سہسوانی (م ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۶ء) نے علمائے سہسوان کے تراجم لکھے جو ۱۹۲۲ء میں مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوا، ڈاکٹر محمد حنیف نقوی (وفات: ۲۰۱۲ء) نے ازسرنو اس کی تحقیق وتدوین کی۔ یہ مدون نسخہ ۲۰۱۰ء میں قومی کونسل برائے فروغ اردو نئی دہلی سے شائع ہوا۔

آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس کے قیام کے بعد علمائے اہلِ حدیث کے سوانحی حالات کی کمیابی کا شدت سے لوگوں کو احساس ہوا، مولانا عبدالسلام مبارک پوری اور مولانا سیف بنارسی نے اس طرف توجہ مبذول کی۔ اخبار ''اہلِ حدیث'' امرتسر میں تقریباً اسی کے قریب علماء کے تراجم شائع ہوئے۔ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کے اوپر تاریخ اہلِ حدیث مرتب کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی۔ مختلف عوائق کی وجہ سے یہ کام تاخیر سے ہوا اور پہلی جلد ہی منظرِ عام پر آسکی جس میں مسلک اہلِ حدیث کی تاریخ اور محدثین عظام کے حالات اور علمی خدمات پر روشنی ڈالی، اس سلسلے کی سب سے اہم کاوش ۱۹۳۸ء میں ''تراجم علمائے حدیث'' جلد اور جید برقی پریس دہلی میں چھپ کر منظرِ عام پر آئی، اس کے مرتب مولانا ابویحییٰ امام خان نوشہروی (وفات:۱۹۶۶ء) تھے، آپ نے بہت محنت اور عرق ریزی سے یہ تذکرہ مرتب کیا، اس کے ذریعہ سے شمالی ہند کے علمائے اہل حدیث کے احوال تک رسائی آسان ہوگئی، تذکرہ نگاری آپ کا خاص موضوع تھا۔ اتر پردیش اور دہلی کے تقریباً دوسو علما کے احوال اور علمی خدمات پر مشتمل یہ تذکرہ علمائے اہلِ حدیث کو جاننے کا واحد ماخذ بن گیا۔ یہ واضح رہے کہ اس وقت تک ''نزہۃ الخواطر'' کی صرف دوسری جلد منظر عام پر آئی تھی۔ اس تذکرے کی ایک اہم خصوصیات یہ تھی کہ مذکورہ دونوں صوبوں میں حضرت میاں صاحب کے بیشتر احوال اور خدمات پر جو کچھ مواد آپ کو مل سکا آپ نے جمع کردیا۔

برصغیر کے علمائے اہلِ حدیث کے عمومی تذکرہ کا یہ نقش اول تھا، سنین اور تاریخی واقعات میں غلطیاں ہونا لازمی امر تھا۔ اس کا مقدمہ علامہ سید سلیمان ندوی جیسی قدآور شخصیت نے لکھا۔ کاش کہ کوئی اہلِ علم اس شاہکار تذکرے کی ازسرِنو تحقیق اور تحشیہ سے اس کی علمی حیثیت کو مزید مستحکم کردے۔ دوسرے حصہ میں آپ علمائے بہار کا تذکرہ لکھنے والے تھے، علماء کی فہرست بھی پہلے حصہ کے آخر میں آپ نے شامل کردی تھی۔ لیکن اللہ کو منظور نہیں تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اخبار ''الہدیٰ'' دربھنگہ میں آپ نے ایک مکتوب شائع کیا تھا جس میں آپ نے مسودہ کے گم ہونے کی اطلاع دی تھی اور بہار کے علماء سے علمی تعاون کی اپیل کی تھی، بعد میں پھر دوسری جلد کا مسودہ مل گیا، لیکن وہ خستہ حالت میں ہے اور گوجرانوالہ میں جناب ضیاء اللہ کھوکھر صاحب کے یہاں محفوظ ہے۔ (مستفاد شیخ عزیر شمس حفظہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ) ۱۹۴۲ء میں ''حیاتِ شبلی'' کے نام سے علامہ سید سلیمان ندوی نے مولانا شبلی کی ضخیم سوانح عمری لکھی، اس کتاب میں علمائے اہلِ حدیث کے متعلق کافی معلومات مولانا نے درج کر دی ہیں۔

تقسیم ہند اور اس کے نتیجے میں ہولناک فسادات کی وجہ سے علمی اثاثے لٹ گئے، بڑے بڑے کتب خانے نذرِ آتش کر دیے گئے۔ علماء دو ملکوں میں بٹ گئے، ڈھائی عشروں کے بعد کچھ سکون ملا تو تراجم نگاری کے کام میں تیزی آئی۔ اس وقت تک تذکرہ نویسی کے معیار، تحقیقی اصولوں اور رویوں نے کافی ترقی کر لی تھی، جس کے سبب تذکروں کی ترتیب وتدوین اور تحقیقی طریق کار میں کافی بہتری آئی مگر افسوس ہے کہ مذہبی تذکروں کا روایتی انداز برقرار رہا۔ ضرورت تھی ایسے تذکروں اور سوانح عمریوں کی جن میں تحقیقی اصولوں کو بروئے کار لایا جائے، تاکہ جو بھی کتاب منظرِ عام پر آئے وہ معیاری اور مستند ہو۔

۱۹۷۷ء میں شیخ عزیر شمس کی کتاب ''حیاۃ المحدث شمس الحق واعمالہ'' جامعہ سلفیہ بنارس سے شائع ہوئی۔ یہ ایک معیاری سوانح عمری تھی جس میں تحقیقی اصولوں کی پابندی کی کوشش کی گئی تھی۔ اسی موضوع پر ان کی دوسری کتاب ۱۹۸۴ء میں پاکستان سے شائع ہوئی جس کا انداز بھی خالص تحقیقی تھا۔ اس کے بعد علمائے اہلِ حدیث میں تذکرہ نگاری نے اپنی رفتار پکڑ لی، پاکستان میں منظم طریقے سے یہ کام عمل میں آیا۔

۱۹۷۵ء کے بعد منظرِ عام پر آنے والے اہم تذکرہ نگاروں میں عبدالرشید عراقی، میاں محمد یوسف سجاد سیالکوٹی (تذکرہ علمائے اہل حدیث دو جلدیں) شیخ عزیر شمس، مولانا محمد مستقیم سلفی (علمائے اہلِ حدیث کی تصنیفی خدمات)، شیخ رفیع احمد مدنی، مولانا عبدالرؤف ندوی، ڈاکٹر بدالزماں نیپالی، مولانا اسحاق بھٹی اور ڈاکٹر بہاء الدین ہیں۔

مولانا اسحاق بھٹی اردو کے بڑے ادیب، صحافی، مورخ، مرقع نگار اور سوانح نگار تھے۔ دس جلدوں میں تیرہویں صدی ہجری تک کے علماء کا تذکرہ ''فقہائے ہند'' کے نام سے لکھا، جن میں علمائے اہل حدیث کے متعلق اچھا خاصا مواد موجود ہے۔ آپ نے قاضی سلیمان منصور پوری، مولانا غلام رسول قلعوی اور مولانا محی الدین لکھوی اور مولانا محمد حنیف ندوی کی سوانح عمریاں لکھیں۔ ''نقوشِ عظمت رفتہ''، ''کاروانِ سلف''، ''قافلۂ حدیث''، ''ہفت اقلیم'' اور ''بزم ارجمنداں'' لکھ کر مرقع نگاری کی صنف میں بیش قیمت اضافے کیے۔ ''برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن'' کے نام سے اہل حدیث مفسرین کے احوال لکھے، ''دبستان حدیث''، ''گلستانِ حدیث''، ''چمنستان حدیث'' اور ''بوستان حدیث'' کے ناموں سے ضخیم کتابیں لکھیں، جن میں علوم حدیث پر لکھنے والے علما کے کوائف بیان کیے۔ آپ بیتی کی صنف میں آپ کی کتاب ''گزر گئی گزران'' بہترین ادب پارہ ہے۔

اکیسویں صدی کے آغاز میں تذکرہ وتراجم کے میدان میں دو بڑی شخصیتیں سامنے آئیں۔ پہلا نام ڈاکٹر بہاء الدین کا ہے جو ۱۹۷۰ء سے مسلسل لکھ رہے ہیں۔ برمنگھم سے ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' نکالا اور علمی دنیا میں شناخت بنائی۔ آپ کا کام قاموسی نوعیت کا ہے۔ تاریخِ اہل حدیث اور تحریکِ ختم نبوت کے نام سے ہندوستانی علمائے اہل حدیث کے علمی تراث کو ضخیم جلدوں میں جمع کر رہے ہیں۔ تاریخ اہل حدیث کی آٹھ جلدیں اور تحریکِ ختم نبوت کی ۵۲ جلدیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا اہم نام نوجوان محقق اور تذکرہ نگار محمد تنزیل الصدیقی الحسینی کا ہے جو''دبستان نذیریہ'' کے نام سے شیخ الکل فی الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ کے احوال و آثار پر مفصل کتاب لکھ رہے ہیں جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، الحمدللہ اس کی پہلی جلد منظر عام پر آچکی ہے اور پورے برصغیر کے علمی حلقوں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔

محترم تنزیل صاحب کا آبائی وطن ڈیانواں عظیم آباد بہار ہے۔ آپ صاحب عون المعبود علامہ شمس الحق محدث ڈیانوی کے پڑپوتے ہیں، علامہ شمس الحق کی علمی شخصیت سے عرب و عجم کا ہر اہلِ علم واقف ہے۔ کتاب و سنت کی اشاعت اور مسلکِ اہل حدیث کی ترویج اور فروغ میں حضرت میاں صاحب کے بعد آپ کا اہم اور نمایاں کردار ہے۔ حضرت میاں صاحب کے بعد اس مشن کو آگے بڑھانے کی ذمہ داری اپنے کاندھوں پر لی، پوری جماعت آپ کے علمی احسانات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی ہے۔

اس خانوادے کے روشن چراغ محمد تنزیل صدیقی صاحب ہیں جو نہ صرف دادا کی علمی وراثت کے امین ہیں بلکہ اس کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ آپ اعلیٰ ادبی اور تحقیقی ذوق رکھتے ہیں۔ دینی اور عصری علوم پر گہری نظر ہے۔ تذکرہ اور تاریخ خاص موضوع ہے۔ جماعتی تاریخ کی بازیافت کے لئے خود کو وقف کیے ہوئے ہیں۔ عنفوانِ شباب ہی سے تصنیف و تالیف کی دنیا میں آگئے۔ ۲۰۱۰ء میں ایک معیاری رسالہ''الانتقاد'' کے نام سے جاری کیا۔ ان کا منصوبہ تھا کہ ہر شمارہ مستقل ایک کتاب ہو جو دو حصوں پر مشتمل ہو، پہلے حصے میں کسی ایک شخصیت پر تحقیقی مقالے ہوں اور دوسرا حصہ معاصر کتابوں کے تبصرہ پر مشتمل ہو، پہلا شمارہ علامہ شمس الحق محدث ڈیانوی کے حالات اور علمی خدمات پر شائع کیا۔ افسوس کہ اس سلسلہ کو آپ آگے نہ بڑھا سکے۔ ۲۰۱۲ء میں''الواقعہ'' کے نام سے دوسرے رسالے کا اجرا کیا جو بحمداللہ مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ یہ رسالہ پاکستان میں اپنے معیار اور وقیع مقالوں کی وجہ سے خاصا مقبول ہے۔''الواقعہ'' کے خصوصی نمبرات قرآن کریم، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، ختم نبوت نمبر اور فتنہ دجالیت دستاویزی حیثیت کے حامل ہیں۔ آپ کی اہم مطبوعات یہ ہیں:

- بیت المقدس کس کا حق ہے؟ (مطبوعہ کراچی ۲۰۰۱ء)
- اسلام اور عصرِ جدید (مطبوعہ کراچی ۲۰۰۹ء)
- اللہ کی تلاش میں (مطبوعہ کراچی ۲۰۰۵ء)
- برصغیر پاک و ہند کے چند تاریخی حقائق (مطبوعہ لیسٹر برطانیہ چوتھا ایڈیشن ۲۰۱۴ء)
- اصحابِ علم و فضل (مطبوعہ کراچی ۲۰۰۵ء)
- مولانا محمد جوناگڑھی (مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء)
- ہم قرآن کا مطالعہ کیوں کریں؟ (مطبوعہ کراچی دوسرا ایڈیشن ۲۰۱۶ء)
- مولانا شاہ عین الحق پھلواروی احوال و آثار۔
- دبستان نذیریہ (جلد اول، ۲۰۱۷ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعدد کتابوں پر آپ نے مقدمے اور تحقیقی حواشی لکھے، جن میں ''امام ابن تیمیہ'' از علامہ شبلی و مولانا الطاف حسین حالی (مطبوعہ کراچی)، ''ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہ ؓ'' از مولانا حسن مثنیٰ ندوی (مطبوعہ کراچی ۲۰۱۰ء)، ''اثر قدم کی تاریخی وشرعی حیثیت'' از سید نذیر حسین محدث دہلوی (مطبوعہ لیسٹر برطانیہ ۲۰۱۷ء) علمی اہمیت رکھتے ہیں، ان کے علاوہ سیکڑوں تحقیقی مقالات ومضامین لکھے، چند بین الاقوامی سیمینار میں بھی مقالے پیش کر چکے ہیں۔

ان کی مذکورہ تصانیف اور مقالوں سے علمی میدان میں ان کی شخصیت کے تنوع، توسع اور قدوقامت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ ہر موضوع پر لکھتے ہیں لیکن ان کا اصل میدان تراجم، سیرت اور سوانح نگاری ہے، انہوں نے اس صنف میں عام تذکرہ نگاروں سے الگ اپنی راہ نکالی ہے۔ تاریخ وتحقیق کے جدید اصولوں کا لحاظ رکھتے ہیں۔ زبان وبیان میں شستگی اور روانی کا خاص دھیان دیتے ہیں۔ دینی وجماعتی غیرت اور بے پایاں خلوص نے ان کی کاوشوں کو مقبولیت عطا کی ہے۔

تنزیل صاحب سے میری غائبانہ شناسائی ان کی تصنیف ''برصغیر پاک وہند کے چند تاریخی حقائق'' کے ذریعہ ہوئی۔ اس کتاب میں آپ نے اعیان جماعت پر لگائے گئے الزامات کا تاریخی حقائق کی روشنی میں بھرپور تنقیدی جائزہ لیا تھا۔ یہ کتاب آپ کی وسیع مطالعہ اور تنقیدی صلاحیتوں کا عکسِ جمیل ہے۔

۲۰۱۷ء میں آپ کی شاہکار تصنیف ''دبستان نذیریہ'' کی پہلی جلد مرکزی جمعیت اہل حدیث دہلی سے شائع ہوئی جس کا مجھے شدت سے انتظار تھا۔ دراصل خانوادۂ سعیدی کے علما کے بارے میں لکھتے ہوئے شدت سے احساس ہوا کہ وہ علاقے جو حضرت میاں صاحب کے تلامذہ کے مراکز ہیں، کاش کہ کوئی صاحب فکر ونظر ان کا تفصیلی تذکرہ مرتب کر دیتا تو ہماری دشواریاں ختم ہوجاتیں، سلسلۂ ''دبستان نذیریہ'' کی پہلی جلد ہاتھ آئی تو مسرت سے جھوم اٹھا، میں نے اس گراں مایہ ناز کتاب سے بھرپور استفادہ کیا، فاضل مؤلف نے صوبہ بہار کے معروف اور غیر معروف تلامذۂ میاں صاحب کے مستند حالات اور ان کی خدمات کو تحقیق وتدقیق کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کر دیا۔

الحمدللہ سلسلہ ''دبستان نذیریہ'' کی دوسری اور تیسری جلد کا کام بھی انہوں نے مرحلہ تکمیل تک پہنچا دیا ہے جو علی الترتیب مشرقی اور مغربی اترپردیش کے تلامذہ میاں صاحب پر مشتمل ہے۔ آپ کی محبت اور عنایت تھی کہ طباعت سے قبل کتاب کے اکثر مشمولات سے استفادے کا شرف حاصل ہوا، جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

آپ نے پہلی جلد کی طرح ان دونوں حصوں کی تالیف میں بھی جو بے پناہ عرق ریزی اور کدوکاوش کی ہے وہ آپ کے اعلی تحقیقی ذوق، فنی وادبی مہارت اور تذکرہ نویسی کے میدان میں فطری صلاحیتوں کا مظہر ہے۔

محترم تنزیل صاحب ان تذکرہ نگاروں میں سے ہیں جو صرف اس موضوع کی معتبر کتابوں سے خام مواد نہیں تلاش کرتے ہیں بلکہ اس کی جستجو میں ہر ممکنہ وسائل کا استعمال کرتے ہیں، اہم واقعات، روایات اور سنین کی تصدیق، متعلقہ شخصیت کے اخلاف اور بیانات سے کرتے ہیں، شعرا کے تذکروں، بیاضوں، ادبی ومذہبی رسائل کی فائلوں کو کھنگالتے ہیں۔ معاصرین کی تصنیفات سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدد لیتے ہیں۔ اس طرح آپ نے متعدد ایسے علماء بازیافت کیے ہیں جن کے نقوش مٹ چکے تھے، جن کے نام سے بھی ہم ناواقف تھے۔ تراجم نگاری کے موضوع پر آپ کا یہ عظیم کارنامہ ہے جس کا مرہون منت برصغیر کی جماعت اہل حدیث ہمیشہ رہے گی۔ سلسلہ ''دبستان نذیریہ'' کی مطبوعہ جلدیں اپنے منفرد انداز، تحقیقی اسلوب، خصوصیات اور امتیازات کی وجہ سے تاریخ تذکرہ نگاری میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں اور بلاشبہ ہم انہیں مستند حوالہ کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ مصنف کی اس خدمتِ جلیلہ کو شرفِ قبولیت بخشے، مصنف، ان کے معاونین اور اس نیک کام میں تمام حصہ لینے والوں کے حق میں اسے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔

محمد ابوالقاسم فاروقی
۹ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ
مطابق ۱۴ مئی ۲۰۱۹ء

❑❑❑

نوٹ: استاذ محترم کا یہ وقیع مقالہ دراصل دبستان نذیریہ جلد دوم کا مقدمہ ہے جسے آپ کی اجازت سے من وعن افادہ عام کے لئے سالنامہ کی چوتھی جلد میں محفوظ کیا گیا ہے (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

تاثرات وانطباعات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استاذ گرامی مولانا عاشق علی اثری رسکریٹری مرکز ابوالکلام آزاد دہلی

اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے مساعدین ومعاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جو تاریخ اہل حدیث کے بکھرے ہوئے اوراق کو جمع کرنے میں شب وروز ایک کئے ہوئے ہیں۔

ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ اپنی جماعت کے پاس ''تاریخ اہل حدیث'' کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہوگا، اور کسی بھی تدریسی، تصنیفی، دعوتی بڑی شخصیت پر تحقیق وریسرچ کرنے والوں کو آسانی ہوگی۔ دراصل اس قسم کے کام جمعیتوں کے ہیں جن کے پاس افراد بھی ہوتے ہیں اور وسائل بھی، مگر بڑے بڑے کام بتوفیق الٰہی جماعت کے افراد ہی نے کئے ہیں۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔

امید ہے کہ آپ ہمت نہیں ہاریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ جزا کم الله خيرا وبارك فيكم۔

عاشق علی اثری، نئی دہلی

استاذ گرامی عزیز احمد مدنی ردہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ ابھی تک بعافیت ہوں، اللہ خیر پر باقی رکھے اور خاتمہ بالخیر ہو۔

الحمد للہ آپ نے بہت بڑے کام کا بیڑہ اٹھایا ہے، اللہ آپ کے علم وعمر میں برکت فرمائے، اور ہمت وجانفشانی میں قوت فرمائے۔ آمین

عزیز احمد مدنی، دہلی

استاذ گرامی شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ

جزا کم الله خيرا وبارك في جهودكم ووفقكم المزيد لخدمة الاسلام والمسلمين۔

پی ڈی ایف فائل ملتے ہی سرسری طور پر تاریخ اہل حدیث جلد سوم پر نظر ڈال لی ہے، اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے اپنا خوج جگر جلا کر جماعت کی تاریخ کے قیمتی منتشر اوراق کو سلیقہ سے اکٹھا کر دیا ہے، اللہ آپ کو سلامت اور خوش رکھے اور مزید خدمات کی توفیق بخشے آمین۔

عبدالمنان سلفی، جھنڈانگر

مولانا عبدالرحمن عبیداللہ تیمی رجامعہ ابن تیمیہ بہار

گرامی قدر فضیلۃ الشیخ عبدالحکیم عبدالمعبود سلفی مدنی حفظہ اللہ، استاد جامعہ رحمانیہ کاندیولی ممبئی ویسٹ

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ مزاج عالی بخیر ہوگا۔

آپ نے جماعتی تاریخ کا جو جامع منصوبہ بنایا ہے اور گذشتہ چند سالوں سے آپ اس پر عمل پیرا بھی ہیں، آپ کے اس اقدام اور کوشش کی جتنی بھی ستائش کی جائے کم ہے۔ آپ کے منصوبہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ماضی میں بہت سارے اہم شخصیات کی زندگیاں، ان کے کارنامے، جماعت وجمعیت کے تئیں ان کی غیرت وحمیت صرف اس وجہ سے مرور ایام کی نذر ہوگئی کہ اس کے جمع کرنے کا کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناسب راستہ تلاش نہ کیا گیا برصغیر کے جماعتی سورماؤں میں سے سوائے چند مشاہیر کے اکثر کی خدمات سے ہم ان کے مکمل تعارف اور خدمات کا ریکارڈ نہ ہونے کی وجہ سے نا آشنا رہے، ہماری نسل اپنے علماء، دعاۃ، مدرسین، مفکرین اور محسنین کی زندگی سے خاطر خواہ استفادہ نہ کر سکی۔

ایسی صورت میں آپ کا جماعتی ریکارڈ کا جامع منصوبہ بنانا، اس پر عمل کرنا تا کہ جماعت کی تاریخ کا ایک انسائیکلو پیڈیا تیار ہو جائے پوری جماعت کی طرف سے کفارہ اور ماضی کی کمیوں کی ایک حد تک تلافی ہے۔

امید ہے کہ آپ نے جو مبارک کام شروع کیا ہے اس پر دوام برتیں گے، یقیناً اچھے کاموں میں رکاوٹیں آتی ہیں، پریشانیوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے (جس سے آپ جیسے باشعور اور جہاندیدہ لوگ بخوبی واقف ہیں) مگر شکستہ دل ہونا نہیں ہے۔ان شاء اللہ غیب سے آپ جیسے باکمال اور غیور لوگوں کے تعاون کا بندوبست اللہ رب العالمین فرماتا ہے۔

اللہ آپ کو صحت کے ساتھ لمبی عمر دے تا کہ جماعتی تاریخ کا یہ جامعہ منصوبہ خوش اسلوبی سے پایہ تکمیل کو پہنچے۔

طالب دعا / عبدالرحمن عبیداللہ تیمی

نائب مشرف اعلیٰ / جامعہ امام ابن تیمیہ، ومرکز علامہ ابن باز، ۵/اگست ۲۰۲۰ء

شیخ اشفاق سلفی معروف مربی ومدرس / دربھنگہ

ماشاءالله تبارك الله وتقبل الله جهودكم الطيبة الرائعة۔عمل وثائقي، يحتاج إلى الصبر والدقة، اعانكم الله بفضله ولطفه ۔ شیخ اشفاق سلفی دربھنگہ۔

مولانا شیر خان جمیل احمد عمری، برطانیہ

شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی صاحب حفظکم اللہ، اصل شکریہ کے مستحق آپ ہیں۔آپ کا اب تک کا تین جلدوں پر مشتمل سالنامہ تاریخ اہل حدیث کم از کم ایک صدی کے لئے محفوظ ہو گیا۔ یہ جماعت کی تاریخ کے تحفظ کے لئے بہت بڑا کارنامہ ہے۔ پوری جماعت کی طرف سے آپ شکریہ کے مستحق ہیں۔ پڑوسی ملک کے کئی نامور احباب نے مجھ سے پی ڈی ایف مانگا میں نے انہیں بھیج دیا ہے۔ برطانیہ کے اہل علم کو بھی بھیج دیا گیا ہے۔ان شاء اللہ سب مستفید ہو رہے ہیں اور آپ کو اور آپ کے جملہ معاونین کو ڈھیر ساری دعائیں دے رہے ہیں۔جن دعاؤں کے آپ سب بجا طور پر مستحق ہیں۔ فجزاكم الله خيرا ۔شیر خان جمیل عمری۔

مولانا عبدالمبین ندوی / جامعہ ریاض العلوم دہلی

ماشاءالله ، جهود نيرة وممتاز في تدوين تاريخ جماعة اهل الحديث وسير علماؤها واعيانها، تقبلها الله وجعلها في ميزان حسناتكم، كما ارجو وادعوالله ان يوفقكم لتكميل هذا العمل الجليل۔

عبدالمبین ندوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استاذ گرامی شیخ عبدالواجد فیضی/نوائے اسلام دہلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوگا۔

تاریخ اہل حدیث پر اس کم عمری میں اتنی کدوکاش اور اتنی جامع ومتعدد ضخیم جلدوں میں پہلی تصنیف وتالیف توفیق الٰہی کی مرہون منت ہے جس پر اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔آپ کی محنت اور لگن کو سوچ کو حیرت ہوتی ہے اور سر فخر سے بلند ہوجاتا ہے کہ رب العزت نے میرے چاہنے والوں کو بھی اپنی اتنی بڑی نوازش وانعام سے سرفراز فرمایا ہے۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا۔ اللهم زد فزد، وبارك الله فيكم

اللہ کے فضل وکرم سے یہاں ابھی تک سب خیریت ہے امید کہ آپ بھی مع اہل وعیال بخیر وعافیت ہوں گے، اللہ رب العزت ہم تمام لوگوں کو اپنے سائے حرم میں رکھے آمین یارب العالمین۔ محبکم عبدالواجد فیضی

شیخ محمد ارشاد مدنی/بحرین

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم سب یہاں بحرین میں بخیر وعافیت سے ہیں اللہ کرے آپ سب بھی وہاں ہندوستان میں بخیر وعافیت سے ہوں۔

الحمدللہ آج واٹساپ کھولا تو آپ کی تصویر کے ساتھ مرکز تاریخ اہل حدیث پر نگاہ پڑی، پھر یہ دیکھ اور پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اس قحط الرجال میں آج بھی کچھ ایسے باتوفیق لوگ ہیں جو منہج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم وارضاھم اور تابعین کرام رحمہم اللہ کی طرز زندگی کو اپنانے اور اسی کے مطابق زندگی گذارنے کو نہ صرف اپنی دنیوی اور آخروی سعادت اور کامیابی سمجھتے ہیں، بلکہ اس کی نشر واشاعت کو بھی لازمی اور ضروری جانتے ہیں۔تاریخ اہل حدیث پر، نیز اس کے نام سے ایک مرکز کا قیام انتہائی گراں قدر اور قابل تحسین خدمت ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور آپ کے جملہ معاونین وممبران کو عزم وحوصلہ کے ساتھ اخلاص نیت کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کی کوششوں کا قدردان اور بہی خواہ/ محمد ارشاد محمد اسلام بحرین

مولانا عطاء الرحمن مدنی سعیدی/داعی جالیات سعودی عرب

اللہ تعالیٰ آپ کو دین ودنیا کی ہر طرح کی ترقی عطا فرمائے اور آپ کی ان گرانقدر کاوشوں کو شرف قبولیت عطاء فرماتے ہوئے یہ سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق عطاء کرے آمین۔

یقیناً یہ قابل تحسین ورشک عمل ہے جو اللہ تعالیٰ آپ سے لے رہا ہے، کیونکہ تاریخ اہل حدیث مرتب کرنا جماعت کا اولین فریضہ تھا جسے آپ ادا کررہے ہیں۔موبائل میں پڑھنا بینائی کی کمزوری کی وجہ سے میرے لئے بہت مشکل ترین عمل ہے البتہ استاذ الاساتذہ شیخ محفوظ الرحمن حفظہ اللہ کے مشورے کی تائید کے ساتھ ایک باادب گزارش ہے کہ کوشش ہو کہ بے جا مبالغہ آرائی سے بچا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور میں آپ کو اپنا سمجھ کر ہمت افزائی ہی نہیں بلکہ امید کرتا ہوں کہ یہ سلسلہ جاری رکھیں گے اور کسی کے بے جا تبصرے سے ملول خاطر ہو کر یہ نیک کام بند نہیں کریں گے۔ محترم اللہ آپ کو شاد و آباد رکھے۔ آمین۔ عطاء الرحمن سعیدی

شیخ شمیم احمد عبدالحلیم مدنی/ممبئی

یقیناً یہ جماعت کے لئے ایک عظیم خدمت ہے جو اللہ آپ سے لے رہا ہے۔ اس پر شکر و سپاس کے مستحق ہیں۔ اللہ آپ کو اور دیگر متعاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ شمیم عبدالحلیم مدنی

ڈاکٹر ظہیر احمد عبدالاحد/ریاض سعودی عرب

شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی صاحب آپ نے ایک عظیم سلسلہ شروع کیا ہے اللہ اس سلسلے کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے علم و عمل میں برکت دے آمین۔ ظہیر احمد عبدالاحد، ریاض

مولانا اشفاق سجاد سلفی/جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ بخیر ہوں اور امید کہ آپ بھی بخیر ہوں گے!

مجلہ تاریخ اہل حدیث کی پہلی اور دوسری جلد مجھے مل چکی ہے اور تیسری جلد پی ڈی ایف میں۔ فالشکر لکم علی ذلک!

آپ نے جو کام شروع کیا ہے یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد کام ہے۔ اللہ آپ کو توانائی بخشے۔ آمین

چوتھی جلد کی تیاری زوروں پر ہے اور آپ شب و روز محنت کر رہے ہیں، یہ بہت بڑی بات ہے۔ شخصیات کی ناقدری کے اس دور میں آپ کا یہ کام شاندار ہے۔ اللہ آپ کے ہاتھوں کو مضبوط کرے اور غیبی مدد فرمائے۔ آمین۔ اشفاق سجاد تیمی

پروفیسر شمس الرب خاں/ممبئی

آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ اللہ رب العالمین آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائے، آمین۔ پروفیسر شمس الرب خاں، ممبئی۔

شیخ عالم فیضی صاحب

آپ بہت بڑا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ الحمدللہ ہم بھی مستفید ہو رہے ہیں۔ عالم فیضی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ عبدالسلام شکیل/داعی جالیات سعودی عرب

وعليكم السلام رحمة الله وبركاته

ماشاء الله تبارك الله

جهود مميزة في خدمة جماعة اهل الحديث وتدوين تاريخها واعيانها. تسحق ان تشكر وتنشر. نسال الله أن يتقبلها وينفع بها الامة ويجعلها في موازين حسناتكم. آمين۔ عبدالسلام شکیل۔

مولانا آفاق احمد سنابلی/مدینہ منورہ

واقعتاً شیخ آپ قابل مبارکباد ہیں۔ اللہ کرے یہ سلسلہ جاری رہے تاکہ اپنی تاریخ محفوظ ہوجائے۔ اللہ رب العالمین آپ کی کوششوں کو قبول کرے۔ آمین۔ آفاق احمد سنابلی۔

سلمان کبیر نگری ایڈیٹر سہ ماہی میگزین نئی روشنی بر ینیاں سنت کبیر نگر، اتر پردیش

عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی نوجوانوں کے لئے مشعل راہ۔ یہ بات کہتے ہوئے بے حد خوشی کا احساس ہورہا ہے کہ بہت ہی مشہور ومعروف شخصیت عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی حفظہ اللہ نے اسلاف واکابرین اور علماء کرام کی زندگی کے عظیم کارناموں کو امت مسلمہ تک پہنچانے کے لئے ان کی تاریخ اور سوانح کو ترتیب دے کر کتابی شکل ''تاریخ اہل حدیث'' کے نام سے امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا ہے، یقیناً یہ آپ کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے، ظاہر ہے کہ ایسے اہم کام کی انجام دہی کے لئے کئی مرحلوں کو طے کرنا ہوتا ہے اور مختلف دشواریوں سے گذرنا پڑتا ہے، اور وہ بھی ایسے وقت میں جب کہ امت مسلمہ کا نوجوان طبقہ اپنے اکابرین اور علماء کرام کی تاریخ اور ان کی حیات وخدمات سے بالکل نابلد ہے نیز حکومت کی نیت بھی ہماری تاریخ کے تئیں ٹھیک نہیں ہے۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں کسی کتاب کی اشاعت اور وہ بھی مسلم اکابرین کی حیات وخدمات کے تعلق سے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ علم وعمل اور خدمت خلق سے وابستہ لوگ روز بروز اس دنیائے فانی سے کوچ کرتے جارہے ہیں اور سنجیدہ ونیک نیت اشخاص سے دنیا خالی ہوتی جارہی ہے، ایسے نامعتبر حالات میں آپ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے، موصوف کے ذریعہ مذکورہ کتاب ''تاریخ اہل حدیث'' پڑھنے کو ملی، کتاب کو پڑھ دل باغ باغ ہوگیا، کتاب کو پڑھ کر ایسا احساس ہوتا ہے کہ اس کتاب میں جس دور کا تذکرہ ہے ہم بھی اسی دور کا کوئی کردار بن گئے ہیں، یہ کتاب دراصل آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے جس سے روشنی حاصل کرکے نئی نسل آگے بڑھ سکتی ہے، میں اس کتاب کی اشاعت وطباعت پر تمام معاونین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں حصہ لینے والے تمام افراد کو ان کے شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

ترے سخن نے کہاں سے یہ دلکشی پائی
سکوت میں بھی ترے ہم نے نغمگی پائی

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

بحوث و مقالات تاریخ اہل حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث تاریخ کے مختلف اوراق میں

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ گجرانوالہ

ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ولادت اور وفات کی سنین پر غور کیا جائے تو (۸۰ھ) سے شروع ہو کر امام احمد کی وفات (۲۴۱ھ) تک ختم ہوتا ہے۔ ان ایام کے بعد برسوں اس جمود اور تقلید کا پتہ نہیں چلتا۔ جسے آج کل واجب کہا جا رہا ہے، اور اس سے اعراض کو بے دینی وغیرہ القاب سے ذکر کیا جاتا ہے۔ اس پر فخر یا اس کی طرف دعوت کسی صورت میں بھی چوتھی صدی سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ فتح ہند سے پہلے پہلا لشکر جو ساحل ہند پر اترا اس وقت ان مروجہ مذاہب کا نام و نشان نہ عرب میں تھی نہ عجم میں۔ تقلید ائمہ کے موجودہ انداز سے ذہن بالکل خالی تھا۔

معلوم ہے ہند پر پہلا حملہ (۹۲ھ) میں ولید بن عبدالملک کی حکومت میں ہوا۔ عرب میں تو اس وقت علماء تابعین کی کثرت تھی۔ ائمہ اربعہ کا خیال بھی اس وقت ذہن میں نہیں آ سکتا تھا۔ خراسان، ایران اور فارس میں اس وقت ائمہ حدیث کی کثرت تھی۔ احادیث کا حفظ و ضبط، نقل و روایت ان حضرات کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ حدیث کی جمع و تدوین کے اس دور میں ائمہ کی فقہوں کا احساس بھی موجود نہ تھا، صحابہ اور تابعین کے فتاویٰ بلا تخصیص تعیین اہل علم کی نظر میں تھے، وہ مدار استناد تو تھے لیکن تقلید کا اس وقت شائبہ تک نہ تھا۔ اس وقت کی شافعیت اور حنفیت محض اساتذہ کے جزوی تاثرات تھے۔ اہل حدیث کا مقصد بھی یہی تھا۔ اس لئے اسلامی قلمرو کے تمام گوشوں میں بھی یہی مسلک پایا جاتا تھا، جسے آج ہم اہل حدیث کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ قدماء احناف کی کتابوں میں اس مکتب فکر کا تذکرہ عام ملتا، شیخ عبدالعزیز بن احمد بخاری مؤلف ''کشف الاسرار'' (۴۸۱ھ) شرح اصول بزدوی میں صحابی کی تعریف کے ذکر میں فرماتے ہیں:

"اختلفوا فی تفسیر الصحابی فذهب عامة أصحاب الحديث وبعض أصحاب الشافعي إلى أن من صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لحظة فهو صحابی" (کشف الاسرار ۲ / ۷۰۴)

''ایک لحظہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وہ صحابی ہے''

یہاں اصحاب الحدیث کا ذکر ائمہ اصول کے تذکرہ میں آیا ہے۔

اصول بزدوی اور کشف الاسرار ص ۲۹۱ ج ۲ میں مرقوم ہے:

"ذهب أكثر أصحاب الحديث إلى أن الاخبار التي حكم أهل الصنعة بصحتها توجب علم اليقين"

''جن احادیث کو ائمہ فن نے صحیح کہا ہے وہ اہل حدیث کے نزدیک یقین کا فائدہ دیتی ہیں''

اس کے باوجود ایسے بزرگ دنیا میں موجود رہے جو مروجہ مذاہب سے تعلق اور ائمہ کے احترام کے ساتھ اس عصبیت کو ناپسند فرماتے تھے۔ چنانچہ (۹۶۱ھ) میں مولانا احمد بن مصطفیٰ طاشکبری زادہ نے مفتاح السعادۃ والسیادۃ میں فقہ اور فقہائے کے متعلق بڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنیٰ خیز اور پُراز معلومات مقالہ لکھا ہے اس کے آخر میں فقہاء مذاہب اوران کی فرقہ وارانہ عصبیت کے متعلق بڑا دردمندانہ شکوہ فرمایا ہے۔آج کل دیوبند کی نوآموز پود اسی ڈگر پر جارہی ہے جس کی شکایت علامہ نے فرمائی ہے۔خود دیوبند اوراس کی پاک وہند برانچوں میں تعلیم وتربیت کا انداز اس قدر غلط ہورہا ہے کہ ان مدارس میں علم اورللّٰہیت کی جگہ تعصب اورفرقہ پرستی پرورش پارہی ہے۔مختلف فیہ مسائل پر لکھنے کا انداز اتنا غلط ہورہا ہے کہ اس پر بددیانتی اورخیانت کا شبہ ہوتا ہے، تقاریر میں تقویٰ اورعبادت کی بجائے باہم مناقشات بڑھائے جارہے ہیں، مجالسِ درس میں طلبہ کی ذہنی تربیت بھی عصبیت کے جراثیم ہی سے کی جارہی ہے اورنوآموز حضرات کا یہ غلط رویہ اکابر کو بھی متاثر کررہا ہے۔اہل حدیث مدارس میں بھی یہ زہرآلود جراثیم اثر انداز ہورہے ہیں۔

بریلوی حضرات سے یہ شکایت ہی بے سود ہے۔ان کے ہاں بظاہر کوئی اصلاحی پروگرام ہی نہیں۔مذہب کے متعلق چند بدعی تصورات اورعوام کی خوشنودی کے سوا ان کے ہاں مذہب کا کوئی مقصد نہیں۔علامہ تاشکبری زادہ کا یہ اصلاحی شذرہ دیوبندی اوراہل حدیث مکاتب فکر کے لئے مستقبل کی اصلاح میں بے حد مفید ثابت ہوسکتا ہے، عصبیت دراصل علم ومعرفت کی موت کے مرادف ہے۔جو شخص حدیث ''اختلاف أمتي رحمة'' (اس کے بارے میں علامہ البانیؒ نے ''لااصل له'' کہا ہے، امام سبکی کہتے ہیں یہ محدثین کے نزدیک معروف نہیں ہے اور مجھے نہ اس کی کوئی صحیح سند ملی نہ ضعیف نہ موضوع۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ۔ج ۱ ص ۱۴۱) کے مفہوم پر غور کرے اوراسے معلوم ہو کہ فرعی مسائل میں اختلاف کی بنیاد ظن پر ہے، وہ کسی ایک مجتہد کے حق میں تحکم اورتعصب نہیں رکھ سکتا۔وہ زیادہ سے زیادہ اپنے مذہب کی صحت اورمخالف کی غلطی کا ظن کرسکتا ہے لیکن اپنے مخالف کو مطلقاً خطا کار نہیں کہہ سکتا، کیونکہ کئی مسائل میں ائمہ اربعہ متفق ہیں، جب فرعی مسائل ظن ہی کے مقام پر ہیں اس لئے دونوں مخالف فریق صحت اورخطا کا احتمال رکھ سکتے ہیں۔اس لئے اس میں تعصب کا کوئی مقام نہیں۔

ہمارے زمانہ میں بعض مقلدین اربابِ مذاہب کو تعصب کا دورہ ہوتا ہے اوروہ الٹی سیدھی باتیں بنانا شروع کردیتے ہیں اور یہ اخلاق سے گری ہوئی بات ہے، ان سے بعض حضرات میں اتنا شدید تعصب ہوتا کہ وہ ایک دوسرے کی اقتداء کی اجازت نہیں دیتے، اس کے علاوہ بھی کئی قبیح اورنامناسب باتیں کرتے ہیں۔ان لوگوں پر افسوس ہے، یہ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔اگر امام شافعی اورامام ابوحنیفہ رحمہما اللہ زندہ ہوتے تو ان کے ان حرکات کے خلاف سخت ناپسندیدگی اوران سے بیزاری کا اظہار فرماتے۔میں نے لاتعداد آدمیوں کو دیکھا ہے وہ آستینیں چڑھا کر امام شافعی کی مخالفت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ وہ بلاتسمیہ ذبیحہ کو حلال سمجھتے ہیں، احناف پر یہ الزام لگایا جاتا ہے وہ شرم گاہ کو مس کرتے ہیں اوربے وضو نماز پڑھتے ہیں اور مالکی بسم اللہ کے بغیر نماز پڑھتے ہیں، حنبلی زوال سے پہلے جمعہ پڑھتے ہیں۔اپنا حال یہ ہے کہ وہ ترک نماز کو گوارہ کرتے ہیں گھر کے لوگوں کو نماز کے ترک پر سرزنش نہیں کرتے۔حالانکہ شوافع، موالک، حنابلہ بےنمازی کے متعلق قتل کا فتویٰ دیتے ہیں۔افسوس ہے کیا یہ لوگ فقیہ ہیں، ایسے فقیہوں کو خدا تعالیٰ تباہ کرے۔ تمہیں کیا ہوگیا، ان فرعی مسائل پر اتنا زور دیتے ہو اور ہزاروں اجماعی محرمات اورناجائز ٹیکسوں کی پرواہ تک نہیں کرتے اور نہ ہی تمہیں اس پر غیرت محسوس ہوتی ہے، تمہاری غیرت کا سارا زور ابوحنیفہ اورشافعی کے اختلافات پر پڑتا ہے، جس سے افتراق ہوتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جاہل تم پر مسلط ہو جاتے ہیں، عوام میں تمہاری کرکری ہوتی ہے، بیوقوف تمہارے متعلق ایسی باتیں کرتے ہیں جو تمہارے احترام کے سراسر منافی ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں۔ تمہارا گوشت زہریلا ہے، بہرکیف تم اہل علم ہو ان امور کی وجہ سے تباہی کی طرف جارہے ہو۔ اللہ تمہیں علم اور علماء کے احترام سے نیکی کی توفیق دے اور ہمیں تعصب سے بچائے۔

علامہ طاشکبری زادہ نے اپنے وقت کے متعصب علماء کو کس قدر دردانگیز لہجہ میں تنبیہ فرمائی اور ترک اقتداء اور اس میں شرائط کو ناپسند فرمایا ہے۔ اب ایک اور پاکباز کا ارشاد سنئے جسے اللہ تعالیٰ نے صاف ذہن مرحمت فرمایا ہے۔ ائمہ کے احترام کے ساتھ شریعت کے مصالح بھی اس کے پیش نظر ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے اسم گرامی سے علمی حلقوں سے کون واقف نہیں، آپ سے دریافت کیا گیا کہ:

ایک حنفی وتر کی نماز میں اور جمع بین الصلوٰتین میں شافعی کی اقتداء کرسکتا ہے اور اسے اجازت ہے: کہ ایسے مسائل میں وہ شافعی امام کی تقلید کرے۔

جواب: ایسا کرنا حنفی کے لئے درست نہیں۔ ہاں بارش میں حنفی مقتدی شافعی امام کی تقلید کرسکتا ہے کیونکہ یہ جمع بین الصلوتین جمہور علماء کا مذہب ہے۔ شافعی، مالکؒ، احمدؒ اسے جائز سمجھتے ہیں، ابن عمر امراء مدینہ کے ساتھ بارش میں نماز جمع فرماتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے سوا کسی خاص آدمی کی تمام مسائل میں تقلید درست نہیں۔ مسلمان ہمیشہ علماء سے مسائل دریافت فرماتے رہے، کبھی ایک سے کبھی دوسرے سے، کبھی ایک کی بات مانتے کبھی دوسرے کی، کسی معین کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ جب مقلد کسی مسئلہ کو راجح اور اصلح سمجھے، اس میں ایک کی تقلید کرے اور دوسرے میں دوسرے کی۔ جمہور علماء اسلام کے نزدیک درست ہے۔ اسے ائمہ اربعہ میں سے کسی نے ناجائز نہیں کیا۔

وتر میں بھی یہی حال ہے مقتدی کے لئے مناسب ہے کہ قنوت میں اور وتروں کے وصل اور انقطاع میں امام کی پوری پوری اقتداء کرے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ امام اگر دو رکعت فصل کرے، مقتدی جوڑ لے لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔

(مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۳/۳۸۱۔۳۸۲)

ناظرین غور فرمائیں! اتحاد بین المسلمین کا سامان ابن عابدین اور طحطاوی کی رائے ہے یا شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور طاشکبری زادہ کے ارشاد گرامی ہیں)

معتزلہ کا خیال ہے کہ پیغمبر کو اجتہاد کا حق حاصل نہیں، اشاعرہ اور متکلمین نے بھی ان سے اتفاق کیا، عام ائمہ اصول کا خیال ہے کہ پیغمبر بوقت ضرورت اجتہاد کرسکتا ہے اور اسے وحی اور اجتہاد دونوں پر عمل کی اجازت ہے:

''وهو منقول عن ابي يوسف من أصحابنا، وهو مذهب مالك والشافعي وعامة أهل الحديث'' (کشف الاسرار ص ۳/۹۲۵)

احناف سے امام ابو یوسف، امام شافعی، امام مالک اور عام اہل حدیث کا بھی یہی خیال ہے کہ پیغمبر اپنے اجتہاد پر عمل کرسکتا ہے۔

یہاں اہل حدیث کا ذکر مذاہب اربعہ کے ساتھ علماء اصول میں آیا ہے۔

۴۔ مرسل حدیث کی حجیت کے تذکرہ میں اہل حدیث پر تشنیع کرتے ہیں کہ وہ مرسل کو حجت نہیں سمجھتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’وفی رد المرسل تعطیل کثیر من السنن فان المراسیل جمعت فبلغت قریباً من خمسین جزءا، وھٰذا تشنیع علیھم، فانھم سموا أنفسھم أصحاب الحدیث وانتصبوا نفسھم لحیازۃ الاحادیث‘‘ (کشف ۳/ ۷۲۵)

’’مرسل کی حجیت کے انکار سے حدیث کا بڑا ذخیرہ ضائع ہوجائے گا، یہ لوگ اہل حدیث کہلا کر حفاظت حدیث کی بجائے حدیث کو ضائع کررہے ہیں‘‘۔

اہل حدیث کے یہاں بھی مستقل حیثیت ظاہر ہوتی ہے، مرسل کی حجت کی بحث بالکل الگ مسئلہ ہے جس مرسل کو یہ حضرات حجت فرماتے ہیں وہ دراصل حدیث ہی نہیں اس کے انکار سے حدیث کا انکار لازم نہیں آتا۔

علامہ ابن عابدین ردالمختار میں لفظ حنفی میں یائے نسبت کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

’’إن النسبۃ إلی مذھب أبی حنیفۃ وإلی القبیلۃ، وھم بنو حنیفۃ، بلفظ واحد، وأن جماعۃ من أھل الحدیث منھم ابوالفضل محمد بن طاھر المقدسی یفرقون بینھما بزیادۃ یاء فی النسبۃ للمذھب ویقولون حنیفی ورأی المقدسی ھنا أخذ کمتخصص فی اللغۃ‘‘۔ ردالمختار ا ص ۸۹ (مکتبہ زکریا دیوبند) اس نسخہ میں آخری جملہ نہیں ہے۔

’’علامہ ابن عابدین عراقی فرماتے ہیں: قبیلہ بنوحنیفہ اور مذہب ابوحنیفہ کی طرف نسبت میں حنفی درست ہے۔ لیکن بعض اہل حدیث کا خیال ہے کہ مذہب کی طرف نسبت میں حنیفی کہنا چاہیے، محمد بن طاہر مقدسی علماء اہلحدیث سے بھی یہی فرماتے ہیں اور اس میں ان کی رائے لغت اور زبان کے ماہر کی حیثیت سے ہے۔

اذان اور اقامت میں لفظ ’’اکبر‘‘ کے اعراب کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ثانیھا مخالفتہ لما فسرہٗ بہ أھل الحدیث والفقہ‘‘ (شامی ۱/ ۴۰۱) (ردالمختار ۲ ص ۵۲)

’’راء پر اعراب اہل حدیث اور فقہاء کی تفسیر کے خلاف ہے‘‘۔

’’ولو وقف أحد شیئاً علی أھل الحدیث یدخل فیہ الشافعی إذا کان طالبا للحدیث، أما الحنفی فیدخل فیہ دائما یدرس الحدیث أم لا‘‘ (شامی ۳/ ۶۶۵)

’’کسی نے اہل حدیث کے لئے کوئی چیز وقف کی تو شافعی اگر حدیث کا طالب علم ہو تو اس میں شامل ہوگا اور حنفی بہرحال شامل ہوگا حدیث پڑھے یا نہ پڑھے‘‘

؎ ’’سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی‘‘

خوارج کے متعلق علماء کے اختلاف کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ذکر فی فتح القدیر أن الخوارج الذین یستحلون دماء المسلمین وأموالھم ویکفرون الصحابۃ حکمھم عند جمھور الفقھاء وأھل الحدیث حکم البغاۃ، وذھب بعض أھل الحدیث إلی أنھم مرتدون، قال ابن المنذر ولا أعلم أحد وافق أھل الحدیث علی تکفیرھم‘‘ (شامی ۱/ ۴۵۳) (ردالمختار ۱/ ۴۵۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''جمہور فقہاء اور اہل حدیث کے نزدیک خوارج باغی ہیں بعض اہل حدیث انہیں مرتد کہتے ہیں، ابن منذر فرماتے ہیں تکفیر میں ان کی کسی نے تائید نہیں کی۔''

جمہور فقہاء کے ساتھ ان فقراء (اہل حدیث) کا تذکرہ مکتب فکر کی حیثیت سے ہوا ہے، اسی صفحہ میں اہل ہواء کے متعلق محدثین کا تذکرہ اپنی تائید میں فرماتے ہیں:

''وکذا نص المحدثون علی قبول وروایة أهل الهواء'' (ردالمختار ۳/ ۴۵۳)

''ائمہ اہل حدیث نے اہل ہواء کی روایت کے قبول کے متعلق تصریح فرمائی ہے''

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

''حکی أن رجلا من أصحاب ابی حنفیة خطب إلی رجل من أصحاب الحدیث ابنته عهدابی بکر الجوزجانی فابیٰ إلا أن یترك مذهبه فیقرأ أخلف الامام ویرفع یدیه'' (حاشیہ درمختار ج ا ص ۳۳۰ حاشیہ نمبر ۵)

''ایک حنفی نے شیخ ابوبکر جوزجانی کے وقت کسی اہل حدیث سے رشتہ طلب کیا، اس نے شرط لگائی کہ اپنا مذہب چھوڑ کر فاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین شروع کرو۔ اس نے ایسا کرلیا''

شیخ جوزجانی فرماتے ہیں: نکاح تو ہوگیا لیکن خیال ہے نزع کے وقت اس کا ایمان جاتا رہے۔ اگر دلائل کی بناء پر سابق مذہب کو ترک کرکے اہل حدیث ہوجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحسن ہے''۔

اس سے اہل حدیث مکتب فکر کا تعین بھی ہوگیا، اور اگر دلائل کی بناء پر کوئی اسی مسلک کو پسند کرے تو ابوبکر جوزجانی فرماتے ہیں یہ بہتر ہے، آج کل حضرات دیوبند کی اہل حدیث پر ناراضگی کچھ برمحل معلوم ہوتی ہے۔

بحرالعلوم، مسلّم الثبوت کی شرح میں جرح وتعدیل کے تعارض کی بحث میں مشاجرات صحابہ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت عثمانؓ کی شہادت اور مظلومیت کا ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت میں صحابہؓ سے کوئی شریک نہ تھا۔

''ولم یکن فیهم واحد من الصحابة کما صرح به غیر واحد من أهل الحدیث'' (فواتح الرحموت ص ۴۴۲)

''حضرت عثمانؓ کی شہادت میں صحابہ سے کوئی شریک نہ تھا، اہل حدیث نے اس کی تصریح فرمائی ہے''

یہاں اہل حدیث کے تاریخی موقف کی وضاحت فرمائی ہے، اور بیان کیا ہے کہ ان کی رائے تاریخ مشاجرات صحابہ میں قطعیت کی حد تک پہنچ چکی ہے۔

علامہ عبدالعزیز بن احمد بن محمد بخاری (۴۸۱ھ) مؤلف کتاب التحقیق شرح حسامی نے عبادلہ کی تعیین میں عبداللہ ابن مسعودؓ کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

''وعند المحدثین عبدالله بن الزبیر مقام عبدالله بن مسعود'' (کتاب التحقیق فی شرح الحسامی ص ۱۶۳)

یہاں فقہاء کے بالمقابل محدثین کا ذکر فرمایا ہے، جس کا مطلب واضح ہے کہ رجال کی تعیین میں ان کا ایک مقام ہے اور اپنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مستقل رائے ہے۔

پیغمبر کے لئے اجتہاد کی اجازت کا ذکر فرماتے ہوئے شارح بزدوی کی طرح کتاب التحقیق کے مؤلف بھی فرماتے ہیں:

''هو منقول عن ابی یوسف من أصحابنا وهو مذهب مالك والشافعي وعامة أهل الحديث'' (کتاب التحقیق ص ۲۰۰)

''امام ابو یوسف، مالک، شافعی اور عام اہل حدیث کا یہی خیال ہے کہ پیغمبر اپنے اجتہاد پر اگر ضرورت ہو تو عمل کر سکتا ہے''۔

مؤرخین و متکلمین کی رائے:

ابن خلدون اپنے وقت کے نقاد مؤرخ ہیں۔ جنہوں نے فن تاریخ کو قصص و حکایات کی دلدل سے نکال کر اسے ایک نئی زندگی بخشی اور فن تنقید کے اسالیب کی طرف راہنمائی فرمائی، ابن خلدون نے مقدمہ میں فقہ کے تذکرے میں فرمایا ہے:

"وانقسم الفقه فيهم إلى طريقتين، طريقة أهل الرأي والقياس، وهم أهل العراق وطريقة أهل الحديث، وهم أهل الحجاز، وكان الحديث قليلاً في أهل العراق لما قدمنا. فاستكثروا من القياس ومهروا فيه. فلذلك قيل لهم أهل الرأي، ومقدم جماعتهم الذي استقرا المذهب فيه وفي أصحابه ابو حنيفه" (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۸۹ طبع بہیہ مصر)

''فقہ کے دو طریق ہو گئے، فقہ العراق اور فقہ الحدیث، علماء عراق میں حدیث کم تھی جس کی وجہ ذکر ہو چکی ہے، اس لئے انہوں نے رائے اور قیاس میں مہارت پیدا کی اور اہل الرائے کے نام سے مشہور ہوئے، ان کے پیش رو امام ابو حنیفہ ہیں اور اہل حجاز کی فقہ کا نام فقہ الحدیث ٹھہرا۔''

ملا کاتب چلپی (۱۰۶۷ھ) نے اصول فقہ کے تذکرہ میں امام علاؤالدین حنفی کی کتاب ''میزان الاصول'' سے نقل فرمایا ہے:

''وأكثر التصانيف في أصول الفقه لاهل الاعتزال المخالفين لنا في الاصول ولاهل الحديث المخالفين لنا في الفروع ولا اعتماد على تصانيفهم" (كشف الظنون، ص۸۹ دار الطباعة مصر)

''اصول فقہ میں معتزلہ اور اہل حدیث کی تصانیف زیادہ ہیں، معتزلہ اصول میں ہمارے مخالف ہیں اور اہل حدیث فروع میں، اس لئے ان کی تصانیف پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا''

نواب صدیق حسن خانؒ نے ''ابجد العلوم ۲/ ۵۶۵'' میں ''کشف الظنون'' کی عبارت نقل فرمائی ہے اور فقہ العراق اور فقہ الحدیث کا تذکرہ فرمایا ہے۔ پھر تقلید اور عمل بالحدیث پر مختصر تبصرہ فرمایا، اور مذاہب ائمہ کی اشاعت اور کتب طبقات کی عصبیت کا تذکرہ فرمایا، وہ خواہ مخواہ ہر آدمی کو ادنیٰ ممارست اور توافق سے اپنے مذہب میں شمار کر لیتے ہیں اور ان اقطار اور بلاد کا ذکر فرمایا جہاں یہ مذاہب عام اور شائع ہیں اور اہل حق کی کتابوں کو کس طرح طاقِ نسیاں کی نذر کیا گیا، فرماتے ہیں:

''فلم يبق إلا مذهب أهل الرأي من العراق وأهل الحديث من الحجاز۔ (ابجد العلوم للنواب صدیق حسن ۲/ ۵۶۵۔۵۶۶)

اس تعصب کی دستبرد کے باوجود اہل الرائے عراق میں اور اہل حدیث حجاز میں باقی رہ گئے''

تقی الدین احمد بن علی مقریزی (۸۵۴ھ) نے فرمایا۔ جب ملک ظاہر بیبرس بندقداری نے (۶۶۲ھ) میں مدرسہ ظاہریہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنیاد رکھی اور اس کے مصارف کے لئے بہت بڑا وقف کیا۔ اس میں مختلف مکاتب فکر کی تدریس کے لئے مختلف ایوان بنائے جس کی تفصیل اس طرح ہے:

"وجلس أهل الدروس كل طائفة في إيوان منها. الشافعية بالايوان القبلي، ومدرسهم تقي الدين محمد بن حسن بن رزين الحموي، والحنفية بالايوان البحري، ومدرسهم الصدر مجد الدين عبد الرحمان بن الصاحب كمال الدين عمر بن العديم الحلبي وأهل الحديث بالايوان الشرقي ومدرسهم الشيخ شرف الدين عبد المومن بن خلف الدمياطي" (المواعظ والاعتبار للمقریزی ۲/۲۷۱)

"تمام علماء اپنے اپنے ایوان میں درس دینے لگے، شافعی سامنے کے ایوان میں تھے، ان کے صدر مدرس تقی الدین محمد بن حسن حموی تھے، اور حنفی سمندری ایوان میں ان کے صدر مدرس عبدالرحمان بن العدیم حلبی تھے اور اہل حدیث مشرقی ایوان میں درس دینے لگے ان کے صدر مدرس شیخ شرف الدین عبدالمومن بن خلف دمیاطی تھے"۔

یہ ساتویں صدی ہے اس میں بھی شاہی مدرسہ میں دوسرے مکاتب کے مقابل اہل حدیث کے لئے مستقل ایوان ہے۔

مقریزی فرماتے ہیں: یہ مدرسہ اب بھی موجود ہے کسی قدر فرسودہ ہو چکا ہے، حنفی اور شافعی اس کی نظامت کے متعلق دست و گریباں ہوتے رہتے ہیں۔

مقریزی اہل مصر کے مذاہب اور ارباب مذاہب کی تبدیلیوں اور اس کے اسباب کا ذکر فرماتے ہیں:

"وكانت أفريقة الغالب عليها السنن والآثار، الى أن قدم عبدالله بن فروج أبو محمد الفارسي بمذهب أبي حنيفة" (الخطط ۱/۱۴۴)

"افریقہ میں ابتداء میں سب لوگ سنن و آثار (مسلک اہل حدیث) کے پابند تھے، یہاں تک شیخ عبداللہ بن فروج حضرت امام ابوحنیفہ کا مسلک لے کر آگئے"

مقریزی افریقہ میں مالکی مذہب کی اشاعت کے متعلق فرماتے ہیں:

"وصار القضاء في أصحاب سحنون دولا يتصاولون على الدنيا تصاول الفحول على الشول" (المواعظ والاعتبار للمقریزی ۱/۱۴۴)

سحنون کے رفقاء محکمۂ قضاء پر اس طرح حملہ آور ہوتے جس طرح نر اونٹ مادہ پر۔ اس کے بعد آگے حنفی مذہب کی اشاعت کے متعلق لکھا ہے کہ یہ قاضی ابو یوسف کا مرہون منت ہے۔ اہل حدیث بیچارے اس جنگ میں کہاں کامیاب ہوتے جب انہوں نے کسی حکومت کی سرپرستی ہی قبول نہیں فرمائی۔ شعرانی تمام ائمہ سنت کا احترام کرتے ہیں، انہیں سب سے عقیدت ہے اس کے اظہار میں وہ بڑے ہی وسیع الظرف ہیں، میزان خضری میں امام شافعی سے نقل فرماتے ہیں:

"كان رضي الله عنه يقول: أهل حديث في كل زمان كالصحابة في زمانهم وإذا رأيت صاحب حديث فكاني رأيت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أحدا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان يقول إياكم والاخذ بالحديث الذى جاءكم من العراق الا بعد التفتيش'' (المیزان الکبری للشعرانی ص ۶۵)

''امام شافعی فرماتے ہیں: اہل حدیث ہر دور میں صحابہ کی طرح ہیں جب میں کسی اہل حدیث کو دیکھتا ہوں، میں سمجھتا ہوں، میں نے صحابی کو دیکھا اور فرماتے، اہل عراق کی حدیث تفتیش کے بغیر مت قبول کرو''

ابوبکر بن عیاش نے فرمایا:

''أهل الحديث فى الاسلام كالاسلام فى سائر الاديان'' (میزان ص ۶۳)

''اہل حدیث اسلامی فرقوں میں اس طرح ہیں جیسے اسلام باقی دینوں میں''

ابوالعباس بن شریح فرماتے تھے:

''أهل الحديث أعظم درجة من الفقهاء'' (میزان ص ۵۴)

''اہل حدیث کا درجہ فقہاء سے اونچا ہے''

امام ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی کی کتاب ''الفرق بین الفرق'' مختلف مذاہب اور فرقوں کے متعلق بڑی جامع کتاب ہے، اہل سنت کے مختلف مسالک کا ذکر فرماتے ہیں:

والصنف الثانى منهم أئمة الفقه من فريقى الرأى والحديث من الذين اعتقدوا فى أصول الدين مذاهب الصفاتية فى الله وصفاته الازلية" اھ (الفرق بین الفرق ص ۳۰۰)

''دوسری قسم فقہاء کی ہے جن میں اہل الرائے اور اہل حدیث دونوں شامل ہیں وہ اللہ تعالی کی صفات ازلیہ کو بلا تاویل مانتے ہیں اور تشبیہ اور تعطیل کے قائل نہیں''۔

●●●●

اسی کتاب میں آگے چل کر اہل تصوف کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"كلامهم فى طريقى العبارة والاشارة على سمت أهل الحديث دون من يشترى لهو الحديث"

''ان کا انداز گفتگو اور اشارات اہل حدیث کی طرح ہیں، اہل لہو ولعب کی طرح نہیں''

اسی طرح ان دونوں فرقوں کا ذکر ص ۷، ۱۱۴، ۳۰۲، ۳۱۳، ۳۱۴ میں مرقوم ہے اس کتاب میں اہل حدیث کا ذکر اکثر مقامات پر آیا، کہیں بطور رواۃ حدیث اور کہیں بطور مکتبِ فکر:

خذا جنب هرشی او قفاها فانه
كلا جانبی هرشی لهن طريق

یہ لوگ دین کا ہر کام کرتے رہے لیکن نہ کسی فرقہ کی تاسیس کی، نہ کسی دھڑے کے لئے دعوت دی، نہ ہی اشخاص کی محبت ان پر اس قدر غالب ہوئی جس سے دوسرے کی تنقیص لازم آئی، ان کی نظر اشخاص سے زیادہ دلائل پر رہی، شخصی تنقید سے زیادہ انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسائل کی تحقیق فرمائی۔

امام ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری (۳۳۰ھ) ''مقالات الاسلامیین'' میں فرماتے ہیں:

''جملة ما عليه أهل الحديث والسنة الا قرار بالله وملائكته و كتبه ورسله وما جاء من عند الله وما رواه الثقات عن رسول الله ﷺ لا يردون من ذلك شيئاً وأن الله سبحانه واحد صمد لا إله غيره'' (مقالات الاسلامیین ص ۳۲)

''اہل حدیث اور ائمہ سنت کا عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ کا اقرار، ملائکہ اور فرشتوں اور رسولوں کا اقرار اور کتابوں کا اقرار، جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں اور جو ثقہ راویوں نے روایت کیا، اس میں وہ کسی چیز کو رد نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ اکیلا اور بے نیاز ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں''۔

اس کے بعد آگے اہل حدیث کے عقائد کا تذکرہ کئی اوراق میں فرمایا، یہ تذکرہ معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کے بالمقابل فرمایا جس کا مطلب ظاہر ہے کہ اہل حدیث، ائمہ اعتزال اور متکلمین کے مدمقابل ہیں۔

ابن ندیم نے علماء عراق، ائمہ شوافع، موالک، امام داؤد ظاہری فقہاء شیعہ کے مبسوط تذکرہ کے بعد فقہاء المحدثین واصحاب الحدیث کا تذکرہ فرمایا، فن سادس سے تقریباً ۶۴ فقہاء حدیث کا تذکرہ فرمایا، ان میں امام بخاری، سفیان ثوری، ابن ابی ذئب، سفیان بن عیینہ، ابن ابی عروبہ، اسماعیل بن عبید، عبداللہ بن مبارک، امام احمد، عثمان بن ابی شیبہ، ترمذی، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین، ابوداؤد، مسلم وغیرھم علماء کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ظاہر ہے فقہاء حدیث اگر مکتبِ فکر نہیں پھر انہیں ائمہ عراق وغیرہ سے الگ عنوان کے ماتحت کیوں ذکر فرمایا۔ حالانکہ امام ابوجعفر طحاوی وغیرہ حفاظ حدیث موجود ہیں۔ لیکن ہر حافظِ حدیث اہل حدیث نہیں ہوسکتا۔

امام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:

''إن الواجب ضربة للوجه والكفين وهو مذهب عطاء ومكحول والاوزاعي وأحمد واسحاق وابن المنذر وعامة أصحاب الحديث'' (صحیح مسلم مع شرح النووی ۱/۱۶۰)

''تیمّم میں چہرے اور ہاتھوں کے لئے ایک ضرب ضروری ہے، عطاء، مکحول، اوزاعی، احمد، اسحاق، ابن منذر اور عام اہل حدیث کا یہی مذہب ہے''

طلاق الحائض کے متعلق فرماتے ہیں کہ مطلق کو رجوع کے لئے کہنا چاہیے:

''هذا مذهبنا وبه قال الاوزاعي وابو حنيفة وسائر الكوفيين واحمد وفقهاء المحدثين وآخرون'' (صحیح مسلم مع شرح ۱/۴۷۵)

''ہمارا، اوزاعی، ابوحنیفہ اور تمام ارباب کوفہ، احمد اور فقہاء محدثین اور بعض دوسرے علماء کا بھی یہی خیال ہے''۔

ذہبی نے طبقات الحفاظ ابو محمد الفضل بن محمد کے تذکرہ میں فرمایا:

''ولقد كان في هذا العصر وما قاربه من أئمة الحديث النبوي خلق كثير، وما ذكرنا عشرهم، وأكثرهم مذكورون في تاريخي، وكذلك كان في هذا الوقت خلق من أئمة أهل الرأي والفروع وعدد من أساطين المعتزلة والشيعة وأصحاب الكلام الذين مشوا وراء العقول وأعرضوا عما عليه السلف من التمسك بالآثار النبوية، وظهر في الفقهاء التقليد وتناقض الاجتهاد'' (تذکرۃ الحفاظ ۲/۱۸۲)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اس زمانہ (۲۸۲ھ) میں ائمہ حدیث کی بڑی تعداد موجود تھی، یہاں میں نے ان کا عشرعشیر بھی نہیں لکھا، میں نے ان کا مفصل تذکرہ تاریخ اسلام میں کیا ہے، اسی طرح ائمہ رائی اور فقہاء فروع اور شیعہ اور معتزلہ سے بھی اہل علم کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، انہوں نے ان لوگوں کے آثار نبویہ اور سلف کی راہ سے اعراض کیا اور فقہاء میں تقلید اور متناقض اجتہادات کی گرم بازاری ہوئی''۔

ذھبی اس شذرہ کے آخر میں فرماتے ہیں:

''میرا خیال ہے کہ جب کہیں وقت محسوس ہوگی تم ہوا کے کندھوں پر سوار ہوکر کہنے لگو گے، احمد کون ہے، علی بن مدینی کیا ہے، ابوزرعہ اور ابوداؤد کی حیثیت کیا ہے، یہ لوگ صرف محدث ہیں، یہ فقہ نہیں جانتے، اصول فقہ سے ناواقف ہیں، رائے کی حقیقت کو نہیں سمجھتے، معانی، بیان، منطق اور علم البرہان سے ناآشنا ہیں، خدا کو دلائل سے نہیں مانتے، ذہبی فرماتے ہیں یا تو چپ رہو یا علمی گفتگو کرو، علم وہی ہے جو ان لوگوں کی معرفت آئے'' (تذکرہ الحفاظ ۲/ ۱۸۳)

اس مقام پر ائمہ حدیث کا تذکرہ فقہاء مجتہدین کے بالمقابل ذکر فرمایا ہے، ان کے تفقہ اور ان کے علم کی حقانیت کا بھی ذکر فرمایا، اور یہ بھی فرمایا کہ مستقبل میں تقلید اور متناقض اجتہادات کا دنیا میں فروغ ہورہا ہے، اور علوم حقہ اور اہلِ فن پر طعن کی راہیں کھل رہی ہیں۔

بقی بن مخلد کے تذکرہ میں مرقوم ہے:

''وقد تعصبوا علیٰ بقی بن مخلد لاظهاره مذهب أهل الاثر. فدفع عنه أمير الاندلس محمد بن عبدالرحمن المرواني واستنسخ كتبه وقال لبقی انشر علمك'' (تذكرة الحفاظ ۲/ ۶۳۰)(ایضاً ۲/ ۲۰۴)

''بقی بن مخلد نے اہل حدیث اور آثار کے مسلک کا اظہار کیا، لوگ ان پر تعصب کرنے لگے، اندلس کے امیر محمد بن عبدالرحمن مروانی نے ان کا دفاع کیا اور ان کی کتابیں نقل کرائیں اور فرمایا تم اپنے علم یعنی آثار اور احادیث کی اشاعت کرو''۔

ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر حمیدی کے تذکرہ میں فرمایا:

''كان ورعاثقة إماما في الحديث وعلله ورواته. متحققا في علم التحقيق والاصول على مذهب أصحاب الحديث بموافقة الكتاب والسنة'' (تذكرة الحفاظ ۴/ ۱۸)

حمیدی پرہیز گار، متقی اور امام تھے، حدیث اور رواۃ کے علل کو جانتے تھے، اہل حدیث کے مذہب کے مطابق اور کتاب وسنت کی روشنی میں انہوں نے وضع فرمائے۔

امام نووی صحیح مسلم کے باب المساقات کی شرح میں فرماتے ہیں:

''وبه قال مالك والثوری والليث والشافعی واحمد وجميع فقهاء المحدثين'' (۲/ ۱۴)

اسی صفحہ میں مرقوم ہے:

''وقال ابن ابی ليلیٰ وابويوسف ومحمد وسائر الكوفيين وفقهاء المحدثين واحمد وابن خزيمة'' (۲/ ۱۴)

مساقات اور مزارعت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، مالک، ثوری، لیث، شافعی، احمد اور تمام فقہاء محدثین نے، اسی طرح مزارعت کے جواز کا فتویٰ دیا ابن ابی لیلیٰ، ابو یوسف، محمد اور تمام علماء کوفہ اور فقہاء محدثین نے''۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ابواب شفعہ میں امام نووی نے فرمایا:

''وقال الحكم والثوری وابوعبید وطائفة من أهل الحديث: ليس له الاخذ'' (۳۲/۲)

''مندرجہ ذکر علماء اور اہل حدیث کا خیال ہے کہ ہمسایہ کو شفعہ کا حق حاصل نہیں''۔

پڑوسی کی دیوار پر لکڑی رکھنے کے متعلق فرمایا:

''والثانی الایجاب وبه قال أحمد وابو ثور وأصحاب الحديث'' (مسلم ۳۲/۱)

''احمد، ابوثور اور اصحاب الحدیث کا خیال ہے کہ ہمسایہ کو دیوار پر لکڑی کی اجازت ضروری ہے''۔

ان تمام مواقع میں اہل حدیث کا تذکرہ مکتبِ فکر کے طور پر فرمایا گیا:

حافظ ابن حجر نے تیمّم کے تذکرہ میں فرمایا: ''وجہ'' اور ''کفین'' پر تیمّم کے لئے ایک ضرب جواز کی طرف ذیل کے ائمہ گئے ہیں:

''وإليه ذهب أحمد واسحاق وابن جرير وابن المنذر وابن خزيمة ونقله ابو الجهم وغيره عن مالك ونقله الخطابي عن أصحاب الحديث'' (فتح الباری ج ا ص ۳۰۴)

''امام احمد، اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن خزیمہ اور امام مالک کا خیال ہے کہ تیمّم منھ اور دونوں کف پر کیا جائے۔ خطابی فرماتے ہیں: اصحاب الحدیث کا بھی یہی مذہب ہے''

امام نوویؒ نے ''تهذيب الاسماء واللغات'' میں امام شافعیؒ کا تذکرہ بڑے دلنشیں انداز میں کیا ہے۔ یہ تذکرہ کئی اوراق میں پھیلا ہوا ہے۔ اس مقام پر امام محمد بن الحسنؒ کا قول ذکر فرمایا:

''قال محمد بن الحسن رحمه الله إن تكلم أصحاب الحديث يوماً فبلسان الشافعي'' (فتح الباری ۵۰/۱)

''اصحاب الحدیث اگر گفتگو کریں تو وہ امام شافعی کی ہی زبان سے ہوگی، یعنی امام شافعی کی کتابیں ان کی رہنمائی کریں گی''

حسن بن محمد زعفرانی فرماتے ہیں:

''كان أصحاب الحديث رقوداً فايقظهم الشافعي'' (فتح الباری ۵۰/۱)

''اہل حدیث سو رہے تھے۔ شافعی نے ان کو جگا دیا''

امام احمد کے ایک توصیفی ارشاد میں فرمایا:

''فهذا قول إمام أصحاب الحديث وأهله'' (فتح الباری ۵۰/۱)

''یہ اہل حدیث کے امام کا قول ہے''

ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل حدیث امام احمد، امام شافعی اور امام محمد سے پہلے موجود تھے، یہ ائمہ بھی اہل حدیث تھے، ان کے علوم سے اہل حدیث کو فائدہ پہنچا، ایک مقام پر فرمایا: عام علماء اور فقہاء خراسان کی زبان میں امام شافعی کے شاگردوں کا لقب اہل حدیث ہوا۔

(تحریک آزادیٔ فکر۔ ص ۳۰۵۔ ۳۲۲)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعارف اہل حدیث

متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندویؒ

یہ عجیب بات ہے کہ اہل حدیث کا تصور دینی جس درجہ سادہ، سمجھ میں آنے والا اور قلب وروح کو حرارت وتپش عطا کرنے والا ہے، یار لوگوں نے اتنا ہی اسے الجھا دیا ہے اور اس کے بارے میں عجیب عجیب غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں۔

سوال کم پڑھے لکھے یا جہال کا نہیں، اچھے خاصے علماء کا ہے۔ان حلقوں میں اگر کسی جانی پہچانی شخصیت کے بارے میں بھولے سے کسی نے یہ کہہ دیا یا لکھ دیا کہ صاحب وہ تو ''وہابی''، ''غیر مقلد'' یا ''اہل حدیث'' ہے تو نہ پوچھیئے صرف اتنا کہہ دینے اور لکھ دینے سے اس کے متعلق طبیعت کس تیزی سے بدل جاتی ہے اور اس کے خلاف نفرت وتعصب کے کتنے طوفان اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

نفرت وتحقیر کا یہ بادۂ تلخ انگریز کے استعماری مصالح کے علاوہ اور کن کن مقدس ہاتھوں سے کشید ہوا ہے؟ اور تہمت کی اس سازش میں کس کس نے حصہ لیا ہے؟ کن کن عناصر نے اہل حدیث کے خلاف اس نفسیاتی مہم کو چلانے میں کامیاب کردار ادا کیا ہے؟ یہ ایک مستقل اور علیحدہ موضوع ہے، جو مخصوص تحقیق والتفات چاہتا ہے، ہمارے نزدیک اس کے متعلق سردست تعرض کرنا موزوں نہیں، کیونکہ ؎

اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

تاہم اتنی بات کہہ دینے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں کہ نفرت کی یہ مہم پورے زور وشور اور تنظیم کے ساتھ آج بھی جاری ہے، حالانکہ جماعت اہل حدیث کے عقائد اور سرگرمیاں اور کارنامے کوئی چیز بھی تو ڈھکی چھپی نہیں اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں، جس میں اسلامی نظریہ وتصور سے کسی درجے میں بھی انحراف پایا جائے، بلکہ یوں کہنا چاہیے ہم تو معتوب اور مستوجبِ تعزیر ہی اس بنا پر ہیں کہ ہم فقہ ہو یا کلام، تفسیر ہو یا حدیث، دین کے معاملے میں ادنیٰ انحراف کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ہمارا سیدھا سادہ عقیدہ یہ ہے کہ حق وصداقت کو صرف کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ ہی میں محصور مانو اور سعی وعمل یا فکر وعقیدہ کا جب بھی کوئی نقشہ ترتیب دو تو تابش وضو کے لئے اسی آفتاب ہدایت کی طرف رجوع کرو، جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات انسانی کے لئے سراج منیر ٹھہرایا ہے:

يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَّدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿٤٦﴾ (الأحزاب:۴۵،۴۶)

''اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اور اس کے اذن سے اور روشنی کرنے والا چراغ''۔

یہاں اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ہم کسی طرح بھی تاریخی ارتقاء کے منکر نہیں، اور زمانے کے ناگزیر تقاضوں کے تحت فقہ وکلام کے سلسلے میں ہمارے یہاں جلیل القدر علماء اور ائمہ نے جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، ان سے ذرہ برابر صرف

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نظر نہیں کرتے۔ ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کی فکری و آئینی کاوشیں، امام شافعیؒ کی اصول فقہ و حدیث کی ترتیب، امام مالکؒ کا اصحابِ مدینہ کے تعامل کو دست بردِ زمانہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لینا اور امام احمد بن حنبلؒ کی جمع حدیث کی وسیع ترکوششیں ہماری تہذیبی انفرادیت کا زندہ ثبوت ہیں، اور یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن پر ہم جس قدر بھی فخر و ناز کریں کم ہے۔

ہم حق کو ان سب مدارسِ فکر میں، جن کی ان بزرگوں نے بنیاد رکھی، دائر و سائر تو مانتے ہیں، لیکن محصور و منحصر کسی میں بھی نہیں جانتے، کیونکہ ہمارے نقطۂ نگاہ سے صحت و صواب کی استواریاں غیر مشروط طور پر صرف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٥٩﴾ (النساء:۵۹)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے''۔

ہمارے عقیدے کی رو سے استدلال و تاویل کا یہی دو چیزیں نقطۂ آغاز ہیں اور یہی نقطۂ آخر۔ دوسرے لفظوں میں سورت نساء کی اس آیت کو ہم قانونی اساس (Peamble) سمجھتے ہیں۔ اس آیت ہی کے لب و لہجہ میں علماء سے کہتے ہیں کہ ''ہر ہر متنازع فیہ مسئلے میں اول و آخر کتاب و سنت ہی کی طرف رجوع کیجئے'' تقلید و عدم تقلید کی اصطلاح میں پڑے بغیر کہ اس میں قدرے الجھاؤ اور جھول ہے، ہم محبت و وفا کی زبان میں دعویدارانِ عشق رسول ﷺ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ خدارا آپ ہی بتایئے، اگر کسی گروہ نے یہ فیصلہ ہی کر لیا ہو کہ طلب و آرزو کے دامن کو وہ صرف انہی گل بوٹوں سے سجائے گا، جو قرآن و سنت کے سدا بہار دبستان میں نظر افروز ہیں اور کچھ لوگوں نے ازراہِ شوق یہی مناسب جانا ہو کہ ان کی نظر اگر کسب ضو کرے گی تو انہیں انوار و تجلیات سے جو چہرۂ نبوت کی زیب و زینت ہیں یا زمان و مکان کے فاصلوں کو ہٹا کر، اگر کوئی بے تاب و متجسس نگاہ اسی جمال جہاں آراء کا براہِ راست مشاہدہ کرنا چاہتی ہے، جس کی جلوہ آرائیوں نے عشاق کے دلوں میں پہلے پہل ایمان و عمل کی شمعیں فروزاں کیں، تو آیا یہ کوئی جرم، گناہ یا معصیت ہے؟ اور اگر یہ جرم اور معصیت ہے تو ہمیں اقرار ہے کہ ہم وابستگان دامنِ رسالت اور اسیرانِ حلقۂ نبوت مجرم اور گناہ گار ہیں۔

تقلید و عدم تقلید کا مسئلہ دراصل فنی و علمی سے زیادہ نفسیاتی ہے۔ سوال یہ ہے ٹھیٹھ اسلام کی رو سے ہماری اولین ارادت کا مرکز کون ہے؟ ہماری پہلی اور بنیادی وابستگی کس سے ہونی چاہیے اور پیش آمدہ مسائل میں، مشکلات کے حل و کشود کے سلسلے میں ہمیں اول اول کس کی طرف دیکھنا چاہیے؟ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی چشم کشا اور ابدی تعلیمات کی طرف یا فقہی مدارسِ فکری کی وقتی اور محدود تعبیرات کی طرف؟ اس سے قطع نظر کہ تقلید سے فکر و نظر کی تازہ کاریاں مجروح ہوتی ہیں، اور اس سے بھی قطع نظر کہ اس سے خود فقہ و استدلال کے قافلوں کی تیز رفتاری میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، اور تہذیب و فن کی وسعتیں، زندگی، حرکت اور ارتقاء سے محروم ہو جانے کے باعث حد درجہ سمٹاؤ اختیار کر لیتی ہیں، اصل نقص اس میں یہ ہے کہ اس سے عقیدت و محبت کا مرکز ثقل یکسر بدل جاتا ہے، یعنی بجائے اس کے کہ ہماری ارادت و عقیدت کا محور و قبلہ اول و آخر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ رہے، ہماری عصبیتیں مخصوص فقہی مدارس سے وابستہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور غیر شعوری طور پر قلب و ذہن اس بات کے عادی ہو جاتے ہیں کہ بحث و تمحیص کے مسئلے میں کتاب و سنت سے کسی نہ کسی طرح مسائل کی وہی نوعیت ثابت ہو جو ہمارے حلقے اور دائرے کے تقاضوں کے عین مطابق ہو، حالانکہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ اور رسول ﷺ سے ربط و تعلق کی کیفیتیں معروضیت (Objectivity) چاہتی ہیں اور اس بات کی مقتضی ہیں کہ ہر مسئلے اور امر میں نقطۂ نظر کسی خاص مدرسۂ فکر کی تائید وحمایت کرنا نہ ہو، بلکہ اس شے کی تصدیق مقصود ہو کہ اخذ وقبول کے لحاظ سے کون سی صورت کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب تر ہے۔

ممکن ہے اس پر کوئی صاحب کہہ اٹھیں کہ مسائل پر غور وفکر کرنے کا یہ تو محض ایک انداز ہوا یا زیادہ سے زیادہ اہل حدیث کی نفسیات دینی کی تشریح ہوئی، لیکن حل طلب سوال تو یہ ہے کہ صرف اندازِ فکر اور اسلوب استدلال سے کوئی مذہب یا مسلک متعین ہوتا ہے؟ مسلک اور مذہب کی تعیین کے لیے ضروری ہے کہ اہل حدیث کے مخصوص مابعد الطبیعاتی تصورات ہوں، علیحدہ اور ممیّز علم الکلام ہو اور کتاب وسنت کی واضح تعلیمات پر مبنی اپنا علم الفقہ ہو اور اسی کی روشنی میں ان کی خاص تاریخ ہو، جس سے ان کے ارتقائے علمی کا پتا چلایا جا سکے اور معلوم کیا جا سکے کہ ماضی قریب وبعید کے مختلف ادوار میں انہوں نے مذہب ودین کی تشریح وتعبیر کے سلسلے میں کیا کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں یا اسلامی تہذیب وتمدن کی نشاط آفرینیوں میں ان کا کیا حصہ ہے؟

اعتراض بظاہر بہت وزنی ہے، لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ ہمارا مسلک واقعی ''مذاہبِ مدوّنہ'' کی فہرست میں شامل نہیں۔ یہ ایک مذہب ہے جس کے اصول اور کلامی وفقہی پیمانے گو متعین ہیں، تاہم اصطلاحی معنوں میں یہ مذہب نہیں ہے، اس کے ماننے والوں کے باقاعدہ معمولات ہیں اور عقیدہ وعمل کا متعین قالب ہے، مگر اسے کسی لحاظ سے بھی گروہ نہیں کہنا چاہیے، اسی طرح اس کی اصلاح وتجدید کے کارناموں پر مشتمل اپنی ایک تابناک تاریخ بھی ہے، لیکن یہ تاریخ صرف انہی کی تاریخ نہیں ہے، اسے پورے اسلام کی تاریخ قرار دینا چاہیے۔

بظاہر یہ بات حد درجہ تضاد لیے ہوئے ہے لیکن ذرا غور کیجیے گا تو معلوم ہوگا کہ اسی تضاد میں اس کا حل بھی مضمر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ پہلی صدی ہجری کے آخر ہی میں اسلام کو شدید نوعیت کے دینی وسیاسی انحرافات سے دوچار ہونا پڑا اور تیسری صدی ابھی اختتام کو نہیں پہنچی تھی کہ ان انحرفات نے شدید نوع کے تعصّبات کا روپ دھار لیا۔ اسی عرصے میں مسئلہ امامت وخلافت کی وجہ سے شیعیت ابھری اور اس کے پہلو بہ پہلو ایک تاریخی حادثے کی بنا پر خارجیت نے جنم لیا، جس نے آگے چل کر مستقل فتنے کی شکل اختیار کر لی۔ انہی سیاسی اختلافات نے ارجاء کی مصلحتوں کو ہوا دی اور مسلمان مرجیہ اور غیر مرجیہ دو گروہوں میں بٹ گئے اور یونانی علوم کے فروغ وارتقا نے اعتزال وجہمیت کی تخلیق کی۔ جس نے صدیوں تک مسلمانوں کو گوناگوں عقلی اختلافات میں الجھائے رکھا، نتیجہ یہ ہوا کہ علمی ودینی حلقوں میں بیسیوں نئے مسئلے پیدا ہو گئے۔ صفاتِ باری عین ذات ہیں یا غیر۔ ''استواء علی العرش'' کے کیا معنی ہیں؟ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ قدرت واستطاعت افعال سے پہلے ہے یا ان کے ہم قرین ہیں۔ انسان مجبور ہے یا مختار۔ اللہ تعالیٰ محالات پر قادر ہے یا نہیں۔ خلق شے سے کیا مراد ہے؟ خردسال اطفال قیامت کے روز عذاب کا ہدف بنیں گے یا نہیں؟ جنت دوزخ عارضی ہیں یا دائمی؟ روح کیا ہے؟

یہ اور اس نوع کے عجیب وغریب مسائل جن کی وجہ سے اسلامی صفوں میں انتشار وتشتت کا پیدا ہونا ناگزیر تھا۔ اسی دور میں غنوصیت (Gabticism) نے جس کے ماننے والے عراق میں کثرت سے تھے، تصوف کو حریفانہ شکل میں پیش کیا اور تقدس وریاضت کے بہروپ میں اس یقین کو دلوں میں اتارنے کی کوشش کی کہ علوم نبوت کے مقابلے میں عرفان وادراک کا ایک اور یقینی ذریعہ کشف بھی ہے، جس کی مدد سے براہِ راست حقائق کونیہ ودینیہ کا پا لینا ممکن ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قریب قریب یہی وہ زمانہ ہے جس میں فقہی مذاہب مدوّن ومرتب ہوئے اور ان کے پر جوش حامی ایک وسرے کے مقابل میں صف آراء ہوئے اور باقاعدہ مناظرہ وجدل کی بنیاد پڑی، اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلا کہ عصبیتیں ابھریں، حلقے بنے اور آخر میں تقلید وجمود نے اسلامی معاشرے کی اکثریت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

یہاں غور طلب یہ نکتہ ہے کہ گمراہیوں کے اس ہجوم میں اسلام کی فطرت میں اصلاح احوال کی جو قدرتی صلاحیتیں تھیں، کیا وہ چپ چاپ یہ تماشا دیکھتی رہیں اور کسی گروہ، کسی جماعت کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی کہ وہ ان انحرافات کی نشاندہی کرے اور یہ بتائے کہ ان گمراہیوں کے مقابلے میں اسلام کا صحیح صحیح موقف کیا ہے؟ خوش قسمتی سے واقعہ یہ نہیں ہے۔ تاریخ وسیر سے سرسری واقفیت رکھنے والے حضرات بھی جانتے ہیں کہ بفحوائے حدیث رسول ﷺ ہر دور میں ایسے لوگوں کا وجود رہا ہے کہ جنھوں نے کلمۂ حق کا برملا اظہار کیا ہے، جنھوں نے تجدید واصلاح کی ذمے داریوں کو سنبھالا ہے اور اسلام کے چہرۂ زیبا سے بدعات کے گرد وغبار کو دور کرنے کی مقدور بھر مساعی جاری رکھی ہیں، جنھوں نے ذخائر حدیث کی حفاظت کی اور جنھوں نے عقائد کی پیچیدگیوں کو سلجھایا اور مروجہ فقہی مذاہب کے مقابلے میں سنت پر مبنی، سنت سے مستنبط اور سنت سے قریب تر مسائل کی طرف فقہاء کی عنان توجہ والتفات کو موڑ دینے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ گروہ اہل الحدیث والسنۃ کا ہے۔

امام ابوالحسن اشعریؒ نے ''مقالات الاسلامیین'' کی پہلی جلد کے آخر میں تقریباً پانچ صفحوں میں اس گروہ کے عقائد وسیرت کا ایک دلچسپ اور دل نواز نقشہ پیش کیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے وسط تک اہل الحدیث والسنۃ کے سامنے کلام وفقہ کے کیا کیا مسائل تھے اور ان حضرات نے ان مسائل کو کیوں کر حل کیا۔ ہم اس سلسلے میں دراصل کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اصلاح وتجدید کی یہ تمام کوششیں جو مختلف حلقوں اور مختلف زمانوں میں فقہ وکلام کی طرفہ طرازیوں کو کتاب وسنت کے سانچوں میں ڈھالنے کی غرض سے انجام پائیں، ہماری ہیں۔ ان کا علم الکلام ہمارا علم الکلام ہے۔ ان کی فقہ ہماری فقہ ہے اور ان کی تاریخ ہماری تاریخ ہے۔

لیکن اس کے باوجود ہم نے کسی متعین مدرسہ یا فقہ یا علم الکلام کے کسی بنے بنائے اصولوں کو اس بنا پر اپنانے کی کوشش نہیں کی ہے کہ مبادا ہماری عصبیتیں بھی اپنا محور بدل لیں اور بجائے اس کے کہ عقیدت ووابستگی کے داعیے براہِ راست کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے وابستہ رہیں، ہم بھی اس تضاد کا شکار ہو کر نہ رہ جائیں کہ جس کا ماضی میں تمام فقہی وکلامی مذاہب شکار ہوئے ہیں۔

گویا ہماری نفسیاتِ دینی اور ہمارے جذبۂ حب رسول ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ فکر وعمل کی کسی صورت میں بھی ہم بجز کتاب اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کے اور کسی تقید، کسی تقلید اور انتساب کو اپنے لیے گوارا نہ کریں اور زمان ومکان اور اشخاص وائمہ سے قطع نظر ہر اس سچائی کو اپنائیں، ہر اس استدلال کو تسلیم کریں اور تجدید واصلاح کی ہر اس کوشش کو سراہیں جو قرآن وحدیث پر مبنی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسی حال میں ہمیں زندہ رکھے اور جذب وکیفیت کے اسی جاں فزا عالم میں موت سے دوچار کرے۔ آمین۔

(اہل حدیث کا منہج / حافظ صلاح الدین یوسفؒ۔ ص ۱۷۔ ۲۵)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان کے اندر اہل حدیث

مولانا عبدالحمید رحمانیؒ

(یہ مضمون استادگرامی علامہ عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کے انٹرویو کا ایک حصہ ہے جسے افادیت کے پیش نظر شامل اشاعت کیا جارہا ہے)

سوال: کیا ہندوستان کی جماعت اہل حدیث اور اثری حضرات میں کوئی فرق پایا جاتا ہے؟ سنت نبوی اور شریعت اسلامیہ کی خدمت اور ان سے متعلق تصنیفات کی بابت اہل حدیث حضرات کی کیا مساعی ہیں:

جواب: ہندوستان کی جماعت اہل حدیث، اصحاب الاثر والحدیث، عالم عرب کے سلفی حضرات اور انصار السنۃ المحمدیۃ یہ سب ایک ہیں۔ یہ سب ایک ہی تحریک و مشن کے مختلف نام ہیں۔ سب ایک ہی جماعت کی کڑیاں ہیں، نام مختلف ہیں مگر حقیقت ایک ہے۔ ان ناموں سے پتہ یہ چلتا ہے کہ عقیدہ اور عمل کے باب میں کتاب اللہ اور سنت صحیحہ پر ان کا عمل ہے۔ یہ سلفی مسلک کے حامل اور اسی کے داعی ہیں۔ کسی ایک کی تقلید کے بجائے یہ سارے ائمہ سلف کے اجتہادات سے استفادہ کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ تمام ائمہ، ائمہ رشد وہدایت ہیں، جن کے اجتہادات اور استنباطات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

جماعت اہل حدیث کا امتیاز یہ ہے کہ وہ عقیدہ وعمل اور تصورات کے اندر مضبوط سلفی مسلک کی حامل ہے، یہی واحد جماعت ہے جو توحید خالص کی دعوت دیتی ہے۔ توحید اور توحید کے جملہ اقسام توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات اس کی دعوت کا بنیادی مرکز ہے۔ اس ضمن میں وہ کسی تاویل، تحریف، تکییف، تمثیل، تشبیہ یا تعطیل کی قائل نہیں ہے۔ نیز وہ زندگی کے تمام شعبوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباعِ کامل کی بھی دعوت اس طرح دیتی ہے کہ اس باب میں کسی طرح کے حرج یا تنگی کے احساس کا دلوں میں گزر تک نہ ہو اور وہ بدعات وخرافات، تصوف، کلامی موشگافیوں اور ان تمام جدید وقدیم افکار ومذاہب کا شدت سے انکار کرتی ہے جو غلط ہیں اور دراندازہو گئے ہیں۔ مثلاً رافضیت، شیعیت، باطنیت، اعتزال، جہمیت، جسم وشبیہ کا عقیدہ رکھنا، مزار پرستی، استشراق، استغراب، قادیانیت، بابیت، بہائیت، آغاخانیت، بوہریت، اشتراکیت، کمیونزم، قومیت، جمہوریت اور بے اصول انقلابیت وغیرہ۔

جماعت اہل حدیث کا نمایاں کردار:

اس جگہ یہ اشارہ کردینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے اندر اسلام سے عناد رکھنے والے فرقوں اور مذاہب سے کشمکش کے میدان میں اس جماعت نے اہم رول ادا کیا ہے، چنانچہ اس جماعت کے ایک بڑے عالم حجۃ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے نبوت کے جھوٹے دعویدار اور افتراء پرداز مرزا غلام احمد قادیانی کو شکست فاش دی، یہاں تک کہ وہ ایک وبائی بیماری میں مرگیا۔

(یہ زمانہ وہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں سے پنجاب میں فتنہ پیدا تھا۔ انہوں نے مرزا کے خلاف صف آرائی کی اور اس وقت سے لے کر آخر دم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک اس تحریک اوراس کے امام کی تردید میں پوری قوت صرف کردی، یہاں تک کہ طرفین میں مباہلہ بھی ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صادق کے سامنے کاذب نے وفات پائی۔ سید سلیمان ندوی، یادرفتگاں، ص ۴۱۸)

اسی طرح ہندو آریہ سماج نے مسلمانوں کو بت پرستی کے جوہڑ میں ڈھکیلنے کے لئے تقسیم ہند سے پہلے انگریزی سامراج کے اشارہ پر ارتداد (شدھی) کا جو فتنۂ عظیم برپا کیا تھا اور جس سے ہندوستان کے اندر مسلمانوں کے وجود پر زلزلہ طاری ہوگیا تھا اس کا مقابلہ بھی اسی مردمیدان نے کیا۔ (مناسب ہوگا کہ اس جگہ مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم کے مزید دوفقرے شیخ الاسلام علامہ امرتسری کی بابت ذکر کردیئے جائیں۔ (۱) اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا، اس کے حملے کو روکنے کے لئے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا اور اسی مجاہدانہ خدمت میں انہوں نے عمر بسر کردی۔ فجزاه الله عن الاسلام خير الجزاء۔ یادرفتگاں، ص ۴۱۸۔ (۲) مرحوم اسلام کے بڑے مجاہد سپاہی تھے۔ زبان اور قلم سے اسلام پر جس نے بھی حملہ کیا اس کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ وہی ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اس غازی اسلام کو شہادت کے درجات عطا فرمائے۔ یادرفتگاں، ص ۴۲۱)

یہی وہ جماعت ہے جس نے حدیث کی حجیت کے انکار اور ثبوت سنت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے خطرناک فتنہ کا قلع قمع کیا۔ حدیث وسنت کے ثبوت اور وحی کی اس دوسری قسم (یعنی وحی خفی یا وحی غیر متلو) کے محفوظ ومعصوم ہونے کی بابت تشکیک کے اس فتنہ کا شکار نہ صرف غیر ثقہ لوگوں کا ایک طبقہ ہی ہوا بلکہ اس کی لپیٹ میں بعض ایسی اہم شخصیتیں بھی آگئیں جن کے افکار وخیالات اور تصنیفات سے عالم اسلام کا نوجوان طبقہ آج بھی متاثر ہے۔ اسی طرح اس جماعت نے انگریزوں اور دشمنانِ اسلام کے خلاف تقریباً ڈیڑھ صدی تک جہاد جاری رہا اور برصغیر ہندوپاک میں اسلامی حکومت کو واپس لانے کی بھرپور جدوجہد کی، اس راہ میں انہوں نے ایسی دردناک اذیتیں اٹھائی ہیں جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور دلوں پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے۔ اسی طرح پوری دنیا کے اندر تنہا یہی وہ لوگ ہیں جو شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی تحریک کے ساتھ ابتدا ہی سے رہے۔ اس تحریک کے ساتھ انہوں نے تعاون کیا اور اس کی پرزور حمایت کی۔ بطور مثال کتاب ''صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الدحلان'' پیش کردینا کافی ہے، جس کے مصنف علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ ہیں۔ یہ کتاب امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی تحریک اصلاح کی حمایت میں لکھی جانے والی اولین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اسی طرح امام رحمہ اللہ کی کتاب ''التوحید'' کے متعدد تراجم بھی مثال میں پیش کیے جاسکتے ہیں۔ بالخصوص جس وقت امام عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود رحمہ اللہ نے پختہ قبروں، قبوں اور شرک وبدعات وخرافات کی جگہوں کو مسمار کرنا شروع کردیا تو جماعت اہل حدیث ہند نے اس مسلک کی بھرپور تائید کی اور اس سلسلہ میں شدید آزمائش سے دوچار ہوئی، پھر بھی اس نے اس جری، بیباک اور موحد امام کی مدد کی۔ ہندوستان کے اندر اور اس کے باہر زبان، قلم، مال اور اپنی جملہ قوتوں اور صلاحیتوں سے ان کا دفاع کیا۔ اخبارات، رسائل، خطبوں، لکچروں اور عام اجتماعات کے اندر ان کے موقف کی تائید کی، چنانچہ انہیں جہاں پہلے ہی سے وہابیت کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اب اس موقف کی بنیاد پر ان کی تکفیر تک ہوئی۔

اہل حدیث کا بے باک موقف:

مسلمانوں کی تمام مشکلات ومسائل میں اہل حدیث اپنے بے باک موقف پر جمے رہے اور ان کا رول قائدانہ رہا اور آج تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ ودفاع اور اسلامی شعائر وآداب اور حقوق کی حمایت میں ان کا شمار صف اول کے زعماء میں ہے۔ مسلم پرسنل لاء، دینی تعلیمی کونسل، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مسئلہ اوقاف، کل ہند مسلم مجلس مشاورت اور ہندوستانی دستور نے مسلمانوں کو مذہب اور اپنے مذہب کی تبلیغ، کلچر اور زبان کی جو آزادی دے رکھی ہے اس دستوری حق کے تحفظ، نیز فرقہ وارانہ فساد کے اندر مظلوموں کی امداد، مسجدوں کی تعمیر اور دینی مدارس کے قیام اور ان کی سہولت بہم پہنچانے میں اس جماعت کے نمایاں کارنامے ہیں۔ ان کے ادارے مسلمان نوجوان اور نئی نسل کی دینی تعلیم وتربیت کے باب میں عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں، ان کے داعی اور مبلغین ہندوستان کے اندر و باہر پھیلے ہوئے ہیں۔ اہل حدیث نوجوان تمام اسلامی ملکوں کے اندر اپنی دینی تگ وتاز، اسلامی سرگرمیوں اور اپنے پرسکون وباوقار طریقۂ کار میں معروف ومشہور ہیں۔

اہل حدیث کی مساعی:

سنت اور اسلامی شریعت سے متعلق خدمات کی بابت اہل حدیثوں کی مساعی اور اس سلسلہ میں ان کی تصانیف کا جہاں تک تعلق ہے اس کا تذکرہ آفتاب کو چراغ دکھانا ہے، ان کا تذکرہ سرسری طور پر بھی مشکل ہے، چہ جائیکہ اس کی تفصیل پیش کی جاسکے۔ پھر بھی یہاں ہم اختصار کے ساتھ کچھ کوششوں کا ذکر کریں گے۔

سنت کے میدان میں ان کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ تعلیم کے مختلف مراحل میں وہ کتب حدیث کے درس وتدریس کا اہتمام رکھتے ہیں، ان کی درس گاہوں سے کوئی طالب علم سند پا نہیں سکتا تاوقتیکہ تعلیم کے آخری دو سالوں کے اندر صحیحین کی تکمیل نہ کر لے۔ اسی طرح سنت کی روشنی میں علوم تفسیر پر ان کی بے شمار تالیفات موجود ہیں، مثلاً 'تفسیر آیات الاحکام' از نواب صدیق حسن خان، 'ترجمان القرآن' از مولانا ابوالکلام آزاد، 'ترجمان القرآن' از نواب صدیق حسن خاں، 'احسن التفاسیر' از ڈپٹی سید احمد حسن، 'فتح البیان' از نواب صدیق حسن خاں، 'تفسیر القرآن بکلام الرحمن' و'تفسیر ثنائی' از علامہ ثناء اللہ امرتسری، 'تفسیر محمدی' از مولانا محمد جونا گڑھی، 'غزنوی ترجمہ معانی القرآن' از مولانا عبدالاول غزنوی، 'تفسیر وحیدی' و'لغات القرآن' از علامہ وحید الزماں حیدر آبادی وغیرہ۔

حدیث کے اندر 'التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی' از علامہ شمس الحق عظیم آبادی، سنن ابوداؤد پر ان کی دو شرحیں 'غایۃ المقصود' اور 'عون المعبود' بھی موجود ہیں۔ علاوہ ازیں 'تحفۃ الاحوذی' مع مقدمہ از علامہ عبدالرحمن محدث مبارکپوری، 'عون الباری شرح صحیح البخاری' 'السراج الوہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج' اور 'مسك الختام شرح بلوغ المرام' از نواب صدیق حسن خاں، 'شرح مسند أحمد بن محمد بن حنبل مع تبویب' از شیخ عبدالحکیم نصیر آبادی، 'تنقیح الرواۃ شرح مشکوۃ المصابیح' و'شرح بلوغ المرام' از ڈپٹی سید احمد حسن، 'التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی' از علامہ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، 'المسوی' و'المصفّی علی الموطا' از شاہ ولی اللہ محمد دہلوی، 'مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح' از شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری، صحاح ستہ اور موطا کے ترجمے از نواب وحید الزماں حیدر آبادی، ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح، یہ تین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افاضل علماء علامہ عبدالعزیز آبادی، مولانا ابراہیم آروی اور علامہ محمد اسماعیل سلفی گجرانوالہ نے الگ الگ کیے ہیں۔ 'لغات الحدیث' از مولانا وحیدالزماں حیدرآبادی رحمہم اللہ۔

حدیث اور محدثین کے دفاع میں 'حسن البیان فیما فی سیرۃ النعمان' از امام عبدالعزیز رحیم آبادی، 'حل مشکلات البخاری' اور 'الامر المبرم' از مولانا ابوالقاسم بنارسی، 'ماء حمیم لعمر کریم' عمر کریم نے امام بخاری پر اعتراض کیا تھا جس کا جواب مولانا ابوالقاسم نے مذکورہ عنوان سے دیا ہے۔ 'خطاب بہ مودودی' از علامہ ثناءاللہ امرتسری، حجیت حدیث کے باب میں جماعت اسلامی کے نظریات کی تردید پر 'جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث' از علامہ محمد اسماعیل سلفی گجرانوالہ اور حجیت حدیث بھی انہیں کی تصنیفات میں سے ہے۔ 'مقام حدیث' از علامہ حافظ محمد گوندلوی نیز 'تنقید المسائل' علی الاستاذ المودودی نیز سنت کی حجیت پر جریدہ 'الاعتصام' کی خصوصی اشاعت وغیرہ۔

توحید کے موضوع پر 'تقویۃ الایمان' از شاہ اسماعیل دہلوی، ترجمہ کتاب التوحید، ترجمہ فتح المجید، ترجمہ کتاب الوسیلہ، ترجمہ عقیدۂ واسطیہ، ترجمہ الایمان اور عقائد کے باب میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی اکثر کتابوں کے ترجمے وغیرہ۔

سیرت کے موضوع پر:

سیرت کے موضوع پر اردو اور انگریزی میں سب سے عمدہ کتاب 'رحمۃ للعالمین' تین جلدوں میں از قاضی سلیمان منصورپوری، 'سیرت المصطفیٰ' از مولانا ابراہیم سیالکوٹی، ائمہ سلف کے سوانحی واقعات پر حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ، اسے دو فاضل علماء غلام رسول مہر اور مولانا عطاءاللہ حنیف بھوجیانی نے الگ الگ ترتیب دیا ہے۔ حیات امام السنہ احمد بن حنبل، سیرۃ البخاری از علامہ عبدالسلام محدث مبارکپوری، امام شوکانی از مولانا عطاءاللہ حنیف بھوجیانی۔

نواب صدیق حسن خاں رحمہ نے عربی و اسلامی علوم پر جو کتابیں لکھی ہیں اور ترجمے کیے ہیں ان کی تعداد دو سو سے زیادہ ہے۔ بعض کتابوں کے صفحات سات ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ ان کی جو کتابیں مرجع اور ماخذ شمار ہوتی ہیں، ان میں 'التاج المکلل'، 'أبجد العلوم'، 'الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ' اور 'لف القماط' وغیرہ شامل ہیں۔

فقہ اور اصول فقہ پر:

'المشرب الوردی فی الفقہ المحمدی' از نواب وحیدالزماں حیدرآبادی، 'الدراری المضیئۃ' از نواب صدیق حسن خاں، 'حصول المامول فی الاصول' از نواب صدیق حسن خاں، 'الفقہ المحمدی' از شیخ محی الدین لاہوری، 'چمن اسلام' از علامہ نذیر احمد رحمانی، 'أحکام الجنائز' از شیخ عبدالرحمن مبارکپوری، 'فتاویٰ نذیریہ'، 'فتاویٰ ثنائیہ' اور 'فتاویٰ ستاریہ' وغیرہ۔

ادب پر:

عربی ادب پر 'سمط اللآلی علی الامالی لابی علی القالی' از عمید الادب العربی علامہ عبدالعزیز میمنی راجکوٹی، 'زیادات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المتنبی' اور'أبو العلاء المعری مالہ وماعلیہ' بھی انہیں کی تصانیف ہیں۔ تحقیق وتالیف اور تعلیق وتصنیف کے میدان میں ان کی چالیس سے زیادہ تصنیفات ہیں۔ نیز ڈاکٹر طٰہٰ حسین اوران جیسے ادیبوں کے ساتھ ان کے ادبی مواقف بھی مشہور ومعروف ہیں جنہیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔'ازھار العرب' از حجۃ الادب علامہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف سورتی ،'جمھرۃ اللغۃ لابن درید' وغیرہ کتابوں پرعلامہ سورتی کی تعلیقات وتحقیقات بے انتہا قیمتی ہیں۔

جماعت اہل حدیث کی ان تصنیفی وتالیفی خدمات کے علاوہ درسی کتابیں، ترجمے، مجلّات وصحف، اخبارات ورسائل کا ایک بے نظیر ذخیرہ اور تسلسل ہے جس کا شمار بھی مشکل ہے۔مزید برآں انگریزی، اردو، فارسی، ہندی، پنجابی، بنگالی، مدراسی، ملیالم وغیرہ زبانوں کے اندر قرآن کریم، حدیث رسول، توحید وفقہ کی کتابوں کے ترجمے خاص طور پر بنگالی ادب وزبان میں علامہ اکرم خاں اور علامہ عبداللہ الباقی وعبداللہ الکافی کے کارنامے اور پنجابی زبان میں علامہ حافظ بارک اللہ اور مولانا محمد لکھوی کی تصنیفات وغیرہ، ردودومناظرات اور فرق باطلہ کی تردید پر ہزاروں کی تعداد میں جو کتابیں ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔

سوال: اس موقع پر آپ مسلمانوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

جواب: اس موقع پر تمام عالم اسلامی کے اندر موجود اپنے مسلمان بھائیوں کو جو خصوصی پیغام دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تحقیق کے ساتھ کتاب وسنت کا مطالعہ کریں اوران کی تعلیمات کی نشر واشاعت میں اپنی تمام تر تگ وتاز کو مصروف کردیں۔ آنے والی نسلوں کو سلفی عقیدہ اور فکر اور عمل وسلوک کے اندر سلفی موقف کے مطابق تیار کریں، امام دارالہجرہ انس بن مالک رحمہ اللہ نے سچ فرمایا ہے:

لن یصلح آخر ھٰذہ الامۃ إلا بما صلح بہ أوّلھا۔

''اس امت کے آخری لوگ اسی چیز سے درست ہوں گے جس سے اگلے لوگ درست ہوئے ہیں''

میں مسلمانوں کے حق میں فریب اور خیانت تصور کرتا ہوں اگر ہم انہیں اسلام کا صحیح مفہوم پیش کیے بغیر اسلام کی جانب بلائیں، انہیں خالی خولی نعروں اور سیاسی انقلابات کے پیچھے گھسیٹیں اور بلا کسی ٹھوس بنیاد کے ان کے جذبات سے کھیلتے رہیں۔ یہ خیر خواہی نہ صرف ہم پر اور طلباء علم ہی پر واجب ہوتی ہے بلکہ تمام مسلمانوں پر بھی عائد ہوتی ہے۔ مسلم نوجوانوں سے ایک آخری بات یہ کہوں گا کہ وہ اسلام کی جانب آئیں، علم وحکمت کی قدر کریں، غیر اسلامی تہذیب وکلچر سے بچتے ہوئے خود کو علم جدید اور نئے اختراعات کے اسلحہ سے لیس کریں تاکہ دشمنوں کا مقابلہ انہیں ہتھیاروں سے ممکن ہو جو خود دشمن استعمال کررہا ہے۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ (التوبۃ:۱۰۵)

''کہہ دیجئے عمل کرو، اللہ اوراس کا رسول تمہارے عمل دیکھے گا''

وصلی اللہ علی خاتم الانبیاء والرسل محمد وآلہ وصحبہ وأتباعھم باحسان وسلم تسلیماً کثیرا۔

(مجموعہ مقالات مولانا عبدالحمید رحمانی۔ ۳/ ۴۲۳۔۴۲۸)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقہ اہل حدیث

اصول وقواعد اور مصادر ومراجع

شیخ محمد عزیر شمس / مکہ مکرمہ

(شیخ عزیر شمس حفظہ اللہ مکہ مکرمہ، معروف علمی شخصیت ہیں اور تاریخ اہل حدیث پر کافی مہارت و درک رکھتے ہیں اب تک آپ کی کئی کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں، جو کچھ لکھتے ہیں بہت علمی، تحقیقی اور معیاری لکھتے ہیں، عصر حاضر میں علم وتحقیق کے باب میں آپ ایک مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں، دراصل یہ مقالہ عزیز گرامی شیخ ثناراللہ صادق تیمی حفظہ اللہ کی طرف شیخ محترم کے ساتھ ایک تقابلہ شخصیہ کی شکل میں لیا گیا ہے اور تقریض کر کے پی ڈی ایف کی شکل میں بنایا گیا ہے۔اسی لئے تقریزی ہے، افادۂ عام کے لئے قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ وتقبل جھودھم۔ (عبدالحکیم)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم،أما بعد!

جو موضوع مجھے دیا گیا وہ ہے فقہ اہل حدیث: اصول وقواعد اور مصادر ومراجع۔ فقہ اہل حدیث سے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ہیں، اور بہت سے سوالات ہیں، کہ کیا اہل حدیث کی کوئی الگ سے فقہ بھی ہے؟ اور فقہ مذاہب اربعہ جو معروف ہیں ان کے مقابلے میں اس فقہ کی کیا حیثیت ہے؟ کیا ان کے الگ سے کچھ اصول فقہ ہیں؟ ان کی فقہ کی مدون کتابیں پائی جاتی ہیں؟ فقہ اہل حدیث اور فقہ مذاہب اربعہ میں کیا اختلاف ہے؟ اور کیا فقہ اہل حدیث پر عمل کرنے سے امت کے اندر مزید تفرقہ پیدا ہوتا ہے یا یہ کہ فقہ مذاہب اربعہ میں اگر ہم اپنے آپ کو مقید کرتے ہیں تو اتحاد واتفاق کی شکل نظر آتی ہے؟ اور پھر فقہ اہل حدیث اگر ہے کہیں تو اس کی خصوصیات وامتیازات کیا ہیں؟ اس کے بنیادی مصادر ومراجع کیا ہیں؟ کون سے اصول ہیں جن پر وہ عمل کرتے ہیں؟۔اس طرح کے بہت سے سوالات ہیں، اور یہ سوالات آج سے نہیں، تقریباً پچاس ساٹھ سال سے بلکہ سو سال سے ہمیشہ ہمارے غیر اہل حدیث بھائیوں کی طرف سے پیش کیے جاتے رہے ہیں، اور ہر زمانے میں علمائے اہل حدیث نے، جو ہمارے لئے پختہ، قابل تقلید نمونہ تھے جیسے مولانا محمد اسماعیل سلفی، ان کی کتاب تحریک آزادی فکر آپ پڑھیں گے تو اس میں ایک قانون داں نے مولانا سے اسی طرح کے سوالات کیے تھے، اور مولانا نے اس کا اتنا معقول اور مختصر انداز میں جواب دیا تھا کہ آپ ان چند دس گیارہ سوالات کے جوابات پڑھ لیں تو بہت سے اشکالات دور ہو جائیں گے، اور فقہ اہل حدیث سے متعلق جو غلط فہمیاں ہیں وہ بھی دور ہو جائیں گی۔

میں سب سے پہلے آپ کو یہ بتاؤں کہ اہل الحدیث یا اہل حدیث یا حدیث کی طرف نسبت رکھنے والے جو لوگ ہیں وہ صرف علماء ہی نہیں ہوتے ہیں جو حدیث کے پڑھنے پڑھانے یا تدوین یا تصنیف وتالیف وغیرہ کا کام کرتے ہیں، بلکہ اہل حدیث سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو حدیث کی (دیکھیے جو ان کے مختلف طرح کے کام ہیں حدیث کے تعلق سے) اہل حدیث ’’حدیث‘‘ کی طرف نسبت ہے، تو یہ مختلف کام سب اس کے ضمن میں آجاتے ہیں۔دس بارہ چیزیں میں ذکر کر دیتا ہوں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- سب سے پہلی چیز تو ''روایت اور حفظ حدیث''۔اس سلسلے میں تو کسی کا کوئی اشکال نہیں ہے۔روایت اور حفظ حدیث میں اہل حدیث نے ہی سب سے بڑا رول ادا کیا ہے۔
- دوسری چیز ''کتابت اور تدوین حدیث''۔کتابت حدیث لکھنے کا کام اور اس کی تدوین وتصنیف کا کام۔ یہ بھی اہل الحدیث نے ہی کیا ہے۔
- پھر اس کے بعد ''نقد حدیث''۔یعنی حدیث کی تنقید، چھان پھٹک، اور کھوٹے کھرے کے درمیان تمیز کرنا، کہ صحیح حدیث کیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، اور ضعیف حدیث کیا ہے۔ یہ بھی اہل حدیث ہی کا کارنامہ ہے۔
- اس کے بعد ایک میدان آتا ہے: ''فقہ الحدیث''، یعنی حدیث سے کیا مسئلہ سمجھ میں آیا، اور اس سے کیا استنباط ہوتا ہے، تو یہ فقہ الحدیث کا جو کام ہے، جس سے متعلق شکوک وشبہات میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ دور کروں، یہ بہت اہم پہلو ہے اور اسی سے متعلق اس مجلس میں گفتگو ہوگی لیکن اور دوسرے جو پہلو ہیں، ان کی طرف میں اشارہ کرتا چلوں۔
- فقہ الحدیث کے بعد پھر ''عمل بالحدیث''۔تو عمل بالحدیث ظاہر ہے کہ وہ تو صرف اہل علم ہی صرف عمل نہیں کرتے، بلکہ عوام بھی عمل کرتے ہیں، تو اس معنیٰ میں یعنی عمل بالحدیث کے معنیٰ میں سارے وہ لوگ بھی شامل ہوجاتے ہیں کہ جنہوں نے اہل الحدیث کی تحقیق کے مطابق جو صحیح حدیثیں ہیں، اور انہوں نے ان سے جو چیزیں مستنبط کی ہیں، ان چیزوں پر جو لوگ عمل کرتے ہیں، تو عمل بالحدیث میں وہ سب شامل ہوجاتے ہیں۔ چاہے عوام ہوں یا خواص ہوں، پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ ہوں، سب شامل ہوجاتے ہیں اس اہل الحدیث کے معنیٰ میں۔
- اس کے بعد پھر اہل العلم کا جو کام ہے (ان میں سے جو کام اب تک ہر دور میں ہوتے رہے ہیں اور آج تک ہو رہے ہے، یہ سب میں نے ذکر کیا) ''شرح حدیث''، یعنی حدیث کی تحقیق اور اس کے فقہ اور استنباط کے بعد بہت سے نکات جو اس کے اندر ہیں، حدیث کے اسانید اور متون میں، اس کے تعلق سے جو مختلف چیزیں ہیں، ان کو ہم شرح حدیث کہہ سکتے ہیں، شرح کتب حدیث۔ ایک مختصر سی حدیث ہے: ''إنما الأعمال بالنیات'' مثال کے طور پر لے لیجئے، تو اس میں اتنے نکتے اور اتنے پہلو ہیں کہ آج تک لوگ اس کی شرح کر رہے ہیں۔ ہر ایک کا اپنا اپنا انداز ہے، جو اہل الحدیث مصنفین ہیں، ان میں شروح کتب حدیث کا ایک سلسلہ ہے، چلا آرہا ہے، معالم السنن، الخطابی کی کتاب سے لے کر اب تک۔

اتنے کام ہر دور میں ہوتے رہے ہیں۔ موجودہ دور میں آکر جب ہم بیسویں صدی میں یا انیسویں صدی کے اواخر میں پہنچتے ہیں، تو دو تین کام کا اور اضافہ ہوجاتا ہے۔ وہ یہ کہ ''ترجمہ کتب حدیث''۔ کتب حدیث کے تراجم کا سلسلہ، یہ بھی اہل حدیث ہی نے کیا۔ نواب صدیق حسن خاں کے زمانہ میں، اور پھر کتنے پریس موجود تھے دہلی میں، لاہور میں، امرتسر میں۔ ان سب لوگوں نے حدیث کی کتابوں کے ترجمے کرڈالے، شرحیں لکھ ڈالیں، اردو میں، تاکہ اہل زبان بھی اسے سمجھ سکیں، اور اب اس وقت ماشاء اللہ انگریزی میں، دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمے ہو رہے ہیں۔ تو یہ بھی شرف اہل الحدیث ہی کی طرف لوٹتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ موجودہ دور میں خاص طور پر ایک اور کام ہوا ہے،''احیائے کتب حدیث''۔تراث سلف جو ہیں،حدیث سے متعلق نادر کتابیں جو موجود تھیں،کہیں بھی،دنیا کے کسی کونے میں،ان سب کو کھنگال کر کے،نکال کر کے،اس کے نسخے جمع کر کے،ایڈٹ کر کے شائع کرنے کا کام۔یہ بھی اہل الحدیث نے بڑے پیمانے پر کیا۔

الحمد للہ اس کی وجہ سے اب وہ جو طبرانی،بیہقی،ابن عساکر ان سب کے نام آتے تھے،ان سب کی کتابیں موجود ہیں دنیا میں ہر شخص کی۔آج سے سو سال پہلے یہ صورت حال نہیں تھی۔کسی کے پاس چند کتابیں اگر کتب ستہ موجود ہوئیں،مشکوٰۃ موجود ہوئی،بلوغ المرام ہوئی،سمجھتا تھا کہ الحمد للہ بہت بڑی کتاب ہے۔صاحب تحفۃ الاحوذی مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ بہت بڑے عالم تھے،انہوں نے تحفۃ الاحوذی لکھی،ان کے پاس جو شرح حدیث کی کتابیں تھیں،فتح الباری،ان میں اہم ترین تھی،رجال کی کتابوں میں''تہذیب التہذیب''،''تقریب التہذیب''،''خلاصہ''،''میزان الاعتدال''وغیرہ تھی۔اور اس طرح سے بعض اور دوسری مساعد کتابیں تھیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو علم دیا تھا،علم کی بنیاد پر انہوں نے پوری پوری کتابیں لکھ ڈالیں،اور تالیف وتصنیف کا کام کیا۔ بہرحال!یعنی احیائے کتب حدیث یا نشر کتب حدیث یہ ایک ہے۔

● اور پھر اس کے بعد جو آخری ایک پوائنٹ ہے وہ یہ کہ۔۔۔۔بہرحال!مطلب حدیث کے تعلق سے انہوں نے ہر طرح کے کام کیے۔ہاں حدیث کے جو مختلف طرح کے پروگرام ہیں،جو موجودہ دور کے لیے مختلف پروگرام بنائے گئے ہیں،ترجمہ کے ذریعے،یا اصل عربی کے ذریعے،نیٹ کے ذریعے استعمال کرنے کے لئے،یہ بھی کام بہت بڑی تعداد میں انہوں نے یعنی اہل حدیث نے کیا ہے۔اس لیے کہ اہل حدیث کو چونکہ حدیث سے انسیت ہے،حدیث سے محبت ہے،تو وہ چاہتے ہیں کہ گھر گھر میں صحیح حدیثیں جو ہیں وہ لوگوں تک پہنچ جائیں،اور سارے مسلمان اس سے مستفید ہوں۔اس لیے کہ اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ہر مسلمان کو چاہیے کہ قرآن کے بعد حدیث کا مطالعہ کرے،سنت کا مطالعہ کرے،اس پر عمل کرے۔تو اسی جذبے کے تحت الحمد للہ اہل الحدیث نے جو حدیث کے متعلق سارے مختلف النوع خدمات ہیں،وہ انجام دی ہیں۔

اب آیئے فقہ الحدیث کے ناحیہ میں۔تو سب سے پہلے ہم اس سوال کو حل کرتے ہیں کیا اہل حدیث کے نام سے کوئی مکتب فکر تھا؟پہلے پرانے زمانے میں؟یا جیسے ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم انیسویں صدی،بیسویں صدی میں پیدا ہوئے ہیں،اور اس سے پہلے اہل الحدیث کا کوئی وجود نہیں تھا۔تب آپ اگر تاریخ کی کتابیں دیکھیں،ابن قتیبہ(م ۲۷۶ھ)نے کتاب''المعارف''کے نام سے معلومات عامہ کی کتابیں لکھیں،اس میں دیکھیے،فقہائے اہل حدیث اور فقہائے اہل الرائے دونوں کا ذکر کیا ہے،نام بھی سارے لکھ دیے ہیں۔امام ثوری،اسحاق بن راہویہ،امام احمد بن حنبل اور لیث بن سعد،یہ سب فقہائے اہل حدیث میں،امام مالک وغیرہ،امام احمد بن حنبل،امام شافعی تو مشہور ہیں۔

اور فقہائے اہل الرائے کا جب ذکر کرتے ہیں تو اس میں امام ابوحنیفہ ہوئے،ان کے شاگرد ہیں یا اور دوسرے جو کوفہ کے ہیں،ان کا ذکر کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ اور آگے بڑھیے، فرق اور مذاہب سے متعلق جو کتابیں لکھی گئیں، ان میں ایک ابو منصور عبدالقاہر ابن الطاہر البغدادی تھے۔ ان کی کتاب ''الفرق بین الفرق'' کے نام سے ہے، ۴۲۹ھ میں ان کی وفات ہوئی، اس میں جہاں فقہ کا ذکر ہے اس میں فقہ اہل حدیث اور فقہ اہل الرائے لکھا ہے۔

اور اسکے بعد آیئے شہرستانی کی کتاب ''الملل والنحل'' شہرستانی کی وفات ۵۴۸ھ میں ہے۔ انہوں نے اس میں وضاحت کے ساتھ بتایا ہے کہ فقہ اہل الحدیث جب ہم کہتے ہیں تو اسکا مطلب کیا ہوتا ہے، اور فقہ اہل الرائے کہتے ہیں تو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ یہ اہل الحدیث نے چونکہ حدیث سے اشتغال کیا اور اس کی خدمت کی، جمع کیا جانفشانی کے ساتھ، پھر جہاں جہاں سفر کر کے ان سے متعلق اگر تفصیل دیکھنی ہو تو ابن حبان کی صحیح ابن حبان کے مقدمہ میں یا اور دوسری ساری کتابوں میں جرح وتعدیل کی کتابوں کے مقدمہ میں دیکھیے کہ محدثین نے کس طرح سے جمع وتدوین کا کام کیا، اور کہاں کہاں کی خاک چھانی۔ یہ جو اتنی آسانی کے ساتھ سب چیزیں میسر ہیں ہمیں کتابی شکل میں، یہ کتنے مراحل سے گذرنے کے بعد تب جا کر ہم تک اتنی آسانی کے ساتھ موجود ہیں۔

بہر حال، انہوں نے اس میں دکھایا ہے، چونکہ اہل حدیث نے حدیث کی خدمت کی، حدیث جمع کی، حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ ان کے پاس اکٹھا ہوا، پھر چھان پھٹک کرنے کے بعد انہوں نے صحیح کو الگ کیا، اور ضعیف کو الگ کیا، تو اس کے بعد پھر انہوں نے کام کیا کہ اس میں تامل کر کے غور وفکر کر کے، اس سے استنباط کر کے توجہ دی، اور یہی فقہ اہل الحدیث ہے جو فقہ اہل الرائے سے مختلف ہے۔ اور فقہ اہل الرائے میں یہ ہوتا ہے انہوں نے بیان کیا کہ: اہل الرائے یہ کرتے ہیں، ان کو بھی حدیث سے دشمنی نہیں، لیکن چونکہ حدیثیں ان کو کم پہنچی تھیں، اور ان سے یا حدیث یا علوم حدیث سے اشتغال تھوڑا کام تھا، اس وجہ سے انہوں نے اپنی جو فقہ یا استنباط کا جو طریقہ ہے، یعنی حدیث فہمی کا، فقہ حدیث کا، ان کا مختلف ہے۔ وہ عام طور پر یہ کرتے ہیں کہ اپنے ائمہ اور علماء جن سے انہوں نے استفادہ کیا ہوتا ہے، ان کے مسائل سے کچھ اصول اور قواعد مستنبط کرتے ہیں اور ان اصول وقواعد پر مسائل کی تخریج کرتے ہیں۔ تو ان کا طریقہ استنباط الگ ہے اور اہل حدیث کا طریقہ استنباط الگ ہے۔ اس کی پوری تفصیل انہوں نے دی ہے، شہرستانی نے ''الملل والنحل'' میں۔

اس کے بعد اور آگے آیئے، علامہ ابن خلدون ہیں، ان کی وفات ۸۰۸ھ میں ہوئی۔ ان کا مقدمہ تاریخ کا بہت مشہور ہے، ''مقدمہ ابن خلدون''۔ اس میں جو باب الفقہ ہے، آپ پڑھیں گے اس میں انہوں نے اپنے زمانے تک فقہ کا جو ارتقا ہوا اس کا جائزہ لیا ہے۔ اس میں انہوں نے جب تیسری صدی کا ذکر کیا ہے، یا بلکہ دوسری صدی ہجری ہی کا، تو اس میں کہا: ''فانقسم الفقه فيها على طريقتين: طريقة أهل الحديث، وطريقة أهل الرأي'' پھر دونوں کی خصوصیات ذکر کیں۔

تو آیئے پھر شاہ ولی اللہ کی ''حجۃ اللہ البالغۃ'' اگر آپ پڑھیں گے تو اس کی جلد اول میں ایک باب ہے: ''باب الفرق بين أهل الحديث وأهل الرأي'' اور اس میں انہوں نے اہل الحدیث کی فقہ کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ ان کا طریقہ استنباط بھی بیان کیا ہے، ان کے جو بڑے بڑے اعلام ومشاہیر ہیں ان کا بھی ذکر کیا، اور پھر فقہ اہل الرائے کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ بلکہ اس میں ایک اہم نقطہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان کیا ہے کہ فقہ اہل الحدیث کا مطلب یہ نہیں کہ وہ رائے کو نہیں مانتے یا قیاس کو نہیں مانتے ہیں، اہل الحدیث ظاہریہ کی طرح قیاس کے منکر نہیں ہیں، لیکن وہ چونکہ ہر مسئلہ میں دیکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے مرفوع حدیث میں کیا وارد ہے۔ اگر نہیں مرفوع حدیث ملتی ہے تو صحابہ کرام سے کیا وارد ہے، صحابہ کرام کے علاوہ تابعین سے کیا وارد ہے، ان سب کو جمع کرنے کے بعد اور پھر تحقیق کرنے کے بعد جو اس میں سے حدیثیں صحیح ہوتی ہیں ان کی روشنی میں پھر اس کے بعد استنباط کرتے ہیں۔

اور دوسری چیز یہ کہ وہ پہلے سے کوئی مسئلہ فرض نہیں کرتے ہیں، جب تک کوئی مسئلہ واقع نہیں ہوجاتا، اس وقت تک اس مسئلے سے متعلق کوئی رائے نہیں دیتے، تو جب کوئی مسئلہ واقع ہوتا ہے، اس کے بعد پھر وہ چھان بین کرتے ہیں، اور اس کے بعد اس نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تیسری چیز انہوں نے یہ بتائی ہے خود شاہ ولی اللہ نے، انہوں نے یہ کہا کہ اہل الحدیث جب قرآن میں نہیں پاتے ہیں کوئی چیز، حدیث میں نہیں پاتے ہیں، آثار سلف بھی ان کے پاس نہیں ہیں، تو پھر وہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح سے کون سی اصل موجود ہے کہ جس پر قیاس کر کے وہ مسئلہ نکالیں، یعنی وہ قیاس کے منکر نہیں ہیں، بخلاف ظاہریہ جو قیاس کے منکر ہیں، سرے سے قیاس کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قیاس کے طریقے سے کسی مسئلے کا شرعی طریقے سے کوئی حل پیش کرنا یہ بالکل ہی غلط اصول ہے، جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے کہا، اس کے مقابلے میں اہل الرائے کے بارے میں خود شاہ ولی اللہ کا تبصرہ یہ ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ اہل الرائے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ حدیث سے دشمنی رکھتے ہیں یا حدیث پڑھتے نہیں ہیں یا حدیث کو حجت نہیں مانتے۔۔۔ نہیں! بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے طریقہ استنباط میں اس طریقے پر قائم نہیں ہیں جس پر اہل حدیث چلتے ہیں۔ بلکہ وہ یہ کرتے ہیں کہ اپنے ائمہ کے جو قواعد واصول ہیں ان پر مسائل کی تخریج کرتے ہیں، اس طرح سے انہوں نے خود وضاحت کی ہے اور بتایا ہے کہ اہل الحدیث اور اہل الرائے کے درمیان جو فرق ہے وہ اصول استنباط وطریقہ استنباط کا فرق ہے، نہ کہ حدیث دشمنی یا قیاس کی مخالفت کا، یہ دونوں نہیں ہے۔

اہل الحدیث کے یہاں یہ ہے کہ قیاس اس وقت ہے جب وہ نص کے مقابلے میں ہو، حدیث یا نص صریح کے خلاف ہو، تب وہ قیاس مردود ہوگا۔ لیکن اگر حدیث نہ موجود ہو یا پھر کوئی ایسی حدیث موجود ہے جو ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر ہے، اس سے ہم استنباط کر کے کسی دوسرے نئے مسئلے سے متعلق کوئی چیز مستنبط کرتے ہیں تو یہ بھی قیاس کی ایک شکل ہے۔ تو وہ اس قیاس کا انکار نہیں کرتے۔

شاہ ولی اللہ کی وفات ۱۱۷۶ھ میں ہوئی ہے۔ تو آپ نے دیکھا کہ دوسری، تیسری صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری تک ہر دور میں ایک مکتب فکر تھا جو اہل الحدیث کا مکتب فکر ہے، خصوصاً فقہ کے باب میں موجود ہے۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب نے اپنی کتاب ''تحریک آزادی فکر'' کے اندر اور بھی دوسرے انہوں نے سارے میدانوں میں، عقیدے کے باب میں، اور اسی طرح سے تفسیر کے باب میں، سیرت کے باب میں اور دوسرے سارے میدانوں میں حتی کہ سیاست کے باب میں بھی اہل حدیث کا جو طریقہ رہا ہے، انہوں نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، اور ان کے جو امتیازی مسائل ہیں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ تفصیل کے لیے پڑھنا ہو تو آپ ان کی کتاب دیکھ سکتے ہیں، مراجعہ کر سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہر حال! اس سے پتا چلتا ہے کہ اہل الحدیث کا منہج ہر دور میں تھا، یہ موجودہ دور کی پیداوار نہیں ہیں اور نہ بیسویں صدی، انیسویں صدی میں موجود ہوئے۔ بلکہ اس طریقے پر غور وفکر کرنے والے اور اس طریقے پر مسائل کا استنباط کرنے والے اور اس طریقے پر کتابیں لکھنے والے ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں۔

اب آیئے اس نقطے کی طرف: اگر اہل حدیث کی فقہ ہے تو وہ کون سی کتاب میں موجود ہے؟ ان کی معتمد کتابیں کون سی ہیں؟ اوران کے اس فقہ اہل الحدیث کے مقابلے میں فقہ مذاہب اربعہ ان دونوں کے درمیان کیا تعلق ہے؟ ان دونوں کا کیا فرق ہے؟

اس سے متعلق میں آپ کو بتاؤں کہ اہل الحدیث کی جو فقہ ہے اس کے اندر جتنی مرونت یا جتنی زیادہ لچک ہے اور جتنا زیادہ آزادی رائے ہے اختلاف کرنے کی دلیل کی بنیاد پر، اتنا کسی فقہ کے اندر نہیں ہے۔ کسی ایک مکتب فکر کو لے لیں، انہوں نے جو اصول وقواعد بنائے ہیں ان اصول وقواعد سے یہ سر مو انحراف نہیں کرتے، اور اس کے مطابق مسائل کی تخریج کرتے چلے جا رہے، اور آج تک مدونات اور مدون اور شروح تیار ہو گئے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ایک اور وضاحت کردوں میں کہ اہل الحدیث کی جو فقہ ہے اس میں کوئی ایسا اصول یا کوئی ایسا قاعدہ نہیں بنایا گیا ہے کہ اس قاعدہ کو ہم اگر اس کے مطابق مسائل بیان کرتے ہیں تو وہ مسائل کبھی بھی بالکل حدیث صریح یا رسول اللہ ﷺ کے عمل یا صحابہ وتابعین کے متفقہ عمل کے خلاف پڑتے ہیں، بلکہ اہل الرائے کے یہاں آپ دیکھیں گے کہ ان کے یہاں جو اصول وقاعدہ بیان کیا گیا ہے اس سے وہ جو مسئلہ نکالتے ہیں، کسی صریح حدیث کے بالکل خلاف ہے، صحابہ کرام کا عمل اس کے خلاف تھا، تابعین کا عمل اس کے خلاف تھا، لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ یہ ہمارے اصول ہیں، اس لیے اس اصول کے مطابق ہم مسائل بیان کریں گے اور مدون کریں گے۔

آپ کو میں یہ بتاتا چلوں تاکہ فرق اور مزید واضح ہو جائے کہ فقہ اہل الحدیث اور فقہ اہل الرائے میں کیا فرق ہے، اس کے بعد ان شاء اللہ اہل الحدیث کی کتابوں کی طرف آؤں گا۔

عموماً جو فقہ اہل الرائے ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ صرف فقہائے کوفہ یا فقہائے احناف ہیں۔ نہیں! میں پہلی مرتبہ آپ کو شاید یہ بتا رہا ہوں، آپ کو حیرت بھی ہوگی کہ ہر مذہب میں حتیٰ کہ مذہب حنفی میں بھی کچھ جو حدیث کی طرف مائل تھے، جنہوں نے احادیث کی موافقت میں اپنے مذہب کی مخالفت کی، تو پھر وہ فقہ اہل الرائے کے مطابق نہیں رہ گئے۔ آخری مثال ان کی مولانا عبدالحیٔ مرحوم تھے، جن کی ۱۳۰۴ھ میں وفات ہوئی۔ انہوں نے شرح وقایہ کی ایک شرح لکھی ہے ''السعایۃ'' کے نام سے اگر آپ ''السعایۃ'' کو پڑھیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ اس کی شرح کے بجائے اس پر رد ہے، اور اکثر مسائل کے سلسلے میں انہوں نے جو ترجیح دی ہے وہ محدثین کے منہج کی طرف ہے، اور خود انہوں نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''النافع الکبیر لطالب الجامع الصغیر'' اور مقدمہ سعایہ اور ''امام الکلام قراءۃ خلف الامام'' جو انہوں نے لکھا ہے، اس میں بھی وہ اپنے مذہب سے نکل گئے، کہ سری اور جہری کسی بھی نماز میں سورت فاتحہ نہیں پڑھ سکتے، تو ان تینوں کتابوں میں انہوں نے لکھا ہے، (ان کے الفاظ ہیں عربی میں، میرے پاس ابھی مستحضر نہیں ہیں لیکن لب لباب یہ ہے کہ) ''جتنا میں گہرائی میں اترتا جاتا ہوں اور فقہی مسائل کی تحقیق کرتا ہوں، تو مجھے یہ لگتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ان سارے اختلافی مسائل میں جن میں اہل الحدیث کا اہل الرائے سے اختلاف ہے، اہل حدیث کا مسلک راجح اور اکثر جگہوں میں مدلل ہے حدیث اور آثار سے۔ تو اس کے لئے ''فللہ درھم وعلیہ شکرھم'' (اس طرح کی تعبیر انہوں نے استعمال کی ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی توفیق دی ہے، اور اس سلسلے میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے، نہ کہ ان سے نفرت کا اظہار کرنا چاہیے''۔

مولانا عبدالحئ لکھنوی، چودھویں صدی ہجری کے شروع میں ۱۳۰۴ھ میں ان کا انتقال ہوا، ان سے سات سو سال پہلے ایک صاحب تھے علامہ ابن ابی العز الحنفی، ۷۹۲ھ میں وفات ہوئی، انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے، ہدایہ کی شرح لکھی ہے، یہاں مکتبۃ الرشد سے چھپی ہے اور وہ ہدایہ کی شرح اگر آپ پڑھیں گے، بہت سے احناف عقیدت میں پڑھتے ہیں، اس لیے کہ وہ حنفی تھے، تو ہدایہ کی شرح لکھی ہے، اور ہدایہ کی شرح مطلوب ہے، لیکن جو پڑھتے ہیں، اور اتفاق سے پاکستان میں کسی ناشر نے چھاپ بھی دیا ہے، لیکن جب لوگوں نے اسے پڑھا تو پتا چلا کہ وہ ہدایہ کی شرح نہیں بلکہ ہدایہ پر نقد ہے، اور جرح ہے، تنقید ہے، ان کے مسائل کی تحقیق ہے حدیث کی روشنی میں۔

اور انہوں نے ہی خود ابن ابی العز الحنفی نے، اور ایک عالم تھے اکمل الدین بابرتی، تو اکمل الدین بابرتی نے ایک کتاب لکھی ''رسالۃ فی ترجیح مذھب الامام أبی حنیفۃ'' امام ابوحنیفہ کے مذہب کی فضیلت اور اس کی ترجیح دوسرے مذاہب پر۔ تو انہوں نے ایک کتاب لکھی اس کے رد میں ''الاتباع'' کے نام سے، وہ کتاب بھی چھپی ہوئی ہے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب نے چھاپی تھی، اور دوسرے لوگوں نے بھی چھاپی تھی۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ بھی حنفی تھے۔ متاخرین میں دیکھ لیجیے یا متقدمین میں، اس طرح کے بہت سے علماء رہے ہیں کہ جن کو بھی حدیث مل گئی، اور حدیث پڑھ کر استفادہ کیا اور دیکھا ہمارے اور ان کے درمیان کچھ مذہب اور حدیث میں فرق ہے یا اختلاف ہے تو انہوں نے حدیث کو مان لیا، تو وہ سمجھ لیجیے کہ وہ سب اہل الرائے کے دائرے سے نکل گئے۔

شاہ ولی اللہ کی تازہ مثال میں بیان کر دیتا ہوں، بارہویں صدی ہجری میں تھے، جب وہ حدیث پڑھنے آئے، حرمین شریفین سے لوٹے، ۱۱۴۳ھ میں آئے تھے، اور ۱۱۴۵ھ میں واپس گئے، اب ۱۱۴۵ھ میں وہاں سے واپس جانے کے بعد انہوں نے یہ کام کیا کہ چونکہ پورا ماحول وہاں کا حنفی تھا، اہل الرائے کی فضا تھی، اب کیسے ان کی دعوت دیں، لہٰذا انہوں نے موطا امام مالک کو منتخب کیا، کہ اس کتاب کو پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ وہاں شروع کیا جائے۔ اس سے لوگوں کو حدیث سے بھی دل چسپی ہوگی، دوسرا یہ کہ مسائل کو سمجھنے میں اور اس سلسلے میں دلائل سے گفتگو کرنے میں بھی کافی موقعہ مل جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی دو شرحیں لکھیں، ایک عربی میں، ایک فارسی میں۔ فارسی میں جو شرح ہے وہ مصفی ہے۔ آپ مصفی کو اگر پڑھیں گے تو آپ اندازہ لگایئے کہ ان سارے مسائل کو جتنے مختلف فیہ مسائل ہیں اور اس میں ان کی تحقیق دیکھئے، تقریباً ۸۰/۸۵ فیصد مسائل میں انہوں نے حنفی فقہ کے خلاف رائے دی ہے اور اس کو مرجوح قرار دیا ہے، اور یہ میری رائے نہیں ہے، ایک ڈاکٹر تھے ڈاکٹر مظہر بابا، کراچی کے تھے، ام القری یونیورسٹی میں پروفیسر بھی تھے، انہوں نے ایک کتاب لکھی: ''اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ'' تو انہوں نے اس کتاب کے اندر یہ نتائج لکھے ہیں کہ میں پورا جائزہ لیا تو یہ اندازہ ہوا۔ ایسے فقہ حنفی اگر بن جائیں تو ہمارا ان سے کوئی اختلاف نہیں، اہل حدیث کا کوئی اختلاف نہیں، وہ نام سے نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چڑھتے کہ کوئی حنفی ہے، شافعی، مالکی کیوں اپنے آپ کو کہتا ہے، بلکہ دراصل ان کا اصولی اختلاف ہے۔

آیئے اب اس چیز کی طرف کہ اہل حدیث کی اگر فقہ ہے تو وہ کون سی کتابیں ہیں؟ کیا چیزیں انہوں نے مدون کیں؟

تو جیسا کہ میں نے شروع میں کہا کہ اہل حدیث کا کام یہ تھا کہ انہوں نے جو دین تھا، دین کے جو مختلف شعبے ہیں، چاہے وہ عقائد سے تعلق رکھتے ہوں یا فقہی معاملات کا تعلق ہو یا اخلاقیات کا تعلق ہو یا دوسرے اور جتنے مسائل ہیں، حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور عہد صحابہ، صحابہ کرام کے اجتہادات، تفسیر قرآن، کسی بھی پہلو سے آپ دیکھیں، اہل الحدیث کا کام یہ تھا کہ پوری امانت داری کے ساتھ، اس عہد اول کی چیزیں انہوں نے منتقل کی ہیں۔ اور اس سلسلے میں چھان پھٹک کے بعد، تحقیق کرنے کے بعد یہ بتادیا کہ کون سی چیزیں کب کی، کیسی، کیا ہیں، اگر آپ کو تاریخ کا مطالعہ کرنا ہو، سیرت کا مطالعہ کرنا ہو، فقہ کا مطالعہ کرنا ہو، تصوف کا مطالعہ کرنا ہو، تو آپ بغیر اہل حدیث کے اس منہج کے مطابق جو انہوں نے کتابیں جمع کی ہیں، کتب الزھد ہیں، کتب الآثار ہیں، کتب الحدیث ہیں، کتب التاریخ، کتب السیر ہ، ان سے آپ کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اور یہ بات میں نہیں کہہ رہا ہوں، شاہ ولی اللہ ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کے شروع میں کہتے ہیں، خود کہتے ہیں کہ علم حدیث اپنے وسیع معنیٰ میں جو سارے آثار صحابہ وتابعین وغیرہ کو شامل ہے اور عہد اول کی پوری تاریخ امانت داری کے ساتھ تاریخ ہے، علم حدیث سے کوئی شخص بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا، چاہے وہ مفسر ہو، فقیہ ہو، اصولی ہو، مورخ ہو، سیرت نگار ہو حتیٰ کہ علمائے عربیت یعنی نحو وصرف وادب کے میدان کے جو لوگ ہیں وہ لوگ بھی حدیث سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ کا اسلوب اور اس زمانے کے جتنے بھی آثار اور خطب ومواعظ اور دوسری چیزیں ہیں، وہ سب جتنی امانت اور سچائی کے ساتھ انہوں نے محفوظ کر رکھا ہے وہ دوسری جگہ کسی ذخیرے میں محفوظ نہیں ملے گا۔

تو اہل الحدیث کا یہ کام، پہلا کام جو یہ تھا کہ انہوں نے ان کی حفاظت کی، پورا کا پورا آپ کو منتقل کر دیا، اور اس وقت مجھے ایک بات یاد آ گئی، امام دارقطنی نے سنن دارقطنی میں ایک اثر نقل کیا ہے کہ ''أهل الحديث ينقلون مالهم وما عليهم'' اس سے ان کو غرض نہیں ہوتی کہ وہ اس سے جو مسئلہ نکالنے والا ہوگا وہ ہمارے مطابق مسئلہ نکالے گا کہ نہیں نکالے گا، جیسے امانت داری کے ساتھ پورا کا پورا وہ نقل کرتے ہیں۔ ''وأهل الرأي لا ينقلون إلا مالهم'' اور آج تک یہ صفت ان کی موجود ہے، وہ کوشش یہ کریں گے کہ چن چن کر کے ایسی حدیثیں اور ایسی تلبیس کے ساتھ وہ پیش کریں گے کہ دیکھیے حدیث میں یہ بھی ہے، یہ بھی ہے، جب ان ساری حدیثوں کو ساری حدیث کی کتابوں میں چھان بین کر کے دیکھیں گے تو اس کے خلاف جو حدیثیں ہیں وہ زیادہ صحیح نظر آئیں گی، اور ان کی بیان کردہ حدیثیں بالکل ہی ضعیف قسم کی ہوں گی، یا بے اصل ہوں گی، بے سروپا ہوں گی۔ اس طرح کی چیزیں تو یہ امانت داری کے ساتھ پیش کرتے ہیں، نقل کرتے ہیں، اس کے بعد کھرے کھوٹے کی تمیز کرتے ہیں، تو یہ تو خیر ان کے لئے مسلم ہے، اور سب لوگوں نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ فقہ کی کتابیں انہوں نے کس انداز کی مدون کی ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ سمجھیے کہ فقہ کیا چیز ہے۔ فقہ اصل میں قرآن وحدیث سے استنباط کا نام ہے۔ کسی مسئلے کے استنباط اور فہم کا نام یہ فقہ ہے۔ اب وہ فقہ وسیع معنی میں تو ہر طرح کے مسئلے کو سمجھنا، چاہیے وہ عقائد سے متعلق ہوں، اخلاقیات سے متعلق ہوں، معاملات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے متعلق ہوں، اعمال قلوب سے متعلق ہوں، لیکن چوں کہ فقہ ایک خاص اصطلاح میں جو ایسے عملی احکام پر جن پر انسان عمل کرتا ہے اور مسلمان کو عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے، اس کے لئے فقہ خاص ہو گیا، ورنہ پہلے زمانے میں پہلی، دوسری صدی ہجری میں فقہ کا یہ معنیٰ نہ تھا۔ لیکن جب مختلف علوم وفنون الگ الگ ہوئے، زہد وتصوف الگ ہو گیا، اخلاقیات الگ ہو گئے، اور اسی طرح سیرت الگ ہو گئی تو فقہ کا حصہ بھی عبادات، معاملات پر مشتمل ہو کر ایک حصہ بن گیا۔

تو فقہ کا یہ جو مفہوم ہے، اصطلاحی مفہوم، اس مفہوم کے لحاظ سے محدثین یا اہل الحدیث نے کیا کیا؟

تو سب سے پہلے نمبر پر انہوں نے یہ کیا کہ انہوں نے وہ پورا تراث محفوظ رکھا، جیسا کہ میں نے بتایا آپ کو، کہ صحابہ کا کیا فہم تھا، تابعین کا کیا فہم تھا، تبع تابعین کا، اور اس سلسلے میں جتنی یہ آثار کی کتابیں ہیں، سعید بن منصور کی کتاب السنن ہے، ۲۲۷ھ میں ان کی وفات ہوئی، اس کے بعد ابن ابی شیبہ ہیں، ان کے مصنف میں پورا ریکارڈ موجود ہے، ہر ہر مسئلہ میں کس صحابی کس تابعی نے کیا کہا ہے، اور کیا عمل کیا ہے، آپ کو دیکھنا ہو اس میں ملے گا آپ کو، اور وہ چھپ گئی ہے۔ ابن ابی شیبہ کی وفات ۲۲۵ھ میں ہوئی۔

اسی طرح عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، ۲۱۱ھ میں وفات ہوئی، تو انہوں نے بھی مصنف عبدالرزاق کے اندر وہ ساری چیزیں نقل کی ہیں، یعنی فقہ کا جو اصل مادہ ہے، یعنی کس طرح سے سمجھا تھا سلف نے، قرآن وحدیث سے مسائل کیسے نکالے تھے، وہ محدثین نے پوری امانتداری کے ساتھ جمع کر کے رکھ دیا ہے۔

اسی طرح ''معرفۃ السنن والآثار'' ایک کتاب ہے، امام بیہقی کی، ان کی وفات ۴۵۸ھ میں ہوئی، ایک کتاب ہے اسی طرح ''تہذیب الآثار'' امام طبری کی، ۳۱۰ھ میں وفات ہوئی، تو انہوں نے پورا میٹریل پوری امانت داری کے ساتھ نقل کر دیا، اب ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس میں دیکھیں کہ سلف کا فہم، فقہ السلف جو تھا، وہ کیا تھا۔ اور ابھی اس وقت موجودہ دور میں یہ کوشش ہوئی ہے کہ صحابہ وتابعین اور تبع تابعین اور بعد کے جو بڑے بڑے مشہور ائمہ ہیں، ائمہ اربعہ کے علاوہ ان سب کی فقہ کو انہیں کتابوں سے مدون کرنے کی کوشش کی گئی ہے، الگ الگ، فقہ ابن عمر، فقہ ابن مسعود، اور فقہ عمر بن خطاب، اور فقہ ابی بکر صدیق ہیں، اور ایک ہیں، انہوں نے اور دوسرے بہت سے لوگوں نے الگ الگ مدون کر دیا، اور ایک صاحب ہیں، محمد المنتصر القطامی، انہوں نے ''موسوعۃ فقہ السلف'' کے نام سے وہ سارے صحابہ اور تابعین کی فقہ جمع کر دی ہے، یہ ہمارے یہاں جامعہ ام القری سے چھپا ہے، تو اس طرح کی کوشش ہوتی ہیں، اور اس سلسلہ میں ماخذ یہی ساری آثار کی کتابیں ہیں۔

دوسری یہ کہ جو مرفوع حدیث کی کتابیں ہیں جو چھان بین کرنے کے بعد تصحیح وتضعیف کا اہتمام کرتے ہوئے یا بالکل خاص صرف صحیح حدیثیں جمع کرنے کی جو کوشش کی گئی تو ان میں بھی محدثین نے یہ کیا، بہت سے لوگوں نے کیا، لیکن چند مثالیں میں دوں، جیسے امام بخاری، انہوں نے جو صحیح اپنی مرتب کی ہے تو اس میں صرف یہ نہیں کہ صحیح حدیثیں صرف جمع کر دیں، بلکہ ترجمۃ الباب، کیا مسئلہ اس حدیث سے نکلتا ہے وہ سب انہوں نے نکالا، اس میں جس دقت وباریک بینی کا مظاہرہ کیا ہے وہ پڑھنے پڑھانے والوں سے مخفی نہیں ہے، انہوں نے ہر مسئلہ سے متعلق حدیث سے جو استنباط کیا ہے وہ دیکھنے کے لائق ہے، اسی لیے کہا جاتا ''فقہ البخاری فی تراجمہ''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری پھر امام مسلم، امام مسلم نے یہ کیا کہ ابواب نہیں باندھے انہوں نے، کتاب الایمان کتاب العلم یہ جو آپ ابواب دیکھ رہے ہیں یہ بعد کے لوگوں نے امام نووی نے اور دوسرے لوگوں نے باب باندھے۔لیکن اس انداز میں حدیثیں جمع کر دی تھیں، اور ہر مسئلہ کی حدیثیں اکٹھا اکٹھا کیں کہ کوئی شخص صحیح مسلم بغیر ابواب کے بھی پڑھتا تو اسے سمجھ میں آجاتا کہ اس مسئلہ سے متعلق کون کون سی حدیثیں ہیں، اور ان سب حدیثوں سے کیا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔

تیسرے امام ابوداؤد ہیں، امام ابوداؤد کی کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے وہ ساری حدیثیں جمع کر دی ہیں کہ جن سے استدلال اپنے مختلف مسائل کے سلسلے میں مختلف ائمہ کرام کرتے ہیں، یعنی کسی نے بھی کوئی مسئلہ اختیار کیا ہے تو اس سلسلہ میں ان کی دلیل کیا ہے، وہ ساری دلیلیں جمع کر دی ہیں، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ صحیح سنن ابن داؤد کسی فقیہ کے لئے کافی ہے۔تو اس میں موافق ومخالف سب دلیلیں موجود ہیں، اور اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے تحقیق کر کے یہ بھی بتایا کہ کون سی حدیثیں صحیح ہیں کون سی حدیثیں ضعیف ہیں، لیکن یہ کہ جو بھی دلیلیں ہیں چاہے کسی بھی امام کی، لیث بن سعد کی، اوزاعی کی، ثوری کی، امام ابوحنیفہ کی، امام مالک کی، امام شافعی کی، وہ سب دلیلیں آپ کو تقریباً ''اصول الادلۃ'' میں ملیں گی۔

امام ترمذی نے یہ کیا کہ تصحیح وتضعیف کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک ایک موضوع سے متعلق ساری حدیثوں کی طرف اشارہ بھی کر دیا، وفی الباب عن فلان، عن فلان، عن فلان اور اور ایک دو حدیثیں منتخب کر لیں، اور اس کے ساتھ ساتھ پھر انہوں نے مذاہب صحابہ وتابعین اور مذاہب ائمہ بھی ذکر کیا۔

تو یہ چار کتابیں جو میں نے ذکر کی بطور مثال، اور پانچویں چھٹی کتاب کا اور اضافہ کر لیجئے اسی پر۔امام ابن خزیمہ کی کتاب ہے ''الصحیح''، جو صرف عبادات کا حصہ ہم تک پہنچا ہے۔پوری کتاب تو بڑی تھی، تو اس میں انہوں نے ہر ہر حدیث سے تفصیلی طور پر مسئلہ مستنبط کیا ہے، بلکہ ایک حدیث کو کئی کئی جگہ لائے ہیں، باختلاف الفاظ، اور اس پر باقاعدہ گفتگو کرتے ہیں۔ابن خزیمہ کی وفات ۳۱۱ھ میں ہوئی۔اور وہ امام بخاری کے شاگرد تھے، بہت مشہور شاگرد تھے۔امام ابن خزیمہ کے ایک شاگرد امام ابن حبان تھے، ان کی کتاب صحیح ہے، اس کی جو اصل کتاب ہے، ۳۵۴ھ میں ان کی وفات ہوئی، ان کی اصل کتاب ''التقاسیم والانواع'' کے نام سے معروف ہے، اور ہر ہر باب کے اندر انہوں نے، بلکہ انہوں نے یہ کیا کہ پانچ قسموں میں اس کو تقسیم کر دیا، الاوامر، النواہی، الاخبار، اس طرح اصولی تقسیم، یعنی پوری کتاب ہی اصولی تقسیم پر ہے، اب اصل کتاب بھی چھپ گئی ہے، اور اس کی جو ترتیب ابن بلبان فارسی نے دی تھی وہ بھی چھپ گئی ہے۔ان کو آپ پڑھیے، کہیں کسی جگہ سے کوئی حدیث کھولیے، وہ لمبا لمبا باب باندھتے ہیں، اور اس سے استنباط کرتے ہیں۔تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دوسری طرح کی یہ کتابیں آثار کے بعد یہ جو مرفوع حدیث کی کتابیں ہیں اور ان سے جو استنباط کیا ہے محدثین نے، یہ چند مثالیں ہیں، اس کے علاوہ بہت سے محدثین نے ہر ہر حدیث سے بہت کچھ استنباط کیا ہے۔ تو دوسری طرح کی یہ کتابیں ہیں، جو ان کے مصادر ومراجع ہیں۔اور جو اہل الحدیث لیتے ہیں۔

اس کے بعد مزید آیئے، تیسری ایسی کتابیں کہ جن میں مختلف مذاہب کے جو علماء ہیں، چاہے وہ ائمہ اربعہ ہوں یا ائمہ اربعہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ بھی، لیث بن سعد ہیں، اوزاعی ہیں، ثوری ہیں، اسحاق بن راہویہ وغیرہ، ان سب کے مسائل بھی جمع کیے ہیں اور وجہ دلائل کے ساتھ۔ یعنی فقہی مسائل پہلے دیتے ہیں اور اس کے بعد رائے دیتے ہیں۔ اس طریقے کے برعکس جو محدثین عام طور پر اختیار کرتے ہیں، کتب حدیث میں، کہ پہلے باب باندھتے ہیں، اور اس کے بعد حدیث پیش کرتے ہیں، اس کے بعد مسائل ذکر کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں جو بہت ہی اہم کوشش کی ہے اس میں سے چند کتابوں کا ذکر کرتا ہوں تا کہ بہت لمبی لسٹ نہ ہو جائے:

امام ابن المنذر ہیں، ۳۱۸ھ میں وفات ہوئی ان کی کتاب ''الاوسط'' ہے، کئی کتابیں تھیں، لیکن یہ کتاب جو موجود ہے وہ یہی ہے، لیکن افسوس کہ اس کے بھی ایک چوتھائی کتاب کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ تین چوتھائی موجود ہے، جو چھپ گئی ہے۔ تو اس میں انہوں نے سارے فقہی ابواب بلکہ فقہی ابواب کے علاوہ دوسرے ابواب، ائمہ کا جو بھی اختلاف ہے وہ سب پوری امانت داری کے ساتھ نقل کیا ہے، سب کے دلائل ذکر کیے ہیں۔ تو پہلے مسئلہ بیان کرتے ہیں، کہ اس سلسلے میں کیا اختلاف ہے، پہلی رائے یہ ہے، دوسری رائے یہ ہے، تیسری رائے یہ ہے۔ آپ بعد میں دیکھیں گے کہ جتنی فقہ مقارن کی کتابیں ہیں، چاہے ''المحلی'' ابن حزم کی ہو، یا ''المجموع'' نووی کی، یا پھر ''المغنی'' ابن قدامہ کی ہو، یہ سب کتابیں تقریباً اسی سے خوشہ چینی کرتے ہوئے مذاہب صحابہ وتابعین وائمہ بیان کیے ہیں۔ تو یہ تیسری کوشش ہے، تیسرا طریقہ جو اختیار کیا، کتب آثار، کتب احادیث اور کتب فقہ مقارن۔

فقہ مقارن کے بعد اب انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے پھر اس طرح کے مستند اصول وقواعد اس انداز سے مرتب کر دیے تا کہ کتب حدیث سے استفادہ یا استنباط کرنے میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔ آپ جانتے ہیں کہ دوسری صدی ہجری یا تیسری صدی ہجری کے اندر اہل الرائے کا ایک مکتب فکر تھا، اور اہل الحدیث کا اسی وقت سے شروع ہوا۔ ان دونوں کے درمیان بڑی لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ تو اس طرح کے کچھ اصول وقواعد ہونے چاہئیں تھے کہ جن کی طرف ہر ایک کو رجوع کرنا پڑے، چاہے وہ اہل حدیث مکتبہ فکر سے ہو یا اہل الرائے سے ہو اور حدیث سے صحیح طریقے سے استنباط کریں۔ مثلاً حدیثوں میں ناسخ ومنسوخ ہیں، آپس میں متعارض حدیثیں ہیں، یا مثلاً کوئی حدیث مشہور ہے یا متواتر ہے۔ اس کے برعکس کوئی خبر آحاد ہے، کوئی ضعیف حدیث ہے، مرسل حدیثیں ہیں۔ ان سب چیزوں کا کیا حکم ہوگا اور اس سے مسئلہ مستنبط کیا جاسکتا ہے یا نہیں، تعارض کے سلسلے میں کسی چیز پر عمل کیا جائے، دلیلیں کس طرح سے درجہ بندی کے ساتھ استعمال کی جائیں، ان پر سب سے پہلے جو اصول فقہ میں کتاب لکھی ہے امام شافعی نے ۲۰۴ھ میں وفات ہے، وہ سب سے پہلے اصول فقہ پر لکھنے والے ہیں، اور انہوں نے وہ کتاب کیا لکھی کہ اس کے بعد سلسلہ ہی چل پڑا اصول فقہ میں لکھنے کا، لیکن ہوا یہ کہ اصول فقہ کے سلسلے میں بعد میں لوگوں نے امام شافعی کے منہج کی اتباع کرنے کے بجائے جو اہل الحدیث، ناصر الحدیث واہلہ ہیں، ان کے منہج کی اتباع کرنے کے بجائے اس کو دو طرح کے لوگوں نے، ایک معتزلہ جو صاف عقلیت پسند تھے، انہوں نے اس فن کو آگے بڑھایا، اور دوسرے وہ فقہائے اہل الرائے کہ جنہوں نے اپنے انداز میں اس کو ان کی کتابیں مقرر کیں، ان کی اصول کی کتابیں ہیں، یوں کہیے کہ بجائے اس کے اصول شریعت یا اصول فقہ عام ہو، وہ اصول مذہب ہیں۔ یعنی اپنے مذہب کے وہ اصول وقواعد جو ہیں اس طرح کے اصول وقواعد انہوں نے مستنبط کی ہیں، تو ان دونوں منہج کے لوگوں نے جو کتابیں لکھی ہیں وہ بالکل دوسرے طریقے پر چلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے۔امام شافعی کا اتباع کرنے والوں میں ایک بہت مشہور عالم ہیں''ابوالمظفر السمعانی''۴۸۹ھ میں ان کی وفات ہوئی، ان کی ایک کتاب ہے: ''قواطع الادلہ'' تواس میں انہوں نے کتاب یعنی قرآن، حدیث، اجماع، قیاس، اس سے متعلق سارے مسائل ہیں وہ اہل الحدیث کے طریقے پر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔اوراس سلسلے میں جو آثار اور جو اقوال منقول ہیں، محدثین اہل الحدیث کے، وہ بھی نقل کیے ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف اپنے ایک مذہب کی حفاظت کے لیے وہ اصول وقواعد بنائے۔

اسی طرح سے پانچویں صدی ہجری میں تین چار اور مولفین تھے، دو آدمی مشرق میں اور دو آدمی مغرب میں۔ان دونوں نے کتابیں ایسی مرتب کردی ہیں کہ ان سے وہ سارے اصول اہل الحدیث کے سمجھے جاسکتے ہیں۔مغرب میں دو آدمی تھے، ایک ابن حزم، اگر چہ وہ ظاہری ہیں، وہ صرف قیاس کے انکار کے سلسلے میں تو ان کی ظاہریت معروف ہے۔لیکن اور دوسرے مباحث ہیں وہ بہت ہی مفید اور کار آمد ہیں۔علامہ احمد شاکر صاحب نے اور دوسرے بہت سے لوگوں نے چھاپا ہے: ''الاحکام فی اُصول الاحکام'' یہ کتاب اور ایک دوسری کتاب ہے، ابن عبدالبر کی، اگر چہ وہ علم سے متعلق ہے،'' جامع بیان العلم وفضلہ'' کے نام سے وہ کتاب چھپی ہے۔وہ ہے علم کے باب میں، لیکن علم کے ساتھ ساتھ انہوں نے پھر وہ دلائل اور عمل بالکتاب والسنۃ اور پھر استنباط اور اصول استنباط، اور ان سب چیزوں کا بھی ذکر کیا ہے، بہت سے مباحث اس میں آگئے ہیں۔

مشرق میں دو عالموں نے خطیب بغدادی اور دوسرے علامہ بیہقی، خطیب بغدادی نے کتاب لکھی''الفقیہ والمتفقہ'' کے نام سے ''الفقیہ والمتفقہ'' میں ایک فقیہ کے لیے یا ایک محدث کے لئے حدیثوں سے کیسے استنباط کریں، اس کے سارے اصول وقواعد بیان کردیے ہیں، اوراس میں انہوں نے سارا نقل کیا ہے، امام شافعی سے لے کر اپنے زمانہ تک کے جتنے ائمہ وفقہا تھے۔

اور دوسرے مصنف جو ہیں بیہقی، بیہقی نے جب کتاب''السنن الکبری'' لکھی، جس کا مقصد یہ تھا کہ احادیث احکام چاہے وہ کسی بھی حکم پر دلالت کرتی ہوں، کسی بھی باب میں ہوں، ان کا سب سے بڑا مجموعہ تیار کیا جائے۔ چنانچہ ''السنن الکبری'' سے بڑی کتاب احادیث احکام کے سلسلے میں کوئی نہیں ہے۔ ۴۵۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ یہ کتاب تو معروف ہے اور دس جلدوں میں چھپتی تھی پہلے، اور اب تو وہاں پچیس تیس جلدوں میں چھپ گئی ہے۔انہوں نے یہ سوچا کہ ایک مقدمہ لکھ دیا جائے جو ہر فقیہ اور ہر محدث کے کام آئے، اوراس طرح سے وہ استنباط کریں، تو انہوں نے ایک کتاب لکھی''المدخل إلی السنن الکبری'' کے نام سے، یہ کتاب پہلے ناقص چھپی تھی، ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی مرحوم نے پہلی بار چھاپا تھا، اور کویت سے پہلی بار چھپی تھی، اور تقریباً وہ نصف حصہ تھا، ایک ...کی لائبریری میں اس کا نسخہ تھا، لیکن بعد میں ابھی اکتشاف ہوا اس کے ایک اور نسخے کا، جو مکمل نسخہ ہے، اور دو جلدوں میں یہ کتاب ابھی چھپ گئی ہے، مکمل چھپی ہے۔اس میں سارے ابواب قرآن سے متعلق، حدیث سے متعلق، قیاس سے متعلق، اجماع سے متعلق، مباحث پھر دلالہ سے متعلق، اصطلاحات شرعیہ سے متعلق، تقلید اور اجتہاد کے بارے میں، یعنی ہر کتاب ترجیح اور دلائل کے درمیان جو ہوتے ہیں، ان سب کے متعلق اس میں گفتگو ہے۔اور امام بیہقی کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر چہ شافعی ہیں، اور اسی طریقے پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اپنی مخالف چیزیں وہ سب نقل کردیتے ہیں اس میں۔تو اس لیے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالکل مقلد شافعی نہیں ہیں، جس طرح سے اور دوسرے متاخرین لوگ ہیں، اس لیے کہ متاخرین نے دراصل یہ جو فقہ ائمہ ہے، اس کی تدوین اور ایک مذہب پر لانے کی کی جو یہ کوشش ہے یہ چوتھی صدی ہجری تک نہیں ہوئی تھی، بلکہ چوتھی پانچویں صدی ہجری تک بھی توسع تھا ان کے اندر، مختلف رائے آپ کو مل جائیں گی مختلف مذاہب کے اندر، لیکن چھٹی صدی، ساتویں صدی ہجری میں بالکل جمود اور عقل کو بالائے طاق رکھ کر کے اور اجتہاد کی ساری کوششیں ختم کر کے بلکہ اجتہاد کا دروازہ بند کرنے کے لئے انہوں نے ہر مذہب میں ایک ایک متن مقرر کر دیا اور پھر اس متن کی مزید تلخیص یا اس کی نظم یا اس کی شرح یا اس کا حاشیہ لکھ کر کے انہوں نے مذہب کی تدوین کر دی۔ تو اب اگر کہا جائے مثلاً: کوئی شافعی ہے، دیکھئے کتاب الام میں شافعی نے لکھا ہے کہ وہ اگر آپ پیش کریں گے عمل کرنے کے لئے، دعوت کے لئے، تو شافعی جو متعصب قسم کا ہوگا وہ نہیں مانے گا، وہ کہے گا کہ نہیں وہ جو منہاج الطالبین میں نووی نے لکھا ہے، ساتویں صدی میں، وہ ہمارے لئے معتمد ہے، یا منہج الطالبین جو زکریا انصاری کی کتاب ہے، جو دسویں صدی کے ہیں ۹۲۶ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے، وہ ہمارے لئے قابل اعتماد ہے۔

اب دیکھیے کہاں ذہن بدل گیا ہے۔ جب تطبیق کا دور دورہ ہوا، جمود کا سلسلہ پایا گیا، یہ ساتویں صدی ہجری چھٹویں صدی ہجری سے سلسلہ شروع ہوا، ہر مذہب والوں میں اپنے اپنے متون بنا لئے۔

اب آپ دیکھیے! فقہ حنفی، مثال کے طور پر اس میں جو مشہور متون ہیں، ہدایہ ہے چھٹی صدی ہجری میں، ہدایہ سے مختصر کر کے ''وقایہ'' کے نام سے، پھر اس کی شرح ہے، آٹھویں صدی میں ۷۴۵ھ ان کا سن وفات ہے یا ۷۴۷ھ میں، اس کے بعد جو کتابیں لکھی ہیں وہ تو اور زیادہ چوں چوں کا مربہ ہیں، مثال کے طور پر ''المختار'' ابن مودود الموصلی کی، ۶۲۲ھ میں ان کی وفات ہوئی، وہ متن چونکہ بہت مختصر تھا اس لیے اس کی شرح کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ''الاختیار لتعلیل المختار'' کے نام سے لکھی گئی۔ پھر بعد میں سب کتابوں کو نچوڑ کر کے، نسفی صاحب تھے، ۷۱۰ھ میں وفات ہوئی، انہوں نے ''کنز الدقائق'' لکھی، یہ ایسی کتاب ہے کہ بلا شرح سمجھ ہی نہیں آسکتی، انہوں نے بڑی بڑی کتابوں کو جو نچوڑنے کی کوشش کی ہے تو نتیجتاً سارا جولب (مغز و گودا) ہے وہ سب نکل گیا، اور بہت ہی دقیق اور نہ سمجھی جانے والی عبارت باقی رہ گئی۔ چنانچہ پھر اس کی شرح لکھنے کی کوشش کی گئی۔

اسی طرح ''درمختار'' ہے، ان کا ہی متن ہے، ان سارے متون کو اگر آپ دیکھیں گے تو یہی دیکھیں گے کہ سب پر شرحیں، شرحوں پر حاشیہ، حاشیہ کے اوپر پھر تعلیقات کا سلسلہ شروع ہوا ہے، یہ منہج بہت پرانا ہے، اس پر قاضی ابوبکر بن العربی ۵۴۳ھ نے اپنی کتاب میں تبصرہ کیا ہے، ابن خلدون نے تبصرہ کیا ہے کہ یہ جو اختصار کر کے بڑی بڑی کتابوں کو نچوڑ کر کے لوگوں نے کتابیں بنالی ہیں یہ ''عائقة عن التحصیل'' ہیں، یعنی اس سے کوئی علمی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، لیکن لوگ اسی منہج پر چل پڑے تو چل پڑے۔

اس کے مقابلے میں بتا رہا ہوں میں کہ جو کتابیں لکھی گئی ہیں اور جو اصول فقہ کی کتابیں یا بعد میں جن فقہ کی کتابوں کا میں ذکر کروں گا، بالکل اسی بیماری سے دور ہیں، یعنی اس میں وہ چیز آپ کو نہیں ملے گی، وہ خصوصیات نہیں ملیں گی، اس لیے وہ مذہبی کتابیں جو ہیں وہ سب طریقہ اہل الرائے پر ہیں، چاہے وہ کسی بھی مذہب کی کتابیں ہوں، اس لیے انہوں نے ایک دم اس سے سرمو انحراف کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پسند نہیں کیا اور وہ سمجھتے تھے کہ وہ شریعت سے انحراف ہے۔

جب کہ اہل الحدیث ہمیشہ اس طریقے پر قائم رہے کہ جو کتاب بھی وہ مدون کریں تو وہ اصول وقواعد کو سامنے رکھیں گے، دلائل سامنے رکھیں گے، ان سے استنباط کریں گے، اور جو چیز راجح سمجھ میں آئے اور جس کو جو چیز راجح سمجھ میں آجائے وہ بیان کریں گے۔

ہم جب دوسری یا تیسری صدی ہجری تک یہ پاتے ہیں کہ ان کے یہاں ایک دم تقلید نہیں تھا کہ کسی ایک شخص کو پکڑ لیں، مثلاً ابن مسعود کی رائے پر ہم پوری زندگی عمل کریں گے، ایسا کوئی آدمی نہیں ملتا، نہ حضرت علی، نہ عبداللہ بن عمر، نہ عبداللہ بن عباس۔ یہ سب حجاز اور کوفہ اور مکہ ومدینہ کے عالم تھے، لیکن ایسا نہیں پاتے ہیں تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں۔

تو یہ کون سی بات ہوئی کہ چھٹی، ساتویں صدی ہجری میں ایسے فقہ کے متون مقرر کر دیئے جائیں اور اس کے بعد اب ان کو پڑھنا پڑھانا، باقی ساری جتنی اصول کی کتابیں ہیں وہ سب بھول گئے لوگ اور چھوڑ دیے ہوں۔

فقہ حنفی میں اصول امہات میں پرانی بہت اچھی اچھی کتابیں ہیں، اب جا کر کے کچھ چھپی ہیں، تھوڑی سی توجہ کر دوں، ''کتاب الاصل'' ہے امام محمد بن حسن الشیبانی کی کتاب، امام ابوحنیفہ کی آراء اگر معلوم کرنی ہو کہ کیا صحیح ہے تو اس کتاب سے معلوم ہوا کہ اتنا انہوں نے سن سن کر معلوم کیا، یہ جو جتنے امام ابوحنیفہ کے نام سے منسوب تھے یہ ان کے اصول وقواعد پر مخرج مسائل ہیں، اس چیز کو شاہ ولی اللہ نے برابر وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، حجۃ اللہ البالغہ میں۔

بہرحال میں اب آگے بڑھتا ہوں، میں یہ بتانے کی کوشش کرتا ہوں کہ اہل الحدیث نے جو اصول وقواعد کی کتابیں لکھیں، پھر اصول وقواعد صرف اسی زمانے تک نہیں، پانچویں صدی ہجری تک پھر اور مزید کتابیں لوگوں نے مدون کیں، لکھتے رہے، لکھتے رہے، یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ نے، پھر اس کے بعد امام شوکانی نے ''ارشاد الفحول'' لکھی، ارشاد الفحول سے مختصر کر کے ''حصول المامول من علم الاصول'' کے نام سے نواب صدیق حسن خاں نے کتاب لکھی۔ پھر موجودہ دور میں تو اتنی کتابیں اصول فقہ پر لکھی گئیں کہ ان کے نام اگر گنائے جائیں تو بیسیوں کتابیں نکلیں گی، ان میں مشہور مشہور دو تین کتابیں ہیں:

ایک محمد بن حسین الجیزانی جامعہ اسلامیہ میں استاد ہیں، انہوں نے ایک کتاب لکھی: ''معالم أصول الفقہ عن أہل السنۃ والجماعۃ'' اور اس میں انہوں نے کوشش یہ کی ہے کہ امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم اور ان کے مکتب فکر سے وابستہ جو لوگ تھے، امام ابن رجب وغیرہ ہیں، انہوں نے اپنی کتابوں میں جو کچھ بھی منتشر قواعد واصول تھے، اور امام شافعی اور پھر ابوالمظفر السمعانی، ان لوگوں نے جو کچھ لکھا، ان کی روشنی میں اصول وقواعد محرر انداز میں بیان کیے، اور وہ متکلمین کا جو طریقہ تھا، جس پر جوینی، غزالی اور رازی اور آمدی وغیرہ نے کتاب لکھی، اس کو چھوڑ کے، اسی طرح سے فقہائے اہل الرائے وغیرہ کی جو کتابیں تھیں، کرخی کی، زدوی کی اور سرخسی وغیرہ کی، اور اس کے بعد نسفی کی جو منار ہے، اور اس کی جو شروح ہیں، اس کو انہوں نے چھوڑ دیا، تو اصول فقہ جو اہل الحدیث کے تھے، انہوں نے جمع کر دیا، اگر کسی شخص کو سارے اصول معلوم کرنے ہوں تو یہ بہترین کتاب ہے۔

ہمارے ایک دوست ہیں پاکستان کے اندر، حافظ ثناء اللہ زاہدی، انہوں نے پوری زندگی اصول فقہ کی خدمات اور اس کی کتابوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جمع ترتیب اور مخطوطات، پوری دنیا میں کوئی بھی مخطوطہ ہے اصول فقہ کا، اگر آپ کو ڈھونڈ ھنا ہو، معلوم کرنا ہو تو آپ ان سے رابطہ کیجئے، چھپ گیا ہے کہ نہیں چھپا ہے، ان کا مخطوطہ یا وغیرہ وغیرہ، جتنی شرحیں ہیں، خود اہل مذہب نہیں جانتے کہ کتنی شرحیں ہیں، وہ سب شرحیں ان کے پاس موجود ہیں، ان کے مکتبہ میں۔

توانہوں نے دو کتابیں لکھیں، درسی انداز میں، ایک ''تلخیص الاصول'' اور دوسری ''تیسیر الاصول''، تیسیر الاصول میں وہ سارے مسائل جمع کر دیے ہیں اور ان کی تلخیص کی، اور یہ کوشش ابھی موجودہ دور کی نہیں ہے، شاہ اسماعیل شہید نے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی: ''اصول فقہ'' جس میں انہوں نے لکھا ''تقلید الحی أولی من تقلید المیت'' اس کتاب کی شرح مولانا گوندولی صاحب نے کی تھی ''بغیۃ الفحول فی شرح مختصر الاصول'' کے نام سے۔ تو اصول فقہ پر یہ سب کتابیں موجود ہیں، اور ابھی بھی پڑھائی جاتی ہیں، اور ہمارا کام یہ ہے کہ ان اصول فقہ کی کتابوں سے استفادہ کریں، اور اس کو ہمیشہ اپ ڈیٹ کرتے رہیں، اور موجودہ دور کے مطابق کتابیں تیار کرتے رہیں، الحمد للہ یہ کام ہو رہا ہے، ہندوستان میں، پاکستان میں، عرب ممالک کے اندر، جیسا کہ میں نے بتایا۔

اصول فقہ کو مدون کرنے کا جو کام ہے یہ نہیں ہے کہ اہل الحدیث نے نہیں کیا۔ امام ابن تیمیہ کی کتابوں میں کتنے منتشر مواد اور مسائل ہیں، اگر آپ ''معالم أصول الفقہ'' (محمد بن حسین الجیزانی کی کتاب ہے) دیکھیں گے تو آخر میں انہوں نے ایک فہرست لکھی ہے، سارے مسائل سے متعلق جن میں اصول فقہ کے لوگوں کا اختلاف ہے، اس میں امام ابن تیمیہ کی رائے کیا ہے، اور اس میں انہوں نے کیا رائے کیا منہج اختیار کیا ہے، وہ سب فہرست میں دیے ہیں۔

اس فہرست میں اگر آپ امام ابن تیمیہ کو بحیثیت ''اصول فقہ کے نمائندہ'' کے پڑھیں گے تو اندازہ ہوگا کہ انہوں نے اس میدان میں کتنی تجدید کی ہے۔ یعنی ایک مثال میں دیتا ہوں صرف، وہ یہ ہے کہ قیاس کے باب میں قیاس بہت سی جگہ پر اہل الرائے کے نزدیک یہ ہے کہ وہ نصوص یا احادیث کے خلاف ہوتے ہیں۔ حدیث صحیح کے بھی خلاف وہ مانتے ہیں بہت سے قیاس کو۔ اور حدیث صحیح کے خلاف، چونکہ حدیث صحیح ان کے نزدیک خبر واحد ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ قیاس راجح ہے، اس لیے قیاس زیادہ معقول ہے، زیادہ مدلل ہے، اور عقلی طور پر زیادہ ثابت ہے، تو اس لیے وہ خبر واحد کو چھوڑ دیتے ہیں، اس طرح بہت سی مثالیں فقہ حنفی کی کتابوں میں موجود ہیں۔

تو امام ابن تیمیہ کا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے ''قاعدۃ فی تقلید القیاس'' اس کو پورا پورا امام ابن قیم نے ''اعلام الموقعین'' میں نقل کیا ہے، مجموع الفتاویٰ میں بھی ہے۔ اس میں انہوں نے دکھایا کہ ایسا ہو ہی نہیں کہ قیاس صحیح کسی بھی حدیث صحیح کے خلاف ہو۔ کسی کے پاس اگر ایسا قیاس ہو تو لائے، یا تو کہتا ہے قیاس ہی غلط ہے، یا پھر حدیث ہی صحیح نہیں ہے۔ جیسا انہوں نے عقل و نقل کے بارے میں دعویٰ کیا ہے کہ کوئی حدیث صحیح کوئی عقل صحیح کے خلاف ہو ہی نہیں سکتی۔ ایسی صورت میں یا تو حدیث ہی صحیح نہیں ہوگی، یا وہ عقل جسے ہم صحیح سمجھ رہے ہیں وہ صحیح نہیں ہوگی۔

تو امام ابن تیمیہ نے بہت چیزیں کیں، یہ تو مستقل محاضرہ کا متقاضی ہے کہ انہوں نے اصول فقہ کے میدان میں کیا تجدید کی۔

بہت حال! ہم آگے بڑھتے ہیں، اصول فقہ کے بعد اب آیئے حدیث کی کتابوں کی روشنی میں فقہی مسائل کو مدون کرنے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ کیسے شروع ہوا؟

تو میں نے جیسا کہ ذکر کیا تھا کہ شاہ ولی اللہ نے مصفی لکھ کر کے فقہ اہل حدیث کی دعوت دی، لیکن وہ جس زمانے میں تھے اس زمانے میں کھل کر وہ ان سب چیزوں کی طرف دعوت نہیں دے سکتے تھے، اور نہ کوئی ایسی تحریک چلا کر کے پورے ملک میں بیداری لا سکتے تھے، یہ کام بعد میں جب تحریک شہیدین شروع ہوئی ہے تب وہ سلسلہ شروع ہوا ہے۔ شاہ اسماعیل شہید، سید احمد شہید اور ان کے جو متوسلین تھے انہوں نے یہ کام کیا۔

تو انہوں نے دو طریقہ اختیار کیا، ایک یہ کہ جس پر آج تک لوگ عمل کر رہے ہیں۔ ہمارے مولانا اقبال کیلانی صاحب ہیں، انہوں نے حدیثیں منتخب کیں، اور ان سے مسائل مستنبط کر کے کتابیں لکھ دیں۔ وضو سے متعلق، طہارت سے متعلق، نماز سے متعلق، زکوۃ سے متعلق، حج کے متعلق حدیثیں منتخب کر لیتے ہیں، اور پھر ان سے جو مسائل مستنبط ہوتے ہیں وہ لکھ لیتے ہیں، ان کی ساری کتابیں اسی طرح کی ہیں۔ عمران ایوب لاہوری صاحب وغیرہ کی کتابیں سب اسی منہج پر ہیں۔ اس طریقہ کی بہت سی کتاب ہیں۔

دوسری یہ کہ فقہی مسائل، فقہی ابواب پر مرتب کیے جائیں، مسائل ذکر کیے جائیں، ان کے ساتھ دلائل بھی، اس کا سلسلہ تقریباً تیرہویں صدی ہجری کے اواخر میں نواب صدیق حسن خاں کی کتابوں میں ملتا ہے۔ نواب صدیق حسن خاں نے چند بہت ہی اہم کتابیں لکھیں، لیکن افسوس کہ وہ یا تو فارسی زبان میں ہیں یا اردو میں، جس کی وجہ سے لوگ ان کی طرف توجہ نہیں دیتے، صرف ایک بار چھپیں اور ختم ہو گئیں۔ ان کی ایک کتاب عربی میں ہے، وہ بار بار چھپتی ہے، وہ پڑھی بھی جاتی ہے۔ اور علامہ البانی برابر اس کو پڑھتے پڑھاتے تھے اپنے تلامذہ کو وہ کتاب ''الروضۃ الندیۃ شرح الدرر البہیۃ'' ہے۔

الدرر البھیۃ امام شوکانی کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے، فقہی مسائل پر۔ جو فقہ الحدیث ہے، اس پر مشتمل ہے، کسی مسلک کا التزام اس میں نہیں ہے۔

تو اس کی شرح خود امام شوکانی نے جو کی ہے وہ ''الدراری المضیۃ شرح الدرر البہیۃ'' ہے، وہ اتنی مقبول اور معروف نہیں ہوئی، جتنا نواب صدیق حسن خان کی کتاب ''الروضۃ الندیۃ''۔ اس کا جو سب سے پہلا ایڈیشن چھپا تھا وہ ہندوستان میں ۱۲۹۰ھ میں چھپا، بعد میں وہ پھر عربی میں مختلف ممالک میں چھپا، تو الروضۃ الندیۃ بہت ہی اہم اور بنیادی کتاب ہے جو نواب صدیق حسن خاں نے لکھی ہے۔

الروضۃ الندیۃ کے علاوہ خود انہوں نے ''الدرر البہیۃ'' کا ترجمہ ''فتح المغیث بفقہ الحدیث'' کے نام سے چھاپا تھا، اور اسی طرح ایک دوسرا ایڈیشن ''ترجمہ الدرر البھیۃ'' کے نام سے بھی اسی زمانہ میں چھپ چکا تھا۔ یہ دونوں کتابیں اردو میں ہیں، لیکن ان کی جو یہ ''الروضۃ الندیۃ'' کے بعد جو اہم ترین تین کتابیں ہیں وہ فارسی میں ہیں، ان فارسی کتابوں کا یا تو اردو میں ترجمہ ہونا چاہیے تا کہ اس سے استفادہ عام ہو، اور یا پھر عربی میں ترجمہ مکمل چھپنا چاہیے، ان میں سے ایک کتاب ''دلیل الطالب إلی ارجح المطالب'' کے نام سے ہے۔ اس کا نصف اول صرف عربی میں ترجمہ ہوا ہے، ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب نے چھاپا ہے، اور دوسری کتاب ہے ''ہدایۃ السائل إلی ادلۃ المسائل'' سارے مسائل دلائل کے ساتھ ہیں۔ تیسری ایک کتاب ہے ''بدور الاھلۃ من ربط المسائل إلی الادلۃ'' یہ سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرہویں صدی ہجری کے اختتام سے پہلے کی کتابیں ہیں، اس زمانے میں انہوں نے بہت بڑا ذخیرہ، سارے مسائل جتنے ہیں، اس زمانے کے نوازل جتنے تھے، جو جدید مسائل پیش آئے تھے، ان سب کا بھی اس میں حل موجود ہے۔لیکن افسوس کہ وہ ایک بار جو چھپی ہے اس کے بعد آج تک نہیں چھپی۔

شاہ نواب صدیق حسن خاں کی کتابیں جن لوگوں کو ان سے دل چسپی ہوگی، ان میں تھے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مرحوم، ان کے پاس وہ کتابیں ہیں یا اور بھی بعض بڑی لائبریریوں کے اندر ہوں گی، یہ کتابیں ایسی ہیں کہ ان سے استفادہ کیا جائے، ہو بہو نہیں، ترجمہ تو کم سے کم ان سے تہذیب و تلخیص کر کے ان میں سے مسائل شائع کیے جا سکتے ہیں۔

دوسری ایک بڑی شخصیت نواب صدیق حسن خاں کے بعد (ان کی وفات ۱۳۰۷ھ میں ہے) نواب وحید الزماں صاحب، اصلاً لکھنؤ کے تھے، پھر حیدر آباد منتقل ہو گئے، حیدر آباد میں رہتے تھے، پھر انہیں وحید الزماں حیدر آبادی کہا جانے لگا۔ یہ پہلے اپنی ابتدائی زندگی میں حنفی تھے، جب میاں نذیر حسین محدث دہلوی سے حدیث پڑھی انہوں نے تو اہل حدیث ہو گئے۔(۱۳۳۸ھ میں وفات ہوئی) تو جب حنفی تھے تو انہوں نے شرح وقایہ کی شرح یا اس کا اردو ترجمہ بھی لکھا تھا۔ اور وہ کتاب بھی مطبوع ہے۔لیکن جب میاں نذیر حسین صاحب سے حدیث پڑھ کر گئے تو چار کتابیں لکھیں فقہ حدیث یا فقہ اہل حدیث سے متعلق، ایک المشرب الوردی من الفقہ المحمدی'' دوسری ایک کتاب ہے''نزل الابرار من فقہ النبی المختار'' اور تیسری ایک کتاب ہے''نور الخلائق فی حدیث خیر الخلائق'' کے نام سے اور چوتھی ایک کتاب ہے..... وہ بھی اسی طرح سے ہے، یعنی چار کتابیں انہوں نے ضخیم مرتب کیں، دو کتابیں ان میں سے عربی میں اور دو کتابیں اردو میں، ان کتابوں کا بھی ایک ایڈیشن چھپ گیا، بنگلور یا حیدر آباد میں، پھر اس کے بعد کا پتہ نہیں چلا، ان کتابوں کی بھی تلاش ہونی چاہیے اور ان سے استفادہ کرنا چاہیے اور یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔

تیسری جو کوشش ہوئی ہے یعنی فقہ حدیث کے سلسلے میں، وہ ایک بہت بڑے مشہور ناشر اور صاحب مطبع آدمی تھے، اور نو مسلم تھے،''محی الدین لاہوری'' انہوں نے ایک کتاب لکھی''فقہ محمدیہ طریقہ احمدیہ'' کے نام سے سات چھوٹے چھوٹے حصے میں اکٹھا بھی چھپتی ہے۔تو فقہ محمدیہ میں انہوں نے ابواب کے تحت مسائل ذکر کیے ہیں، اور اس کے بعد ان کے دلائل بھی ساتھ ساتھ وہ دیتے گئے ہیں۔ یہ سلسلہ پھر اس کے بعد اور مزید بڑھا، بعد میں پھر وہ جدید اسلوب کے مطابق موجودہ دور میں بیسویں صدی میں جن لوگوں نے کتابیں لکھی تھیں، مولانا عبد السلام صاحب بستوی تھے، انہوں نے ایک کتاب لکھی''اسلامی تعلیم'' کے نام سے اسی طرح وہ گیارہ حصے میں ہے، جو دو تین ضخیم جلدوں میں چھپتی ہے۔انہوں نے سارے فقہی ابواب اور مسائل کی اس طرح کی کتابیں چھوٹی بڑی میرے خیال سے تقریباً چالیس پچاس سے زیادہ کتابیں ہوں گی، اس میں چھوٹی سی کتاب میں بتاتا ہوں، جو بہت ہی مقبول اور معروف ہے، اور چھپتی رہتی ہے، اور کافی استفادہ کیا جاتا ہے اسے سے وہ تعلیم الاسلام کے نام سے مولانا مختار احمد ندوی صاحب نے لکھی۔ یہ کتاب ہر جگہ بچوں، خواتین اور دروس میں استعمال کی جاتی ہے، پڑھی جاتی ہے۔

جس طرح سے ہمارے یہاں کے لوگوں نے ہندوستان میں ہم نے یہ کتابیں لکھیں، اسی طرح سے عرب ممالک میں بھی یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ جاری رہا، چنانچہ علامہ البانی کی بہت مشہور کتاب ہے''الثمر المستطاب فی فقہ السنۃ والکتاب'' کے نام سے لیکن اس کی دو جلدیں چھپی ہیں، صرف اس کی وہ سارے مسائل کو محیط نہیں، لیکن اس سلسلے کو بعد میں جاری رکھا لوگوں نے، بلکہ البانی صاحب سے بھی پہلے ایک کتاب فقہ السنۃ کے نام سے سید سابق کی بہت مشہور و معروف کتاب ہے، اور اب کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے، لیکن جو فقہ السنۃ کے نام سے محمد عاصم الحداد صاحب کی کتاب ہے وہ اس کا ترجمہ نہیں ہے، بلکہ وہ مستقل ان کی تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے انداز بہت اچھا اختیار کیا ہے، افسوس کہ صرف عبادات کا حصہ اس میں سے چھپا، اور اس کے بعد کا حصہ نہیں چھپا تھا، مرحوم رابطۃ العالم الاسلامی میں تھے، ان سے ملاقات ہوتی ہے، کہہ رہے تھے کہ میرا ارادہ ہے مکمل کرنے کا، لیکن وہ مکمل نہیں کر سکے۔

فقہ السنۃ جس طرح سید سابق نے لکھی، اس کے بعد مصر میں ایک کتاب آئی، صحیح فقہ السنۃ کے نام سے وہ کتاب بھی بہت اچھی ہے کوئی ابو مالک ۔۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کچھ نام ہے ان کا (کمال السید سالم ابو مالک)، وہ چار جلدوں میں ہے، اور ابھی ابھی ریسنٹلی میں نے آج دیکھا، اپنے بھائی عبدالرحیم قاضی صاحب کے مکتبہ میں، یہاں دار ابن الجوزی سے ایک کتاب چھپی ہے، اور وہ مجھے سرسری دیکھنے میں بہت پسند آئی، وہ یہ ہے''تسھیل الفقہ'' کے نام سے عبداللہ بن عبدالرحمن بن جبرین، ان کی کتاب بھی چھپی ہے، دار ابن الجوزی سے، اس میں انہوں نے مسائل ذکر کیے ہیں، جو راجح چیز ہے یا جو مستحب یا جو واجب ہے، اور اس کے بعد نیچے اس کی تفصیلات بھی دی ہے، دلائل دیے ہیں، دلائل پر گفتگو بھی کی ہے۔

تو یہ کتاب ابھی مطلب اب تک کی جو چھپی ہیں شائع شدہ کتابیں ہیں، ان میں تقریباً بہترین کتابوں میں سے ہے، مجھے جو سرسری دیکھنے سے لگی۔ فقہ کی کوئی کتاب جو ہے بغیر اعتراض کے اور بغیر تنقید کے خالی نہیں ہے، کسی کی بھی فقہ ہو، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر شخص کی فقہ اور اس سے استنباط پر سوالیہ نشان کھڑا کیا جا سکتا ہے، لیکن دلیل کے ذریعہ۔

تو انہوں نے جو یہ کوشش کی ہے اس سے بھی استفادہ کرنا چاہیے، اور یہی میرا مشورہ ہے۔

یہ جو کتابیں ابھی عرب ممالک میں چھپی ہیں، یا ہمارا جو یہ تراث برصغیر میں ہے، یہ کل تقریباً برصغیر میں چالیس پچاس کتابیں ہوں گی، اور پھر ایک بات میں یہ بھی بتاؤں کہ ان موضوعات پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے صرف جامع کتابوں ہی کی طرف میں نے اشارہ کیا، الگ الگ مسائل پر تو بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ طہارت پر، صلاۃ پر، صلاۃ کے سارے الگ الگ مسائل پر، زکوۃ پر، صیام پر، حج پر، تو بے شمار کتابیں ہیں، ان سب کو اگر فقہی اعتبار سے دیکھا جائے تو ایک مسئلہ پر، اسی طرح مسلم پرسنل لاء سے متعلق جو مسائل ہیں، جیسے طلاق ہے، نکاح، وراثت، وقف، نفقہ وغیرہ وغیرہ۔ تو اس پر بے شمار کتابیں ہیں لیکن ان سب کتابوں کا بھی جائزہ لے کر کے کسی بھی شخص کو اس موضوع پر کام کرنا چاہیے۔ یہ دکھانے کے لیے کہ اہل الحدیث کی جو فقہ ہے چاہے وہ جامع کتابیں ہوئی ہوں، یا پھر جو الگ الگ متفرق ابواب پر ہوں، اور یہ الگ الگ متفرق ابواب پر موجودہ دور کی دین نہیں ہے، یہ بہت پرانا ورثہ ہے۔

ابوعبید قاسم بن سلام (۲۲۴ھ میں وفات ہوئی) انہوں نے''الاموال''، لکھی یعنی مسلمانوں کا جو مالیاتی نظام ہے، اقتصادی نظام، اس پر وہ بنیادی سورس کا کام کرتی ہے یہ کتاب، اور اس سے زبردست اور جامع کتاب کوئی آج تک نہیں لکھی گئی، آج تک کوئی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس زمانہ میں جتنے ماہرین ہیں، اقتصادیات کے، سب اس کی طرف رجوع کرتے ہیں، انہوں نے اپنے زمانے تک کا جو مالیاتی نظام تھا وہ پورا لکھ دیا کہ کس طرح سے مال جمع ہوتا ہے، کہاں کہاں کون کون سے مصارف ہیں، حکومت کا کیا کام ہے، کیسے ہے وغیرہ وغیرہ ساری تفصیلات موجود ہیں۔

اسی طرح سے دوسری ایک کتاب ''الاحکام السلطانیۃ'' کے نام سے ماوردی نے لکھی ہے اور دوسرے جو ہیں ابو یعلیٰ دونوں تقریباً معاصر تھے، پانچویں صدی ہجری کے انہوں نے سیاسی مسائل اور ان مسائل کا جائزہ لیا اور اس سلسلے میں جو فقہی آراء ہیں ان سب سے متعلق انہوں نے لکھا، کسی نے خراج پر لکھا، کسی نے اور دوسرے یعنی ایک ایک مسئلے پر تو بے شمار کتابیں ہیں، پرانے زمانے میں بھی لکھی گئیں، اور موجودہ دور میں بھی لکھی جارہی ہیں، اور ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ایک پہلو ہے نوازل یعنی جدید مسائل جو پیش آتے ہیں ان مسائل کے سلسلے میں تو یہ جو کتاب جبرین صاحب کی بیان کی گئی اس میں نوازل بھی پیش کیے گئے ہیں۔ اور ایک صاحب ہیں محمد بن حسین الجیزانی، جن کی کتاب کا میں نے ذکر کیا تھا اصول فقہ کی، انہوں نے یہ کیا ہے کہ فقہ النوازل کے نام سے چار جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے دار ابن الجوزی سے چھپی ہے۔ انہوں نے ان مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں مختلف فقہی اکیڈمیوں کی طرف سے جتنی کانفرنسیں ہوئی تھیں ان کانفرنسوں کی روداد ملخص انداز میں پیش کیا ہے، ہر ہر مسئلہ پر جو اختلاف رائے، سارے جو ایکسپرٹس جمع ہوتے ہیں یا علماء جمع ہوتے ہیں ان کو اکٹھا کرنے کے بعد جو قراردادیں منظور ہوتی ہیں ان سب کا اس میں ذکر کردیا۔ یہ فقہ النوازل جن کو بھی فقہ سے دلچسپی ہو، وہ کام کی چیز ہے بلکہ میں یہ کہوں کہ موجودہ دور ایسا ہے کہ اب صرف ایک فقہ، ایک مذہبی فقہ وہ کام دینے والا نہیں ہے، اب جو ہے فقہ الدلیل کی طرف ہم لوگ جارہے ہیں کہ اس مسئلہ سے متعلق دلیل کیا ہے، اب جو ہے وہ تقلیدی رجحان چلنے والا نہیں ہے۔ اب اجتہادی دروازہ بلکہ کچھ لوگ تو بالکل چوپٹ دروازہ کھول دینا چاہتے ہیں کہ بالکل الحاد اور بے دینی کی طرف ہم چلے جائیں، نہیں، اجتہاد مضبوط ہو، بالضوابط الشرعیہ، اس کا دور ہے، اب جو ہے آپ لوگوں کو صحابہ و تابعین اور ائمہ، ائمہ اربعہ کے علاوہ دوسرے ائمہ، ان کے مسائل اور ان کے دلائل معلوم کرنے سے روک نہیں سکتے۔ اس لیے کہ سارے مصادر و مراجع متوفر ہوگئے ہیں، اکٹھا ہوگئے ہیں، اب نہیں کہہ سکتے ان کو کہ یہ شرح وقایہ پڑھو، پھر ہدایہ ہے، اور اسی کے نتیجے میں گھومتے رہو، نہیں! یہ دور اب گیا، اب کسی بھی مذہب فقہی کو اب اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے۔

اب دور جو ہے وہ دراصل فقہ السنہ کا دور ہے، فقہ اہل الحدیث کا ہے اب جو ہے یہ جو کوشش کی جاتی تھی اور کہا جاتا تھا کہ فقہ جو ہے مدون اور جو مضبوط کتابوں کے اندر جو مدون فقہ ہے وہ صرف چار اہل سنت کے ہیں، اور چار غیر اہل سنت کے ظاہر یہ کو اہل سنت سے خارج کر دیتے ہیں، بہت سے لوگ تعصب میں آکر تو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اس کے بعد کہتے ہیں، ظاہری، جعفری، زیدی اور اباضی، ان سارے فقہوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن فقہ اہل الحدیث کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہوتی، وہ صرف اس وجہ سے کہ لوگوں کے اندر ایک تعصب ہے اور یہ تعصب دراصل آج نہیں پیدا ہوا، یہ چھٹی ساتویں صدی ہجری میں جو متون تیار ہوئے ہیں اور اس کے ارد گرد گھومنے کا سلسلہ اور طواف کرنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے، اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وجہ سے کہیں کسی نے بھی ان علماء اور اتباع مذاہب میں سے کسی نے بھی ذرا سا خروج کی کوشش کی، کوئی اجتہاد پیش کیا۔۔۔عزابن عبدالسلام ساتویں صدی ہجری کے تھے، اسی طرح سے ابوشامہ، وہ بھی ساتویں صدی کے تھے، انہوں نے اپنی کتابوں میں مقلدین اور ان لوگوں کی شکایت کی ہے، کہا ہے کہ کس طرح کے یہ لوگ ہیں، صاف اور صریح حدیث مل جاتی ہے، اس کے باوجود اپنا مذہب نہیں چھوڑنے کو تیار ہوتے ہیں۔ امام رازی نے حتیٰ کہ تفسیر میں اور دوسرے بہت سے لوگوں نے ساتویں صدی ہجری سے یہ لعنت ملامت کی ہے، لیکن آج تک ایک دم ٹھس ہیں، وہ تبدیل کرنے کے لئے تیار نہیں، تو اب موجودہ دور نے انہیں مجبور کیا ہے کہ اب ہر ایک چیز پر جمے نہ رہیں، اکٹھا بیٹھیں، مسائل بہت زیادہ پیدا ہو گئے ہیں، ایسے کہ جن کا حل بغیر مل بیٹھے نہیں ہو سکتا، چنانچہ فقہی اکیڈمیاں وجود میں آئیں، اور جب یہ وجود میں آئیں تو مختلف مسائل سے متعلق گفتگو ہوتی ہے، تو سارے مکاتب فکر کے علماء جمع ہوتے ہیں، اس میں اہل الحدیث بھی ہوتے ہیں، غیر اہل الحدیث بھی ہوتے ہیں، کچھ ماہرین بھی ہوتے ہیں، جیسے ماہرین طب، ماہرین اقتصادیات، ماہرین سیاسیات، تاکہ ان مسائل کو حل کریں یہی طریقہ ہے۔

اسی طرح سے موجودہ دور میں یہ ہوا کہ موسوعات فقہیہ تیار ہوئی ہیں، موسوعات کا سلسلہ شروع ہوا تھا تو پہلے مصر میں پندرہ سولہ جلدیں چھپی ہوئی وہاں پھر ختم ہو گیا وہ سلسلہ اس لیے کہ اتنا لمبا چوڑا تھا کہ وہ آٹھ مذہب لے کر چلے تھے، پھر اس کے بعد دمشق یونیورسٹی میں ۱۹۶۱ء سے یہ کام شروع کیا، انہوں نے کچھ حصے چھاپے، لیکن سب سے بڑی اور ممتاز کوشش جو ہے وہ کویت میں ہوئی، وزارۃ الاوقاف کی طرف سے اور ۴۵ جلدوں میں الحمدللہ وہ مجموعہ چھپ گیا، الموسوعۃ الفقهية کے نام سے، اب الموسوعۃ الفقهية میں کیا ہے کہ سارے مذاہب کے اقوال مع دلائل کے ذکر کیے گئے ہیں اور دلائل سے متعلق یہ بھی تحقیق ہے، حاشیہ کے اندر، جن لوگوں نے تیار کیا ہے احادیث کی تحقیق کی ہے، ہمارے دوستوں میں سے ہیں، تو انہوں نے ان ساری چیزوں سے متعلق کہ کیسی حدیث ہے، اور کیا ہے، یہ بھی لکھ دیا ہے تو اب اس میں ایک ایسے شخص کے لئے کہ جو ایک مذہب کا پابند ہے بڑی پریشانی ہے اس لیے کہ ابھی یہاں تو دوسرے دوسرے رایوں کا بھی پتہ چل جا رہا ہے تو اس لیے اب زمانہ جو ہے وہ زمانہ گزر گیا کہ حدیثیں چھپاتے تھے یا حدیثوں کو کچھ آپ نے ضعیف یا موضوع کہہ دیا یا اپنے خلاف حدیث ہی کو نہیں مانتے، یا سرے سے حدیث موجود ہی نہیں ہے۔ اب وہ مناظرانہ دور نہیں رہا، اب تو ہر ایک کے پاس موبائل ہے، لوگ پروگرام میں دیکھ لیتے ہیں کہ یہ حدیث کیسی ہے، اور کیا ہے، اور اس نے حکم لگایا ہے، تو حدیثوں سے متعلق تحقیق ہو چکی ہے، ساری چھان بین ہو چکی، ان کے انتخابات موجود ہیں، کتابیں موجود ہیں، احادیث احکام کی کتابیں چھوٹی سے چھوٹی کتاب ''بلوغ المرام'' بھی اگر کسی کے پاس ہو تو ہر حکم سے متعلق ایک دلیل۔ مولانا عبدالغفار حسن رحمانی مرحوم کے بارے میں آج پڑھا کہ وہ جب بھی کہیں کسی سے ملنے جاتے تو بلوغ المرام اپنے ساتھ رکھ لیتے، کہ جب بھی کوئی مسئلہ پیش آئے گا اس میں دیکھوں گا کہ حدیث کے الفاظ کیا ہیں، حدیثیں ان کو یاد ہوتی تھیں بالمعنیٰ لیکن کوئی ضروری نہیں کہ بالکل لفظ یاد ہو، حوالے کے ساتھ، تو وہ پیش کر دیتے تھے، تو اس وقت جو میری۔۔۔۔اب میں اپنی گفتگو کو لمبی نہیں کروں گا، مختصر سمیٹنے کی کوشش کروں گا، وہ یہ کہ موجودہ دور اب فقہ السنہ، فقہ الحدیث یا فقہ اہل الحدیث کا ہے۔ اور یہ ساری کتابیں جو آپ دیکھ رہے ہیں اور جو چھپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی ہیں اتنی مقبولیت ہے ان کو، کہ آتی ہے اور مارکیٹ میں ختم ہو جاتی ہیں، ابھی وہ ڈیڑھ سو ریال میں شاید بک رہی ہے معرض میں، جن کو خریدنا ہو وہ خرید لیں، (ایک سو ساٹھ کی) اور ممکن ہے کہ معرض کے بعد ختم ہو جائے گی، جیسے ہمارے یہاں تجربہ ہوا ہے دیکھیے ایک بہت بڑے اہل الحدیث عالم ہیں عبدالرحمن بن یحییٰ معلمی، تو ان کا مجموعہ پچیس جلدوں میں ہے، وہ پہلے ساڑھے تین سو میں بکتا تھا، بعد میں انہوں نے ڈھائی سو کر دیا، ابھی ٹوئٹر میں اعلان کیا انہوں نے کہ ڈیڑھ سو اس کی قیمت ہوگئی ہے، ایک دن میں ایک ہزار سے زیادہ نسخہ ختم ہو گیا۔ اب ہے ہی نہیں مارکیٹ میں، بلکہ ایک گھنٹے میں ختم۔

تو کتنی رغبت لوگوں کو ہے کتنی پیاس ہے اور کتنا زیادہ چاہتے ہیں لوگ کہ صحیح علم حاصل کر سکیں، اس لیے کہ علامہ عبدالرحمن بن یحییٰ المعلمی، بہت بڑے محدث تھے، عالم جرح و تعدیل تھے، فقہی مسائل سے متعلق تین جلدیں ہیں اس میں، اصول فقہ سے متعلق ایک جلد ہے ان کی کتابوں کو پڑھیے، تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ جو جتنے ائمہ ہیں سلف سے ہوں یا خلف کے، انہوں نے بھی کوشش کی ہے، نیک نیتی کے ساتھ وہ چیزیں پیش کی ہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ چیزیں حرف آخر ہیں، ان سے استفادہ کرنا چاہیے، ان کی طرف توجہ دینا چاہیے۔ فقہ مذہبی کے مقابل میں اگر آپ ان فقہ کے مصادر مراجع اور ان کی کتابوں کی طرف توجہ دیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ فقہی مسائل معلوم کرنا کتنا آسان ہے، اس کے دلائل ہم کتنی آسانی کے ساتھ معلوم کر سکتے ہیں، ان پر عمل ہم کتنی آسانی سے کر سکتے ہیں۔

تو یہ چند باتیں تھیں اور بھی بہت سی باتیں تھیں پہلے جو چیز تیار کر کے لایا تھا وہ میں کہہ نہیں سکا جو نہیں تیار ہوئی تھیں دماغ میں آئیں وہ میں کہہ گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب لوگوں کو عمل کرنے کی توفیق دے۔ ہمارے سامنے یہ ناشر بیٹھے ہوئے ہیں، ان شاءاللہ فقہ الحدیث سے متعلق ایک ایسی جامع کتاب تیار کریں جو سارے ابواب عبادات، معاملات، پرسنل لاء، فقہ الدولہ یعنی حکومت کے جو مسائل ہوتے ہیں، اور اسی طرح سے ملکیت اور مالیات کے تعلق سے جو چیزیں ہیں، عقود اور اس سے متعلق، سب ابواب کو جمع کرنا، جو نوازل وغیرہ پر بھی مشتمل ہوں۔ اردو میں میری نظر سے کوئی ایسی کتاب نہیں گذری، عربی میں البتہ ہمارے فاضل دوست اور عالم ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب نے پچھلے سفر میں مجھے اپنی کتاب جو فقہ الحدیث پر لکھی انہوں نے چار جلدوں میں دی ہے اور انہوں نے جامعہ ابن تیمیہ میں اسے بطور نصاب بھی داخل کر دیا ہے، تو اس طرح کی کتابوں کی ضرورت ہے ابھی، اور ان کتابوں کے پھیلانے اور پھیلنے میں ان شاءاللہ خیر کا پہلو ہے۔ اور امت میں یہ کہنا بعض لوگوں کا کہ اس سے اب مزید تفرقہ پھیلے گا اور ایک اور مذہب کی ایجاد ہو جائے گی اور مزید تفرقہ ہوگا، اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے کہ دیکھیے وہ مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب نے لکھا ہے، انہوں نے کہا کہ معترضین یہ کہتے ہیں کہ امت کے اندر یک جہتی تھی اور یہ آپ لوگوں نے کیا انتشار پیدا کر دیا، متفرق اور فقہی مسائل میں تو وہ کہتے تھے کہ بھائی یک جہتی کب تھی، یہ تو چار جہتی پہلے سے تھی، ایک جہت اور تسلیم کر لیجیے، اس میں کیا پریشانی کی بات ہے، آزادی کیوں نہیں دیتے ہیں آپ، کسی شخص سے کوئی مسئلہ پوچھیں، کسی عالم سے جو قابل اعتماد ہے، اس کے پاس جائیں، جس کے علم و تقویٰ پر اعتماد ہے، اس سے جا کر مسئلہ پوچھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری صدی ہجری میں جب تک ہم قوت میں تھے پوری دنیا میں ہم نے اسلام پھیلایا، اس وقت تو یہ پریشانی کی بات نہیں تھی، بعد میں دور آیا، جمود وتقلید میں تو اس کو آپ نے واجب قرار دیا اور اپنے متون سے سر مو انحراف نہیں کرنا چاہتے۔

تو بہرحال یہ چند باتیں تھیں، جو میں نے آپ لوگوں سے گوش گزار کی، کسی طرح کی کوئی تقصیر ہو تو معاف کیجئے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب لوگ یعنی جو منہج سلف ہے ہر باب میں، عقیدے کے باب میں ہو، اخلاق کے باب میں ہو، ابھی ہمارے ایک دوست مقصود الحسن صاحب جو گفتگو کر رہے تھے، تو میں خود محسوس کر رہا تھا کہ کتنا زیادہ ہمارے اندر کوتاہی ہے۔ علم کی بات تو ہم کرتے ہیں، عمل کی بات نہیں کرتے، اخلاق کی بات نہیں کرتے، تطبیق کی بات نہیں کرتے، تو اصل چیز وہ ہے کہ جس کسی عالم کو آپ دیکھیں تو اس سے تقویٰ، پرہیز گاری، دنیا سے نفور، ان چیزوں کا اظہار ہوتا ہے نہ کہ تکبر وغرور اور اپنی بات زبردستی منوانا۔ بڑے بڑے علماء ہمارے تھے، جن کو ہم نے دیکھا ہے، پاکستان میں ہندوستان کے اتنے متواضع، اتنے خلیق، اتنی خوش اخلاقی کے ساتھ ملتے تھے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مرحوم، جب ان کا ذکر آتا ہے تو میں ضبط نہیں کر پاتا ہوں اپنے آپ کو، طلبہ آتے تھے، ان کے پاس، خوش اخلاقی سے ملتے تھے، ان کی رہنمائی کرتے تھے، ان کے پاس جو کتابیں ہوتی تھیں وہ بھی ان کو دے دیتے تھے، کبھی یہ پرواہ نہیں کرتے کہ وہ واپس کر کے لائے گا یا نہیں۔ جب وہ کتاب بیچتے تھے مکتبہ سلفیہ میں تو کتاب لوگ خرید کر لے جاتے تھے، مولانا عبدالتواب ملتانی صاحب کے بارے میں بھی یہی ہے، لوگوں کو کتابیں دے دیتے تھے کہ جب پیسا ہوگا تب دینا، نہیں تو کوئی بات نہیں۔ تو ہمارے علماء ایسے گذرے، اور اب ہم کیا ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق دے، اور سب سے اہم چیز یہی ہے، بغیر اخلاق کے بغیر عمل کے ہم اپنی دعوت نہ تو پھیلا سکتے ہیں نہ ہم کہیں کسی جگہ سرخرو ہو سکتے ہیں۔ ہر جگہ ہمارے اوپر انگلیاں اٹھیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نظر بد سے بچائے، آمین۔

(ماخوذ از نٹ پی ڈی ایف فائل)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ اہل حدیث پر تصنیف کردہ کتابیں

عامر انصاری سلفی ممبئی

علماء کی سوانح حیات قلمبند کرتے رہنا، ان کی خدمات کو اوراق کی زینت بناتے رہنا اسلاف کی سنت رہی ہے۔ سیرت النبی پر ابن اسحاق سے لیکر آج تک تصنیفات کا ایک عظیم ذخیرہ ہے۔ سیرت نبوی پر لکھی جانے والی کتابوں کی تفصیل صلاح الدین منجد کی کتاب ''معجم ما الف عن رسول اللہ ﷺ'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

صحابہ کرام کے تراجم پر ابن سعد سے ایک عظیم سلسلہ شروع ہوتا ہے جو آج تک جاری ہے۔ صحابہ کرام کی حیات وخدمات پر مشتمل کئی اہم کتابیں وجود میں آئیں مگر حافظ ابن حجر کی ''اصابہ'' زیادہ معروف، متداول، جامع اور نافع ہے۔ عامر شہزاد علوی نے اصابہ کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ صحابہ کرام پر لکھی جانے والی کتابوں کی تفصیل محمد ابراہیم شیبانی کی کتاب ''معجم ما ألف عن الصحابة وأمهات المومنين وآل البيت'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

رواۃ حدیث کے تراجم پر کئی اہم کتابیں ہیں سب سے مختصر حافظ ابن حجر کی ''تقريب التهذيب'' ہے جس کی سب سے اچھی تحقیق ابو الاشبال شاغف کی ہے۔ رواۃ حدیث کے تراجم کے بعد مفسرین، محدثین، فقہاء، علماء، ادباء اور شعراء کے تراجم پر مشتمل کتابیں ہیں اس باب میں ذہبی کی ''سير اعلام النبلاء'' اہم اور جامع ہے جو تقریبا ساتویں صدی ہجری تک کے تراجم پر مشتمل ہے، کتاب چالیس طبقات پر ترتیب دی گئی ہے۔

یہاں پر محمد بن حسن بن عقیل کا دو اہم کام ذکر کرنا مناسب ہوگا:

(۱) نزهة الفضلاء في سير أعلام النبلاء۔ (اس کتاب کو ذہبی کی سیر کا اختصار کہا جاسکتا ہے جو ساتویں صدی ہجری تک کے تراجم پر محیط ہے)

(۲) المختار المصون من أعلام القرون۔ (اس کو نزهة الفضلاء کا تکملہ یا ذیل کہہ سکتے ہیں، اس میں آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک کے تراجم مذکور ہیں)۔

علماء کے تراجم پر مشتمل کتابوں کا ایک اہم باب کسی خاص مسلک کے علماء کے تراجم قلمبند کرنا ہے، اس ضمن میں طبقات کے نام سے بھی کچھ کتابیں ترتیب دی گئی ہیں۔ یہاں ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ سب سے پہلے حنابلہ نے اپنے علماء کو طبقات پر مرتب کرنا شروع کیا حالانکہ ظہور کے اعتبار سے حنبلی مسلک سب سے اخیر میں ہے۔

حنفی علماء کے تراجم پر مشتمل کچھ اہم کتابیں:

الجواهر المضية في طبقات الحنفية۔ محی الدین عبدالقادر بن محمد قرشی متوفی 775ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبقات الحنفية۔ بدر الدین عینی متوفی 855ھ

تاج التراجم (فی طبقات الحنفية)۔ قاسم بن قطلو بغا متوفی 879ھ

الاثمار الجنية فی أسماء الحنفية۔ ملا علی قاری متوفی 1014ھ

الفوائد البهية فی تراجم الحنفية۔ عبد الحی لکھنوی، متوفی 1304ھ

البدور المضية فی تراجم الحنفية۔ محمد حفظ الرحمن کُملائی بنگلا دیشی۔

یہ کتاب 23 جلدوں میں ہے۔ علماء احناف کے تراجم پر مشتمل سب سے ضخیم اور متاخر کتاب ہے۔

مالکی علماء کے تراجم پر مشتمل کچھ اہم کتابیں:

ترتیب المدارك وتقریب المسالك لمعرفة أعلام مذهب مالك۔ قاضی عیاض متوفی 544ھ

شجرة النور الزكية فی طبقات علماء المالكية۔ محمد مخلوف متوفی 1360ھ

شافعی علماء کے تراجم پر مشتمل کچھ اہم کتابیں:

طبقات الشافعية الكبرى۔ تاج الدین سبکی متوفی 771ھ

طبقات الشافعية۔ ابن کثیر دمشقی متوفی 774ھ

طبقات الشافعية۔ ابن شهبة دمشقی متوفی 851ھ

بهجة الناظرين إلى تراجم المتأخرين من الشافعية البارعين۔ محمد بن احمد بن عبد اللہ الغزی العامری الشافعی ت 864ھ

حنبلی علماء کے تراجم پر مشتمل کچھ اہم کتابیں:

طبقات الحنابلة۔ قاضی ابن أبي یعلی حنبلی متوفی 526ھ (طبقات علماء پر یہ پہلی کتاب ہے)۔

الذیل علی طبقات الحنابلة (قاضي ابن أبي یعلی کی کتاب پر یہ ذیل ہے)۔ ابن رجب حنبلی متوفی 795ھ۔

المقصد الارشد فی ذكر أصحاب الامام أحمد۔ ابن مفلح متوفی 884ھ۔

الدر المنضد فی ذكر أصحاب الامام أحمد۔ عبد الرحمن علیمی ت 928ھ۔

السحب الوابلة علی ضرائح الحنابلة۔ أبن حمید نجدی مکی متوفی 1295ھ۔

علماء الحنابلة من الامام أحمد۔ المتوفی 241ھ۔ إلی وفیات عام 1420ھ۔ بکر أبوزید متوفی 1429ھ۔

الحنابلة خلال ثلاثة عشر قرنا (14 رجلدوں میں)۔ عبد اللہ بن محمد طریقی۔

تاریخ اہل حدیث اور تراجم علماء اہل حدیث پر کچھ اہم کتابیں:

تاریخ اہل حدیث اور تحریک اہل حدیث پر کچھ اہم کتابیں:

تاریخ اہل حدیث۔ ابراھیم میر سیالکوٹی۔ سیالکوٹی صاحب کی یہ کتاب نامکمل ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں ڈاکٹر بہاء الدین کی تاریخ اہل حدیث 1/24-25 و 565-566۔ و 2/23-25)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ اہل حدیث۔محمد جونا گڈھی۔

تاریخ اہل حدیث۔بدیع الدین شاہ راشدی۔

تاریخ اہل حدیث۔احمد دہلوی۔ترجمہ:محمد منیر زبیر راعی سلفی۔الکتاب انٹرنیشنل سے مطبوع ہے۔دوسرا ترجمہ:عنایت اللہ سنابلی مدنی نے کیا ہے جو صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی سے مطبوع ہے۔

تاریخ اہل حدیث۔رئیس الاحرار ندوی۔

تاریخ اہل حدیث (آٹھ جلدیں)۔ڈاکٹر بہاء الدین۔ناشر:مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔کتاب چھ ہزار سے زائد صفحات پر محیط ہے۔جماعت کی تاریخ پر سب سے مطول و مفصل کتاب ہے۔رب کریم ڈاکٹر صاحب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے کہ وہ اپنے دونوں پروجکٹ مکمل کر سکیں۔حفظہ اللہ ومتعہ بالصحۃ والعافیۃ۔

تاریخ اہل حدیث جنوبی ہند۔عبدالوہاب عبدالعزیز جامعی۔

مختصر تاریخ اہل حدیث۔جلال الدین قاسمی۔صفحات 15۔

تاریخ اہل حدیث سالنامہ 2016م۔جمع وترتیب:عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی (استاد جامعہ رحمانیہ،کاندیولی)

تاریخ اہل حدیث سالنامہ 2017م۔جمع وترتیب:عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی (استاد جامعہ رحمانیہ،کاندیولی)

تاریخ أهل الحديث في شبه القارة الهندية۔صلاح الدين مقبول أحمد۔

تاریخ اہل حدیث۔عبدالخالق قدوسی۔قدوسی صاحب تاریخ اہل حدیث پر ایک جامع اور تفصیلی کتاب لکھنا چاہتے تھے۔خاکہ بھی تیار کر چکے تھے۔کام کا آغاز کیا ہی تھا کہ مارچ 1987م کا دلدوز سانحہ پیش آیا جس کے نتیجے میں علامہ احسان الٰہی ظہیر سمیت کئی اہل حدیث افراد رب کو پیارے ہوگئے۔اسی حادثہ میں قدوسی صاحب بھی شہید ہوئے۔قدوسی صاحب کا اندازہ تھا کہ ان کی ''تاریخ اہل حدیث'' چودہ سو سال پر محیط ہوگی جو چودہ جلدوں میں مکمل ہوگی۔ہر صدی کے لئے ایک جلد ہوگی۔(ابراہیم میر سیالکوٹی کی ''تاریخ اہل حدیث'' پر ابوبکر قدوسی کا مقدمہ ص9-10)

تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں۔قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری۔

تحریک اہل حدیث کا مد وجزر۔اسماعیل سلفی گوجرانوالہ۔

تحریک اہل حدیث کا تاریخی پس منظر۔ممتاز احمد عبداللطیف۔ناشر:دارالنشر والتالیف،نئی دہلی۔

تحریک اہل حدیث:خدمات وکارنامے۔پروفیسر عبدالقیوم۔

تحریک اہل حدیث:افکار وخدمات۔بشیر انصاری۔

تحریک اہل حدیث:آغاز،محرکات اور خدمات۔ڈاکٹر محمد خالد زمان۔تقدیم:اختر الواسع۔

ہندوستان میں تحریک اہل حدیث اور جدید تقاضے:تاریخ وتعارف۔ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری۔(ناشر مکتبہ الفہیم،مئو)

برصغیر میں تحریک اہل حدیث۔ارشاد الحق اثری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک اہل حدیث کے چند اوراق۔محمد عبدہ الفلاح۔

تحریک اہل حدیث میوات۔عبدالرحمن ندوی ومحمد اکبر خان۔ناشر: ادارہ احیاء الاسلام، موضع رہپوہ، پوسٹ پنگواں، ضلع گوڑ گاؤں (گروگرام)، ہریانہ۔

تحریک اہل حدیث یورپ میں۔فضل کریم عاصم۔

تذکرہ اکابرین اہل حدیث۔عبدالرحمن ثاقب۔

تراجم علماء حدیث ہند۔ابو یحییٰ امام خان نوشہروی۔نوشہروی صاحب کی یہ کتاب بھی مکمل نہ ہو سکی۔

تراجم علماء اہل حدیث۔خالد حنیف صدیقی۔ناشر: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

برصغیر میں اہل حدیث کی آمد۔اسحاق بھٹی۔

برصغیر میں اہل حدیث کی اولیات۔اسحاق بھٹی۔

برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن۔اسحاق بھٹی۔

اہل حدیث منزل بمنزل۔عبدالغفور راشد۔

اہل حدیث کون۔حافظ محمد یحییٰ گوندلوی۔

اہل حدیث کے صفاتی نام پر اجماع۔زبیر علی زئی۔

اہل حدیث کا تعارف۔عبدالغفار سلفی۔

اہل حدیث اور اس کا پس منظر (بیس صفحات)۔عبدالمبین منظر۔

وہابی تحریک۔خلیل ہراس۔یہ کتاب خلیل ہراس کی عربی کتاب "الحركة الوهابية" کا اردو ترجمہ ہے، مترجم محمد خالد سیف ہیں۔اس کتاب کو شیخ ہراس نے محمد بہی کے رد میں لکھا ہے۔خلیل ہراس کی اس کتاب کا دوسرا ترجمہ حافظ محمد اسلم نے "تحریک وہابیت" کے نام سے کیا ہے۔

تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں۔الدکتور محمد بن سعد الشویعر۔ناشر: دار السلام۔یہ کتاب محمد سعد شویعر کی عربی کتاب "تصحيح خطأ تاريخي حول الوهابية" کا ترجمہ ہے۔عربی کتاب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے مطبوع ہے۔

ہندوستان میں وہابی تحریک۔[انگریزی] ڈاکٹر قیام الدین احمد۔[اردو ترجمہ: محمد مسلم عظیم آبادی]۔ناشر: مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن۔

محمد بن عبدالوہاب ایک مظلوم و بدنام مصلح۔مسعود عالم ندوی۔اس کتاب کی تعریب عبدالعلیم بستوی نے "محمد بن عبد الوهاب مصلح مظلوم ومفترًى عليه" کے نام سے کی ہے۔

محمد بن عبدالوہاب ایک مجدد و مصلح۔محب اللہ شاہ راشدی۔یہ کتاب مقالات راشدیہ، جلد اول، باب پنجم میں شامل اشاعت ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت اور علماء اہل حدیث کی مساعی۔ابو المکرم عبدالجلیل۔

محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں دو متضاد نظریے۔محفوظ الرحمن فیضی۔استاد محترم دکتور رضاء اللہ مبارک پوری نے "وجهتان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متضادتان فی شیخ الاسلام محمد بن عبد الوھاب'' کے نام سے اس کتاب کی تعریب کی ہے۔

انگریز اور وہابی۔عبدالمجید سوہدروی۔طبع: دارالسلام۔

اہل حدیث اور سیاست۔نذیر احمد رحمانی املوی۔

إبراء أهل الحديث والقرآن مما في جامع الشواهد من التهمة والبهتان۔حافظ عبداللہ غازی پوری۔

رد جامع الشواهد فی إخراج الوهابیین من المساجد۔ابو یحیٰ محمد شاہ جہاں پوری۔

عمارة المساجد بهدم اساس جامع الشواهد۔سعید بنارسی۔

السعی الاثیث فی تحقیق التلقب بأهل الحدیث (اردو)۔محب اللہ شاہ راشدی۔

اہل حدیث کے امتیازی مسائل۔بدیع الدین شاہ راشدی۔(اہل حدیث کانفرنس بٹالہ 1945 کا خطبہ صدارت جب راشدی صاحب صرف بیس سال کے تھے۔یہ کتاب مقالات راشدیہ جلد سوم میں شامل ہے)

براءت اہل حدیث۔بدیع الدین شاہ راشدی۔(اصل کتاب سندھی زبان میں ہے۔اردو ترجمہ ڈاکٹر ابو عمیر خورشید احمد شیخ نے کیا ہے۔یہ کتاب مقالات راشدیہ جلد سوم میں شامل ہے)

عقائد اہل حدیث۔قاضی یوسف حسین خاں پوری۔

اہل حدیث کا مذہب۔فاتح قادیان علامہ ثناء اللہ امرتسری۔

سلفیت کا تعارف اور اس کے متعلق بعض شبہات کا ازالہ۔دکتور رضاء اللہ مبارک پوری۔ناشر: مکتبہ الفہیم، مئوناتھ بھنجن۔

الدعوة السلفیة فی شبه القارة الهندیة وأثرها فی مقاومة الانحرافات الدینیة۔عبدالوھاب خلیل الرحمن۔

تحریک آزادی ہند میں اہل حدیث علماء اور عوام کا کردار۔رفیع اللہ مسعود تیمی۔

تحریک آزادی ہند اور علماء اہل حدیث۔رفیع اللہ مسعود تیمی۔

جدوجہد آزادی میں وہابی ادب کا کردار۔شیث تیمی۔

جماعت اہل حدیث اور آزادی وطن۔عبدالمعید مدنی۔ناشر: صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی۔

جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات۔مولانا محمد مستقیم سلفی۔

جماعت اہل حدیث کی صحافتی خدمات۔مولانا محمد مستقیم سلفی۔

ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات۔ابو یحییٰ امام خان نوشہروی۔

پاک و ہند میں اہل حدیث کی علمی، دینی اور سیاسی خدمات۔قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری۔ناشر: مکتبہ نوائے اسلام دہلی۔

جهود أهل الحديث في خدمة القرآن الكريم۔عبدالرحمن الفریوائی۔

برصغیر پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کی تفسیری خدمات۔عبدالرشید عراقی۔یہ کتاب ہفت روزہ الاعتصام میں شائع شدہ مضامین کا مجموعہ ہے، اس میں 28/اہل حدیث مفسرین کے تراجم مذکور ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث فضلاء کی قرآنی خدمات ۔رفیق احمد رئیس سلفی (علی گڑھ)۔
برصغیر پاک وہند میں علم حدیث ۔عبدالرشید عراقی ۔
پاک وہند میں علماء اہل حدیث کی خدمات حدیث ۔ارشاد الحق اثری ۔
الحركة السلفية في الهند ودورها في خدمة السنة المطهرة ۔الفريوائی ۔طبع الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة ۔
برصغیر میں علماء اہل حدیث کی کتب فتاوی ۔محمد افضل ۔
تحریک مجاھدین اور مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوي ۔ڈاکٹر اُبو نعیم لندن ۔ناشر اہل حدیث اکیڈمي مئو ۔
تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہل حدیث ۔داؤد راز ۔ناشر: فارغین جامعہ سلفیہ بنارس 2017م ۔
عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں علماء اہل حدیث کی مثالی خدمات ۔محمد رمضان یوسف سلفی ۔

علماء اہل حدیث کی سوانح پر عام کتابیں:

چمنستان حدیث ۔اسحاق بھٹی ۔
دبستان حدیث ۔اسحاق بھٹی ۔
قافلہ حدیث ۔اسحاق بھٹی ۔
کاروان سلف ۔اسحاق بھٹی ۔
گلستان حدیث ۔اسحاق بھٹی ۔

چالیس علمائے اہل حدیث ۔عبدالرشید عراقی ۔اس کتاب میں ہند، پاک اور نیپال کے اہل حدیث علماء کے تراجم وتذکرے ہیں ۔کتاب وفیات کی ترتیب پر مرتب ہے ۔

تذکرۃ المحمدین ۔عبدالرشید عراقی ۔اس میں ایسے 28/اہل حدیث علماء کرام کا تذکرہ ہے جن کا نام محمد ہے ۔اس کے مقدمہ میں عراقی صاحب نے اپنی 42/تالیفات کا بھی تذکرہ کیا ہے ۔اہل حدیث کی سوانح نگاری پر عمدہ معلومات بھی ہیں ۔

تذکرۃ النبلاء في تراجم العلماء ۔عبدالرشید عراقی ۔

تذکرۃ المناظرین (دو جلدیں) ۔محمد مقتدی عمری مئوی (استاد جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو ناتھ بھجن یوپی) اس کتاب میں 1835م سے 2001م تک کے علماء اہل حدیث کی مختصر سوانح حیات، ان کے مباحثے، مباہلے اور مناظروں کا تذکرہ ہے ۔

کاروان سلف ۔(پانچ جلدیں) ۔عبدالرؤف ندوی ۔
ہمارے اسلاف ۔مولانا یوسف انور ۔
کاروان حق (چند اہل علم حضرات کی حیات وخدمات کا تعارف) ۔محمد ثناء اللہ عمری ۔ناشر: دارالعلم ممبئی ۔
چار اللہ کے ولی (عبدالوہاب محدث دہلوی، عبدالستار محدث دہلوی، عبدالجلیل محدث دہلوی، عبدالغفار سلفی) ۔محمد رمضان یوسف سلفی ۔
سرگذشت علماء اہل حدیث ۔محمد رمضان یوسف سلفی ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المحدثون من أهل الحديث فى الهند وجهودهم فى الحديث النبوى۔السيد عبدالماجدالغوري۔

اہل حدیث علماء کی سوانح پر خاص کتابیں:

شاہ اسماعیل شہید متوفی 1246ھ=1831م۔

شاہ اسماعیل شہید۔عبداللہ بٹ۔

تذکرہ شہید۔محمد خالد سیف۔

حیات طیبہ۔سوانح عمری شاہ اسماعیل شہید۔مرزا حیرت دہلوی۔

نواب صدیق حسن خاں متوفی 1307ھ=1890م۔مآثر صدیقی۔سید محمد علی حسن خان۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی: حیات وخدمات۔ڈاکٹر ابو حاتم خاں۔

ڈاکٹر ابو حاتم خاں متوفی 2015م سیف بنارسی کے صاحب زادے ہیں، آپ کا یہ بی ایچ یو میں پی ایچ ڈی کا رسالہ ہے، اس کی ایک کاپی جامعہ سلفیہ بنارس کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے، ڈاکٹر صاحب نے بہت سے ایسے مباحث پر گفتگو کی ہے جنہیں دیگر تذکرہ نگاروں نے نظر انداز کردیا تھا۔(علامہ محمد ابوالقاسم سیف بنارسی: حیات اور خدمات از استاد ابوالقاسم فاروقی ص 549)

نواب صدیق حسن خاں اور ان کی وہابیت۔محمد اعظمی۔

تذکار نواب صدیق حسن خاں۔عبدالرشید عراقی۔

نواب صدیق حسن خاں۔رضیہ حامد۔

النواب صديق حسن خان: دعوته وأعماله۔أبو القاسم عبدالعظيم۔

السيد النواب صديق حسن خان بين المعارضة والتاييد۔عبدالمعيد السلفي۔طبع الجامعة السلفية بنارس۔

دعوة الامير العالم صديق حسن خان واحتسابه۔علي بن أحمد الاحمد۔

السيد صديق حسن القنوجي: آراؤه الاعتقادية وموقفة من عقيدة السلف۔اختر جمال لقمان۔

الامير سيد صديق حسن خان: حياته وآثاره۔محمد اجتباء الندوي۔

صديق حسن خان وجهوده فى الدراسات اللغوية۔الزبير محمد أيوب۔

الامير صديق حسن خان وجهوده فى الادب العربى۔سعد الله المحمدي بن محمد عالم۔

شیخ الکل فی الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی متوفی 1320ھ

الحياة بعد المماة۔(سوانح شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی)۔فضل حسین بہاری۔

تذكرة الامام نذير حسين المحدث الدهلوى (عربی)۔اسرائیل سلفی ندوی۔

شیخ الکل فی الکل میاں سید نذیر حسین محدث دهلوی: مجددانہ کارنامے اور قائدانہ کردار۔صلاح الدین مقبول۔الہدی پبلیکشنز، دہلی۔

حیات نذیر (شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی) عبدالرشید عراقی۔

حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی۔پروفیسر محمد مبارک۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میاں نذیر حسین محدث دہلوی: چند الزامات کا تحقیقی جائزہ۔ رفیع احمد مدنی۔ ناشر: فارغین جامعہ سلفیہ بنارس 2016۔
تحریک مجاہدین اور مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی۔ ڈاکٹر ابو نعیم لندن۔ ناشر: اہل حدیث اکیڈمی مئو۔
دبستان نذیریہ (جلد اول)۔ تنزیل صدیقی۔ جلد اول میاں صاحب کے بہاری تلامذہ پر مشتمل ہے۔
تذکرۃ السعید (ابوالقاسم سیف بنارسی کے والد متوفی 1322ھ=1904م)۔ ابوالقاسم سیف بنارسی۔

شمس الحق عظیم آبادی متوفی 1329ھ=1911م

حیاۃ المحدث شمس الحق وأعمالہ (عربی)۔ عزیر شمس۔
مولانا شمس الحق عظیم آبادی: حیات وخدمات (اردو)۔ عزیر شمس۔
اردو کتاب میں محدث عظیم آبادی کے خطوط کا اضافہ ہے۔

حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی متوفی 1334ھ=1916م

استاد پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی۔ عبدالمجید سوہدروی۔
تذکرہ حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی۔ عبدالرشید عراقی۔
حافظ عبدالمنان وزیر آبادی: حیات۔ خدمات۔ آثار۔ منیر احمد سلفی۔
یادگار سلف (سوانح حافظ عبداللہ غازی پوری متوفی 1337ھ=1918م)۔ حافظ شاہد رفیق۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری متوفی 1349ھ=1930م

قاضی محمد سلیمان منصور پوری: عہد، خاندان، اساتذہ، ہم عصر علماء۔ اسحاق بھٹی۔
غلام رسول مہر نے اپنی کتاب ''سفر نامہ حجاز'' کا آخری باب: باب نہم، ''مصنف رحمۃ للعالمین آغوش رحمت میں'' کے نام سے لکھا ہے جس میں قاضی صاحب کی زندگی کے آخری ایام کو بیان کیا ہے۔ اسحاق بھٹی نے اپنی کتاب ''قاضی سلیمان منصور پوری'' کا ستائیسواں باب یہیں سے نقل کیا ہے۔

صاحب تحفہ عبدالرحمن محدث مبارک پوری متوفی 1353ھ=1935م

مولانا محمد عبدالرحمن محدث مبارک پوری: حیات وخدمات (لکھنؤ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کا رسالہ)۔ ڈاکٹر عین الحق قاسمی۔
تذکرہ محدث العصر علامہ محمد عبدالرحمن مبارک پوری۔ عبدالرشید عراقی۔

فاتح قادیان علامہ ثناء اللہ امرتسری متوفی 1367ھ=1948م

حیات ثنائی۔ داؤد راز۔ ناشر: ادارہ نور الایمان اجمیری گیٹ دہلی۔
سیرت ثنائی (سوانح علامہ ثناء اللہ امرتسری)۔ عبدالمجید سوہدروی۔
نقوش ابوالوفاء (جلد اول)۔ ابویحییٰ امام خان نوشہروی۔ تھذیب وترتیب وتکمیل: احسان الٰہی ظہیر۔
تذکرہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری۔ عبدالرشید عراقی۔
رئیس المناظرین شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ فضل الرحمن بن میاں محمد۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری: حیات، خدمات، آثار۔ محمد رمضان یوسف سلفی۔

الشیخ أبو الوفاء الامرتسری وجھودہ فی مقاومۃ الادیان والفرق الضالۃ۔ (رسالۃ الماجستیر في الجامعہ الاسلامیۃ)۔ عبداللطیف الکندي۔

الشیخ ثناء اللہ الامرتسری وجھودہ الدعویۃ (رسالۃ الماجستیر فی جامعۃ الامام)۔ محمد مرتضی بن عائش محمد۔

ابوالقاسم سیف بنارسی متوفی 1369ھ=1949م

علامہ محمد ابوالقاسم سیف بنارسی: حیات اور خدمات۔ محمد ابوالقاسم فاروقی۔ ناشر: مرشد پبلیکیشن، شاہین باغ، نئی دہلی۔

ابوالقاسم سیف بنارسی پر ان کے پوتے احمد سہیل سعیدی پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ (علامہ محمد ابوالقاسم سیف بنارسی: حیات اور خدمات از استاد ابوالقاسم فاروقی ص 550)

جھود الشیخ محمد أبي القاسم سیف البنارسی رحمہ اللہ فی تقریر عقیدۃ السلف والرد علی المخالفین۔ صفی الرحمن انصاری سلفی محمدی۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں سیف بنارسی کی حیات وخدمات پر ماجستر کا یہ رسالہ قریب التکمیل ہے۔

داؤد غزنوی متوفی 1963م

حضرت مولانا داؤد غزنوی (سیدی وابی) سید ابوبکر غزنوی۔

اسماعیل سلفی گوجرانوالہ متوفی 1387ھ=1968م

سوانح حیات حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی۔ خالد گھرجاکھی۔

مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی (ایم اے کا مقالہ) سعدیہ ارشد

حافظ محمد گوندلوی متوفی 1405ھ=1985م

تذکرہ حافظ محمد گوندلوی۔ شاہد فاروق ناگی۔

مفکر ملت علامہ عبدالجلیل رحمانی متوفی 1986م

مفکر ملت علامہ عبدالجلیل رحمانی: حیات وخدمات۔ ڈاکٹر جمیل احمد علیگ۔

مفکر ملت مولانا عبدالجلیل رحمانی۔ مطیع اللہ سلفی۔

محمد حنیف ندوی متوفی 1407ھ=1987م

ارمغان حنیف (حنیف ندوی)۔ اسحاق بھٹی۔

مولانا محمد حنیف ندوی: ایک تعارفی مطالعہ۔ سعادت سعید۔ ناشر: ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔

عطاء اللہ حنیف بھوجیانی متوفی 1408ھ=1987م

ہفت روزہ الاعتصام کا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی نمبر۔

استاد گرامی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی۔ اسحاق بھٹی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی مبارک پوری متوفی 1414ھ=1994م

ماہنامہ محدث بنارس کا شیخ الحدیث نمبر(1)۔(شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی مؤلف مرعاۃ المفاتیح کی حیات وخدمات پر خاص نمبر)۔

المحدث الشیخ ابوالحسن عبید اللہ الرحمانی المبارکفوري:حیاتہ وأعمالہ(مؤلف مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح)۔اسعد اعظمی۔

مختار احمد ندوی متوفی 1428ھ=2007م

مجلہ صوت الحق سال 2010م کا مختار احمد ندوی نمبر۔

مفکرملت مولانا مختار احمد ندوی: حیات وخدمات۔مختار فاؤنڈیشن۔

محمد یحییٰ گوندلوی متوفی 1430ھ=2009م

مولانا محمد یحییٰ گوندلوی۔عبدالرشید عراقی۔

ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری متوفی 1430ھ=2009م

ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری نمبر۔سہ ماہی مجلہ افکار عالیہ،مئوناتھ بھنجن۔

ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری: حیات اور علمی نقوش۔عبدالکریم عبدالعلیم۔

الدکتور مقتدی حسن الازهری:حیاته ومساهمته فی نشر اللغةالعربیه والدراسات السلامیة۔مخلص الرحمن (جامعۃ جواہرلال نہرو۔دلهي،الہند)۔

الدکتور مقتدی حسن الازهری ومکانته فی مجال الصحافةالعربیةفی الهند۔مخلص الرحمن (جامعہ جواہر لال نہرو۔دلهي،الہند)۔

الدکتور مقتدی حسن الازهری وإنجازاته العلمیةدراسة تحلیلیة۔عبدالغفار السلفي۔

عبدالحمید رحمانی متوفی 1434ھ=2013م

والدمحترم علامہ عبدالحمید رحمانی: کچھ یادیں،کچھ باتیں۔محمد رحمانی سنابلی مدنی۔

علامہ عبدالحمید رحمانی: حیات وخدمات۔عاشق علی اثری۔

علامہ عبدالحمید رحمانی: ایک عہد،ایک تاریخ۔ترتیب: عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی۔

اسحاق بھٹی متوفی 1437ھ=2015م

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی: حیات وخدمات۔محمد رمضان یوسف سلفی۔

ارمغان مولانا محمد اسحاق بھٹی۔حمیداللہ خاں عزیز۔

اسحاق بھٹی نمبر۔ترجمان الحدیث(اپریل تا جون 2016ء)جامعہ سلفیہ،فیصل آباد۔

علماء اہل حدیث کی خودنوشت سوانح حیات وآپ بیتیاں:

ابقاء المنن بالقاء المحن۔نواب صدیق حسن خاں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گذر گئی گذران۔اسحاق بھٹی۔

اور سمندر میں چھلانگ لگادی۔شیخ عطاء الرحمن مدنی۔

کاروان حیات۔ڈاکٹرلقمان سلفی۔

اہل حدیث علماء کی سوانح پر علاقہ وائز کتابیں:

میاں صاحب کے اعظمی تلامذہ۔فواز رحمانی مبارک پوری۔

علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ۔ڈاکٹر بدر الزماں نیپالی۔

اضلاع بستی و گونڈہ میں میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ کے دعوتی، اصلاحی و تعلیمی اثرات۔عبد المنان عبد الحنان سلفی۔

تراجم علماء اہل حدیث بنارس۔محمد یونس مدنی۔

تذکرہ علماء اہل حدیث بہار۔ایوب سلفی۔

دامن کوہ میں کاروان رفتگاں۔جلد اول۔(جھارکھنڈ میں صدائے حق بلند کرنے والے اہل حق کی سنہری داستان)۔اشفاق سجاد سلفی (استاد جامعہ امام ابن باز الاسلامیہ بہار)۔

روپڑی علماء حدیث۔اسحاق بھٹی۔

تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ۔عبد الرشید عراقی۔

الدر المنثور فی تراجم أهل صادق پور (تذکرہ اہل صادق پور)۔مولانا عبد الرحیم صادق پوری۔اس کتاب پر مولانا ابو الکلام آزاد کی تقریظ بھی ہے۔

غزنوی خاندان۔عبد الرشید عراقی۔

قصوری خاندان۔اسحاق بھٹی۔

تذکرہ مئوی تلامذہ شیخ الکل فی الکل میاں صاحب۔شیخ محفوظ الرحمن فیضی۔صلاح الدین مقبول صاحب نے لکھا ہے "اس شہر (مئو) کے تقریباً انیس خوش بختوں کو قائد سلفیت امیر اہل حدیث شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا"۔(سہ ماہی افکار عالیہ کا ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری نمبر ص 58)

تذکرہ علماء اہل حدیث مئو۔محمد مقتدی عمری مئوی (استاد جامعہ اثریہ دار الحدیث مئو ناتھ بھجن یوپی)

تراجم علماء اہل حدیث میوات۔اسرائیل سلفی ندوی۔

تحریک اہل حدیث میوات۔عبد الرحمن ندوی و محمد اکبر خان۔ناشر: ادارہ احیاء الاسلام، موضع رہپوہ، پوسٹ پنگواں، ضلع گوڑ گاؤں (گروگرام)، ہریانہ۔

اہل حدیث مدارس پر کتابیں:

جماعت اہل حدیث کی تدریسی خدمات۔عزیز الرحمن سلفی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدارس اہل حدیث دہلی ایک تاریخی دستاویز۔ خالد صدیقی۔ ناشر: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔
اہل حدیث کے چار مراکز۔ عبدالرشید عراقی۔ فائدہ: اس کتاب میں اہل حدیث کے چار اہم مراکز کا تذکرہ ہے:
سیاسی مرکز پٹنہ۔
علمی مرکز بھوپال۔
تدریسی مرکز دہلی۔
روحانی مرکز امرتسر۔
تاریخ وتعارف مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی۔ از شیخ اسعد اعظمی۔ ناشر مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن۔
تاریخ مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس۔ إدریس آزاد رحمانی املوی۔
تاریخ مرکزی دارالعلوم (جامعہ سلفیہ) بنارس۔ شیخ محفوظ الرحمن فیضی۔ ناشر مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن۔
تاریخ مرکزی دارالعلوم (جامعہ سلفیہ) بنارس۔ شیخ مطیع اللہ سلفی۔ ناشر دارالعلوم ششھنیاں، سدھارتھ نگر۔
مرکزی دارالعلوم (جامعہ سلفیہ) بنارس نوگڈھ کانفرنس کی ہی دین ہے۔ شیخ عبدالرزاق سلفی۔
مرکزی دارالعلوم تحریروں کے آئینہ میں (جامعہ سلفیہ میں عالمیت کا مقالہ)۔ خورشید الیس نگری۔
جامعہ سلفیہ ایک مختصر تعارف۔ محمد ابوالقاسم فاروقی۔ استاد فاروقی صاحب کی یہ کتاب جامعہ سلفیہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کانفرنس ۱۹۸۷ کے موقع پر انگلش اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوئی تھی انگلش والی بھی آپ ہی کی تحریر کردہ ہے۔
قدیم وجدید اساتذہ جامعہ سلفیہ بنارس ایک مختصر تعارف (المنار 2018 میں شائع شدہ ایک مضمون)۔ محمد غفران خاں۔
إسهامات الجامعة السلفية بنارس لخدمة الاسلام في شبه القارة الهنديه۔ هزاع الغامدي۔ قاہرہ میں سعودی اسکالر محمد علی ھزاع غامدی نے جامعہ سلفیہ کی تاریخ پر ایم اے کا مقالہ لکھا۔ اس مقالہ کی رسم مناقشہ میں ناظم جامعہ عبداللہ سعود سلفی صاحب اور استاد جامعہ شیخ اسعد اعظمی صاحب قاہرہ تشریف لے گئے تھے۔
الجامعة السلفيه ببنارس ودور أساتذتها في ترويج اللغة العربيه والدراسات الاسلامية (مقالة ايم فل في جامعه جواہر لال نہرو)۔ ذاکر حسین۔
نقوش جامعہ دارالسلام عمرآباد۔ ڈاکٹر محمد اسلم شاد عمری۔
دارالعلوم احمدیہ سلفیہ (دربھنگہ) صد سالہ مدوجزر۔ احتشام الحق۔ ناشر: مکتبہ سلفیہ دربھنگہ، بہار۔
سرگذشت جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر (جلد اول) از 1914م تا 1977م۔ خطیب الاسلام عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری۔
سرگذشت جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر (جلد دوم) از 1978م تا 2013م۔ شمیم احمد ندوی۔
علاقہ، شہر اور گاؤں کی ترتیب پر بھی تراجم مرتب کرنے کی ضرورت ہے مثلاً علماء اہل حدیث اعظم گڈھ، علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، علماء اہل حدیث بنارس، علماء اہل حدیث بھوپال، علماء اہل حدیث جمنی، علماء اہل حدیث جونپور، علماء اہل حدیث جودھپور، علماء اہل حدیث شنکر نگر، علماء اہل حدیث صادق پور، علماء اہل حدیث غازی پوری، علماء اہل حدیث مبارک پور، علماء اہل حدیث مئو،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء اہل حدیث مرشدہ آباد وغیرہ۔ کچھ علاقے کے علماء پر کام ہوا ہے مگر اب وہ بھی تکملہ اور ذیل کا محتاج ہے، کچھ کام پلاننگ کے ساتھ ارباب مدارس اور مجلوں کے مدیران بھی کر سکتے ہیں، ہر مدیر اپنے اپنے علاقے کے علماء پر سوانحی خاکے لکھنا یا لکھانا شروع کر دیں رفتہ رفتہ ایک بڑا کام ہو جائے گا، کیونکہ قطرہ قطرہ مل کر سمندر بنتا ہے، اور ذرہ ذرہ مل کر پہاڑ بنتا ہے۔

یاد رکھیں جب بھی تاریخ اہل حدیث کی بات ہوگی تو ابراہیم سیالکوٹی، امام خاں نوشھروی، اسحاق بھٹی، استاد محترم مولانا مستقیم سلفی، ڈاکٹر بہاء الدین اور عبدالرشید عراقی وغیرہم کے کارناموں کو دنیا یاد رکھے گی۔

تراجم وسوانح کی کتابیں جو صدیوں کی ترتیب پر مرتب ہیں:

البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع از شوکانی۔

الدرر الكامنة فی أعيان المائة الثامنة از ابن حجر عسقلانی۔

أعلام المغرب والأندلس فی القرن الثامن از إسماعيل بن أحمد أبو الوليد۔

إنباء الغمر بأنباء العمر از ابن حجر عسقلانی۔ اس کتاب میں 773ھ سے 850ھ تک کے تراجم مذکور ہیں۔

أعيان العصر وأعوان النصر از صلاح الدين خليل بن أيبك صفدی۔ صفدی نے اس میں آٹھویں صدی ہجری کے تراجم ذکر کئے ہیں۔

إمتاع الفضلاء بتراجم القراء فيما بعد القرن الثامن الهجری از إلياس بن أحمد حسين بن سليمان البرماوی۔

المختار المصون من أعلام القرون از محمد بن حسن بن عقيل۔ اس کتاب میں آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک کے تراجم مذکور ہیں۔

الضوء اللامع لأهل القرن التاسع از سخاوی۔

الشافی من الألم فی وفيات الأمم از سخاوی۔ سخاوی نے اس میں آٹھویں اور نویں صدی ہجری کے تراجم ذکر کئے ہیں۔

نظم العقيان فی أعيان الأعيان از جلال الدين السيوطی۔ سیوطی نے اس میں نویں صدی ہجری کے تراجم ذکر کئے ہیں۔

النور السافر عن أخبار القرن العاشر از عبد القادر بن عبد الله العيدروس۔

الكواكب السائرة بأعيان المائة العاشرة از محمد بن محمد الغزی نجم الدين۔

خلاصة الأثر فی أعيان القرن الحادی عشر از محمد أمين بن فضل الله حموی دمشقی۔

عقد الجواهر والدرر فی أخبار القرن الحادی عشر از محمد بن أبی بكر الشلی باعلوی۔

سلك الدرر فی أعيان القرن الثانی عشر از محمد خليل بن علی مرادی۔

نشر المثانی لأهل القرن الحادی عشر والثانی از أبو عبد الله محمد بن الطيب بن عبد السلام القادری۔

وفيات فاس فی القرن الثالث عشر (الشرب المحتضر والسر المنتظر من معين أهل القرن الثالث عشر) از جعفر بن إدريس كتانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تراجم أعيان القرن الثالث عشر وأوائل الرابع عشر از احمد تیمور۔

حلية البشر في تاريخ القرن الثالث عشر از عبد الرزاق بیطار۔ اس کتاب میں سیرت وسوانح کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا ادب بھی ہے۔ قاری سوانح بھی پڑھے گا اور ادب بھی سیکھے گا۔ کتاب کے بیشتر جملے مسجع ومقفی ہیں۔ تاریخ وتراجم اور عربی ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کو یہ کتاب ایک بار دیکھنا چاہیے۔ کتاب حروف تہجی پر مرتب ہے۔

لآلئ الدرر في تراجم رجال القرن الثالث عشر از أحمد بن محمد شعفي۔

نيل الوطر من تراجم رجال اليمن في القرن الثالث عشر از محمد بن زبارة صنعانی۔

فيض الملك الوهاب المتعالي بأنباء أوائل القرن الثالث عشر والتوالي از عبد الستار بن عبد الوهاب بكرى صديقي هندی۔

المسك الأذفر في نشر مزايا القرن الثاني عشر والثالث عشر از محمود شكری الآلوسی۔

روض البشر في أعيان دمشق في القرن الثالث عشر 1200_1300ھ از محمد جمال شطي مفتی الحنابلة بدمشق۔

إتحاف المطالع بوفيات أعلام القرن الثالث عشر والرابع از ابن سودة۔

أعلام الحجاز في القرن الرابع عشر للهجرة از محمد علی مغربی۔

نثر الجواهر والدرر في علماء القرن الرابع عشر از يوسف بن عبد الرحمن مرعشلي۔

أعلام المحدّثين في الهند في القرن الرابع عشر الهجري وآثارهم في الحديث وعلومه از سید عبد الماجد غوری۔

موسوعة أعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر في العالم العربي والاسلامي از إبراهيم بن عبد الله حازمی۔

جمهرة أعلام الأزهر الشريف في القرنين الرابع عشر والخامس عشر الهجرتين (10/مجلدات) از اسامہ ازہری۔

اسی طرح تاریخ کی کتابوں کو ذکر کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پیش آمدہ حوادث کو سالوں کی ترتیب پر ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً مؤرخ سال ذکر کرتا ہے پھر کہتا ہے کہ اس سال میں یہ حادثات رونما ہوئے۔ اس اسلوب کو تاریخ حولی یا تاریخ سنوی کہا جاتا ہے۔ اس اسلوب پر درج ذیل کتابیں ہیں:

تاریخ خلیفہ بن خیاط۔

ذھبی کی تاریخ الاسلام۔

ابن جریر طبری کی تاریخ طبری (تاريخ الامم والملوك/تاريخ الرسل والملوك)۔

ابن اثیر جزری کی الكامل في التاريخ۔

ابن کثیر کی البداية والنهاية۔

علماء اہل حدیث کے تراجم کو صدیوں اور سالوں پر مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ سالنامہ تاریخ اہل حدیث کے دو شمارے 2016م اور 2017م طبع ہو چکے ہیں اور اہل علم سے داد وتحسین حاصل کر چکے ہیں۔ دونوں سالناموں کے ابواب یکساں ہیں۔ جو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح ہیں: تاثرات، بحوث ومقالات، یادرفتگاں، مرحومین علماء اہل حدیث 2016 / 2017، مرحومین اعیان جماعت وہمدردان جمعیت 2016 / 2017، علماء موجودین، مناظرات ومتفرقات۔ البتہ 2017 کے سالنامہ میں ایک باب کا اضافہ ہے ''عالم اسلام کے سلفی اساطین''، جس میں چار مضامین ہیں: علامہ البانی، شیخ سبیل (امام کعبہ)، اسحاق بھٹی پر دو مضمون ہے۔

سالنامہ کی مناسبت سے وہ دونوں ابواب بہت اہم ہیں جن میں اس سال وفات پانے والے علماء اور اعیان جماعت کا تذکرہ ہے۔ جبکہ اس سے پہلے کے باب ''یادرفتگاں'' میں ان علماء کرام کا تذکرہ ہے جو بہت پہلے رب کو پیارے ہو چکے ہیں۔ یادش بخیر مرحوم سید سلیمان ندوی کی ایک کتاب ''یادرفتگاں'' ہے جو ان وفیات پر تبصرے کا مجموعہ ہے جو معارف اعظم گڈھ میں شائع ہوتا تھا۔ لیکن سید صاحب صاحب تحفہ محدث مبارک پوری پر وفیات کا کالم نہیں لکھ پائے جس پر اسحاق بھٹی نے ''دبستان حدیث'' ص 211 پر تعجب کا اظہار کیا ہے حالانکہ اعظم گڈھ اور مبارک پور میں زیادہ فاصلہ بھی نہیں ہے اور سید صاحب تو علماء، غیر علماء بلکہ کچھ غیر مسلموں پر بھی وفیات کا کالم لکھتے تھے۔ خدا جانے ان کی توجہ صاحب تحفہ کی طرف کیوں نہ گئی۔ خیر سالنامہ میں ایک اور باب کا اضافہ ناگزیر ہوگا ''علماء اہل حدیث کی نئی تصنیفات'' گرچہ تصنیفات پر علماء کی سیرت وسوانح میں گفتگو ہوتی ہے مگر یہ ایک اہم کام ہے۔ کتاب کا مختصر تبصرہ ہو، تنقیدی مطالعہ ہو، تجزیہ ہو، صرف عقیدت کی عینک لگا کر کسی کتاب پر تبصرہ نہ لکھا جائے۔ جماعت اہل حدیث کی نئی مساجد یا صرف مساجد پر ہی کم از کم مہاراشٹر لیول پر کام ہونا چاہئے۔ کوشش رہے کہ مضامین مکرر نہ ہوں۔ اخبار اہل حدیث امرتسر سے بھی جماعت کی تاریخ سے متعلق مضامین نشر کرنا مناسب ہوگا۔ واللہ الموفق۔ (بذریعہ میل)

❑❑❑

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

یادرفتگاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور جھارکھنڈ

وفات: جنوری ۱۹۵۶ء

اشفاق سجاد سلفی

سرزمینِ جھارکھنڈ دعوت وتبلیغ، تعلیم وتربیت، درس وتدریس اور تحریک وتصنیف کے لئے ہمیشہ زرخیز رہی ہے۔ اس کا اعتراف بزرگوں کی تحریروں، ان کی دعوتی رپورٹوں اور ان کے بیانات میں واضح طور پر ملتا ہے۔ اس سرزمین کو بڑے بڑوں نے اپنے کام کا مرکز بنایا تھا، یہ سلسلہ تحریک شہیدین سے شروع ہوتا ہے اور شیخ الکل علامہ سید نذیر حسین محدث بہاری ثم دہلویؒ کے تلامذہ اور افاضل دارالحدیث رحمانیہ، دہلی سے گزرتا ہوا مابعد کے جید علماء کے سفر دعوت واصلاح تک پھیلا ہوا ہے۔ انہیں ناقابل فراموش عبقری شخصیات ورجال، دعاۃ ومدرسین اور مصنفین ومبلغین میں ایک بہت بڑا نام ''تاریخ اہل حدیث'' جیسی شہرہ آفاق کتاب کے مصنف، برصغیر ہندوپاک کے عظیم داعی، مناظر اور مدرس، دو عظیم ہستیوں، علامہ نذیر حسین محدث دہلوی وعلامہ حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کے تلمیذ خاص مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کا ہے، جنہوں نے سرزمین جھارکھنڈ میں منعقد ہونے والے جلسوں میں شرکت کر کے عوام وخواص کو اپنے مواعظِ حسنہ سے مستفید فرمایا۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر منقسم ہندوستان اور موجودہ پاکستان کے شہر سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، وہیں ان کی پیدائش ۱۸۷۴ء میں ایک خوشحال گھرانے میں ہوئی، والدین نے بڑے ناز ونعمت سے پالا اور جب کسب فیض اور علوم وفنون کی تحصیل کے لائق ہوئے تو ناظرہ قرآن سے تعلیم کی تحصیل کا آغاز کیا، اس کے بعد کسی دینی ادارہ میں داخلہ لینے کے بجائے ایک مشن اسکول میں داخل ہوئے اور علوم وفنون کی تحصیل کرتے ہوئے میٹرک کا امتحان ۱۸۹۵ء میں پاس کیا۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی ذات سے دین وملت کی خدمت کا کام لینا تھا اس وجہ سے عصری علوم کی تحصیل کے دوران دینی تعلیم کی تحصیل کا بھی شوق آپ کے دل میں ڈال دیا تھا۔ چنانچہ اسکول کے خارجی اوقات میں سیالکوٹ کے ایک مشہور عالم دین مولانا غلام حسن سے ٹیوشن کے طور پر دینی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ میٹرک پاس کر لینے کے بعد کسی کالج میں داخلہ لینا تھا اور یہی ہوا، مگر بہت جلد رب دوجہاں نے انہیں کالج سے نکال کر محدث پنجاب حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کی درس گاہ میں پہنچا دیا۔ مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں کہ ''میٹرک کے بعد مولانا نے مرے کالج (سیالکوٹ) میں داخلہ لیا، اس کالج میں علامہ اقبال ان کے ہم جماعت تھے۔ دونوں نے مولانا میر حسن سے بھی خوب استفادہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ضلع گوجرانوالہ کے شہر وزیرآباد میں حضرت حافظ عبدالمنان کی مسند تدریس حدیث آراستہ تھی اور استادِ پنجاب کی حیثیت سے وہ پورے ہندوستان میں شہرت حاصل کر چکے تھے۔ مولانا ابراہیم سیالکوٹی کے والد محترم قادر بخش مرحوم سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب کے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک دفعہ وہ سیالکوٹ تشریف لائے تو اپنے دوست سے کہا کہ آپ اپنے بیٹے ابراہیم کو ہمارے پاس وزیر آباد بھیج دیں۔ ہم اسے دینی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ اس وقت مولانا کو مرے کالج میں داخل ہوئے ایک سال ہو چکا تھا، قادر بخش صاحب نے بیٹے کی کالج کی تعلیم روک دی اور انہیں حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں وزیر آباد بھیج دیا۔ یہ ۱۸۹۶ء کا واقعہ ہے۔ وہاں انہوں نے تفسیر و حدیث اور مروجہ دینی تعلیم مکمل کی''۔ (قافلۂ حدیث: ۱۰۷)

یہاں ایک آدمی، وہ بھی علامہ اقبال کے ہم درس، کالج کی تعلیم چھوڑ کر دینی تعلیم کی تحصیل کرتا ہے اور اپنے زمانے کا ایک انقلابی داعی، بے نظیر مدرس، بے باک مناظر، بے مثال مقرر اور لاجواب مصنف بن کر دین کی، اسلامی علوم کی اور امتِ اسلامیہ کی خدمت کر کے وفات پاتا ہے، اور ایک آج کا زمانہ ہے کہ آدمی دینی ادارے سے فراغت حاصل کر کے کسی یونیورسٹی میں بی، اے میں داخلہ پاتا ہے تو وضع قطع بدل جاتی ہے، اب داڑھی رکھنی کسر شان اور شریعت کی پابندی کرنا خود کی اہانت سمجھتا ہے!!۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے محدث پنجاب کی درسگاہ سے فراغت پانے کے بعد سیدھے دہلی کا رخ کیا اور شیخ الشیوخ واستاذ الاساتذہ حضرت علامہ سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کی شہرۂ آفاق دانش گاہ میں حاضری دے کر شاگردی اور نذیری کا شرف حاصل کیا۔ اور ان سے سند و اجازۂ حدیث حاصل کر کے کارگاہ عمل و دعوت میں بے خوف و خطر اتر گئے۔ آپ کی عملی زندگی کی روداد بے حد طویل اور تا قیامت علم و دعوت سے وابستگی رکھنے والوں کے لئے چراغ راہ ہے۔ انہوں نے عملی زندگی کا آغاز سیالکوٹ میں اپنے والد محترم کی تعمیر کردہ مسجد میں درس و تدریس اور تعلیم و تفہیم سے کیا، اور پھر مدرسہ دار الحدیث، سیالکوٹ قائم کر کے اپنے علوم و فنون کا فیضان رواں کر دیا، اور جب از ہر ہند دار الحدیث رحمانیہ، دہلی کھلا تو اپنے تلامذہ، مدرسہ اور کتب خانہ سمیت دہلی منتقل ہو گئے اور اس عظیم ادارہ کے تاسیسی استاد مقرر ہوئے۔ اس اجمال کی تفصیل مورخ اہل حدیث اور عظیم محقق و مصنف ڈاکٹر بہاء الدین بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ''مولانا میر (سیالکوٹی) کہتے ہیں کہ اہل حدیث جماعت کے شعبہ تدریس کی نسبت یہ گزارش ہے کہ حاجی عبدالرحیم صاحب تاجر کی دکان پر بیٹھے ہوئے کسی نے اس امر کا تذکرہ کیا کہ اہل حدیث کانفرنس کی طرف سے کوئی مدرسہ بڑے پیمانے پر نہیں ہے۔ دہلی میں جتنے مدارس اہل حدیث کے زیر اہتمام ہیں ان کے طلبہ کی سکونت و تدریس زیادہ تر مساجد میں ہے۔ چاہئے کہ ہماری ایک اعلیٰ درجے کی عمارت ہو، جس میں مدرسہ کی جمیع ضروریات پوری ہوں، اور بڑے پیمانے پر تدریس کا کام کیا جائے۔ چنانچہ حاجی صاحب نے اس خدمت کے لئے پچاس ہزار روپے دینے کا وعدہ بایں شرط کیا کہ میں (محمد ابراہیم سیالکوٹی) خود دہلی میں قیام کر کے اس خدمت کی ذمہ داری لوں۔ میں نے حاجی صاحب کی فرمائش کو منظور کر لیا، اور ایک سال کے بعد حاجی صاحب نے ہماری امید اور اپنے وعدے سے بڑھ کر روپے خرچ کر کے ایک نہایت وسیع عمارت کھڑی کر دی، جس پر ایک لاکھ سے زیادہ روپے خرچ کر دیا۔ جب عمارت تیار ہو گئی تو حاجی صاحب نے مجھے اطلاع دی۔

پھر بتایا جاتا ہے کہ تعلیمی سال کے آخر میں مولانا ابراہیم نے تمام اساتذہ اور طلبہ (مدرسہ دار الحدیث سیالکوٹ) سے فرمایا کہ اب یہ مدرسہ دہلی میں ہوگا۔ لہٰذا شوال میں آپ لوگ دہلی آجائیں! سب لوگوں نے ایسا ہی کیا اور مولانا ابراہیم مع طلبہ و اساتذہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مدرسہ سیالکوٹ) اور کتب خانہ دہلی چلے گئے تھے۔ چوں کہ دہلی کا یہ مدرسہ حقیقت میں سیالکوٹ کا منتقل شدہ مدرسہ دارالحدیث تھا اور دہلی کے مدرسہ کے بانی حاجی عبدالرحمن صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی شیخ عطاء الرحمن صاحب تھے۔ اس لئے مدرسہ کا نام ''دارالحدیث رحمانیہ'' تجویز ہوا، جو بہت پسند کیا گیا''۔ (تحریک ختم نبوت: ۳/۲۷۸۔۲۷۹)

۱۹۰۶ء میں سالانہ مذاکرہ علمیہ، آرہ کے اجلاس میں جماعت اہل حدیث برصغیر کا متحدہ پلیٹ فارم ''آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس'' (یعنی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) کے نام سے بنا تھا، اس کا خطہ اور پلان علامہ ثناء اللہ امرتسریؒ کے پاس مولانا سیالکوٹی ہی نے رکھا تھا، جس کے زوردار تحریک وتحریض علامہ امرتسری نے اپنے ''اخبار اہل حدیث'' میں کی تھی۔ آپ نے مختلف جمعیات، تنظیمات اور سیاسی پارٹیوں میں شمولیت اختیار کرکے اپنے کارہائے نمایاں انجام دیئے اور پوری زندگی تدریس وتعلیم سے وابستگی رکھنے کے باوجود کم وبیش نوے (۹۰) دینی وعلمی، چھوٹی وبڑی کتابیں اپنے گہربار قلم سے تصنیف کیں۔ دو مختلف وقتوں میں دو علمی رسالے بھی جاری کئے۔

ان تمام مشغولیات کے باوجود آپ کا دعوتی کارنامہ اور اس کی ادائیگی کے لئے برصغیر ہندو پاک کے شمال وجنوب اور مشرق ومغرب کا پُرمشقت سفر اور چھوٹے بڑے تمام جلسوں میں شرکت وخطاب سونے کے پانے سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ بقول مولانا محمد اسحاق بھٹی: ''وہ تحریر وتقریر میں اپنی بات زور اور دلائل کے ساتھ پیش کرتے تھے، وہ قادرالکلام مقرر، وسیع العلم مصنف اور کثیر المطالعہ عالم تھے، اپنے ہم عصروں میں وہ بڑے ذہین وطباع اور نکتہ رس تھے۔ ان کے پرتاثیر مواعظ اور بلاغتِ بیان کی کشمیر سے راس کماری تک دھوم تھی۔ دفاعِ اسلام کے لئے ان کی تگ وتاز مجاہدانہ نے آدھی صدی سے زیادہ عرصے تک اس دور کے ہندوستان کا احاطہ کیے رکھا۔ ملک کے علمی حلقوں میں ان کی آواز کو ہمیشہ پذیرائی حاصل رہی''۔ (قافلۂ حدیث: ۱۲۱)

برصغیر کی جماعتِ اہل حدیث کے اس درۂ نایاب نے اپنے علمی فیوض وبرکات اور بے لوث مواعظ حسنہ سے غیر منقسم بہار اور موجودہ جھارکھنڈ کو محروم نہ رکھا۔ آپ کی حیات وخدمات پر قلم اٹھانے والوں نے آپ کے دعوتی اسفار کا بہت کم تذکرہ کیا ہے، حالانکہ آپ کی عملی زندگی کا یہ باب بڑا تابندہ اور درخشندہ ہے۔ آپ نے موجودہ بہار کے کئی علاقوں کا دورہ متعدد بار کیا ہے، مگر موجودہ جھارکھنڈ کے خطوں کا دورہ کتنی بار اور کہاں کہاں کیا، اس کی تفصیل بہت کم ملتی ہے، لیکن ایسا ضرور ہے کہ آپ نے اس علاقے کا متعدد بار دورہ کیا اور جلسوں کو خطاب کیا۔ اخبار اہل حدیث امرتسر (جلد: ۲۴ نمبر ۲۲، مجریہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۲۷ء) میں ''سفر ابراہیم'' کے عنوان سے آپ کا ایک سفرنامہ شائع ہوا ہے، جو تین صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں دس مقامات پر اترنے اور تقریریں کرنے کا تذکرہ کیا ہے اور اس سفر کی بعض خصوصیات کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ان دس مقامات میں ضلع دیوگھر کے معروف شہر اور پٹنہ۔ ہوڑہ ریلوے لائن کے مشہور جنکشن اور مقبول وشہرت یافتہ صاحب دیوان شاعر اختر مدھوپوری کے نگر ''مدھوپور'' کو بھی شمار کیا ہے۔ مولانا سیالکوٹیؒ لکھتے ہیں کہ ''خاکسار ۳۱ جنوری ۱۹۲۷ء کو ادعیۂ مسنونہ پڑھتا ہوا سفر کو نکلا اور ۴ مارچ (۲۹ شعبان) کو بوقتِ عصر ورد مسنون پڑھتا ہوا خدا کے فضل سے سیالکوٹ پہنچ گیا۔ اس سفر میں امرتسر، بنارس، مونگیر، مئو (ضلع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعظم گڑھ)، مظفر پور، گیا، مدھو پور (ضلع دمکا)، کلکتہ، جماپور اور وزیر آباد دس مقامات پر اترنے اور تقریریں کرنے کا اتفاق ہوا۔ ان مقامات کے احباب نے جو کچھ اظہارِ محبت فرمایا، میں اپنی نا قابلیت کا اقرار کرتے ہوئے اس کا معترف و شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان احبابِ دینی کو عام اس سے کہ حنفی ہوں یا اہل حدیث جزائے خیر عطا فرمائے اور اتباعِ سنت اور خدمتِ اسلام کی مزید توفیق بخشے، آمین!

ان مقامات میں سے اکثر مقامات کے احباب نے بتا کید فرمایا تھا کہ سیالکوٹ پہنچ کر خیریت کا خط لکھنا، سو بذریعہ تحریر ہذا، ان احباب کی خدمت میں اطلاع کرتا ہوں کہ میں خدا کے فضل سے بخیریت سیالکوٹ پہنچ گیا ہوں''۔

مدھو پور کا آپ کا یہ تبلیغی سفر''مدرسہ اسلامیہ'' حاجی گلی کے جلسۂ عام میں شرکت کرنے کی غرض سے ہوا ہوگا، اس لئے کہ یہ واقعہ ۱۹۲۷ کا ہے اور بقول آپ کے مدھو پور کے ایک مدرسہ عربیہ میں جلسہ تھا، اور اس وقت مدھو پور کیا، پورے علاقے میں ''مدرسہ اسلامیہ'' حاجی گلی، مدھو پور (تاسیس ۱۹۲۳ء) کے علاوہ کوئی دوسرا مدرسہ نہیں تھا۔ موضع پوکھریا میں ۱۹۱۰ء میں ''مصباح العلوم'' کی بنیاد تو پڑی تھی، مگر مکتب کی شکل میں تھا اور آج بھی اسی شکل میں ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ''اس طویل سفر کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ جو اپنے دوستوں سے ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جمعیت تبلیغ مونگیر کا تو تبلیغی جلسہ تھا، اس میں مخالفین اسلام کی طرف روئے سخن لازمی تھا، لیکن مظفر پور، گیا اور مدھو پور میں تو مدارس عربیہ کے جلسے تھے اور جمال پور میں ایک اسلامی مڈل اسکول ہے، اس کا سالانہ جلسہ تھا، ان میں آریاؤں کے متعلق تقریریں ہونا قابل غور امر ہے''۔

آپ اگر کسی تعلیمی ادارہ کے پروگرام یا جلسہ میں شرکت کرتے تھے تو اس کے ذمہ داران کو اس کی مقصدیت کی طرف دھیان دلاتے تھے اور علاقے اور ادارے کی ضرورت کے مطابق تقریر کرنے اور کرانے پر توجہ دلاتے تھے، نیز وہ کہتے تھے کہ ادارہ کی جانب سے سال میں ایک بار جلسہ منعقد کر لینے سے دعوتی ذمہ داری ادا نہ ہو جائے گی، بلکہ سال بھر کام کرتے رہنا ہوگا۔ آپ رودادِ سفر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''میں اسے ایک الٰہی تحریک جانتا ہوں کہ کام کرنے والوں کے لئے انبعاث و حرکت ہو رہی ہے، لیکن صاحبان، میں نہایت صدق دل سے آپ حضرات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہمارے تبلیغی مقاصد محض اس سے پورے نہیں ہو جائیں گے کہ ہم نے برس چھ ماہ کے بعد کسی جلسہ کی اسٹیج پر چند درد بھرے الفاظ میں قوم کے سامنے ان کی ضروریات پیش کر دیں۔ طعام کا اشتہا کھانے پینے سے ہوتی ہے نہ کہ کھانوں کی فہرست سننے سنانے سے اور تشنہ لبی سے سیرابی پانی پینے سے ہوتی ہے نہ کہ لبِ چاہ کھڑے رہنے سے۔۔۔ ہر مقصد کے حاصل کرنے کے لئے سعی ہونی چاہیے اور ہر سعی کا کوئی طریقۂ عمل بھی ہوتا ہے، پس ہمیں اپنے تبلیغی مقاصد کی تحصیل کے لئے سعی کے مناسب طریقے اختیار کرنا چاہیے۔ ایک ان میں سے جس کو میں آج آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ جس طرح ہمارے پچھلے بزرگانِ دین نے فلسفۂ یونان کے امڈتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کے لئے خود بھی علومِ حکمت کو اپنے درسیات میں شامل کیا اور وہ ان میں کامل استاد و ماہر بلکہ ائمہ فن ہو گئے، اور پھر انہوں نے دین اسلام کی علمی خدمتیں کیں، اسی طرح آج اس زمانہ میں حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے سنسکرت اور انگریزی زبان کے سیکھنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو سمجھانے کے لئے مجھے دلائل اور وجوہات کی ضرورت نہیں، کیوں کہ خادمانِ اسلام پر یہ ایک واقعات سے ثابت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شدہ حقیقت ہے اور واقعہ کے بعد کوئی حالتِ منتظرہ باقی نہیں رہتی۔ اخبار اہل حدیث کے کسی گزشتہ پرچہ میں حضرت مولانا سردار صاحب مدظلہ نے قوم کو اس کی طرف توجہ دلائی ہے، خدا کرے وہ بے اثر نہ جائے۔

اپنے عزیز دوست بابا خلیل داس صاحب چتر ویدی اور مولوی عبدالحق صاحب لاہوری کو میں نے زبانی بھی بتاکید توجہ دلائی تھی اور اب اس تحریر کے ذریعہ بھی متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی تحریری وتقریری خدمات کے علاوہ زبان سنسکرت کی تدریسی خدمت بھی کریں، کیوں کہ مسلمانوں میں اس زبان کے جاننے والوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے، اور دوسرے لوگ اپنی مذہبی زبان کی خدمت کشادہ دلی سے نہیں کرنا چاہتے...... حاصل کلام یہ ہے کہ ملک میں جو چند اصحاب اس زبان کو کسی حد تک سمجھ سکتے ہیں وہ اپنی مسلم قوم میں اس کی اشاعت کریں، اور جس قدر گنجائش ہو سکے اس قدر عربی و دینیات کے طالب علم کو اپنے زیر تربیت وتعلیم لے کر ان کو زبان سنسکرت کی باقاعدہ تعلیم کریں، جب وہ زبان دانی میں کچھ مہارت حاصل کرلیں تو پھر ان کو ویدک لٹریچر سکھائیں! میں اپنے دوستوں کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اسلامی خدمت میں انگریزی زبان سے اسی طرح فائدہ اٹھایا ہے جس طرح دیگر علوم خادمہ سے، والحمدللہ''۔

مولانا سیالکوٹی ؒ کی پہلی دفعہ مدرسہ اسلامیہ، حاجی گلی، مدھوپور کے ۱۹۲۷ء میں منعقد اس اجلاس عام میں شرکت کے بعد دوسرے یا تیسرے سال بھی مدرسہ اسلامیہ اور مدھوپور والوں نے دوبارہ اجلاس میں شرکت کی دعوت دے کر آپ سے منظوری حاصل کرلی تھی اور اس کا اعلان بھی مولانا سیالکوٹی کی طرف سے ''اخبار اہل حدیث'' امرتسر میں شائع ہو گیا تھا، لیکن مولانا کی بعض ناگزیر وجوہات وضروریات کی بنیاد پر شرکت کرنا ممکن نہ ہوا، اور اجلاس کی نزدیکی سے کئی ہفتہ قبل عدم شرکت کا مکتوب واعلان بھی ''اخبار اہل حدیث'' میں شائع کرادیا تھا۔ پھر اس کے بعد کبھی بھی جھارکھنڈ کے اس علاقے میں تشریف نہ لا سکے۔

جس زمانے میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ؒ مدھوپور تشریف لائے تھے، اس زمانے میں اس علاقے میں دو قابل ذکر عالم تھے، ایک مولانا حافظ ابوالفلاح محمد عابد حسین بن خواجہ احمد گنگوہی ثم ٹوپاٹانڑوی اور دوسرے مولانا حکیم عبدالغفار مدھوپوری۔ اول الذکر گنگوہ ضلع سہارنپور، یوپی کے رہنے والے تھے، اور ثانی الذکر بہار شریف (بہار) کے رہنے والے تھے اور مدرسہ اسلامیہ میں اول صدر مدرس کی حیثیت سے بحال ہوئے اور ۱۹۲۳ء سے ۱۹۵۹ء تک اس ادارہ سے منسلک رہے اور بحیثیت صدر مدرس اپنی خدمات انجام دیں، اور مدھوپور ہی میں بود وباش اختیار کرلی، اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

مولانا سیالکوٹی کو مولانا حکیم عبدالغفارؒ ہی نے مدھوپور مدعو کیا ہوگا۔ ان کے ڈھیر سارے کارنامے اور خدمات ہیں، جلد ہی ان شاءاللہ ایک مبسوط مقالہ ان کی حیات وخدمات پر تیار کر کے ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بزرگوں کی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے اور انہیں جنت الفردوس میں داخل فرمائے، آمین!! (بذریعہ میل)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی رحمہ اللہ مبارکپوری

وفات: مئی ۱۹۷۸ء

فواز عبد العزیز مبارکپوری

املو، مبارک پور کی سب سے قدیم اہل حدیث آبادی ہے، جس کی دعوتی و تنظیمی خدمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ حضرت مولانا عبداللہ جھاؤ الہ آبادی نے اس بستی کو ایک مدت تک اپنی دعوتی سرگرمیوں کا محور بنائے رکھا۔ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری، محدث کبیر حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی اور حضرت مولانا اسد اللہ روانوی وغیرہم متعدد بار مختلف دعوتی و تنظیمی ضرورتوں کے تحت قدم رنجہ فرمایا ہے۔[1]

نام ونسب: محمد ادریس بن حاجی عبدالعزیز بن محمد صدیق بن حاجی نور محمد بن چندن بن ایمن۔ تخلص آزاد تھا، چار بھائیوں: محمد اسرائیل عرف مؤذن صاحب (وفات: ۱۳ مارچ ۱۹۸۲ء)، محمد بشیر (وفات: ۱۶ اپریل ۱۹۷۶ء)، امیر احمد (وفات: ۱۹ اگست ۲۰۰۴ء) اور دو بہنوں رابعہ (وفات: ۱۹۸۸ء) اور حفیظ النساء (وفات: ۱۷ جنوری ۲۰۱۱ء) میں سب سے بڑے تھے، والدہ کا نام خدیجہ تھا جو بڑی سیدھی اور نیک خاتون تھیں، چھوٹے بچوں کو قرآن پڑھانا، دعائیں یاد کرانا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

خاندانی پس منظر: حضرت مولانا آزاد رحمانی کے آباء واجداد مہدی پور کے رہنے والے تھے جو املو سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ چندن صاحب حضرت مولانا عبداللہ جھاؤ الہ آبادی کی دعوت وتبلیغ سے متأثر ہوکر مسلک سلف کو اختیار کرلیا تھا، جس کی پاداش میں آبائی گاؤں مہدی پور میں انہیں بڑی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک وہ ہجرت پر مجبور ہوئے اور املو چلے آئے[2]۔ آپ کے پردادا حاجی نور محمد صاحب (وفات تقریبا: ۱۹۱۰ء) متبع سنت، دین دار اور صاحب ثروت انسان تھے، مجدد وقت حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے خاص تعلق رکھتے تھے، ایک خط میں انہیں املو تشریف لانے کی دعوت بھی دی تھی[3]۔ انہوں نے اپنے مکان سے متصل ایک عالی شان مسجد کی تعمیر کروائی، ایک گوشے میں دینی تعلیم کے لئے ایک مکتب بھی جاری کیا جو آج بھی برقرار ہے، والد محترم منشی عبدالعزیز (وفات: ۱۹۷۷ء) ایک عرب تاجر مولانا عبدالحق مدنی کے فیض یافتہ تھے،[4] پورا گاؤں خط پڑھانے یا لکھوانے کے لئے آپ ہی سے رجوع کرتا تھا۔ یہ خاندان آج بھی اپنی دینی اور سماجی خدمات کی وجہ سے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ حضرت مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی اس گھرانے کے ایک نامور اور جلیل القدر عالم دین تھے۔[5]

تعلیم وتربیت: ابتدائی تعلیم خاندانی مکتب "مدرسہ حاجی نور محمد صاحب" میں ہوئی، پھر مدرسہ دار التعلیم مبارک پور پہنچے، یہاں سے مدرسہ فیض عام مؤناتھ بھنجن کا رخ کیا، اس طرح مختلف اساتذہ سے خوشہ چینی کرتے ہوئے اپنے استاذ گرامی حضرت مولانا نذیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد رحمانی املوی کے ساتھ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۴ء دہلی آ گئے اور دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں تیسری جماعت میں داخلہ لیا، دہلی کی وسیع فضاء راس آئی اور یہاں انہیں اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کا خوب موقع ملا۔ رفقاء درس میں کچھ کے نام معلوم ہو سکے، جو کچھ اس طرح ہے: ابوالخیر فاروقی پریوائی، عبدالشکور، عبدالجلیل بنگالی، شمس الحق سلہٹی، عبدالولی آروی، محمد محبوب الرحمن، محمد حسن گونڈوی وغیرہ۔ آزاد صاحب مدرسہ کی علمی سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لیتے تھے، چنانچہ پہلے سال میں خوش خطی پر انعام کے مستحق پائے[6] اور درجہ ہفتم میں اردو تحریر و تقریر پر مبلغ آٹھ روپئے انعام سے نوازے گئے[7]۔ حضرت مولانا آزاد املوی زمانہ طالب علمی ہی سے بہت بے باک تھے۔ ۱۹۹۹ء کی ایک ملاقات کے دوران حضرت مولانا محمد امین اثری رحمانی مبارک پوری نے راقم الحروف کو بتایا کہ آزاد صاحب کانگریسی تھے اور ہفتہ واری تقریری انجمنوں میں بھی مسلم لیگ کی نمائندگی کرنے والوں کی خوب خبر لیتے تھے۔ ایک دفعہ کسی انجمن میں جس کی صدارت استاذ گرامی مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری کر رہے تھے، کہ انجمن میں دفاعی اور جوابی سلسلہ دراز ہو گیا، اغراض و مقاصد کو فوت ہوتے دیکھ کر درمیان ہی میں چلے گئے، سارے طلبہ پریشان کہ اب کیا جائے، پھر اتفاق رائے سے سارے بچے صدر محترم کے کمرہ میں پہنچ کر معافی مانگی، تب کہیں جا کر انجمن مکمل ہوئی۔

اساتذہ: (۱) ماموں عبدالغفار صاحب (مدرسہ نور محمد مرحوم)۔ (۲) مولانا محمد اصغر مبارک پوری۔ (مدرسہ دارالتعلیم مبارک پور) (۳) حضرت مولانا عبدالرحمن محدث مبارک پوری (مدرسہ دارالتعلیم مبارک پور)۔ (۴) حضرت مولانا محمد احمد مئوی۔ (مدرسہ فیض عام مئو)۔ (۵) حضرت مولانا عبداللہ شائق مؤی۔ (مدرسہ فیض عام مئو)۔ (۶) حضرت مولانا عبدالرحمن نحوی۔ (مدرسہ فیض عام مئو)۔ (۷) حضرت مولانا احمد اللہ محدث دہلوی پرتاب گڈھی۔ (دارالحدیث رحمانیہ دہلی)۔ (۸) حضرت مولانا عبیداللہ محدث مبارک پوری۔ (دارالحدیث رحمانیہ دہلی)۔ (۹) حضرت مولانا نذیر احمد محدث املوی۔ (دارالحدیث رحمانیہ دہلی)۔ (۱۰) حضرت مولانا عبدالحلیم ناظم رحمانی پیغمبر پوری (دارالحدیث رحمانیہ دہلی)۔ (۱۱) مولانا سکندر علی ہزاروی۔ (دارالحدیث رحمانیہ دہلی)۔ (۱۲) حضرت مولانا عبدالغفور بسکوہری (دارالحدیث رحمانیہ دہلی)۔ (۱۳) حضرت مولانا عبداللہ ندوی۔ (دارالحدیث رحمانیہ دہلی)۔ (۱۴) حضرت نواب سراج الدین سائل دہلوی نواب آف لوہارو (۱۸۶۴ء۔ ۱۹۴۵ء)۔ اس لحاظ سے حضرت آزاد املوی استاذ الشعراء حضرت داغ دہلوی کے بیک واسطہ شاگرد اور داغ اسکول کے نمائندہ شاعر ہوئے۔ (۱۵) حافظ اسلم جے راج پوری (۱۹۴۲ء) (۱۶) حضرت بے خود دہلوی (۱۸۶۳ء۔ ۱۹۵۵ء) (۱۷) ڈاکٹر سعید احمد رائے بریلوی۔ ان نامور اساتذہ کے علاوہ دار الحدیث رحمانیہ کی مختلف تقریبات میں تشریف لانے والے اہل علم، جیسے: حضرت مولانا محمد جونا گڈھی، شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، مفسر قرآن حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، محدث کبیر حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، حضرت مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی، علامہ عبدالعزیز میمنی، حضرت مولانا عبدالجبار محدث کھنڈیلوی، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر ذاکر حسین، حضرت مولانا ابویحییٰ خان نوشہروی، حضرت مولانا سید داؤد غزنوی، حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی، شیخ ابراھیم الجبالی، شیخ محمد حبیب، شیخ محمد صلاح الدین النجار، شیخ عبدالوہاب النجار، شیخ محمد احمد العدوی (وفد جامعة الازہر)، علامہ عبدالعزیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الثعالبی، مشہور مصلح وامام علامہ عبداللہ محمد قرعاوی، شیخ عبداللہ محمد شریف مکی (مدیر مجلہ صوت الحق ومؤلف کتاب: الہند بین الماضی والحاضر، عربی اور اردو دونوں پر قدرت رکھتے تھے) کے ساتھ اٹھنے، بیٹھنے اور سننے کا شرف حاصل رہا ہے۔

درس وتدریس: فراغت کے بعد دو سال تک تجارت میں مشغول رہے، پھر اپنے استاذ حضرت مولانا نذیر احمد رحمانی کے کہنے پر ۱۹۴۲ء میں انوار العلوم کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا، جس کی انتظامی امور کی دیکھ ریکھ کے ساتھ درس کے فرائض انجام بھی دیتے رہے۔ یہ مدرسہ اتنا کامیاب ہوا کہ چند دنوں میں بچوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ ایک دوسرے مدرس کا اضافہ کرنا پڑا، تعلیم بھی نحو میر اور پنج گنج تک ہونے لگی۔ امتحانات حضرت مولانا نذیر احمد رحمانی بہ ذات خود لیتے تھے، بعض نامعلوم اسباب کے تحت غالباً ۱۹۵۰ء میں مدرسہ دار التعلیم منتقل ہو گئے۔ اگست ۱۹۵۲ء میں ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی کی دعوت پر مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ تشریف لئے گئے، یہاں پر آپ کو دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ پندرہ روزہ ''الہدیٰ'' کی ادارت بھی سونپی گئی، اسے خوب سے خوب تر بنانے میں جی جان سے لگ گئے، دیکھتے ہی دیکھتے یہ مجلہ ملک کے مقبول مجلّات میں شمار ہونے لگا۔ ۱۹۵۵ء میں ''دار العلوم احمدیہ سلفیہ'' اور ۱۹۵۶ء میں ''امام بخاری'' پر خاص نمبر نکالے، جسے ملک اور بیرون ملک میں کافی پذیرائی ہوئی اور اپنے موضوع پر نہایت وقیع پیش کش قرار پایا۔ اپریل ۱۹۶۳ء میں حضرت مولانا نذیر احمد رحمانی املوی کے حکم پر جامعہ رحمانیہ بنارس چلے آئے، پھر جب جامعہ سلفیہ مرکزی دار العلوم قائم ہوا تو یہاں منتقل کر دئے گئے، یہاں پر بھی دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ صوت الجامعہ کے مدیر رہے، حضرت آزاد رحمانی جہاں طلباء میں نہایت محبوب رہے، وہیں انہیں ارباب انتظام کا تعاون اور اعتماد بھی برابر حاصل رہا، جو کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

تلامذہ: آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کافی ہے، نمونے کے طور پر چند نام ذکر کر رہے ہیں: ڈاکٹر عبدالوہاب خلیل الرحمن صدیقی مرحوم، ڈاکٹر فضل الرحمن دین محمد مدنی، ڈاکٹر جاوید اعظم بنارسی، شیخ ابوالقاسم ابوالخیر فاروقی، ڈاکٹر عبدالرحمن عبدالجبار الفریوائی، ڈاکٹر محمد ابرھیم محمد ہارون مدنی، شیخ عبیداللہ طیب بنارسی، شیخ رفیع احمد محمد عاقل مدنی، شیخ محمد عزیر شمس، شیخ صلاح الدین محمد مقبول، شیخ عبدالجلیل مکی وغیرہم ہیں۔ مقامی شاگردوں میں حضرت مولانا قرۃ العین املوی (۱۹۳۸ء۔ ۲۰۱۴ء)، مولانا قاری محمد زبیر مبارک پوری، والد محترم ڈاکٹر حافظ عبدالعزیز مبارک پوری، ڈاکٹر رضاء اللہ مبارک پوری (۱۹ء۔ ۲۰۰۳ء)، حضرت مولانا عبدالکبیر مبارک پوری، مولانا حفظ الرحمن مدنی، مولانا مظہر الحق املوی وغیرہم سرفہرست ہیں۔

تصنیف وتالیف: حضرت مولانا آزاد رحمانی املوی کو تصنیف وتالیف اور تحقیق وتنقید سے بھرپور مناسبت تھی، طالب علمی ہی سے برابر اور بڑی روانی سے لکھتے تھے، سادگی، سلاست وبے ساختگی اور الفاظ کا برمحل استعمال آپ کی تحریروں کا امتیاز ہیں۔ محدث اور اخبار محمدی میں متعدد مضامین اور نظمیں مطبوع ہیں، محدث میں روح اخبار کے نام سے مستقل ایک کالم پیش کرتے تھے، جو پورے مہینہ کی نہایت اہم خبروں کا خلاصہ ہوتا تھا، اور آپ کی اردو زبان وبیان پر دسترس کا بہترین مرقع ہوتا تھا۔ اسی زمانے میں غواص آفاقی کے مستعار نام سے سیاسی افسانے بھی لکھتے تھے، جو پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھے گئے، حضرت آزاد رحمانی کی تابناک زندگی کا یہ اوجھل گوشہ ریسرچ اسکالرز کی توجہ چاہتا ہے، میرے فاضل دوست محترم ڈاکٹر جاوید رحمانی اسٹنٹ پروفیسر اردو آسام یونیورسٹی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلچر [8] کے بیان کے مطابق علماء کے طبقہ میں مولانا آزاد رحمانی جیسی عمدہ نثر لکھنے والا میں نے نہیں دیکھا ہے، ان کے خیال کے مطابق ان کے مضامین کو یکجا کر کے شائع کیا جانا چاہئے۔ افسوس کہ تدریس اور دیگر مصروفیتوں نے اس طرف بہت زیادہ توجہ دینے کا موقع نہیں دیا، پھر بھی متعدد تصنیفات موجود ہیں: (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز: غالباً آپ کی پہلی تصنیف ہے، ۵۶ صفحات پر مشتمل یہ کتاب پہلی بار مطبع حمیدیہ دربھنگہ سے ۱۹۶۷ء میں چھپی تھی، اہمیت کے پیش نظر دوبارہ تحقیق کے ساتھ شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ (۲) عصمة الانبیاء: امام ابن حزم اندلسی نے اپنی کتاب الملل والنحل میں عصمت انبیاء پر مبسوط بحث کی ہے، اسی بحث کو مولانا آزاد رحمانی نے اردو کا جامہ پہنایا ہے، الہدی میں قسط وار چھپ چکا ہے، اگر کتابی شکل میں طبع کیا جائے تو اردو دنیا میں ایک قابل قدر اور مستند اضافہ ہوگا۔ (۳) الآیات البینات فی رد الشرك والبدعات: اس کتاب میں مولانا خالد عمری نے شرک وبدعت سے متعلق آپ کے دو مفصل فتاوی کو جمع کر دیا ہے۔ (۴) الموازنة بین ابی بکر وعلی رضی الله عنهما: امام ابن حزم اندلسی نے اپنی کتاب الملل والنحل میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہما کے درمیان علمی موازنہ کیا ہے، اسی مضمون کو آپ نے اردو کا قالب دیا ہے، الہدی دربھنگہ میں متعدد قسطوں شائع ہو چکا ہے، برصغیر کے مخصوص ماحول (افراط وتفریط) کے پیش نظر دوبارہ کتابی شکل میں شائع کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ (۵) تیسیر العزیز الحمید شرح کتاب التوحید (اردو ترجمہ): حضرت شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی معروف ''کتاب التوحید'' کی مفصل شرح ہے۔ مصنف کا نام سلیمان بن عبداللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب آل الشیخ (۱۲۰۰ھ/ 1233ھ) ہے۔ اصل متن اور شرح دونوں صحیح عقیدہ پر نہایت مدلل کتاب ہے، ان کا شمار سلفی دعوت ومنہج کی بنیادی کتابوں میں ہوتا ہے۔ اردو زبان میں منتقل کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ اسی جذبے سے سرشار ہو کر حضرت مولانا آزاد رحمانی نے کتاب کا ترجمہ کرنا شروع کیا تھا، نصف سے کچھ زیادہ ترجمہ کر ہی پائے تھے کہ بلاوا آ گیا، اس کی تکمیل اور طباعت کی بڑی آرزو تھی، بہ ظاہر تکمیل کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی کہ مولانا کے داماد مولانا سعید سالم املوی/ حفظہ اللہ اور حضرت مولانا صفی الرحمن مبارک پوری (۲۰۰۶ء) کی کوششوں سے طبع ہو چکی ہے۔ اپنے مشمولات کے لحاظ سے اس کتاب کو بار بار چھاپ کر عوام تک پہونچانا چاہئے تھا، سعودی عرب میں اس کتاب کا محقق ایڈیشن طبع ہو چکا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے مراجعہ اور نظر ثانی کے بعد دوبارہ منظر عام پر لایا جائے۔ (۶) تاریخ مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس (نامکمل): آپ کی شدید خواہش تھی کہ مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس کی مفصل تاریخ مرتب ہو، اسی داعیہ کے تحت کام کرنا بھی شروع کر دیا تھا کہ زندگی کا چراغ ہی گل ہو گیا۔ خوشی کی بات ہے کہ استاذ گرامی حضرت مولانا محمد مستقیم سلفی نے اس سلسلہ کی تکمیل فرمائی ہے۔ (۷) شرح القرأة الرشیدة: غالباً اس کا مسودہ غائب ہو چکا ہے [9]۔ (۸) فتاوی آزاد رحمانی: تحریر کی یہ صنف انتہائی نازک اور بے حد صبر آزما ہوتی ہے، اس باب میں بھی آپ کا راہوار قلم میانہ روی کے ساتھ دوڑتا ہوا نظر آتا ہے، طرز استدلال، اسلوب تحقیق اور تنقیح مسائل واستدراک میں اپنے پیش رو اساتذہ حضرت مولانا عبدالرحمن محدث مبارک پوری صاحب تحفة الاحوذی، حضرت مولانا عبیداللہ رحمانی شیخ الحدیث مبارک پوری اور حضرت مولانا نذیر احمد رحمانی کے شانہ بہ شانہ کھڑے نظر آتے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ دربھنگہ اور جامعہ سلفیہ بنارس کے رجسٹر سے ان کے فتاوی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرتب کیا جائے تومشفق گرامی مولانا رفیع احمد عاقل مدنی کے بیان کے مطابق چار ضخیم جلدیں تیار ہوسکتی ہیں، افسوس کہ یہ جواہر پارے تحقیق وترتیب اوراشاعت کے منتظر ہیں۔(۹) مجموعہ مقالات آزادرحمانی: ہندو پاک کے مختلف مجلّات وجرائد میں بکھرے آپ کے مضامین کوجمع کیا جائے توکم ازکم تین جلدیں تیار ہوجائیں گی، خوشی کی بات یہ ہے عزیزم مولوی راشدحسن فضل حق مبارک پوری اس پر کام شروع کر چکے ہیں۔(۱۰) شعری مجموعہ: افسوس کہ آپ کی شعری بیاض مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کا کوئی طالب علم جونظموں کو جلسوں میں پیش کرتا تھالے اڑا، غائب ہوجانے کا بڑا قلق تھا،[10] پھربھی مختلف جرائدومجلّات میں چھپنے والی نظموں اورغزلوں کوجمع کیا جائے توایک مفیدشعری مجموعہ تیار ہوسکتا ہے جومنہج سلف کی پابنداورنمائندہ شاعری ہوگی۔ یہاں پرحضرت آزاداملوی کی شاعری پر مولانا قمرالزمان مبارک پوری کا جامع تبصرہ نقل کررہے ہیں: ''انہوں نے اپنی شاعری میں اسلامی جذبات اور مذہبی خیالات کوپیش کرنے کی کوشش کی ہے، غزل ونظم دونوں پرقدرت حاصل تھی، غزلوں میں تغزل کے ساتھ عصری مسائل اورقومی وملی دردکا بھی اظہار ہوا ہے، انہوں نے لفظوں کے استعمال میں سیاق وسباق کا خاص خیال رکھا ہے اوراس باب میں اپنی شعوری بیداری اورادبی صلاحیت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ ان کا کلام مختلف اخبارورسائل کی زینت ہوا کرتا تھا، بڑے زودگوشاعر تھے، طنزیہ ومزاحیہ رنگ میں بھی کہہ لیتے تھے۔ مذہبی سرگرمیوں کونظم کا لباس پہنایا کرتے تھے، ان کے یہاں ماضی کو یادکرکے حال کوسنوارنے کے ساتھ عصری زندگی کا مرثیہ بھی ملتا ہے۔ یہ سلف صالحین کے زمانے سے اپنے دورکا تقابل کرکے مسلمانوں کی زبوں حالی کا نوحہ وماتم بڑے دردبھرے انداز میں کرتے ہیں۔ انہوں اپنی شاعری میں اسلاف کے کارناموں پرروشنی ڈال کر، ان کی اتباع پرمسلمانوں کوابھارنے کی کوشش کی ہے، ان کے یہاں لفظوں کے برمحل استعمال کی پختہ شعوری کے ثبوت اوراسلامی حوالے کثرت سے ملتے ہیں۔ ان کے دور میں ان کی شاعری کا اہل علم کی مجلسوں میں بڑا چرچا اورشعروشاعری سے تعلق رکھنے والوں میں خاص اثر تھا۔ مولانا آزادکی شاعری کوان تمام مقامات پرحسن قبول حاصل تھا، جہاں مساجدومدارس کی تعمیر کے سلسلے میں چندے ہوا کرتے تھے، اورچندوں کی فراہمی کے لئے خوش الحان نظم خوانوں کی ٹولیاں چندے کی نظمیں پڑھا کرتی تھیں۔ ان چندوں میں آزادرحمانی کی نظمیں بڑے ذوق وشوق اورخاص توجہ سے سنی اورپسند کی جاتی تھیں۔ مولانااس موضوع کی نظموں میں عہدصحابہ (رضی اللہ عنہم) اورسلف صالحین کے تاریخی واقعات اورچندہ دینے کے سلسلے میں ان کے کردارو ایثار کی ایسی مرقع کشی کرتے تھے کہ جذبہ دادودہش دیوانگی کی حدتک پہونچ جاتا تھا۔ مولانا اپنی نظموں میں صدقات وخیرات کے تعلق سے قرآن واحادیث اورتذکرہ وسیر کی کتابوں میں مذکورسخاوت وفیاضی کی سچی داستانوں کے حوالے شامل کرکے، ان کوخاصے کی چیز بنادیا کرتے تھے۔ ان میں اللہ نے برجستگی، زودگوئی اورخوش گوئی کی بڑی صلاحیت رکھی تھی، اس لئے ان کے موضوعاتی اوروقتی کلام بھی دلچسپ اورلائق توجہ ہوا کرتے تھے''[11]

وفات: آپ ہمیشہ لکھنے پڑھنے میں غرق رہتے تھے، جس سے صحت نہایت متاثر ہوئی اورشوگر کا مرض لاحق ہوگیا، جس کے نتیجے میں دیگر عوارض بھی پریشان کرنے لگے، والدصاحب کے بیان کے مطابق لکھتے لکھتے جب تھک جاتے تولیٹے لیٹے لکھنا شروع کردیتے تھے، صحت بہ ظاہرٹھیک تھی، اپنے ذمہ داریوں کوبہ خوبی نبھار ہے تھے کہ اچانک ۲۹/جمادی الاول ۱۳۹۸ھ مطابق ۶/مئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹۷۸ء بہ روز سنیچر بہ وقت صبح طبیعت بگڑی اور آنا فانا اپنے رب سے جا ملے۔ یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ کسی کو یقین نہیں آرہا تھا، میت کو وطن ''املو'' لایا گیا، بعد نماز عشاء دادا حضرت مولانا عبید اللہ رحمانی مبارک پوری کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی، اور آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔ مولانا آزاد صاحب کی شادی خاندان ہی میں ھاجرہ خاتون سے ہوئی تھی، جو بڑی پرہیز گار اور پابند سنت خاتون تھیں (وفات کی تاریخ نہیں معلوم ہوسکی)، کے دو بیٹے: عبدالاحد اور عبدالواحد اور دو بیٹیاں ہیں: بلقیس اور بشیرہ۔ بشیرہ (وفات ۵ ستمبر ۲۰۱۴ء) کے علاوہ سب باحیات اور خوش وخرم ہیں، چھوٹے بیٹے عبدالواحد صاحب ایک مدت تک مدرسہ انوار العلوم میں مدرس رہے ہیں، میرے ہم سبق اور دوست مولانا عبدالحسیب عبدالواحد املوی جامعہ سلفیہ بنارس اور فیض عام مئوناتھ بھنجن سے تحصیل علم کے بعد ریاض میں برسر روزگار ہیں اور مولانا مرحوم کے جانشین ہیں۔

مراجع ومصادر: ۱۔ مقدمہ اہل حدیث اور سیاست ص: ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵۔

۲۔ الشیخ آزاد الرحمانی ص: ۹۷

۳۔ مجلۃ الجامعہ السّلفیہ (عربی) رفیع احمد عاقل مدنی۔

۴۔ الشیخ آزاد الرحمانی ص: ۹۸ مجلۃ الجامعہ السّلفیہ (عربی) رفیع احمد عاقل مدنی۔

۵۔ قیمتی پتھروں اور موتیوں کی تجارت کرتے تھے، کسی مناسبت سے املو آئے ایک مدت تک املو میں قیام پذیر رہے۔ مقدمہ اہل حدیث اور سیاست ص: ۱۷۔ 5 اس مضمون میں خاندانی پس منظر اور بزرگوں کی تاریخ وفات مولانا آزاد صاحب کے برادر زادے اور میرے خالو محترم حاجی محمد مصطفی بن محمد بشیر صاحب نے فراہم کیا ہے۔

۶۔ محدث جلد نمبر: ۲ شمارہ نمبر: ۸ شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۴ء۔

۷۔ محدث جلد: ۶، شمارہ نمبر: ۵ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء۔ ۷ آپ صوفی عبدالرحمن سلفی صاحب کے پوتے ہیں جو مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے سابق مدرس اور الہدی کے مدیر رہ چکے ہیں۔

۸۔ مجلۃ الجامعہ السّلفیہ (عربی) ص: ۷۰ الشیخ آزاد الرحمانی رفیع احمد عاقل مدنی، سخنوران اعظم گڈھ ص: ۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸ قمر الزمان مبارک پوری، طبع اول ۲۰۱۵ء۔

۹۔ مجلۃ الجامعہ السّلفیہ (عربی) ص: ۷۰ الشیخ آزاد الرحمانی رفیع احمد عاقل مدنی۔

۱۰۔ سخنوران اعظم گڈھ ص: 126-127 قمر الزمان مبارک پوری۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالقدوس رحمہ اللہ (ہریانہ)

حیات و خدمات

وفات: مئی ۱۹۷۸ء

نظام الدین محمد ادریس، سنابلی نئی دہلی

حرف آغاز: ہندوستان کے علاقہ میوات میں بے شمار علماء اہل حدیث پیدا ہوئے اور انہوں نے بے حد دینی خدمات انجام دیں، ان میں سے بعض حضرات کی خدمات کا دائرہ علاقہ کے میوات تک محدود رہا اور بعض کے دوائر عمل اس علاقہ سے باہر نکل کر ہندوستان کے مختلف علاقوں تک پہنچے۔ انہیں شخصیات میں سے ایک شخصیت مولانا عبدالقدوسؒ کی ہے۔ زیر نظر مقالہ آپ کی حیات وخدمات پر قلمبند کیا گیا ہے۔

حیات: نام ونسب: آپ کا نام مولانا عبدالقدوس ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب میوؤں کے مشہور گوت چھرکلوت میں راؤ باہڑی سے ملتا ہے۔ (۱)

ولادت، اور جائے پیدائش: آپ کی ولادت ۱۹۰۸ء کو ہندوستان کے صوبہ ہریانہ ضلع میوات نوح کے ایک معروف قصبہ ''گلالتہ'' میں ہوئی (۲)

خاندانی پس منظر: آپ کی ولادت میوات کے ایک غریب خانے میں ہوئی۔ آپ ابھی بچپن ہی کی عمر میں تھے کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور کوئی پرسان حال باقی نہ رہا، یتیمی، غربت، افلاس نے چاروطرف سے گھیرا ڈال لیا۔ عمر بہت چھوٹی اور مصیبتیں بہت زیادہ، کچھ عرصہ تک لوگوں کے مویشی بھی چراتے رہے۔ بے پناہ آلام کے نرغے میں آپ نے اس کے باوجود ہمت نہیں ہاری۔ ذہن صاف رہا اور آپ کے اندر حصول علم کا جذبہ کروٹ لینے لگا۔ (۳)

تعلیمی مراحل: (الف) ابتدائی تعلیم وتربیت: آپ فطرتاً علم کا ذوق رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو آپ سے آگے چل کر خدمت دین کا عظیم کام لینا تھا، اس لئے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن عزیز کے مدرسہ ''جامعہ سلفیہ میوات'' (دارالعلوم شکراوہ) میں شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار شکراویؒ اور مولانا عبدالحکیم صاحب جیوری بلند شہریؒ جیسے اہل اللہ سے حاصل کی۔ (۴) یہ ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ کی بات ہے، اس وقت آپ کی عمر لگ بھگ چودہ پندرہ برس کی تھی۔ (۵)

(ب) اعلیٰ حصول تعلیم: ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے اعلیٰ تعلیم کی جانب توجہ مبذول فرمائی، چنانچہ آپ نے اس کے لئے دہلی کا عزم کیا اور وہاں کے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کی، جس میں مدرسہ رحمانیہ، مدرسہ عالیہ فتحپوری، مدرسہ سعیدیہ شامل ہیں۔ ان مدارس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تفسیر، حدیث فقہ، اصول اور دیگر اصول فنون کی تحصیل کی۔(۶)

اساتذہ وشیوخ: مولانا عبدالقدوسؒ نے آسمان علم وفن کے بڑے بڑے درخشاں ستاروں سے کسب فیض کیا جس میں سے چند درج ذیل ہیں: (۱) مولانا عبدالجبار شکراوہؒ (۲) مولانا احمد اللہ محدث دہلویؒ (۳) مولانا شرف الدین محدث دہلویؒ (۴) مولانا عبدالحکیم جیوریؒ (۵) مولانا عبدالجبار کھنڈیلویؒ (۶) مولانا عبیداللہ رحمانیؒ (۷) حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ۔

وفات: بالآخر قافلہ علم وعمل کا یہ عظیم پیکر ۱۷/جمادی الثانی مطابق ۲۶/مئی ۱۹۷۸ء کو جمعہ کے روز صلاۃ فجر ادا کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔(۸)

حلیہ وجثہ: رنگ سفید، میانہ قد، بدن دبلا پتلا، چہرہ نورانی وبارونق پیشانی، ناک آنکھ موزوں، داڑھی متوسط مگر پوری یعنی تراش وخراش سے مبرّا۔(۹)

خدمات: تدریسی وتربیتی خدمات: (الف) درس وتدریس: آپ نے اولاً اپنے ہی علاقے کو تعلیم وتدریس کے لئے منتخب کیا اور دارالعلوم شکراوہ جو علاقہ میوات میں اہل حدیث کا مرکزی تعلیمی ادارہ تھا، سات آٹھ سال تک تدریسی فریضہ انجام دیئے۔آپ کو متعدد بیرونی مقامات سے اچھے مشاہرہ پر تدریس اور امامت کی پیش کش کی گئی مگر آپ نے معمولی وظیفہ پر اپنے علاقہ اور قوم کی اصلاح اور تبلیغ کے فرض کو ہمیشہ مقدم رکھا۔(۱۰)

(ب) طلباء پر شفقت: آپ اپنے شاگردوں اور طلباء سے خاص لگاؤ اور شفقت رکھتے۔کئی دفعہ یوں ہوا کہ آپ نے موسم سرما کی ٹھنڈی راتوں میں کسی طالب علم کو پھٹے پرانے لحاف میں دیکھا تو اس پر اپنی رضائی ڈال دی اور خود بغیر لحاف کے رات گزاری۔ طلباء کی تعلیم وتربیت میں اس بلا کا انہماک کہ صبح صلاۃ فجر کے وقت مدرسہ میں تشریف لاتے اور صلاۃ عشاء کے بعد طلباء کو اپنے زیر نگرانی مطالعہ کرانے کے بعد گھر جاتے۔(۱۱)

(ج) بحیثیت مربی: آپ تمام کے ساتھ تربیت حسنہ کا بڑا خیال رکھتے، نہ صرف شاگردوں بلکہ اپنے اکلوتے فرزند مولانا عبدالحکیم سیف صاحبؒ کو غلط بات پر سرزنش کرتے بلکہ پوری طرح حاضر دماغی سے تادیب کے تمام طریقوں کو استعمال کرتے۔ آپ کی سختی ہمدردی کے لئے ہوتی اور بعد میں بڑی شفقت ونرمی سے بھی اصلاح کرنے کی کوشش فرماتے۔آپ ایک منتظم، قابل استاذ اور ہمدرد مربی بھی تھے۔آپ کی نظر حالات حاضرہ پر ہمیشہ حاوی رہتی، اخبار روزآنہ پڑھا کرتے اور طلباء بھی اس فہم وادراک کو منتقل فرماتے۔(۱۲)

تصنیفی خدمات: قدرت نے دیگر فنون میں مہارت کے ساتھ ساتھ آپ کو تصنیف وتالیف کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا۔آپ کے مضامین علمی، تحقیقی اور دعوت فکر سے لبریز ہوتے تھے۔آپ کی تحریر ہو یا تقریر کبھی سنجیدگی اور وقار کا دامن نہ چھوڑتے تھے، آپ نے توحید کے موضوع پر ''حقیقۃ الاسلام'' اور اتباع رسالت کے نظریہ کی تقویت کے لئے ''حقیقۃ الصلاۃ'' دو ضخیم کتابیں تصنیف فرمائیں، ان کے علاوہ تراویح اور دوسرے مختلف موضوعات پر کئی ایک چھوٹے چھوٹے رسائل تحریر کئے۔اس کے علاوہ آپ کے بے شمار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضامین اہل حدیث رسائل میں جابجا شائع ہوئے، مزید برآں فن خطابت اور تقریر میں بھی سلجھا ہوا ذوق رکھتے تھے۔ فکر آخرت اور جہاد فی سبیل اللہ آپ کے دل پسند موضوع ہوا کرتے تھے۔ (۱۳)

دعوتی واصلاحی خدمات: بحیثیت مقرر: شکرواہ اور اس کے قرب وجوار کے بعض دیہات مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی تعداد محدود اور منظم تھی، مولانا نوجوان تھے، اچھے مقرر اور واعظ بھی تھے۔ علاقہ میوات کی انجمن اہل حدیث کا آپ کو ناظم بنایا گیا۔ آپ گاؤں گاؤں گھومتے اور تقریریں کرتے اور مسلمانوں میں جو اسلامی رسوم ورواج پذیر ہو چکی تھی اور غمی وشادی کے مواقع پر ان میں جو ہندوانہ طریقے رائج ہو چکے تھے تو آپ میٹھے اور نرم آواز میں ان کی نشان دہی کرتے اور لوگوں کو کتاب وسنت کے احکام کی روشنی میں اپنا سفر حیات طے کرنے کی تلقین کرتے، آپ کی فروتنی، خاکساری اور وعظ وتبلیغ کے دھیمے اسلوب کی وجہ سے لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کرنا اور آپ کی باتیں سننا شروع کیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے مقامات پر اصلاح کی نہایت عمدہ فضا تیار ہوگئی اور اسلام کے سادہ اور آسان احکام کو عوام مرکز توجہ قرار دینے لگے۔ (۱۴)

مولانا بحیثیت مناظر: آپ مقرر کے ساتھ ساتھ مناظر بھی تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں تین چار فیصلہ کن مناظرے بھی کئے، جن کی خصوصیت ہے کہ وہ خود مقابل مولانا صاحب یا تو بالکل لاجواب ہوگئے یا خود مقابل نے آپ کے موقف کی تائید کر دی۔ چونکہ آپ کا انداز مناظرہ میں بھی پر خلوص ہمدردانہ اور مشفقانہ ہوتا، اس لئے بہت سے لوگ مسلک حق کو قبول کر لیا کرتے۔ آپ دلائل قطعیہ سے مخالف کو گھیر لیا کرتے۔ آپ کے ہمدردانہ انداز کی بنا پر بریلوی اور شیعہ مکتب فکر کے لوگ بھی مسائل کے لئے آپ کے پاس آتے جاتے اور غیر اختلافی مسائل میں آپ کی بات کو زیادہ مستند خیال کرتے۔ (۱۵)

رفاہی وملی خدمات:

(الف) دارالحدیث محمدیہ کا قیام: قیام پاکستان سے تین سال قبل اپنے آبائی گاؤں کلالتہ ضلع نوح میوات میں ''دارالحدیث محمدیہ'' کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم کی جو بہت جلد معروف ہوگئی اور علاقہ کے طالب علموں کی سیرابی وفیضیابی کی آماجگاہ بن گئی۔ (۱۶)

(ب) دارالحدیث محمدیہ اور پاکستان: مولانا آزادی وطن کے بعد پاکستان آگئے اور قصور کے قصبے کوٹ رادھا کشن میں سکونت اختیار کی۔ وہ نہایت نامساعد اور حوصلہ شکن حالات تھے۔ اس کے باوجود اللہ پر توکل کر کے یہاں بھی درس گاہ بنالی اور اس کا وہیں پر نام ''دارالحدیث محمدیہ'' رکھا۔ چھوٹے پیمانے پر کام کرنا شروع کیا تھا، لیکن آپ کی تہہ میں چونکہ رضائے الٰہی کا بیج ڈالا گیا تھا اور آپ پر اخلاص کی کھاد کی بھرمار کی گئی تھی، اس لئے بہت جلد یہ پودا تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا اور اس کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی، جن کو آپ خود بھی تعلیم دیتے تھے اور چند اساتذہ کرام کی خدمت بھی حاصل کر لی گئی تھیں۔ (۱۷)

مولانا اپنی صفات کے آئینہ میں: اخلاق وعادات: آپ سے جو شخص ایک مرتبہ ملاقات کرتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ حالانکہ آپ کم گو تھے، لیکن آپ کے خلوص وللّٰہیت، محبت ومودت، سادگی اور ہمدردی سے کوئی شخص بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ آپ کے شاگرد آپ پر جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتے۔ آپ کی قوم میو کے ہزاروں افراد آپ کو جان ودل سے چاہتے تھے۔ آپ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوست واحباب کا حلقہ بڑا وسیع تھا، جو آپ کی امانت ودیانت، صداقت، ایفائے عہد، خلوص، توکل، استغناء، حق گوئی اور للّٰہیت کی بنا پر آپ پر مکمل اعتماد رکھتے تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ کی معمولی جھلک مختصر واقعاتی صورت میں پیش کی جاتی ہیں۔(۱۸)

مہمان نوازی: مہمان نوازی وخدمت خلق کے اوصاف سے بھی اللہ نے آپ کو نوازا تھا۔ جو شخص آپ کے یہاں آجاتا وہ عالم ہوتا یا غیر عالم، آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا۔ آپ اس کی خیریت معلوم کرتے اور حسب استطاعت اس کی تواضع کرتے۔ اس کی راحت رسانی کا ہر ممکن جتن کرتے اور اس چھوٹی بڑی ہر ضرورت کا خیال رکھتے، حتیٰ کہ ہر مہمان کو یہ محسوس ہوتا کہ موصوف کی ساری محبت اسی کے لئے ہے۔(۱۹)

سادگی اور تحمل مزاجی: آپ نہایت ہی سادہ غذا کھاتے، بالکل سادہ لباس پہنتے اور سیدھی سادھی عادات کے مالک تھے۔ درویشی وفقیری آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ تمام زندگی معمولی کچے مکان میں گزاردی، کچھ کہا جاتا تو فرماتے: بھئی ہمیں یہی حالت پیاری ہے۔ برسات کے موسم میں جب پانی ٹپکتا تو خود مٹی ڈال لیتے، اپنی ذات کے لئے نہایت کم خرچ کرتے تھے، مگر خود مہتمم مدرسہ ہونے کے باوجود دوسرے مساجد ومدارس کی تعمیر وترقی کے لئے دل کھول کر امداد کرتے، طلباء کے ساتھ جو موجود ہوتا تناول فرمالیتے، ہر کس وناکس سے بڑے انکساری اور عاجزی سے پیش آتے۔(۲۰)

امانت ودیانت داری: آپ نے امانتداری اور دیانتداری کے معاملہ میں بڑی احتیاط اور تقویٰ کو اختیار کئے رکھا۔ مدرسہ کے ایک ایک پیسہ کا حساب رکھتے۔ آپ کو احباب آپ کے اس وصف کو اچھی طرح جانتے تھے بہت سے لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس موجود رہتی تھیں۔ آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ امانت کو جلد اس کے حوالہ کردیں، مگر مالک کا اسرار ہوتا کہ آپ مزید اپنے پاس رکھیں۔ آپ نے اپنے یتیم بھتیجے محمد ابراہیم کو چھ ماہ کی عمر میں اپنی کفالت ونگرانی میں لیا، تو اس کی جائیداد کا مکمل حساب جب وہ پندرہ سال کا ہوا اسے پیش کردیا۔ آپ ''حاسبوا قبل أن تحاسبوا'' پر پوری طرح اور سختی سے عامل تھے۔ بعض دفعہ آپ ٹرین کا ٹکٹ نہ لے سکے اور منزل مقصود تک پہنچ جاتے تو واپسی کا ٹکٹ خریدا کرتے۔ آپ کے کاغذات کو دیکھا گیا تو مختلف قسم کے حساب وکتاب کی آٹھ دس کاپیاں ملیں، جن میں زندگی میں پیش آنے والے مختلف امور کے ایک ایک پیسہ کا حساب درج تھا۔ اس معاملہ پر آپ کو کوئی انگشت نمائی نہیں کرسکتا تھا۔(۲۱)

استغنا اور بے نیازی: قناعت، فقر اور استغناء میں آپ مرتبہ کمال پر فائز تھے۔ آپ نے اپنی صحت، شباب، مال ودولت اور زندگی کی ایک ایک سانس اسلامی علوم کی تدریس وتعلیم کے لئے اور اپنی درسگاہ کی بقاء اور ترقی کے لئے وقف کردیا تھا۔ اپنی ذاتی زمین وجائیداد کی سالوں خبر نہ لیتے تھے، جو وہاں سے ملا لے لیا۔ اپنی ذات کے لئے عطیہ قبول نہ کرتے تھے، بلکہ مدرسہ کی رسید کاٹ کر بھیج دیتے، معطی کے ناراض ہونے پر سمجھاتے کہ مجھ سے زیادہ مدرسہ مستحق ہے۔ نکاح پڑھانے تک کے معاوضہ کو مدرسہ فنڈ میں جمع کردیتے۔ مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی کے اصرار پر اپنی تنخواہ میں حسب ضرورت اضافہ کرتے جو آپ کے علم وفضل ومحنت کے مقابلے میں بالکل معمولی ہوتی۔ آپ ان حالات میں بھی نہایت مطمئن، خوش باش اور ہنسی خوشی زندگی گزارتے۔(۲۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزم واستقلال: آپ صبر واستقامت کے پیکر اورعزم واستقلال کے پہاڑ تھے۔آپ مشکل سے مشکل وقت میں بھی نہ گھبرائے،نوجوانی کے عالم میں آپ کبڈی اورکتکا بازی کے بہت شائق و ماہر تھے۔مسلسل بارہ بارہ گھنٹے کام کرنے کے بعد بھی نہیں تھکتے تھے بلکہ بڑھاپے اور بیماری میں معمولات میں فرق نہ آنے دیتے،یہی آپ کی مستقل مزاجی،عزم وہمت اورجذبہ محنت تھا کہ سالہا سال کی بیماری کے باوجود صرف ایک دن بروز جمعرات مورخہ ۱۵رمئی ۱۹۷۸ء ہی ایسا تھا جب مدرسہ میں نہ جاسکے اور کچھ کام نہ کرسکے۔(۲۳)

حرف آخر: یہ تھی مولانا عبدالقدوسؒ کی شخصیت جنھوں نے اپنی ساری زندگی دعوت دین،قوم وملت کی خدمت،تصنیف وتالیف اوردرس وتدریس کے لئے وقف کردی تھی۔نہ دن کودن سمجھا،نہ رات کورات بلکہ جوش وجذبہ کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انہیں کے طرح بننے کی توفیق بخشے۔آمین۔

حواشی: (۱) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۷۵،(۲) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۷۵،(۳) نقوش عظمت رفتہ۔ص ۳۰۳،(۴) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۷۵،(۵) نقوش عظمت رفتہ۔ص ۳۰۴،(۶) نقوش عظمت رفتہ۔ص ۳۰۳، (۷) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۷۵، (۸) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۸۲، (۹) نقوش عظمت رفتہ،ص ۳۰۳، (۱۰) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۷۶، (۱۱) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۸۰، (۱۲) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۸۱، (۱۳) علمائے اہل حدیث میوات ۲۷، (۱۴) نقوش عظمت رفتہ۔ص ۳۰۸، (۱۵) تراجم علمائے اہلحدیث (میوات) ص ۱۷۸۔۱۸۰، (۱۶) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۷۶، (۱۷) نقوش عظمت رفتہ۔ص ۳۰۸، (۱۸) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۷۸، (۱۹) نقوش عظمت رفتہ۔ص ۳۰۸، (۲۰) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۷۸، (۲۱) تراجم علمائے اہل حدیث (میوات) ص ۱۷۹، (۲۲) علمائے اہل حدیث میوات،ص ۳۰،(۲۳) علمائے اہل حدیث میوات ص ۳۱۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد صدیق خان رحمانی بسکوہری رحمہ اللہ/ وشاکھاپٹنم

وفات مارچ ۱۹۸۶ء

مولانا عبدالوہاب جامعی

مولانا محمد صدیق رحمانی کی ولادت ۱۹۰۴ء میں بمقام بسکوہر ضلع سدھارتھ نگر یوپی کے ایک علمی خاندان میں ہوئی۔

تعلیم:

غالباً ابتدائی تعلیم کسی مقامی مدرسہ میں حاصل کی پھر مدرسہ رحمانیہ دہلی کا رخ کیا، دارالحدیث رحمانیہ میں آپ کے ہم عصروں میں حضرت مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری صاحب مرعاۃ المفاتیح، حضرت نذیر احمد رحمانی املوی، مولانا عبدالرزاق رحمانی سمرا، مولانا محمد یوسف رحمانی میسوری، اور مولانا عبدالعزیز رحمانی کرنولی وغیرہ ہیں۔ غالباً ۱۹۲۶ء میں آپ رحمانیہ سے فارغ ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے آپ نے منشی کامل اور فاضل عربی ادب بھی کیا تھا۔

مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ میں تدریس:

رحمانیہ کے مہتمم شیخ عطاء الرحمن صاحب مولانا کی فطانت وذہانت کے بڑے قائل تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو مدرسہ رحمانیہ میں مدرس رکھ لیا، اور مدرسہ رحمانیہ دہلی میں تدریس کا اعزاز عطا ہونا مولانا کی اعلیٰ صلاحیت اور صالحیت کا واضح ثبوت ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ترک رحمانیہ اور آندھرا آمد:

آپ نے ۱۹۳۰ء میں رحمانیہ چھوڑا بلکہ اپنے آبائی وطن اور شمالی ہند کو خیر باد کہہ کر اپنے وطن سے بہت دور آندھرا پردیش کے ایک ساحلی شہر وشاکھاپٹنم میں فروکش ہوئے جہاں ''آندھرا یونیورسٹی'' موجود ہے۔

حضرت شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری کی حسب ایماء دعوت وتبلیغ کی خاطر آپ نے ترک وطن کیا، بلاشبہ یہ ہمارے اسلاف کی حوصلہ مندی اور راہ اسلام میں ایثار تھا جنہوں نے تمام دنیاوی بندشوں سے آزاد ہو کر محض اللہ کے لئے گھر بار اور وطن کو قربان کردیا۔ اور مولانا ترک وطن کرکے وشاکھاپٹنم آئے غرض یہ تھی کہ اس دور دراز خطہ میں دعوت وتبلیغ کا کام کریں گے۔ آپ بڑے غیور تھے چندے کے مولوی نہیں تھے۔

اے وی این کالج میں لکچرار:

آپ پنجاب یونیورسٹی سے منشی کامل اور فاضل عربی ادب تھے۔ جس کی بنیاد پر آپ اے، وی، ین، کالج وشاکھاپٹنم میں اردو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکچرار مقرر ہو گئے۔اور غالباً ۱۹۶۴ء میں وظیفہ یاب ہوئے۔

صدر شعبہ اردو، عربی وفارسی آندھرا یونیورسٹی:

آندھرا یونیورسٹی نے آپ کی قدردانی کی اور آپ کی گونا گوں صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا، شعبہ اردو، فارسی اور عربی کی بورڈ آف اسٹڈیز کی صدارت پر فائز کیا۔ مدتوں بڑی نیک نامی اور قابلیت کے ساتھ اس عہدے کے فرائض انجام دیتے رہے۔

مسجد اہل حدیث وشاکھا پٹنم:

آپ تقریباً ۵۵ سال مسجد اہل حدیث وشاکھا پٹنم میں جمعہ کے مستقل خطیب رہے، وشاکھا پٹنم میں آپ کی ۵۵ سالہ مساعی جمیلہ کے نتیجے میں سینکڑوں بندگان الٰہی کے عقائد واعمال خالص اسلامی سانچے میں ڈھل گئے اور انہوں نے بے شمار بدعات وخرافات سے توبہ کر لی۔

مناظرے:

آپ نے منکرین حدیث، بدعتیوں اور عیسائی پادریوں سے کئی مناظرے کیے اور ان کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ کئی بار ایسا ہوا کہ وقت مقررہ پر حریفوں نے راہ فرار اختیار کر لی۔

جلسوں میں شرکت:

اضلاع سرکار میں جابجا جمعیت اہل حدیث کے جلسے ہوتے اور مولانا ان میں شرکت کرتے، صدارتی خطاب فرماتے، بڑی مفید تقریر کرتے، وجے واڑہ، سالکوٹ، پڈنہ، اور مچھلی بندر کا بارہا سفر کر کے روح افزاء بصیرت افروز خطاب فرماتے، آپ کی تقریر آیات واحادیث سے مزین، بامحاورہ اردو میں ہوتی تھی۔ کبھی کبھی اردو اشعار بھی پڑھتے، تقریر میں سامعین کے معیار کا لحاظ رکھتے تاہم آپ کا خطاب وقار اور سنجیدگی کا نمونہ رہتا تھا۔ عالمانہ شان کو کبھی پامال نہیں کرتے تھے۔ مولانا ہی کی زیر نگرانی وسرپرستی میں جمعیت اہل حدیث اضلاع سرکار علاقہ آندھرا سہ روزہ دعوتی اجلاس بتاریخ ۸ تا ۱۰ جنوری ۱۹۸۲ء بمقام وجے واڑہ منعقد ہوا۔ جلسہ کے ناظم مولانا محمد ثناء اللہ عمری ایم اے عثمانیہ تھے۔ نیز ۱۹۷۰ء کے رائیدرگ کے جلسہ میں آپ نے شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ مولانا داؤد راز بھی اس جلسہ میں شریک تھے، اور اس جلسہ میں راقم الحروف کی پڑھی گئی نظم ''جان سے بڑھ کر ہم کو ہے پیاری، صحیح بخاری صحیح بخاری'' کافی مقبول ہوئی تھی۔ یہیں مولانا سے میری ملاقات ہوئی۔

اردو زبان:

آپ نے جنوبی ہند میں ۵۵ سال گزارے مگر زبان کی صحت میں فرق نہ آنے دیا عام مقامی بولی سے زبان کی حفاظت، تقریر ومراسلت میں بھی اور بات چیت میں بھی، آپ خطوط لکھتے، خط کی زبان بھی بامحاورہ، شستہ وشائستہ رسم الخط شکستہ ہوتا تھا۔

عہدے ومناصب:

① مدرسہ رحمانیہ دہلی میں مدرس۔ ② اردو لکچرار اے، وی، این، کالج وشاکھا پٹنم۔ ③ صدر بورڈ آف اسٹڈیز اردو، عربی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فارسی۔ آندھرا یونیورسٹی۔ ④ خطیب مسجد اہل حدیث وشاکھاپٹنم۔ ⑤ صدر جمعیت اہل حدیث اضلاع سرکار آندھرا۔

اوصاف:

آپ ''من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا'' (جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کریں، اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کریں) پر سختی سے عمل پیرا تھے، ذرہ نوازی، خیر خواہی اور وسعت ظرفی میں اپنا مقام رکھتے تھے۔ نشست و برخاست، خورد و نوش، گفت و شنید، ہر حال میں عجز وانکساری کا اظہار ہوتا۔ یہ طبعی اور فطری بات تھی اور یہ درویشانہ زندگی اور قلندرانہ شان آپ کی سرشت میں داخل تھی۔ آپ صابر وشاکر، کم سخن، قناعت پسند اور سادہ طبیعت تھے، ناراضی نام کی چیز ہی نہیں تھی۔ صاحب عزم معاملہ فہم، حق گو اور فراست مومنانہ کے حامل تھے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿٣٤﴾ (فصلت: ۳۲) ''برائی کو بھلائی سے دفع کرو، پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے ولی دوست ہو'' کے مطابق نرم اور متین لہجہ بولتے تھے، اس انداز سے کہ شدید ترین دشمن بھی چوکڑی بھول جاتا اور لن ترانیوں کو پس پشت ڈال کر بعض اوقات آپ کا ہمنوا بن جاتا۔

لباس و پوشاک اور رہن سہن میں بڑی سادگی تھی، عجز وانکساری کے باوجود احساس کمتری نام کو بھی نہیں تھا۔ اپنے مقام سے بخوبی واقف تھے، بڑے بڑے صاحب جبہ دستار سے ذرا بھی نہ دبتے تھے، راضی برضا کا پیکر، ساری عمر کرایہ کے مکان میں گزاری۔

شکل وصورت: رنگ سانولی سی، قد نکلتا ہوا، قدرے منحنی، کشادہ پیشانی، آنکھیں خوبصورت اور درمیانی، ستوان ناک، تراش وخراش سے پاک داڑھی، سر پر فرکیپ۔

نکاح وذریات:

آپ کا نکاح مولانا خلیل صاحب (استاذ مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری) کی دختر نیک اختر محترمہ آمنہ سے ہوا۔ اللہ نے اس بابرکت جوڑے کو چار فرزند اور بیٹیاں عطا فرمائیں۔

وفات وجنازہ:

آخری ایام میں آپ ضعیف ہو گئے تھے، ظہر وعصر کے درمیانی وقت میں بروز منگل بتاریخ ۲۵ مارچ ۱۹۸۶ء کو انتقال فرمایا، دوسرے روز صبح دس بجے حوالے خاک کیے گئے، عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ نماز جنازہ میں اتنی بڑی تعداد اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ ؎ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

(تاریخ اہل حدیث جنوبی ہند، ص ۳۰۵۔۳۰۸/ عبدالوہاب جامعی)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالقاسم خالد العربی رحمہ اللہ/ اڑیسہ

وفات: ا کتوبر ۱۹۹۲ء

مولانا عبدالوہاب جامعی

ولادت:

مولانا ابوالقاسم خالد عربی بن محمد سعید صدیقی ۱۹۰۶ء میں مکہ مکرمہ کے محلہ شامیہ میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی حالات اور مکہ مکرمہ سے ہند آمد:

مولانا کے والد محمد سعید صدیقی مکی تھے، مولانا کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھے البتہ علاتی بھائی تھے مگروہ ''شریف مکہ'' کے حامی تھے، دو بہنیں بھی تھیں مگر آل سعود کے انقلاب کے بعد سب کے سب لا پتہ ہو گئے، خستہ حالی کی وجہ سے مولانا موصوف کو اپنے مولد مکہ مکرمہ میں زیادہ پڑھنے لکھنے کا موقع نہیں ملا، شریف مکہ اور آل سعود کی رسہ کشی کی وجہ سے حالات دن بدن مخدوش ہوتے چلے گئے، امن وامان غارت ہوگیا، معاندین نے ''بدیسی'' (غیر ملکی) ہونے کا الزام لگوا کر گرفتار کروانا چاہا۔

ایک مرتبہ کعبۃ اللہ شریف میں الحاج ''کا کا محمد عمر'' بانی جامعہ دارالسلام عمرآباد، سے ملاقات ہوئی تو ان کی خستہ حالی دیکھ کر فرمایا ''اگر ہندوستان آؤ تو تمہارے لیے کوئی اچھی صورت نکالوں گا'' آخر کار مولانا ہزار صعوبتوں کا مقابلہ کر کے ہندوستان پہنچے اور ایک عرصہ ممبئی میں گزارنے کے بعد عمرآباد (تمل ناڈو) پہنچے، اس کے ٹھیک ایک ہفتہ بعد ''جامعہ دارالسلام'' کا افتتاح ہوا اور آپ نے وہاں ابتدائی جماعت میں داخلہ لیا۔

تعلیم:

آپ نے جامعہ دارالسلام میں ۱۵ فروری ۱۹۲۵ء کو ۱۹ ربرس کی عمر میں جماعت اول میں داخلہ لیا، اس سے پہلے آپ نے ''بلگام'' کے کسی مدرسہ میں چند ایام تعلیم حاصل کی تھی، بوجوہ چند آپ عمرآباد سے آزردہ خاطر ہو گئے اور وہاں تین چار سال کسب فیض کرنے کے بعد ابھی آپ چوتھی جماعت میں پہنچے تھے کہ عمرآباد کو خیر باد کہنے پر مجبور ہو گئے، مولانا اپنی طالب علمی کے زمانہ میں دارالسلام میں ''بدو'' مشہور تھے یعنی غربت وفلاکت کی وجہ سے عرب کے بدوؤں جیسے تھے۔

آپ کی مفلسی کا ایک واقعہ:

مولانا خود فرماتے ہیں کہ ''عمرآباد'' کی طالب علمی کے زمانہ کی چھٹی کے موقع پر ہم لوگ ''ہسور'' جاکر تقریر کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ ہسور کے لیے نکلا تو میرے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور یہی ایک جوڑا تھا جو میرے بدن پر تھا، چونکہ کرتا (جبہ) لمبا تھا، آمبور پہنچ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کر کسی درزی کو پاجامہ نکال کر دے دیا جب اس نے سی دیا تو پاجامہ پہن لیا اور کرتا نکال کر دیا، جب کرتا بھی سی کر دے دیا تو ''مسور'' روانہ ہو گیا، آپ نے ''جامعہ ازہر'' مصر ''دارالعلوم دیوبند'' ''مدرسہ رحمانیہ دہلی'' وغیرہ میں بھی مختلف اوقات میں تعلیم حاصل کی ہے جس کو ہم بالضبط تاریخ وسنہ اور مدت تعلیم کے ساتھ نہیں بیان کر سکتے۔ واللہ اعلم۔

آپ کی نسبتیں:

ذیل میں آپ کی نسبتوں کو بیان کیا جا رہا ہے جس کو آپ اپنی مختلف کتابوں میں اپنے نام کے ساتھ لکھا کرتے تھے یا لوگ آپ کو اس طرف منسوب کرتے تھے۔

① عربی: آپ چونکہ عرب (مکہ مکرمہ) کے تھے اس لیے عربی لکھتے تھے، جنوبی ہند کے بعض شہروں میں لوگ آپ کو عرب مولانا کے نام سے یاد کرتے تھے۔ ② صدیقی: خاندان ابوبکر صدیق کی جانب نسبت۔ ③ عمری: آپ نے جامعہ دارالسلام عمرآباد میں تقریباً تین سال تعلیم حاصل کی تھی، گرچہ اس وقت عدم تکمیل کی بنا پر سند نہیں ملی تھی تاہم ۱۹۴۰ء میں کاکا محمد اسماعیل ساہوکار صاحب معتمد جامعہ دارالسلام نے آپ کو اپنے پاس بلا کر اپنی اور مولانا فضل اللہ صاحب مدراسی کی دستخط سے اعزازی طور پر ''شہادۃ علمیہ عالیہ'' دی اس سند پر ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۰ رجون ۱۹۴۰ء کی تاریخ رقم ہے اور یہ صراحت موجود ہے کہ مولوی ابوالقاسم خالد عربی بن محمد سعید صدیقی مکہ معظمہ کے باشندے ہیں اور فی الحال ''بونت'' مضافات اڑیسہ میں مقیم ہیں۔ ④ رحمانی: آپ اپنے نام کے ساتھ رحمانی بھی لکھتے تھے، روایت ہے کہ آپ مدرسہ رحمانیہ کے طالب علم بھی رہے۔ ⑤ فاضل دیوبند: غالباً آپ نے دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث کیا تھا، اس لئے آپ خود کو ''فاضل دیوبند'' لکھتے تھے۔ ⑥ ازہری: آپ نے چند ماہ ''جامعہ ازہر مصر'' میں بھی تعلیم حاصل کی تھی، واضح رہے کہ مدرسہ رحمانیہ دہلی، دارالعلوم دیوبند اور جامعہ ازہر مصر کی آپ کے پاس کوئی سند موجود نہیں تھی۔ ⑦ آپ نے پنجاب کے کسی ادارہ سے عیسائی اور بائیبل کی تعلیمات میں ڈپلوما (Diploma) کیا تھا، بعض تصانیف میں فارانی بھی لکھا ہے۔ ⑧ L.M.P.H.: آپ نے شمالی پنجاب میڈیکل کالج ملتان سے 'ایل ایم پی ہومیو' کی ڈگری لی تھی، اور اس پر ۱۱ر نومبر ۱۹۳۹ء کی تاریخ ثبت ہے، یہ ڈگری مولانا نے چنانچہ اس کی طرف نسبت کے طور پر وہ اپنے نام کے ساتھ کبھی کبھی ''ایل ایم پی ایچ'' لکھا کرتے تھے۔ ⑨ دارالعلوم المبارک خلیج فارس: کتاب التوسل میں اپنے نام کے ساتھ آپ نے ''متعلم المدرسۃ دارالعلوم المبارک بخلیج فارس، دبئ'' لکھا ہے۔ یہ آپ کے خالو کا مدرسہ تھا۔

ذریعہ معاش:

آپ دعوت وتبلیغ کے ساتھ مطب بھی کرتے تھے ''شربت ماء الحیاۃ'' اور ''قطرۃ الحیاۃ'' آپ کی طبع زاد دوائیں تھیں، ذریعہ معاش یہی تھا۔

بونت (اڑیسہ) میں سکونت:

بونت شرک وبدعت کا اکھاڑہ تھا، مولوی عبدالکریم صاب جو گوجیدرہ ضلع بالیسو، اڑیسہ کے ایک عالم تھے اور مولانا موصوف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ملاقاتی تھے، دہلی کے مدرسہ دارالکتاب کے فارغ تھے جو ''غرباء اہل حدیث'' کا ترجمان تھا بعد میں چل کر آپ مولانا موصوف کے سمدھی ہوئے، ابتداء میں انہوں نے ہی بونت میں کتاب وسنت کی دعوت دینی شروع کی تھی، جہاں بعض لوگوں نے اس کو قبول کیا وہیں بعض لوگ مخالفت بلکہ معاندت پر اُتر آئے، بڑے ہنگامے اٹھ کھڑے ہوئے بریلویوں نے مناظرے کی دعوت دی، حریف کے چیلنج کو قبول کرنے کے لئے ''بونت'' کے اہل حدیث حضرات نے مولانا موصوف کا سراغ لگایا جوان دنوں کلکتہ میں تھے، مناظرہ ۱۰/مارچ ۱۹۳۲ء کو شروع ہوا، بریلوی جماعت کے سرخیل مولوی حبیب الرحمن صاحب تھے، تین دن بعد اہل حدیث کامیاب رہے اور بریلویوں کو شکست فاش ہوئی۔ ''جاءالحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا''

دعوت وتبلیغ اور مناظرہ:

آپ مناظرے کے مردمیدان تھے، آپ نے کئی ایک مناظرے کیے آپ کی ایک حیثیت واعظ ومقرر کی بھی تھی، وعظ ونصیحت کے ذریعہ دعوت وتبلیغ کا کام برابر انجام دیتے رہے، سب سے پہلے آپ نے جینت گڑھ، ''جھارکھنڈ'' کو دعوتی مرکز قرار دیا تھا، مگر یہاں دعوت حق کے لئے فضا سازگار نہ ہوئی تو جھوم پورہ اٹھ آئے جو جینت گڑھ سے قریب ہے مگر اڑیسہ کا حصہ ہے، یہاں اللہ کے فضل سے کافی کام ہوا اور بہت سے لوگ راہ یاب ہوئے، اس مقصد کے لئے آپ کتابچے اور چارٹ بھی لکھ کر چھپواتے تھے۔

آپ کے مشہور مناظرے:

① مناظرہ بونت منعقدہ ۱۰/مارچ ۱۹۳۲ء۔ ② مناظرہ گوجیدرہ منعقدہ ۱۶،۱۷/مارچ ۱۹۳۴ء۔ ③ مناظرہ بھدرک قادیانیوں کے ساتھ منعقدہ ۱۶/مارچ ۱۹۳۲ء۔ ④ مناظرہ مجگاؤں (سنگھ بھوم) مع شمس تبریز منعقدہ ۱۷/اپریل ۱۹۳۵ء۔
⑤ مناظرہ برہمپور مع شمشیر علی خان بتاریخ ۲۸/ستمبر ۱۹۶۰ء۔ مقرر تھا مگر حکام شہر کی مداخلت کے باعث نہ ہوسکا۔

شادی:

مولانا ابوالقاسم صاحب کے اس فیصلہ کن مناظرہ کی وجہ سے بونت میں اہل حدیثوں کے قدم جم گئے اور بریلویوں کے قدم اکھڑ گئے ان دنوں بونت کے امام سید داؤد علی صاحب تھے، جماعت اہل حدیث اڑیسہ کے صدر بھی وہی تھے، مولانا کو جماعت کے کاز کے لئے مفید اور ہونہار پاکر یکم مئی ۱۹۳۲ء میں اہل بونت نے مولانا کا نکاح ان امام صاحب کی بیٹی سے کرا دیا اور اس طرح آپ ہمیشہ کے لئے ''بونت'' کے ہو کر رہ گئے۔

قیام مدارس:

مولانا نے مدرسے بھی قائم کیے، جینت گڑھ میں آپ کی کوششوں سے ''مدرسہ الاصلاح'' قائم ہوا، علاوہ ازیں خاص ''بونت'' میں آپ نے ۱۹۵۶ء میں جو صباحی ومسائی مکتب قائم کیا تھا، ۲۳/برس بعد ۱۹۷۹ء میں اسے بڑھا کر مدرسہ کی شکل دی گئی یہ مدرسہ مسجد میں چل رہا تھا، سرِ دست ایک وسیع قطعہ زمین پر مستقل عمارت بن گئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعمیر مساجد:

آپ کی ساٹھ سالہ دعوتی زندگی میں آپ کی مساعی سے مختلف مقامات پر بہت ساری مسجدیں بھی تعمیر ہوئیں۔

عہدے ومناصب:

آپ ۱۹۸۰ء کے آس پاس تقریباً تین برس جمعیت اہل حدیث اڑیسہ کے امیر رہے، پھر پیرانہ سالی اور جماعت کی سردمہری کے باعث استعفیٰ دے دیا، البتہ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۲ء تک جمعیت اہل حدیث ہند مجلس عاملہ کے رکن تھے۔

اشاعتی ادارہ کا قیام:

آپ کی ایک بہت بڑی دینی خدمت ایک اشاعتی ادارے کا قیام ہے، ابتداء میں اس کا نام ''انجمن اشاعت اسلام'' تھا مگر ۱۹۵۵ء میں اس کا نام بدل کر ''دارالکتاب والسنۃ'' رکھ دیا، اس کی مطبوعات کا سلسلہ ۱۹۳۲ء سے شروع ہوا اور مولانا کے حین حیات جاری رہا۔

تصانیف:

مولانا صرف طابع وناشر نہیں بلکہ مصنف بھی تھے، آپ کے ادارے سے چالیس سے زائد کتابیں شائع ہوئیں جو تمام تر آپ کی تصانیف تھیں۔ آپ کے بعض تصانیف درج ذیل ہیں: (۱) کتاب التوسل (۲) الصوت الہادی، موسوم بہ تکمیل نبوت (۳) کشف الباری فی احوال البخاری (۴) دعوت وعقائد اہل حدیث (۵) جواہر الحدیث من صحیح مسلم (۶) الفتح المنصور مناظرہ ''البرہم فور'' (۷) سفینۃ النجاۃ (۸) شہاب ثاقب (۹) احکام الصلاۃ اول ودوم (۱۰) جواہر البخاری من صحیح البخاری (۱۱) نورالابصار (۱۲) النداء قبل الجمعۃ (۱۳) الدین الحق (۱۴) اسلام اور عورت (۱۵) انتخاب الحدیث اول و دوم (۱۶) ترغیب الصلاۃ (۱۷) الفارق بین الخالق والمخلوق (۱۸) اربعون حدیثا من الاحادیث النبویۃ (۱۹) مطرق الحدید۔

جنوبی ہند میں آپ کے تبلیغی دورے:

آپ نے ابتدائی ایام بلکہ عالم شباب یہیں گزارا اور دعوت وتبلیغ میں مصروف رہے'' نیز جب آپ نے ''بونت'' میں سکونت اختیار کر لی تھی، تب بھی آپ نے جنوبی ہند کو اپنے دعوتی وتبلیغی دوروں سے محروم نہ کیا، ریاست کرناٹک، آندھرا، تامل ناڈو، کا کوئی جماعتی مقام ایسا نہ ہوگا جہاں آپ کے دروس وخطابات نہ ہوئے ہوں، موسم سرما ہو کہ موسم گرما آپ کے دعوتی دورے برابر ہوا کرتے تھے۔ بارہا میری آپ سے ملاقات ہوئی اور میں نے آپ کی تقریروں کو سنا، آپ کی تقریر میں کوئی نہ کوئی دلچسپ واقعہ ضرور ہوتا۔ نیز آپ جو کتابیں شائع کرتے اس کو بھی ساتھ لاتے اور فروخت کرتے، جنوبی ہند کی جماعت اہل حدیث سے آپ کا کافی ربط وضبط تھا، اور کیوں نہ ہو جب کہ آپ نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ یہاں گزارا تھا۔

ابتلاء ومصائب اور آپ کا عزم وحوصلہ:

آپ نے مختلف جگہوں پر دعوت الی اللہ کے سلسلے میں مصائب جھیلے، کبھی آپ کے قتل کی سازش ہوئی، اور کبھی حکومت کو بدظن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرا کے گرفتار کرانے کی کوشش کی گئی، کبھی آپ کی رہائش گاہ میں آگ لگائی گئی، خصوصاً بھدرک صوبہ اڑیسہ میں آپ نے کافی مصائب جھیلے، مگر آپ نے تبلیغ کتاب وسنت کو جاری رکھا، کیندرا پاڑہ میں احناف نے مولانا کو اتنا مارا کہ آپ کا لباس خون سے تر بتر ہو گیا، معصوم بچے بھی اس ظلم وستم سے نہ بچ سکے، لیکن ان مصائب کا نتیجہ الٹا نکلا، بجائے اس کے کہ آپ کے قدم متزلزل ہوں مزید استحکام پیدا ہو گیا، بونت میں بھی آپ کو کافی پریشان کیا گیا مگر آپ نے صبر واستقامت سے ہی کام لیا، یوں تو آپ نے مکمل ساٹھ برس دعوتی وتبلیغی خدمات انجام دیں ہیں، مگر اس کا نصف تقریباً ۳۱/سال آپ نے جمعیت اہل حدیث اڑیسہ کو سنوارنے میں لگایا ہے۔

خاکہ:

سر بڑا اور اس پر کپڑے کی ٹوپی، کشادہ پیشانی، بڑی آنکھیں اوران پر نظر کی عینک، شرعی داڑھی، سانولی رنگت، میانہ قد، قدرے مخنی، جبہ اور پاجامہ پر مشتمل معمولی پوشاک، دھیمی آواز، پان کے عادی۔

جن علماء سے آپ متاثر ہوئے:

شاہ اسماعیل شہید، نواب صدیق حسن خان، مولانا ثناءاللہ امرتسری، مولانا محمد جونا گڑھی، شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی، مولانا عبدالعزیز کرنولی وغیرہ۔

وفات:

چہار شنبہ (بدھ) ۲۸/اکتوبر ۱۹۹۲ء مطابق ۱۰/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ غروب آفتاب کے وقت آپ کی وفات ہوئی، ۲۹/اکتوبر کو سپرد خاک ہوئے۔

اولاد واحفاد:

آپ کی اہلیہ آپ سے سوا ماہ پہلے ہی ستمبر ۱۹۹۲ء میں وفات پا چکی تھیں، آپ کے پانچ بیٹے محمد سعید صدیقی، محمد قاسم صدیقی، محمد اسلم صدیقی، محمد مامون صدیقی اور محمد زبیر صدیقی ہیں، اسی طرح آپ کو اللہ نے تین بیٹیاں بھی عطا فرمایا تھا۔ نیز آپ کے احفاد میں سے مولانا طٰہٰ سعید خالد عمری مدنی، مولانا محمد نور الامین عمری، مولانا محمد محسن سلفی وغیرھم قابل ذکر ہیں۔

(تاریخ اہل حدیث جنوبی ہند ص ۴۷۸۔ ۴۸۴۔ عبدالوہاب جامعی)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالرشید خانجہانپوری رحمہ اللہ/ الہ آباد

وفات: اپریل ۱۹۹۷ء

ڈاکٹر محمود حسن الہ آبادی، بھیونڈی

۲۴ر ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۳ر اپریل ۱۹۹۷ء کو دن میں ساڑھے گیارہ بجے جناب مولانا قاری عبدلرشید صاحب ایم سے علیگ کا اپنے وطن لال گو پال گنج (الہ آباد) میں انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کو پوری جماعت اہل حدیث قاری عبدالرشید خانجہانپوری کے نام سے جانتی ہے خانجہانپور قصبہ لال گو پال گنج (الہ آباد) کا ایک محلہ ہے جس کا نو آباد حصہ اب قاری نگر کہلاتا ہے۔ مرحوم نے اپنی عمر کے پچاس سال جماعت اہل حدیث اور اسلام کی خدمت میں گزارے اللہ قبول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آپ کی موت بھی مجاہدانہ موت تھی سالہا سال ذیابیطس اور سرطان (کینسر) کے مرض میں مبتلا رہے۔ آخر عمر میں گردوں نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ لیکن جب تک جس میں قوت وطاقت تھی فعال اور متحرک رہے۔ سکون کی زندگی پسند نہیں تھی۔ موت کو گلے لگانے کے لیے ہمیشہ تیار۔ کئی آپریشن ہوئے لیکن باہر کا خون لینا کبھی گوارانہ کیا۔ پتہ نہیں کس کا خون ہے، کہیں یہ عطیہ جسم میں حرام خون کی گردش کا ذریعہ نہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس عزیمت ایمانی کو علو مرتبت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

مرحوم نے اس عالم آب وگل میں اس وقت آنکھ کھولی جب علم کی دنیا میں حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی، حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، حضرت مولانا عبدالجلیل سامرودھی رحمہم اللہ کا سکہ چلتا تھا۔ مرحوم نے معنوی کسب فیض سبھوں سے کیا، لیکن ان کی خوش نصیبی تھی کہ مولانا سیف بنارسی کا تلمذ انہیں حاصل حاصل ہوا اور صحیحین میں مولانا ابوسعید شرف الدین کی سند عالی انہیں نصیب ہوئی۔ اہلحدیثوں میں فن تجوید کی ابتدا قاری احمد سعید بنارسیؒ سے منسوب ہے جو مولانا سیف بنارسی کے برادر صغیر تھے۔ قاری عبدالرشید صاحب روایت حفص میں انہیں کے شاگرد تھے بعد میں قرأت سبعہ اور عشرہ کی تکمیل قاری محب الدین صاحب الہ آبادی کے یہاں کی جو قاری ضیاء الدین صاحب کے فرزندے تھے۔ قاری ضیاء الدین صاحب قاری عبدالرحمن مکی کے شاگرد تھے۔ جنھوں نے ہندوستان کو تلاوت قرآن کے اس عظیم فن سے روشناس کرایا۔ اختلاف قراء کا عملی علم بغیر اس سلسلہ تلمذ کے ممکن نہیں۔ عربی صرف ونحو میں آپ مولانا محمد شفیع صاحب مئوی کے شاگرد تھے، مولانا مختار احمد ندوی بھی ان کے شاگردوں میں ہیں۔ اور کسب فیض کی یہ نسبت راقم آثم کو بھی حاصل ہے۔ منطق اور فلسفہ کا درس آپ نے مولانا محمد حنیف صاحب خانجہانپوری سے لیا تھا جن کے تبحر علم کا اعتراف ندوۃ العلماء کے اساتذہ کو بھی تھا۔ عربی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فارسی ادب کی تحصیل مولانا عبداللہ شائق سے کی تھی ادب میں جن کا مقام عالی معروف ومشہور ہے۔اس کوجلاء بعد میں حاصل ہوئی، استاذ نا سید محمد رفیق صاحب پروفیسر شعبۂ عربی وفارسی الہ آباد یونیورسٹی کی صحبت میں جو بشمول عربی وفارسی ہندو یورپ کی کئی زبانوں میں بے تکلف گفتگو اور اظہار مطلب پر قدرت رکھتے تھے۔مرحوم نے درس نظامیہ کی تکمیل کے دوران ہی منشی ،کامل،مولوی ،عالم،فاضل، ادیب،ادیب ماہر،اورادیب کامل کے امتحانات پاس کر لیے تھے۔اس لیے آپ کو ادب اور بلاغت کے علاوہ علم العروض میں بھی دست گاہ تھی۔جب کہ اکثر علماء اس فن سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔آپ کے اس زمانے کے ایک استاد مولانا رجب علی تھے جو آج کل اکولہ (مہاراشٹر) کے ایک قریہ مانا میں قیام پذیر ہیں اور وہاں ایک مدرسہ چلا رہے ہیں۔

انگریزی زبان کی تحصیل کے زمانہ میں مرحوم اور میں الہ آباد ریلوے اسٹیشن کے پاس مسجد عبداللہ کے داخلی دروازے کے بالائی منزل والے کمرہ میں رہا کرتے تھے جس کا روم نمبر ہم نے صفر (0) رکھا تھا۔اسٹیشن سے قریب ہونے کی وجہ سے کمرہ ہمیشہ مہمانوں سے بھرا رہتا تھا۔مرحوم نے اس وقت دروازہ پر یہ شعر لکھ دیا تھا۔

احباب کی صحبت ہی سے فرصت نہ ملے گی
اس حجرۂ معروف میں کیا خاک پڑھیں گے

مرحوم نے جو کچھ پڑھا تھا اسے اچھی طرح چبایا اور ہضم کیا تھا۔اسی وجہ سے انہیں استخراجی اور استقرائی صلاحیت زبردست تھی۔ بلاوجہ کسی سے بھڑ جانا ان کا شعار نہیں تھا لیکن موقع آنے پر چوکتے بھی نہیں تھے،تقریر کی اتنی اچھی صلاحیت تھی کہ مقررین جماعت میں آپ کا شمار ہوتا تھا اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے آپ کے پاس جماعتی جلسوں میں شرکت کے دعوت نامے آتے تھے جن میں سے اکثر کو شرف قبولیت حاصل ہوتا تھا اور آپ کی زندگی رواں دواں تھی۔قرآن کا بہت سا حصہ زبانی یاد تھا اور بیشتر احادیث بھی از بر تھیں۔جن سے آپ اپنی تقریروں میں استدلال کیا کرتے تھے لیکن نبوت محمدی کی پیشین گوئیوں کے ذیل میں آپ نے بائیبل کے عہدنامہ عتیق کی کتاب استثناء (Deutranomy) اور زبور نیز عہد نامہ جدید سے کتب انجیل (Gaspels) کی بہت سی آیتیں آپ کو نک زبان پر تھیں۔اس علم میں جماعتی دائرے میں مولانا علی احمد بنارسی کے علاوہ آپ کا کوئی مثیل نہیں تھا۔بزرگ جماعت مولانا عبدالرؤف صاحب جھنڈانگری کے وسعتِ مطالعہ اور تقریروں کے مداح اور شائق تھے۔ پاکستان کی جماعت اہل حدیث میں مولانا محمد اسماعیل صاحب گوجرانوالہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہندوستان میں مولانا نذیر احمد صاحب اور مولانا عبیداللہ صاحب مبارکپوری رحمہم اللہ جیسے اساطین علم حدیث کے خوش چیں تھے۔مولانا سید ابوالاعلی مودودیؒ کے انداز استدلال،نظام اسلامی کے قیام میں ان کی مساعی اور الحاد و دہریت کے مقابلہ میں اسلام کے معقول اور عادلانہ فکر کی بالادستی میں ان کی کوششوں کو مستحسن سمجھتے تھے۔راقم الحروف کے مزاج اور افتادِ طبع کو دیکھتے ہوئے تقریباً چالیس سال قبل یہ مشورہ دیا تھا کہ مجھے جماعتِ اسلامی شامل ہو جانا چاہیے۔لکھنے کی عادت نہیں تھی، پھر بھی آپ نے عوام میں دینی فکر کی اشاعت کے لیے لال گوپال گنج (الہ آباد) سے ایک جریدہ ''دینی ڈائجسٹ'' جاری کیا۔مرحوم متمنی تھے کہ راقم الحروف اس کی قلمی اعانت کرے۔افسوس کہ اس ڈائجسٹ کی عمر دو شماروں سے زیادہ نہ ہو سکی دینی کتب کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت اچھا ذخیرہ رکھتے تھے اور اس میں اضافہ فرمایا کرتے تھے۔قرأت سبعہ وعشرہ کی تحصیل کے دور میں علامہ شاطبیؒ اور علامہ جزریؒ کی مصنفہ بہت سی امہات کتب براہ راست مصر سے منگوائی تھیں۔قرأت میں ان کے ہندوستان اور بیرون ہند بہت سے شاگرد ہیں۔ روایت میں حفص میں اس گنہگار کو بھی مرحوم سے سند اجازت حاصل ہے۔قرأت کے علاوہ علم الحدیث میں عرب کے بعض اہل علم ان سے مولانا ابوسعید شرف الدین دہلویؒ کی سند عالی کے خواہاں رہے ہیں۔افسوس کہ تصنیفی ذوق نہ ہونے کی بنا پر ان کا علم صدقہ جاریہ نہ بن سکا۔انہوں نے کسی مدرسہ میں تدریسی خدمت بھی انجام نہیں دی کہ اس چشمۂ فیض کی سیرابی باقی رہتی۔

آپ کا تعلق آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس اور بعد ازاں مرکزی وصوبائی جمعیۃ اہل حدیث سے ہمیشہ رہا ہے، اس سلسلہ میں ضلعی، علاقائی، صوبائی اور مرکزی ذمہ داریاں بھی مختلف زبانوں میں آپ سے متعلق رہی ہیں۔مولانا ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی اور مولانا عبدالوحید صاحب بنارسیؒ کے خلوص کے بے حد مدّاح تھے۔مولانا مختار احمد ندوی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ بھی انہوں نے ہمیشہ تعاون کیا۔مرحوم چونکہ کبار علما کے ہم نشینوں میں تھے اس لیے سبھوں کے مزاج اور افتادطبیعت سے واقف تھے۔اور اسی کے مطابق ان کے معاملات اور فلاح جماعت وملت کی توقعات ہوا کرتی تھیں۔اسی لیے کسی کی اچھی کارکردگی کو نہ انہوں نے حرف آخر سمجھا نہ ہی تساہل اور سہل انگاری سے دلِ برداشتہ اور مایوس ہوئے۔مولانا عبدالوہاب خلجی کی متحرک اور فعال زندگی ان کے نزدیک جمعیت اہل حدیث کے لئے نیک فال تھی۔انہوں نے قیادت کی جنگ سے اپنے کو ہمیشہ الگ تھلگ رکھا۔ لیکن منتخب امیر کی غیر مشروط اطاعت کی۔

۱۹۵۴ء میں آپ نے خانجہاں پور (لال گوپال گنج) میں مدرسہ محمدیہ کی بنیاد رکھی جس کے خرچ کی فراہمی کی ذمہ داری پورے طور پر اپنے سر لی۔اس مدرسہ نے گذشتہ ۴۳ سالوں میں بہت سے نشیب وفراز جھیلے۔مدرسہ کی کارگردگی کی بنیاد خود مرحوم کی ذاتی آمدنی پر مبنی تھی جو قطعی غیر مستقل اور ناہموار تھی۔جب ذاتی وسائل سے مدرسہ کا خرچ پورا نہیں ہوتا تھا تو مرحوم تبلیغی دورے کیا کرتے تھے۔ اور نذرانہ کی رقم مدرسہ کے خرچ میں استعمال کرتے تھے۔مرحوم نے مدرسہ اس امتحانی دور میں بھی بند نہیں کیا جب کہ خود ان کے گھر میں مسلسل فاقوں کی زندگی بسر ہوتی تھی۔مدرسہ کے مستقل اساتذہ خصوصاً رفیع الدین صاحب اور محمد بشیر مرحوم نے اس پورے زمانہ میں اقل ترین مشاہرہ کی سالانہ یافت سے بھر پور تعاون فرمایا۔اس زمانہ میں قصبہ میں محمدیہ سے زیادہ کامیاب دوسرا کوئی مدرسہ نہیں تھا اور مدرسہ کے بدترین مخالفین کی اولاد بھی اس سے فائدہ اٹھاتی تھی۔یہ مدرسہ کبھی مکتب، کبھی پرائمری اسکول، کبھی عالمیت کی حالت اور معیار میں مقامی اور بیرونی طلبا کی حاضری سے چلتا رہا۔بیرونی طلبہ کے قیام وطعام کی کفالت بھی مدرسہ ہی کے ذمہ تھی۔قاری صاحب بقدر کشادہ دستی مدرسہ کے شعبہ جات میں اضافہ کرتے رہے۔اس کے لئے محمدیہ ایجوکیشن سوسائٹی قائم کی جس کے صدر وہ خود تھے اور خاکسار کو انہوں نے معتمد عمومی بنایا تھا۔اس وقت مدرسہ کے پرائمری سیکشن کا الحاق انجمن تعلیمات دین یوپی سے ہے۔ سوسائٹی ایک گرلز کالج بھی چلارہی ہے جس کا ہائی اسکول سیکشن محکمہ تعلیمات یوپی سے منظور شدہ ہے۔اس وقت اس کالج کے معتمد قاری صاحب مرحوم کے بڑے صاحبزادے عبدالمعید سلمہٗ ہیں۔گورنمنٹ سے امداد نہ ملنے کی وجہ سے قاری صاحب مرحوم کے اسفار اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لئے سہارا کا کام دیتے تھے اب اللہ اس کے لئے کی سبیل پیدا کرتا ہے۔ مرحوم کی خواہش لال گوپال گنج میں ایک طبیہ کالج کھولنے کی تھی۔ لیکن تمام کام اللہ کی مرضی پر موقوف ہیں۔ قاری صاحب مدرسہ محمدیہ کو منشی، کامل، مولوی، عالم، فاضل، ادیب، ادیب ماہر، اور ادیب کامل کی تعلیم اور امتحان کا مرکز بنانا چاہتے تھے لیکن افسوس کہ ان کی یہ خواہش بھی ان کی زندگی میں پوری نہیں ہوئی۔ اللہ مستقبل میں ان کی خواہش پوری فرمائے۔

قاری صاحب کثیر الاولاد تھے۔ دو بیویاں تھیں، دونوں بقید حیات ہیں۔ پہلی بیوی جو چچا زاد بہن بھی تھیں کے بطن سے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ دو اولین اولاد نرینہ کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا۔ دوسری بیوی جو مولوی ابو ہریرۃ صاحب (سیمونی) کی دختر نیک اختر ہیں سے تین اولاد نرینہ ہوئی جس میں سے سب سے بڑے عبدالغفار کا جوانی میں انتقال ہو گیا۔ پہلی بیوی کی سب لڑکیاں اور لڑکوں کی شادی ہو گئی ہے اور سب صاحبان اولاد ہیں۔

محترم قاری عبدالرشید صاحب ناچیز کے چچا زاد بھائی، بزرگ اور محترم دوست تھے۔ زمانہ طالب علمی کا اکثر حصہ اور خصوصیت کے ساتھ قیام الہ آباد کا زمانہ ساتھ گزرا ہے۔ اس دور طالب علمی کے رفیقوں میں ایک اہم نام حکیم محمد ابوبکر صاحب کا ہے جو ہمارے قریبی عزیز اور فکری رفیق ہیں مرحوم کا سلوک عاجز کے ساتھ ہمیشہ مربیانہ اور غمگسارانہ رہا ہے، احقر کے علمی ذوق کی ہمیشہ پذیرائی اور ہمت افزائی فرمایا کرتے تھے ان کی خواہش تھی کہ میں اپنے علمی اور تحقیقی کاموں کو ہمیشہ نذر قرطاس کرتے رہا کروں افسوس کہ اس خواہش کی کم ہی تکمیل ہو سکی ہے۔ علائق دنیوی نے فرصت کار بہت محدود کر دی ہے مرحوم کی وصیت تھی کہ خاکسار ان کی نماز جنازہ پڑھائے۔ یہ ایک طرح سے غیر معین وقت تک کے لیے لال گوپال گنج میں ناچیز کے قیام کی خواہش تھی جس کا اتمام حالات کی نامساعدت کے باعث ممکن نہیں تھا۔ نماز جنازہ ان کے سب سے چھوٹے بیٹے عبدالقہار نے پڑھائی۔ اللھم اغفرلہٗ وارحمہٗ وعافہٖ واعف عنہٗ۔

(نوائے اسلام دہلی۔ جولائی ۱۹۹۷ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی رحمہ اللہ بحیثیت خطیب

وفات: جون ۱۹۹۹ء

ڈاکٹر سید عبدالعزیز سلفی
ناظم دارالعلوم احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ (بہار)

بموقع تینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس، بعنوان: انسانیت کے فروغ اور پر امن معاشرہ کی تشکیل میں ائمہ وخطباء کا کردار اوران کے حقوق، بمقام: رام لیلا میدان، ترجمان گیٹ، نئی دہلی، بتاریخ: ۱۲۔ ۱۳/ مارچ ۲۰۱۶ء بروز سنیچر، اتوار۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

والد محترم ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفیؒ کی زندگی جدو جہد اور حرکت وعمل کا بہترین نمونہ تھی۔ انہوں نے اپنے علم وعمل اور جہد وفکر سے مختلف شعبہ حیات کو متاثر کیا اور انمٹ نقوش چھوڑے۔ ان کی شخصیت ہمہ جہت تھی اور قدرت نے انہیں بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا اور اللہ کے اس نیک بندے نے بھی قدرت کی ودیعت کردہ ان صلاحیتوں کا اصلاح عقائد، اتباع سنت اور ملت کی صلاح وفلاح کے لئے بھر پور استعمال کیا۔ ان کے سینے میں ملت کے لئے ایک دھڑکتا ہوا دل تھا جو انہیں کسی کروٹ چین نہ لینے دیتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے ملت کی تعمیر وترقی کے لئے تمام ممکنہ وسائل کو اختیار کیا اور پوری زندگی اسی راہ میں لگادی۔ وہ ایک بہترین عالم، کامیاب طبیب، مایہ ناز خطیب اور منجھے ہوئے صاحب قلم تھے۔ پیش نظر مضمون میں راقم نے بحیثیت خطیب ان کی خدمات پر روشنی ڈالنے کی ادنی سی کوشش کی ہے۔ اللہ نے نہ صرف انہیں زورِ خطابت سے نوازا تھا بلکہ زبان میں تاثیر بھی عطا کی تھی۔ اقبال نے مذکورہ بالا شعر میں جس حقیقت کی نشاندہی کی ہے وہ ہمیں والدؒ کی خطابت میں پوری طرح نظر آتی ہے۔

غالباً ۱۹۵۲ء یا ۱۹۵۳ء کی بات ہے کہ ایرّ نامی ایک شخص نے ایک کتاب لکھی تھی (کتاب کا نام یاد نہیں) جس کے ایک مضمون میں اس نے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں ایسی گستاخانہ باتیں لکھ دیں تھیں جو کوئی باغیرت مسلمان برداشت ہی نہیں کرسکتا تھا اس کتاب پر Foreword مسٹر کے ایم منشی کا تھا جو اس وقت یوپی کے گورنر تھے یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہ وہی زمانہ تھا جب ہندوستانی مسلمان عام طور پر ڈرا سہما ہوا تھا اور غیر ارادی طور پر خود کو ملک کی تقسیم کا ذمہ دار محسوس کررہا تھا (حالانکہ اب بہت حد تک یہ بات سامنے آچکی ہے کہ اس کے اصل ذمہ دار کون لوگ تھے)۔

بہر حال آپ نے مسلم اسکول اور دیگر اسکولوں کے سینئر مسلم طلباء اور مدرسہ امدادیہ اور حمیدیہ دربھنگہ کے صدر المدرسین کو احمدیہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سلفیہ میں بلوایا اور وہیں پورا پروگرام طے پایا کہ اگلے جمعہ کو حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ سے ایک احتجاجی جلوس نکلے گا اور کٹکی بازار سے ہوتا ہوا لہریا سرائے پولو میدان میں جمع ہوگا وہاں علماء کی تقاریر ہوں گی اور ایک میمورنڈم کلکٹر کو دیا جائے گا آپ نے قریبی دیہات (قصبہ) کے لوگوں کو بھی شرکت کے لئے دعوت دی۔ جلوس کے نظم وضبط کے ذمہ دار مدرسہ اور اسکول کے طلبہ بنائے گئے۔ جب جلوس کا ایک سرا پولو میدان پہنچا اس وقت مدرسہ حمیدیہ میں بھی خاصے لوگ موجود تھے۔ (طے شدہ راستے کی دوری تقریباً ۶ کلومیٹر ہوگی۔) اور نعرہ تھا منشی ائیر مردہ باد۔ کتاب کو ضبط کرو، مجرمین کو سزا دو۔ یہ چیز کتبہ پر بھی لکھی ہوئی تھی اور لوگ نعرے بھی لگا رہے تھے۔ اس جلوس میں جس نظم وضبط کا مظاہرہ دیکھنے کو ملا ویسا مظاہرہ اس کے بعد کے کسی جلوس میں دیکھنے کو نہیں ملا۔ جب سارے لوگ لہریا سرائے پولو میدان پہنچ گئے تو علماء کی تقاریر شروع ہوئیں۔ درمیان میں اللہ اکبر کے نعرے بھی لگتے رہے۔ بحیثیت داعی آپ کی تقریر سب سے آخر میں تھی۔ آپ نے حمد وثناء کے بعد عصمت رسول پر جونہی تقریر شروع کی مجمع میں Pin Drop Silence ہوگیا۔ آپ نے اپنی تقریر صاحبان اقتدار کو للکارتے ہوئے اس شعر پر ختم کی۔

جو جان مانگو تو جان دیں گے جو مال مانگو تو مال دیدیں
مگر یہ ہم سے کبھی نہ ہوگا نبی کا جاہ وجلال دیدیں

یہ شعر ایک زمانہ تک زباں زد عام رہا۔

۱۹۷۱ء کا زمانہ ہے مشرقی پاکستان بنگلہ دیش میں بدل چکا تھا۔ ایسے وقت للت نارائن مشرا دربھنگہ سے ایم پی کے لئے کانگریس کے امیدوار کے طور پر کھڑے تھے۔ والدؒ سے ملنے آئے اور ان سے تعاون کی درخواست کی اور ساتھ ہی ان سے یہ بھی کہا کہ آپ دو تین الیکشن میٹنگ سے خطاب بھی کردیں تو مہربانی ہوگی۔ والدؒ نے وعدہ کرلیا۔ ہم ہی نہیں بلکہ سارا شہر اور علاقہ کے سارے لوگ جو آپ کے مزاج سے واقف تھے حیران تھے کہ ڈاکٹر صاحب جن کا صرف خط ہی Candidate کے حق میں کافی ہوتا تھا۔ الیکشن میٹنگ سے خطاب کرنے کے لئے کیسے نکل پڑے۔ آپ نے کم از کم تین چار میٹنگ سے خطاب کیا غالباً کھرایاں میں میٹنگ تھی جس کی صدارت مولانا اسعد مدنیؒ نے کی تھی جو کانگریس کے ٹکٹ پر راجیہ سبھا کے ممبر تھے۔ انہوں نے والدؒ سے کہا ڈاکٹر صاحب آپ میٹنگ میں نہ آئیں تو بہتر ہے کیونکہ آپ ہر جگہ مسلم مسائل پر گفتگو چھیڑ دیتے ہیں اور اگر آئیں تو آئیں لیکن ان مسائل پر خاموش رہیں تو بہتر ہے۔ والدؒ نے انتہائی غصہ سے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''سنئے مولانا پہلی بات تو یہ ہے کہ میں آپ کی دعوت پر نہیں آیا مجھ سے للت بابو نے درخواست کی تھی اور دوسری بات یہ کہ مسلم مسائل کو ارباب اقتدار کے سامنے ہم نہیں رکھیں گے تو کون رکھے گا۔ اس لئے آپ نہ تو مجھے تقریر کرنے سے روک سکتے ہیں اور نہ ہی مسلم مسائل پر گفتگو کرنے سے''۔

بہر حال والدؒ کے الیکشن میٹنگ سے خطاب کرنے کی وجہ ہماری سمجھ میں اس وقت آئی جب للت نارائن مشرا الیکشن جیت کر دربھنگہ آئے۔ آپ نے انہیں گھر کھانے پر بلایا۔ کھانے کے بعد للت بابو نے والدؒ سے کہا ڈاکٹر صاحب اگر کوئی سیوا ہو تو بتائیں۔ والد رحمہ اللہ نے کہا للت بابو اس وقت بنگلہ دیش کی وجہ سے ہندوستان کا مسلمان بہت پریشان ہے۔ (اس وقت صورت یہ تھی کہ کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوستانی مسلمان اپنے سگے بھائی تک کو گھر میں بہت چھپا کر رکھتا تھا اور ڈرتا کہ کہیں اس سلسلہ میں پکڑ نہ ہو جائے)

بنگلہ دیش سے آنے والے لوگ کیمپوں میں رہ رہے تھے۔ للت بابو نے پوچھا ڈاکٹر صاحب آپ کی نظر میں اس کا کیا سمادھان (Solution) ہو سکتا ہے آپ نے کہا کہ سارے لوگ تو بہار ہی کے ہیں۔ ہندوستان ان کا وطن تھا اس لئے کیمپ توڑ دیئے جائیں جن کے عزیز اپنے عزیزوں کو اپنے پاس رکھنا چاہیں ان سے باز پرس نہ ہو۔ جو لوگ براہ نیپال پاکستان جانا چاہیں ان سے بارڈر پر باز پرس نہ ہو۔ للت بابو نے کہا ''ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب میں میڈم سے بات کروں گا؟'' اور اس مرد شریف نے اپنے وعدے کا پاس رکھا۔ اگر آپ بہاری مسلمانوں کے لئے بنائے گئے کیمپوں کے ٹوٹنے اور للت نارائن مشرا کے الیکشن جیتنے کے وقفہ کو دیکھیں تو یہ وقفہ ہفتہ دس دن سے زیادہ کا نہیں ہے۔

عزیز گرامی ڈاکٹر محمد لقمان سلفیؒ نے مجلہ جمعیت ابنائے سلفیہ عدد خاص میں والدؒ کی تقریر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ''عقیدہ توحید کے تقاضے کے عنوان پر جب ان کی تقریر شروع ہوئی تو تقریباً چالیس منٹ تک اس مرد مومن نے قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے ایسی مدلل تقریر کی کہ پورے ہال (مجمع) پر سناٹا چھایا رہا۔ شیدائیان جماعت کی آنکھیں ان پر مرکوز تھیں۔ روح کو غذا مل رہی تھی جذبات برانگیختہ تھے، نوجوانان تحریک سلفیت کی ذہنی اور روحانی تربیت کا سامان ہو رہا تھا۔ اور وہ شیر جماعت تھا کہ پوری ایمانی قوت کے ساتھ دھاڑ رہا تھا''۔

شاید میرے عزیز بھائی سے سہو ہوا ہے ان کی یہ تقریر دارالسلام عربیہ عمر آباد کے اجلاس میں ہوئی تھی اور میں بھی اس اجلاس میں والدؒ کے ساتھ تھا اور عزیز گرامی بھی دارالافتاء کے وفد کے ساتھ تھے جو شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع، شیخ محمد ناصر العبودی، شیخ محمد بن ابراہیم بن قعود پر مشتمل تھا اور رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سکریٹری شیخ عبداللہ عمر نصیف کے علاوہ اور بھی عرب شیوخ موجود تھے۔

عزیزی ڈاکٹر محمد لقمان سلفیؒ نے اپنی خودنوشت سوانح حیات ''کاروان حیات'' میں والدؒ کی ایک اور تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے، جو انہوں نے بنگلور میں جمعیت اہل حدیث کے عام اجلاس میں کی تھی، لکھتے ہیں ان کی تقریر کا موضوع تھا آیت کریمہ ''قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین'' آپ نے اس آیت کی ایسی تشریح فرمائی کہ سارا مجمع ساکت اور مبہوت بنا سنتا رہا اور ایسا لگ رہا تھا کہ ملت اسلامیہ کا ایک عظیم قائد انہیں ان کی زندگی کا بھولا ہوا سبق یاد دلا رہا ہو۔ اس اجلاس میں والدؒ کے ہمراہ میں نہیں تھا۔ اور شاید اسی اجلاس میں شیخ عمر محمد فلاتہ بھی رہے ہوں گے کیونکہ جب پہلی بار شیخ موصوف رحمہ اللہ سے مدینہ میں ملا تو انہوں نے جس والہانہ انداز میں والدؒ کا حال چال پوچھا وہ ان کی محبت کی دلیل تھی۔

آپ ہر قمری مہینہ کے پہلے ہفتہ کے جمعہ کا خطبہ دارالعلوم کی جامع مسجد میں پابندی سے دیا کرتے تھے۔ ان کا خطاب عام طور سے توحید، حالت حاضرہ اور اصلاح معاشرہ پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ آپ نے ایک ایسے ہی خطبہ میں نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

''ہمارے عزیز نوجوانوں کے قدم ایسی مجالس کی طرف کیسے اٹھتے ہیں جو برائیوں کا اڈہ ہیں اور جہاں برائیاں سکھائی جاتی ہیں''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عزیز نوجوانو آپ ان نوجوانوں کی مثال سامنے رکھیں جن کا ذکر سورہ کہف میں آیا ہے۔ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى وہ ایک نوجوان ہی تھا جس نے دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ جس کو دنیا ابراہیم خلیل اللہ کے نام سے جانتی ہے۔ اگر صالح نوجوان چاہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ طلبہ چاہے اسکول کے ہوں یا کالج کے انہیں اپنی جوانی کی قدر و قیمت پہچاننی چاہیے اور اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو جوانی دی ہے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ وعن شبابه فيما ابلاه ان کے ہر جمعہ کا خطبہ سید اسماعیل شہیدؒ کے اس مشہور خطبہ سے شروع ہوتا تھا۔

الحمد لله على الذات عظيم الصفات سمى السمات كبير الشان جليل القدر رفيع الذكر مطاع الامر جلى البرهان فخيم الاسم غزير العلم، وسيع الحلم كثير الغفران، جميل الثناء جزيل العطاء مجيب الدعاء عميم الاحسان سريع الحساب شديد العقاب اليم العذاب عزيز السطان، ونشهدان لااله الا الله وحده لاشريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله۔

یہ ان کی اہل حدیث تحریک سے محبت کی دلیل ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے تمام اہل حدیث مساجد کے امام اپنے جمعہ کے خطبہ کی شروعات اسی سے کرتے تھے۔ خطبہ کے بعد آپ پابندی کے ساتھ سورہ 'ق' کی تلاوت کرتے سورہ 'ق' کی تلاوت کس انداز میں فرماتے تھے اس کے بارے میں ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں۔ سورہ ق کی تلاوت اس طرح فرماتے تھے کہ تیسری چوتھی جماعت کے طلبہ کے دلوں میں ایک ایک آیت کریمہ اترتی جا رہی ہو۔ خطیبانہ انداز میں سورہ کریم کی تلاوت آواز کے زیر و بم اور سر اور ہاتھ کے اشاروں کے ذریعہ اس سورہ کی ایسی تفسیر فرماتے تھے جیسے ابھی ابھی اس سورہ کا نزول ہو رہا ہو اور اسی کے ترغیبی اور ترہیبی مضامین مردہ دلوں کو زندہ کر رہے ہیں۔ (بحوالہ عدد خاص)

والدؒ کے قرآن کی تلاوت کے سلسلہ میں یہ ذکر کر دینا غیر مناسب نہیں ہوگا کہ آپ تراویح کے دوران بھی ایسے انداز میں قرآن کی تلاوت کرتے کہ جہاں عذاب الٰہی کا ذکر ہوتا وہاں آواز میں رقت طاری ہو جاتی اور جہاں بشارت ہوتی وہاں لہجے میں خوش کا ارتعاش ہوتا۔ یہ انداز ایک عرصہ بعد شیخ شریم حفظہ اللہ کی تلاوت میں دیکھنے کو ملا۔ شیخ موصوف اپنی سسکیوں پر بمشکل قابو پاتے ہیں لیکن والدؒ فوراً اپنے جذبات پر قابو پا لیتے تھے۔

والدؒ کا خطاب ہر موضوع پر ہوتا تھا۔ موضوع چاہے جو بھی ہو آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کے ساتھ ان کی تقاریر میں عربی اور اردو کے اشعار ضرور ہوتے تھے۔ مثلاً اگر دار العلوم کے طلبہ سے ان کا خطاب ہوتا تو ان کے خطاب میں امام شافعی کا یہ شعر۔

شكوت الى وكيع سوء حفظى فاوصانى الى ترك المعاصى
فان العلم نور من الله ونور الله لا يعطى لعاصى

ترجمہ: میں نے اپنے استاد وکیع سے اپنے خرابی حافظہ کی شکایت کی تو انھوں نے گناہوں کو چھوڑنے کی وصیت کی کیونکہ علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور گنہگاروں کو نہیں عطا کیا جاتا اور پھر دولت پر علم کی فضیلت بتاتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضينا قسمة الجبار فينا لنا علم وللجهال مال

فان المال يفنى عن قريب وان العلم باق لا يزال

ترجمہ: ہم اللہ تعالی کی تقسیم پر راضی ہیں۔ ہمارے لئے علم اور جاہلوں کے لئے مال ہے اور مال جلد ہی فنا ہونے والا ہے اور علم ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

ایک طالب علم واقعی علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے اندر کیا خصوصیت پیدا کرنی چاہیے اور اس سلسلے میں فارسی کی یہ رباعی پڑھتے۔

علم را ہرگز نہ یابی تانہ داری شش خصال

ذوق وافر فہم کامل جمع خاطر کل حال

شفقت استاد باید ہم سبق گیری مدام

لفظ راتحقیق خوانی تا شوی صاحب کمال

اگر ان کا خطاب توحید پر ہوتا تو حالیؒ کے ابیات پڑھتے:

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق

زباں اور دل کی شہادت کے لائق

اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

اسی کے فرماں اطاعت کے لائق

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ

جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اگر ان کی تقریر کا موضوع سیرت ہوتا تو یہ اشعار ضرور پڑھتے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مرادیں غریبوں کی برلانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا

وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے در گذر کرنے والا

بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفاسد کا زیروزبر کرنے والا
قبائل کو شیر وشکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

اگر ان کی تقریر کا موضوع مسلمانوں کے عام حالات ہوتے تو علامہ اقبال کا یہ شعر ضرور ہوتا۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

اتحاد ملت پر اگر گفتگو ہوتی تو یہ اشعار پڑھتے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی قرآن بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اگر ان کا عوامی خطاب شرک وبدعات پر ہوتا تو مسدس کا یہ بند پڑھتے۔

کرے غیر گربت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والدؒ کے خطاب کی خاص بات یہ تھی کہ ان کا خطاب توحید و رسالت یا شرک و بدعات یا کسی بھی موضوع پر ہوتا وہ اپنی ساری بات بغیر کسی مسلک کا نام لئے قرآن اور احادیث نبویہ کے حوالے سے کہہ جاتے تھے۔ ان کے جلسوں میں ہر مسلک کے لوگ شوق سے شریک ہوتے اور غیر ارادی طور پر خود بہ خود اپنی کوتاہیوں کی اصلاح کر لیتے اور یہی اہل حدیث کے سرخیل مولانا سید اسماعیل شہید اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کا دعوتی انداز تھا۔

الحمدللہ والد محترمؒ کی حیات کے تمام گوشے روشن اور منور ہیں۔ بنیادی طور پر وہ کتاب وسنت کے داعی تھے اور ان کی جدوجہد کا محور یہی تھا۔ بایں ہمہ تمام مکاتب فکر میں وہ عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے اور ان کی مجلسوں میں خطاب کے لئے بصد احترام مدعو کئے جاتے تھے۔ وہ ہر جگہ منہج سلف کی ترجمانی کرتے لیکن انداز ایسا ہوتا کہ بلاکم وکاست اپنی بات اور اپنا پیغام بھی پہنچا دیتے اور کسی کے دل کو ٹھیس بھی نہ پہنچتی۔ خطابت میں اسلوب اور پیش کش کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور بیشک والد محترمؒ ان تمام خوبیوں سے آراستہ تھے لیکن از دل خیزد بر دل ریزد والی کیفیت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب خطیب کی آواز محض اس کے حلقوم سے نہ نکلتی ہو بلکہ اس کا تعلق اس کے اندرون سے ہو اور وہ دل کی آواز ہوتی ہے۔ والد محترمؒ اسی خلوص کے پیکر تھے اور یہی وہ چیز ہے جو دیگر میدانوں کی طرح میدان خطابت میں بھی انھیں دوسرے بہت سے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔

(ترجمان دہلی: ۱۵ رمئی ۲۰۱۶ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی رحمہ اللہ

حیات اور درخشاں کارنامے

وفات: جون ۱۹۹۹ء

اشفاق سجاد سلفی

جن اعاظمِ رجال اور علمی ودعوتی شخصیات نے علم ودعوت کی خدمت وآبیاری کی، دینی وعصری مدارس وکالجز اور معاہد ومکاتب کا قیام فرمایا، اور ضلعی، صوبائی اور مرکزی جمعیتوں سے وابستگی اختیار کر کے ملت وجماعت اور جمعیت کی آب پاشی کی، ان میں ایک بہت بڑا نام ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی بن ڈاکٹر محمد فرید رحمہما اللہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید عبدالحفیظ کا تعلق ایک بڑے اور معزز خانوادے سے تھا، ان کے گھر میں شیخ الکل علامہ سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کے ارشد تلامذہ مہمان ہوا کرتے تھے، اور ان کے والد محترم جناب ڈاکٹر محمد فریدؒ ایک سیاسی لیڈر اور پیشہ سے ڈاکٹر ہونے کے باوجود ان لوگوں کی خدمت کو اپنے لئے بہت بڑا اشرف سمجھتے تھے۔ رئیس متکلمین علامہ عبدالعزیز محدث رحیم آبادی (صاحب حسن البیان فیما فی سیرۃ النعمان) رحمہ اللہ نے خرابی صحت اور جسمانی نقاہت وکمزوری کی وجہ سے جب مدرسہ احمدیہ، آرہ کو دربھنگہ منتقل کر کے چلانا شروع کیا، تو ڈاکٹر محمد فرید نے ان کا بھرپور ساتھ دیا، اور ان کے ذہن ودماغ میں دارالعلوم احمدیہ سلفیہ کی تعمیر وترقی کا جو خاکہ تھا، ان کی تکمیل انہوں نے فرمائی، اور پوری زندگی ادارہ کی تعمیر وترقی کے لئے وقف کر دی۔ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ کا قیام اور ڈاکٹر سید محمد فرید کی اس کی تعمیر وترقی کے لئے کی گئی کوشش پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر محمد لقمان سلفی حفظہ اللہ (بانی ونگراں اعلی جامعہ امام ابن تیمیہ، بہار) رقم طراز ہیں کہ ''دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کی تاسیس کے ذکر کی مناسبت سے دوسرا نام نامی ڈاکٹر محمد فرید صاحبؒ کا آتا ہے، جو حضرت والا مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کے خاص معتقدین اور تلامذہ میں سے تھے، نہایت متبع قرآن وسنت اور صالح مردمومن تھے۔ حضرت والاؒ نے مدرسہ احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ بہار کی آبیاری اور نگرانی کے لئے انہی کا انتخاب کیا، اور انہیں سرزمین پٹنہ سے لا کر دعوت وجہاد کی قیادت وسیادت کے لئے دربھنگہ شہر میں بسایا۔ حضرت والا کی نگاہِ دوربین کا انتخاب صدفیصد صحیح تھا۔ جناب ڈاکٹر سید محمد فرید صاحبؒ نے مدرسہ احمدیہ اور پھر دارالعلوم سلفیہ کی ترقی کے لئے دن رات ایسی کوشش کی کہ وہ اپنی ذات کو بھول گئے، اور اس راہ کی تمام تکلیفوں کو برداشت کرتے ہوئے کاروان دعوت وتعلیم کو پوری خوش اسلوبی کے ساتھ آگے بڑھاتے رہے۔ چنانچہ چند ہی سالوں میں دارالعلوم اسلام کا تناور اور بارآور شجر بن گیا، اور اس مرکز اسلام سے جوق در جوق علماء وفضلاء نکل کر پھیلتے چلے گئے'' (کاروان حیات: ۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ انہوں نے صوبائی جمعیت اہل حدیث، بہار کو قائم کرانے اور اس کے پلیٹ فارم سے نہایت کامیاب اجتماعات کرانے میں اہم رول ادا کیا۔ ڈاکٹر سید محمد فرید کا انتقال ۲۴؍رمضان ۱۳۷۰ھ کو ہوا۔

اسی اہم شخصیت (ڈاکٹر محمد فرید) کے گھر ۱۹۱۶ھ (۱۳۳۴ھ) میں محترمہ نور النساء کے بطن سے ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی نے جنم لیا۔ گھر کا ماحول تو پہلے ہی سے علمی اور دعوتی تھا، پڑھنے لکھنے کے لائق ہوئے تو تعلیم کا آغاز کر دیا۔ والد محترم ایک ڈاکٹر اور سیاسی لیڈر تھے، مگر اس سے کہیں زیادہ جماعتی اور ادبی لیڈر و رہنما بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ڈاکٹر کا بیٹا ہونے کے باوجود تعلیم کا آغاز کتاب مقدس ''قرآن کریم'' کے حفظ سے کرتا ہے، آج کے کسی ڈاکٹر یا ایم ایل اے کا بیٹا ہوتا تو نہ معلوم کس مہنگے اسکول کا طالب علم ہوتا!۔

قرآن کریم کے حفظ کی تکمیل دو اساتذہ کرام حافظ فضل اللہ اور حافظ عبید الرحمن رحمہا اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے کی۔ اس کے بعد باپ کے اشراف میں رواں دواں ادارہ ''دار العلوم احمدیہ سلفیہ'' میں داخل ہوئے، اور ایک محنتی، ذہین اور لائق و فائق طالب علم کی حیثیت سے کبار اساتذہ کرام، جیسے مولانا علی اصغر چھپروی، مولانا عبدالغفور جیراجپوری، مولانا محمد اسحاق آروی اور مولانا محمد عثمان ازہری رحمہم اللہ سے علوم و فنون کی تحصیل کی، اور ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں فراغت حاصل کی۔ آپ کے دار العلوم احمدیہ سلفیہ کے ساتھیوں میں ایک سے بڑھ کر ایک اہل علم تھے، جن میں سے ایک مولانا شمس الحق سلفی، بہاری (شیخ الحدیثؒ) بھی تھے۔

مشہور قلم کار و محقق شیخ عزیر شمس اپنے والد بزرگوار کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ ''فارغین کی تعداد اس سال سات افراد پر مشتمل تھی، جنہیں ان کی علمی صلاحیت اور قابلیت کی بناء پر آج تک ''سبعہ سیارہ'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مرحوم (مولانا شمس الحق سلفی) کے علاوہ ان کے ساتھیوں میں ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی، مولانا مصلح الدین جیراجپوری، مولانا عبدالخالق (راجشاہی)، مولانا عبدالودود گیاوی، مولوی محمد زکریا دربھنگوی، قاری عرفان دمکاوی شامل تھے'' (ماہنامہ محدث، بنارس، اکتوبر ۱۹۸۷ء)

آخری سال میں ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی کی جماعت میں پہلی پوزیشن تھی، مسلم اہل حدیث گزٹ دہلی (جنوری ۱۹۳۷ء) میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ کے فارغین کی ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے، اس میں ناموں کی ترتیب کلاس میں پوزیشن کے اعتبار سے ہے، اور ایک نمبر پر نام ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی کا ہے، البتہ اس میں بعض ناموں کے ساتھ جگہ کی نسبت اوپر کے اقتباس میں مذکور نسبت سے مختلف ہے، اس میں نام یوں درج ہیں: ''مولوی حافظ عبدالحفیظ گیاوی، مولوی حافظ محمد مصلح الدین اعظم گڑھی، مولوی محمد شمس الحق دربھنگوی، مولوی عبدالخالق راجشاہی، مولوی عبدالودود گیاوی، مولوی محمد زکریا دربھنگوی، مولوی محمد عرفان مرشد آبادی''۔

ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی نے دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد علم طب کی تحصیل کی طرف توجہ دی، اور سب سے پہلے شفیع مسلم ہائی اسکول، لہریا سرائے (دربھنگہ) میں داخلہ لے کر میٹرک پاس کیا، اس کے بعد یونیورسٹی آف ٹرافیکل میڈیسین، کلکتہ سے ایل ٹی ایم کیا، ایل ایم پی اور ایم بی بی ایس کی ڈگریاں دربھنگہ میڈیکل کالج سے حاصل کیں۔ ایم آر سی پی کے لئے انگلینڈ جانے کا ارادہ کر چکے تھے کہ والد صاحب کا انتقال ہو گیا، جس کی وجہ سے گھریلو ذمہ داریوں کے علاوہ دار العلوم احمدیہ سلفیہ کا سارا بار گراں آپ کے کندھوں پر آ گیا، اور آپ انگلینڈ جانے سے قاصر رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میڈیکل کی تعلیم کی تکمیل کے بعد طبابت ہی کو ذریعہ معاش بنایا اور شہر دربھنگہ اور اس کے مضافات میں ایک ماہر طبیب کی حیثیت سے شہرت پائی۔ آپ غریب اور نادار مریضوں کو ان کے چہرے کی لکیر پڑھ کر ان کی غربت و افلاس کے لحاظ سے ہلکی اور کم قیمت کی دوا لکھتے تھے، اور اللہ جل شانہ مریض کو اسی دوا پر شفاء عطا کرتا تھا۔ غریب مریضوں سے صرف جائز فیس لیا کرتے تھے، اور کبھی کبھی مریضوں کی دوا تشخیص کرنے کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر دم بھی کر دیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی کی خدمات ہمہ جہت اور مہتم بالشان ہیں، ان کی سب سے بڑی خدمت دارالعلوم احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ کی آبیاری ہے۔ ڈاکٹر محمد فرید نے دارالعلوم کی خدمت وتعمیر کی ذمہ داری ان پر ڈال کر وفات پائی، تو انہوں نے ادارہ کی تعمیر وترقی اور اس کی خدمت وآبیاری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اپنی ساری صلاحیتیں لگا دیں۔ آپ ۱۲ اگست ۱۹۵۱ء کو نظامتِ علیا کے منصب عظیم پر فائز کئے گئے، اور تا وفات اس کے خادم رہے۔ آپ نے اپنے والدِ بزرگوار کی کس قدر جانشینی کی، اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے دارالعلوم احمدیہ سلفیہ کے قدیم استاذ اور ڈاکٹر صاحب کی عملی زندگی کے چشم دید گواہ مولانا محمد اشفاق سلفی لکھتے ہیں کہ ''آپ اپنے والد کے صحیح اور سچے جانشیں ثابت ہوئے، اور دارالعلوم کے ایک عظیم سپوت اور مایہ ناز فارغ کی حیثیت سے اپنی ماں طرح، مادر علمی کی تادم زیست خدمت کی، اس کی صوری ومعنوی ترقی کی راہ میں اپنا تن من دھن لگا دیا، اپنی راحت وآرام کو خیر باد کہہ دیا، بہت سی اصلاحات کیں، تعلیمی وظائف بڑھائے اور جدید شعبوں کا اضافہ کیا'' (عدد خاص، ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی: حیات وخدمات: ۳۸۔۳۹)

آپ نے دارالعلوم کے تعارف واستحکام کے لئے ملکی وغیر ملکی کئی دورے کئے، اس سے پیشہ طبابت یقیناً متاثر ہوتا ہوگا، مگر اس کی آپ نے کوئی پرواہ نہ کی، آپ نے دارالعلوم کے سایہ بہ سایہ کئی عصری وطبی اسکول وکالج قائم کیا۔ ۱۹۶۵ء میں آپ نے بچوں اور بچیوں کی ابتدائی تعلیم کی مضبوطی کی خاطر ''سلفیہ اسکول'' قائم کیا، جہاں چوتھی کلاس تک مخلوط تعلیم ہوتی ہے، اور پانچویں سے دسویں تک لڑکے اور لڑکیوں کا سیکشن الگ ہے۔ آپ ایک بڑے اور ماہر ڈاکٹر بھی تھے، اس لئے آپ نے مدارس وجامعات سے فارغ ہونے والے طلبہ کے لئے بالعموم اور دارالعلوم احمدیہ سلفیہ سے فراغت حاصل کرنے والے طلبہ کے لئے بالخصوص ''سلفیہ یونانی میڈیکل کالج'' قائم کیا، اور اس کا الحاق بہار یونیورسٹی، مظفر پور سے کرایا۔ الحمدللہ اس کالج سے مسلم لڑکے اور لڑکیاں خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں، جنہیں کورس کی تکمیل کے بعد بی یو ایم ایس کی ڈگری دی جاتی ہے۔ آپ نے قوم مسلم کے بچوں اور بچیوں کی ترقی کے لئے ''ملت کالج''، دربھنگہ کی تاسیس کی، تاکہ وہاں سے فیض پانے والے مسلم لڑکے اور لڑکیاں غیر مسلم لڑکے اور لڑکیوں کے قدم سے قدم ملا کر چل سکیں، اور عصری تعلیم کا فقدان ان کی تعلیم وترقی کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ یہ کالج ایک مدت دراز تک آپ ہی کی زیر نگرانی ونظامت میں چلتا رہا، بعد میں حکومت کی تحویل میں چلا گیا۔

آپ نے بہار میں قائم کئی اداروں کی سرپرستی فرمائی، جن میں مدرسہ اصلاح المسلمین، پٹنہ، مدرسہ **دارالتکمیل**، مظفر پور، اور مدرسہ احمدیہ، بیرا گنیا (سیتامڑھی، بہار) وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے کئی ملی تنظیموں، جمعیتوں اوراداروں سے منسلک ہوکران کے استحکام اور منصوبوں کی تکمیل میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے بانی ممبروں میں سے تھے، اور کئی سالوں تک اس کے نائب صدر بھی رہے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مجلس منتظمہ کے بھی رکن رہے، اور ہمیشہ اس کی میٹنگوں میں شرکت کرتے تھے۔ اسی طرح ایک لمبی مدت تک صوبائی جمعیت اہل حدیث، بہار کے امیر کے منصب پر فائز رہے، اور بہار کی جماعت کو منظم کرنے میں نا قابل فراموش رول ادا کیا۔ آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث، ہند کے رکن بھی رہے، بلکہ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۹ء تک اس کے امیر رہے، اور مرکزی جمعیت نے آپ کی علمی وفکری اور قائدانہ صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا۔ یادگار مجلہ اہل حدیث، دہلی میں آپ کے تعارف میں یوں تحریر ہے: ''بہ حیثیت صدر کانفرنس جماعت کی ترویج وترقی کے لئے آپ کی انتھک کوششوں کو احبابِ جماعت ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ بہ حیثیت خادم جماعت، حامی کتاب وسنت اور خادم دین متین ملک وملت اور جماعت کے لئے آپ کی دی گئی قربانیاں نا قابلِ فراموش ہیں'' (حوالہ مذکورہ: ۲۴۷)

اللہ جل شانہ نے محترم ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی کو متنوع صلاحیتوں سے نوازا تھا، آپ ایک مفکر تعلیم تھے تو ایک مدبر ودانشور بھی، آپ ایک اعلیٰ درجے کے منتظم تھے، تو لاثانی کردار کے حامل مربی ومشرف بھی، آپ ایک حاذق طبیب تھے، تو ایک کہنہ مشق داعی الی اللہ اور خطیب بھی۔ آپ کی تقریریں بڑی شگفتہ اور دل نشیں ہوا کرتی تھیں، اکثر آپ کا موضوعِ سخن اور عنوانِ خطابت ''توحید'' اور اس کے متعلقات ہوا کرتے تھے۔ آپ بڑے بڑے جلسوں، کانفرنسوں اور سیمیناروں میں مدعو کئے جاتے تھے، اور شخصیت ومنزلت کے حساب سے آپ کو عزت دی جاتی تھی۔ دربھنگہ میں آپ کی شخصیت پروقار ومتفق علیہ تھی۔ ہر جماعت کے لوگ آپ کو اپنا رہنما اور امام مانتے تھے۔ اس کی وجہ یہ بھی کہ آپ توڑنے کی بجائے جوڑنے کا کام زیادہ کرتے تھے۔ اپنی زبان وکردار سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے تھے۔ ملانے کے لئے اور آپسی شیرازہ بندی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ بقول مولانا محمد خورشید عالم مدنی (پٹنہ) ''جب کبھی کسی بستی کے متعلق خبر ملتی کہ وہاں کے افراد اختلاف باہمی کے شکار ہیں، یا ان کا دامنِ توحید رسم ورواج اور شرک وبدعت کے کانٹوں میں الجھ چکا ہے، تو تلملا اٹھتے اور اساتذہ دارالعلوم پر مشتمل ایک وفد اصلاح حال کے لئے فوراً روانہ کرتے'' (عدد خاص، ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی: حیات وخدمات: ۵۱)

ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی ان شخصیات میں سے ایک ہیں، جنھوں نے ازہر ہند دارالحدیث رحمانیہ، دہلی کی زیارت کی تھی، اور معائنہ رجسٹر میں اپنے تاثرات قلمبند کئے تھے۔ آپ نے ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء کو زیارت کی تھی، اور زیارت کے بعد جو تاثر لکھے تھے، وہ ادارہ کے نقیب وترجمان ''رسالہ محدث'' دہلی کے نومبر ۱۹۳۸ء کے شمارہ میں شائع ہوئے تھے، وہ اس طرح ہیں:

''آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی شرکت کے لئے ۲۸/مارچ (۱۹۳۷ء) کو علی گڑھ پہنچا، وہاں پہنچ کر دارالحدیث رحمانیہ کی محبت نے مجھے مجبور کیا کہ میں دہلی سے بھی ہو آؤں۔ دارالحدیث دیکھنے کے بعد مجھے بے حد مسرت ہوئی۔ دارالحدیث معنوں میں دین متین کی خدمتیں انجام دے رہا ہے۔ میں پہلے طلبہ کے کمروں میں گیا۔ صفائی سے کمروں کو مزین پایا۔ طلبہ بھی مجھ سے بہت اخلاق سے ملے۔ اس کے بعد طلبہ کی کسرت دیکھی۔ اس کے لئے بھی ایک خاص استاد مقرر ہیں۔ دارالحدیث کا یہ کارنامہ قابلِ صد تحسین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وستائش ہے کہ روحانی تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی تعلیم کا بھی انتظام کیا ہے۔ دارالحدیث کے مہتمم جناب شیخ عطاء الرحمن صاحب سے ملا۔ ان کے اخلاق کریمانہ کا شکریہ کسی طرح ادا نہیں ہوسکتا۔ ایک طالب علم نے عربی قصیدہ پڑھا اور چہل حدیث مع ترجمے کے سنائی، اس کے بعد ایک لڑکے نے فضیلت قرآن پر مختصر اور جامع تقریر اردو زبان میں کی۔

غرضیکہ دارالحدیث ''قرآن وحدیث'' کا ایک پھلتا پھولتا چمن ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب شیخ صاحب کو عمر خضری عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین!!!''۔

سید عبدالحفیظ سلفی گیاوی

ایڈیٹر مجلہ سلفیہ

لہریا سرائے، دربھنگہ، تاریخ ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء

(تاریخ وتعارف، مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ، دہلی: ۲۴۰۔۲۴۱، از شیخ اسعد اعظمی)

آپ کو پیشہ طبابت، دارالعلوم احمدیہ سلفیہ اور اس سے ملحق اداروں کی نظامت وسرپرستی، اور ملی وجماعتی تنظیموں اور جمعیتوں سے انسلاک وتعلق کی وجہ سے تصنیف وتالیف کا موقع نہیں ملا، البتہ لکھنے پڑھنے کی رب ذوالجلال نے اچھی صلاحیت عطا فرمائی تھی، آپ پوری زندگی مجلہ ''الہدیٰ'' کے مدیر مسئول رہے، اور اس میں علمی وفکری مقالات ومضامین لکھتے تھے۔

آپ کا ہمارے علاقہ (جھارکھنڈ) سے گہرا تعلق تھا۔ جب جھارکھنڈ بہار ہی کا ایک حصہ تھا، اور آپ صوبائی جمعیت اہل حدیث کے امیر ہوا کرتے تھے، تو آپ نے ایک صوبائی کانفرنس جھارکھنڈ کے صنعتی شہر ''ٹاٹا جمشید پور'' میں کرایا تھا، جس کے بڑے اچھے اثرات وبرکات مرتب ہوئے۔ مولانا فضل الرحمن سلفی (صاحب کتاب: مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی: حیات وخدمات) لکھتے ہیں کہ ''جمشید پور میں صوبائی جمعیت اہل حدیث، بہار کے اجلاس کے موقع پر جناب کیف پرتاب گڑھی، منظور حسن اور مولوی محمد اسماعیل صاحبان وغیرہم نے جب یہ بات سامنے رکھی کہ یہاں اہل حدیثوں کی نہ کوئی مسجد ہے، اور نہ ہی کوئی ایسی جگہ خاص ہے، جہاں جمعیت کے افراد مل بیٹھ سکیں، تو جناب ڈاکٹر صاحب لوگوں سے مشورہ کرنے کے بعد ''آزادنگر'' تشریف لے گئے، اور وہاں چند زمینوں کو دیکھ کر ایک اچھا سا پلاٹ پسند کیا، اور مولوی اسماعیل صاحب کو اس کا ذمہ دار بنایا، چنانچہ بعد میں مولوی صاحب موصوف نے کلکتہ وغیرہ کا دورہ کیا، رقم اکٹھا ہوئی اور الحمدللہ ''آزادنگر'' میں زمین حاصل ہوگئی، اور اب وہاں ایک مسجد بھی تعمیر ہوچکی ہے''۔ (عدد خاص، ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی: حیات وخدمات: ۱۳)

ملک وملت اور جمعیت وجماعت کے اس بے لوث خادم نے ۸۳ رسال کی عمر پاکر ۸ رجون ۱۹۹۹ء منگل کو وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال وخدمات کو قبول فرمائے، بشری لغزشوں سے درگزر کرے، اور جنت بریں میں داخل کرے، آمین!!

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا حکیم ابوالحسن عبیداللہ صاحب رحمانی کشمیری رحمہ اللہ/ رائے بریلی یوپی

حیات وعمل کے درخشاں پہلو

وفات: ۲۴/جنوری ۲۰۰۴ء

مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی

جماعت اہل حدیث کے بےلوث خادم، بےباک مقرر اور حق گو اور جرأت مند عالم دین حکیم عبیداللہ صاحب کشمیریؒ سے ہر کس وناکس واقف ہے، گورا مکھڑا، طویل قامت، دراز سینہ، بارعب چہرہ، کشمیری وجاہت وعلمی وقار، بلند آواز، بےباک وجرأتمند لب ولہجہ۔ آپ کا پیدائشی وطن حقیقت میں ہمارے آبائی وخاندانی وطن علاقہ بڑھنی، سدھارتھ نگر، یوپی کا مشہور گاؤں دودھونیاں بزرگ ہے، جسے مفسر قرآن مولانا عبدالقیوم رحمانی کے وطن مالوف ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ لیکن بعد میں آپ کے والد ماجد مولانا عبدالرحمن صاحب ڈوکمی تلمیذ میاں صاحب کے رائے بریلی متوطن ہوجانے کی وجہ سے آپ کا خاندان رائے بریلی کا ہو رہا۔ اور پھر کافی عرصے تک کشمیر میں تعلیم وتدریس کی وجہ سے کشمیری کا بھی لاحقہ جڑ گیا۔ حکیم صاحب میرے کوئی ڈائرکٹ درسگاہ کے استاذ نہیں اور نہ میں نے ان سے کوئی کتاب پڑھی ہے البتہ دوران تعلیم معہد التعلم الاسلامی جوگابائی دہلی ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۷ء استاذ محترم مولانا عبدالحمید رحمانی نے آپ کو دہلی بلا کر اپنے مذکورہ ادارہ میں اہتمام وانصرام کی ذمہ داریاں سونپی تھیں اور آپ ہم طلباء کے ہاسٹل میں کچھ دنوں تک قیام پذیر تھے۔ اس فترہ میں مجھے حکیم صاحب کو دیکھنے اور ملاقات کے ساتھ خدمت کرنے کا بہت موقع ملا، میں چھوٹا اور کم عمر تھا اس لئے پانی لانا، کمرہ صاف کرنا، سیب کاٹنا وغیرہ جیسے کام کے لئے حکیم صاحب مجھے ضرور آواز دیتے۔ اسی خدمت اور بارہا آمد ورفت کی وجہ سے مجھے آپ سے بہت کچھ سننے سیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملا، کبھی کبھار آپ کے خطوط یا کچھ نوٹس وغیرہ بھی صاف کردیا کرتا تھا اور کبھی کبھی حکیم صاحب مجھے کچھ تعلیم وتربیت اور حفظ وفہم اسباق کے متعلق اپنے تجربات اور علم کی روشنی میں بہت ساری نصیحتیں اور مفید ہدایات سے بھی نوازتے رہتے تھے، اور مجھے ایسا لگتا تھا کہ آپ ایک استاذ سے آگے میرے مربی اور معلم ہیں اور فی الحقیقت آپ کے غیر درسی فیضان علم اور تجربات زندگی نے مجھے جتنا مہمیز کیا شاید کہ کوئی اور دوسری چیز کرسکی ہو اور اس پر مزید یہ کہ جب آپ نے میرے وطن کے بارے میں پوچھا تو قربت اور انسیت اور بھی بڑھ گئی اور ایسا لگا کہ خاندان کا کوئی عظیم بزرگ اپنے ایک نونہال کی تعلیم وتربیت اور ترقی کے لئے بےحد فکرمند ہے۔ میری معمولی خدمتوں پر حکیم صاحب نے نقد تعاون اور انعامات کے ساتھ ہمیشہ نیک اور بلند دعائیں بھی دیں شاید آج جو کچھ بھی میں ہوں انہیں بزرگوں کی تعلیم اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اور میں آپ کو ایک عظیم مربی سمجھ کر اپنے اساتذہ کی فہرست میں ایک نام کے اضافے پر فخر محسوس کر رہا ہوں۔ رب العالمین غریق رحمت فرمائے اور آپ کی خدمات اور جہود سے ملک وملت کو بھرپور فائدہ پہنچائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذیل میں استفادہ وفیضیابی کے اس عظیم رہنما کی خدمات وسوانح حوالہ قرطاس ہے امید کہ قارئین کرام کے لئے نفع بخش اورعبرت آموز ہوگا۔ وماتوفیقی الاباللہ۔

نام ونسب: مولانا پروفیسر حکیم ابوالحسن عبیداللہ رحمانی رائے بریلوی کشمیری بن مولانا ابوالنعمان عبدالرحمن خان ڈوکی بن محمد یعقوب۔(حکیم طب یونانی میں مہارت کی وجہ سے، رحمانی دارالحدیث رحمانیہ دہلی کی طرف نسبت کرتے ہوئے، کشمیری کشمیر میں کئی سال اقامت، تدریس، اورمطب کرنے کی وجہ سے، اوررائے بریلوی اس لئے کہ آپ کے والد مولانا ڈوکی صاحب ضلع بستی سے ہجرت کرکے رائے بریلی چلے گئے تھے اوروہیں قیام پذیر ہوگئے تھے اورحکیم صاحب بھی آخری عمر میں وہیں جاکر رہنے لگے تھے آپ کے بچے آج بھی رائے بریلی میں آباد ہیں)

تاریخ ومقام پیدائش: آپ کی ولادت آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر عبدالحمید خان کے قول کے مطابق ۱۹۳۲ء ہے اور مقام پیدائش رائے بریلی ہے (کاروان سلف ۳۱۰/۲) تاہم حکیم صاحب کے ایک انٹرویو شائع شدہ محدث بنارس مارچ ۱۹۸۴ء کے حساب سے آپ کا خود بیان ہے کہ میری پیدائش ۱۹۲۰ء یا ۱۹۲۱ء میں موضع دودھونیاں متصل بڑھنی بازار، ضلع سدھارتھ نگر (بستی) میں ہوئی اوریہی بات صاحب البیت ادریٰ بمافیہ کے حساب سے راجح معلوم ہوتی ہے۔

خاندانی پس منظر: ۱۔ آپ کا خاندان اصلاً اٹوابازار سے قریب موضع ڈوکم نزدکھنڈسری بازار ضلع بستی (حال سدھارتھ نگر) کا ایک مشہور اورزمیندار خاندان تھا۔

۲۔ آپ کے والد اور دادا دونوں شرک وبدعت میں ڈوبے ہوئے تھے اور بریلویت زدہ تھے پورے علاقے میں سب سے بڑا تعزیہ آپ کے یہاں بنتا تھا اور دادا یعقوب بہت بڑے آلھا گانے والے تھے۔

۳۔ اللہ کے فضل سے ایک حنفی عالم دین میاں عباداللہ کی تعلیم وتربیت کے نتیجہ میں تعزیہ داری سے آپ کے والد بیدار ہوئے اورایک دفعہ تعزیہ وغیرہ بھی توڑکر اپنی قوت ایمانی کا مظاہرہ کیا۔

۴۔ آپ کے والد صاحب اپنے گھریلو اورعلاقے کے مشرکانہ ماحول سے اکتاکر ایک دن چپکے سے علم کی تلاش میں گھر سے نکل گئے اورمختلف مدارس کی خاک چھانتے ہوئے دہلی پہنچ گئے اوروہاں میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کی بارگاہِ علم وعرفان میں حاضر ہوئے اورپھر میاں صاحب سے فیضیاب ہوکر وطن واپس لوٹے۔

۵۔ آپ کے والد صاحب کے اساتذہ میں میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ کے علاوہ مولانا عبداللہ غازی پوری، مولانا محمد بشیر سہسوانی، اورشیخ حسین بن محسن یمانی وغیرھم جیسے اساطین علم تھے۔

۶۔ مولانا عبدالرحمن ڈوکیؒ اپنے علم وفضل، صلاحیت منہج وعقیدہ اوردعوت اہل حدیث وفروغ سلفیت کے لئے پورے برصغیر میں صف اول کے علماء میں شمار کئے جاتے تھے، ضلع بلرام پور (قدیم گونڈہ) کی مشہور بستی شنکر نگر وبھیکم پور کے افراد آپ ہی کی وجہ سے اہل حدیث ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۔ آپ کے والد صاحب کئی برسوں تک میاں صاحب کے مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد دار الہدیٰ یوسف پور اور جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈا نگر نیپال میں بھی پڑھاتے رہے۔ ۱۹۳۰ء میں رائے بریلی چلے گئے اور دعوت وتبلیغ کے ساتھ وہاں مدرسہ محمدیہ کی بنیاد ڈالی اور برسوں وہاں مسلک اہل حدیث کو پروان چڑھایا۔

۸۔ ڈوکمی کے دوسرے بیٹے حکیم عبید الرحمن صاحب تھے جو گاؤں دودھونیاں میں مقیم تھے اور بڑھنی میں مطب کرتے تھے اللہ نے آپ کے ہاتھ میں بڑی شفا دے رکھی تھی، میں نے بھی کئی بار آپ سے دوائیں لی ہیں۔

۱۷/اکتوبر ۱۹۹۶ء کو دودھونیاں ہی میں آپ کی وفات ہوئی اور یہیں مدفون ہوئے، تیسرے لڑکے آپ کے محمد نام کے تھے جو آزادی کے وقت پاکستان ہجرت کر گئے تھے اور وہیں جا کر آباد ہو گئے۔

تعلیم وتربیت: ۱۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا عبد الرحمن صاحب ڈوکمی سے گھر پر ہی حاصل کی۔

۲۔ کچھ دنوں کے بعد جامعہ رحمانیہ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں تیسری جماعت میں داخلہ لیا، مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری اور مولانا نذیر احمد املوی وغیرہ سے کسب فیض کے بعد دونوں بزرگوں سے چھٹی جماعت (عالمیت) کی سند لی۔ اس کے بعد ہی آزادی کے خونچکاں حادثہ میں رحمانیہ سورش کا شکار ہو کر بند ہو گیا۔

۳۔ تکمیل علم کے لئے آزادی کے بعد جماعت کے مشہور عالم دین مولانا ابو القاسم سیف بنارسی کے مدرسہ سعیدیہ دار انگر تشریف لے گئے اور وہاں سیف بنارسی اور دیگر اساتذہ سے بقیہ فنون کی تکمیل کی۔ اور ۱۹۴۸ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

۴۔ فراغت کے بعد اپنے والد ماجد مولانا عبد الرحمن ڈوکمی (متوفی ۱۹۵۲ء) سے برابر استفادہ کرتے رہے اور اس طرح میاں صاحب کے علوم سے آشنائی ملی۔

۵۔ کچھ سالوں تک درس وتدریس کا فریضہ انجام دینے کے بعد ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۵ء تک طبیہ کالج لکھنؤ میں علم طب کی تکمیل کی اور طب یونانی میں مہارت پیدا کر لی اسی وجہ سے آپ کو حکیم صاحب بھی کہا جاتا ہے۔

مشاہیر اساتذہ: ۱۔ آپ کے والد ماجد مولانا عبد الرحمن ڈوکمی (متوفی ۱۹۵۲ء) (تلمیذ میاں سید نذیر حسین ومولانا محمد بشیر سہسوانی وحافظ عبد اللہ غازی پوری رحمہم اللہ)۔ ۲۔ شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری (متوفی ۱۹۹۴ء) ۳۔ جامع المعقول والمنقول مولانا نذیر احمد املوی (متوفی ۱۹۶۵ء) ۴۔ مولانا ابو القاسم سیف بنارسی (متوفی ۱۹۴۹ء) ۵۔ مولانا عبد الآخر بنارسی بن مولانا محمد سعید محدث بنارسی، (متوفی ۱۹۸۳ء)، ۶۔ مولانا عبد الکبیر بنارسی کا نام بھی بعض اہل علم نے آپ کے اساتذہ میں لکھا ہے مگر یہ قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ مولانا عبد الکبیر بنارسی کی وفات ۱۹۱۳ء میں ہو چکی تھی اور کشمیری صاحب کی پیدائش اس کے بعد ہے۔

۷۔ طب کے اساتذہ میں حکیم عبد الحلیم صاحب، ۸۔ حکیم خواجہ شمس الدین صاحب، ۹۔ حکیم عبد المعید صاحب، ۱۰۔ حکیم شکیل احمد صاحب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

تدریسی، دعوتی واصلاحی خدمات: ۱۔ مدرسہ سعیدیہ سے فراغت کے بعد ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۵۱ء تک اپنے اساتذہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا سیف بنارسی اور شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی کے مشورے سے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڈھ سے وابستہ ہو گئے اور مسلسل تین سال تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

۲۔ ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۵ء میں طب یونانی کی تکمیل کے بعد ۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۱ء کل پانچ سالوں تک لکھنؤ کے طبیہ کالج میں لیکچرار کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

۳۔ ۱۹۶۱ء میں سرسار کشمیر میں واقع طبیہ کالج میں بحیثیت پروفیسر وابستہ ہو گئے اور تین سالوں تک وہاں پروفیسر آف اناٹومی اینڈ سرجری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

۴۔ طبیہ کالج کشمیر کے بند ہو جانے سے سروس ختم ہو گئی تو وہیں پر آپ نے محلّہ منورہ آباد میں مطب شروع کر دیا اور اس کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا کام چلتا رہا۔

۵۔ درمیان میں کئی مرتبہ جیل میں بھی (ایمرجنسی ۱۹۷۱ء کی اور اس سے پہلے) بند رہے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

۶۔ ۱۹۸۵ء میں ہمارے استاذ گرامی مولانا عبدالحمید رحمانی نے آپ کو اپنے قائم کردہ ادارہ معہد التعلیم الاسلامی دہلی بلا لیا، آپ یہاں کم وبیش دو سالوں تک ادارے کو پروان چڑھاتے رہے اور یہیں پر مجھے دوران طالب علمی آپ کی خدمت کے ساتھ آپ سے بہت کچھ سیکھنے، سننے اور سمجھنے کا موقع ملا۔ حکیم صاحب اسباق کی تیاری وحفظ وعربی تعلیم میں مزید ترقی کے لئے اچھے مشورے دیتے تھے اور مجھ حقیر کو اپنے تجربات وہدایات سے ہر دم فیض پہنچاتے تھے اور اکثر وبیشتر سواد سلف میں ہی لایا کرتا تھا اور خوب خدمت پر لگا رہتا تھا بڑے متقی، پرہیزگار اور بارعب انسان تھے۔

۷۔ ۱۹۸۷ء میں آپ مولانا مختار احمد ندوی کی خواہش اور طلب پر جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں چلے گئے اور تین سالوں تک محمدیہ طبیہ کالج میں بحیثیت طبیب آپ نے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۹۰ء میں جب میرا داخلہ مدینہ منورہ میں ہوا اور انٹرویو دورہ کے لئے مشائخ کرام مالیگاؤں آئے تو وہیں پر دوبارہ حکیم صاحب سے ملاقات ہوئی اس وقت آپ کی صاحبزادی بھی بنات کے شعبہ سے منسلک تھیں۔

۸۔ ۱۹۹۰ء کے بعد آخری عمر تک وطن مالوف رائے بریلی میں مقیم رہے اور یہیں سے دعوت وتبلیغ کے لئے پورے ملک کے دورے کرتے رہے تا آنکہ ۱۹۹۷ء میں فالج کا اٹیک ہوا اور صاحب فراش ہو گئے۔

۹۔ ملک کے مختلف علاقوں میں دورے کے ساتھ خاص طور پر بہار کے مدھوپور اور وہاں کے ضلع جامتاڑا اور مضافات کی بستیوں میں کئی کئی دنوں تک قیام پذیر رہتے خاص طور پر منکرین حدیث کے رد اور سنت کے دفاع اور اثبات میں آپ کی تقریریں بڑی دلچسپی سے سنی جاتی تھیں، خاص طور پر مدھوپور اور پرنی گھاٹی میں منکرین حدیث کے خلاف آپ کی للکار اور دندان شکن تقریر آج بھی لوگوں کو یاد ہے۔ فجزاء اللہ احسن الجزاء۔

۱۰۔ آپ کے والد ماجد صاحب کی دعوت وتبلیغ اور مناظرانہ قابلیتوں کی وجہ سے شنکر نگر ضلع بلرام پور ومضافات کے لوگ اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث ہوئے تھے اس لئے حکیم صاحب کا رشتہ اہل شنکر نگر سے بے حد مضبوط تھا۔آپ کی وہاں پر آمد ورفت رہا کرتی تھی اور کئی کئی دنوں تک آپ قیام فرمایا کرتے تھے شنکر نگر کے لوگ آپ کو'بابو' یا بڑے بھیا کے نام سے پکارتے تھے، وہاں تعلیم وتربیت اور منہج سلف کے فروغ اور استحکام میں آپ کا بڑا ہی اہم رول ہے۔

۱۱۔آپ ایک اچھے اور بے باک مناظر تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبردست قوت مناظرہ سے مالا مال فرمایا تھا چنانچہ مختلف مقامات میں آپ نے جماعت حقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے کئی مناظرے کئے۔جن میں پہلا مناظرہ ۱۹ سال کی عمر میں مولانا لیاقت حسین اور دیگر پانچ معاون علماء کے ساتھ علم غیب کے موضوع پر پرتاپ گڈھ کے ایک گاؤں کریمن پور میں کیا تھا مناظرہ کامیاب رہا، بریلوی مناظر کو شرمناک شکست اٹھانی پڑی اور کافی لوگوں نے اس باطل عقیدے سے توبہ کیا۔

دوسرا مناظرہ منکرین حدیث کے ساتھ جودھ پور میں ہوا تھا وہاں بھی آپ پہنچے اور پوری قوت سے فریق مقابل پر غالب رہے اور شکست تک پہنچا کے دم لیا اللہ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔

۱۲۔مسئلہ خلافت کسی زمانے میں ایک بڑا موضوع بحث تھا اور تحریکی فکر وخیال کے لوگ بالخصوص اہل تشیع اور اس کے پروردہ ایران نواز علما اس میں بڑے سرگرم رہا کرتے تھے اور خلیفہ وخلافت کی بحث میں اہل سنت اور محدثین علماء کے صحیح منہج فکر پر نکیر کرتے ہوئے حضرات صحابہ کرام کو بھی طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے تھے، ایران کے بعض شیعہ علماء نے جب یہ مسئلہ اٹھایا تو حکیم صاحب اس کے بالمقابل کھڑے ہو گئے مسلسل ایک سال تک تحریری مناظرہ چلتا رہا بالآخر شیعہ علماء نے اس باب میں حکیم صاحب کی طرف سے پیش کئے گئے دلائل اور آپ کے قوت استدلال کی وجہ سے بہت سارے حقائق کا اعتراف بھی کر لیا۔

۱۳۔جماعت اسلامی جب وجود میں آئی تو اس کے سنہرے اور بلند بانگ نعروں میں آپ بھی گرفتار ہو گئے اور برسوں جماعت اسلامی کی حمایت وتائید کرتے رہے جس کی وجہ سے بہت سے اہل حدیثوں نے جماعت اسلامی سے ناطہ جوڑ لیا لیکن کافی عرصہ کے بعد جب جماعت اسلامی کی الیکشن میں شرکت اور اپنے منشور سے انحراف اور شیعہ وغیر شیعہ سب کو یکساں سمجھنے جیسی حرکتیں سامنے آنے لگیں تو آپ نے ان کی اصلیت پہچان لی اور مکمل طریقے سے برات کا اعلان کر دیا اور ان کی منہجی خامیوں اور سیاسی شعبدہ بازیوں کی قلعی کھولنے کے لئے ایک کتاب بھی لکھ ڈالی''اسلامی سیاست یا سیاسی اسلام'' اس کا نام رکھا یہ کتاب بے حد مقبول ہوئی اور جماعت اسلامی کے سیاسی چہرے اور غیر شرعی اصولوں سے لوگوں کو مکمل آشنائی حاصل ہوئی۔

۱۴۔کشمیری مسلمانوں کی ایک عوامی تحریک میں حصہ لینے اور حکومت کے ظالمانہ رویے پر تنقید کرنے کی وجہ سے آپ کو ملازمت چھوڑنے کے ساتھ جیل کی ہوا بھی کھانی پڑی۔اسی طرح ۱۹۷۱ء کی ایمرجنسی میں سات ماہ تک جیل میں بند رہے اور پھر رہا کئے گئے، اندرا گاندھی کی نافذ کردہ ایمرجنسی کے زمانے میں بڑے بڑے جلسوں میں حکومت کے موقف کے خلاف تقریریں کیں۔اسے 'اُمرجنسی' کہا کرتے تھے، بہت آزمائشوں سے گزرے مگر پایہ ثبات میں لغزش نہ آئی اور ہر طرح سے محفوظ رہے جیل میں بھی دعوت واصلاح کا کام جاری رکھتے اور اپنے جلالی رعب وشوکت نیز علم وتجربہ کی وجہ سے اپنے نیک مقاصد میں ہمیشہ کامیاب رہتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ آپ ایک بہترین قلمکار تھے کئی تصانیف اور رسالے آپ کے شائع ہوئے تھے جن میں ۲/دو رسالے بے حد مقبول ہوئے۔ ا۔ اسلامی سیاست یا سیاسی اسلام جو جماعت اسلامی سے برأت کے اعلان کے بعد تحریر کیا گیا تھا۔ ۲۔ عاشورہ محرم، یوم عید یا یوم غم وماتم؟ آخر الذکر کتاب کا ایک نسخہ ہمارے پاس بھی موجود ہے جو جامعہ رحمانیہ کاندیولی ممبئی سے طبع ہو کر کئی بار تقسیم کیا جا چکا ہے۔

حکیم صاحب اہل علم کی نگاہ میں: مولانا عبدالرؤف صاحب ندوی رقمطراز ہیں: پروفیسر عبیداللہ صاحب رائے بریلوی اپنے والد محترم کی طرح جید عالم تھے، بہت ہی ذہین وفطین، حاضر جواب مناظر تھے، زندگی کا ہر لمحہ اعلائے کلمۃ اللہ واحیائے سنت رسول اللہ اور ہدایت خلق اللہ میں گذارا۔ نہایت جری، بے باک اور شجاع تھے، وعظ وتقریر میں منفرد تھے واضح اور مدلل گفتگو کرتے، اللہ کے سوا کسی کا ڈر، خوف ان کے دل میں نہ تھا، عزیمت واستقامت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، سادہ مزاج تھے، کھانے پینے اور لباس میں کسی قسم کا تکلف نہیں تھا، خلیق، ملنسار، بلند کردار اور قوم کے سچے ہمدرد تھے، ہر اعتراض کا دندان شکن جواب دیتے تھے، (کاروان سلف ۳۰۹/۲)

استاذ گرامی مولانا عزیز عمر سلفی آپ کی خبر وفات پر آپ کو ہندوستان کے نامور، عہد ساز اور بے باک عالم دین کا خطاب دینے کے ساتھ لکھتے ہیں کہ ''حکیم صاحب مرحوم ہندوستان کے ان چند گنے چنے مشاہیر اور ولی صفت لوگوں میں سے تھے جن کے وجود پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے''۔ (نوائے اسلام دہلی فروری ۲۰۰۴ء)

درحقیقت حکیم صاحب ایک بے باک اور حق گو عالم دین اور صاحب تقویٰ، ایمان کے ساتھ ایک بڑے عظیم مجاہد، جری اور مصلح تھے جن کی خدمات وجہود کے اثرات ملک کے کونے کونے میں برسوں تک محسوس کئے جائیں گے۔

بیماری اور وفات: ۱۹۹۷ء کے آس پاس آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور صاحب فراش ہو گئے اور اس طرح ایک طویل علالت کے بعد ۲۵/جنوری ۲۰۰۴ء کو اسی بیماری میں وطن مالوف رائے بریلی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اور ۸۴ سال کی عمر گذار کر مالک حقیقی سے جا ملے دوسرے دن ۲۵/جنوری کو بعد نماز ظہر تجہیز وتکفین عمل میں آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اللھم اغفرلہ وارحمہ واسکنہ الفردوس۔

پسماندگان میں چار لڑکیاں اور ایک صاحبزادے ہیں، بیٹے عبدالحمید صاحب حکیم وڈاکٹر ہیں اور رائے بریلی ہی میں مطب کرتے ہیں اور والد صاحب کے نقش قدم پر دعوت وتبلیغ کا بھی فرض منصبی انجام دیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایمان واستقامت کے ساتھ منہج ومسلک کا مضبوط سپاہی بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

مراجع ومصادر: ا۔ ماہنامہ محدث بنارس مارچ ۱۹۸۴ء۔ **۲**۔ کاروان سلف جلد دوم ص ۳۰۸۔ **۳**۔ تراجم علمائے اہل حدیث، خالد حنیف ۳۱۹/۱۔ **۴**۔ اضلاع بستی وگونڈہ میں میاں صاحب کے تلامذہ، عبدالمنان سلفی۔ **۵**۔ نوائے اسلام، فروری ۲۰۰۴ء۔ **۶**۔ علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی، حیات وخدمات: از ابوالقاسم فاروقی ص ۲۰۲۔ **۷**۔ دامن کوہ میں از اشفاق سجاد تیمی ص ۳۱۴۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک عہد ساز شخصیت

مفتی فیض الرحمن فیض رحمہ اللہ

وفات: دسمبر ۲۰۰۴ء

مولانا مشتاق احمد ریاضی

عالم شہیر، فاضل جلیل، محقق دوراں، بحر العلوم مفتی فیض الرحمن فیضؒ علیہ ہندوستان کے ایک مایہ ناز علمی وعبقری شخصیت تھے افسوس کہ موصوف ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۴ء کو اپنے آبائی شہر مئو میں اللہ کے پیارے ہوگئے۔ انا للہ وإنا الیہ راجعون۔ آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔ مفتی صاحبؒ آسمان علم کے آفتاب وماہتاب تھے۔ برصغیر ہندو پاک کے مقتدر علماء ان کی علمی بصیرت، فقاہت وثقاہت کے معترف تھے مفتی فیض صاحب کے چشمہ فیض سے سیراب ہونے والے ہزاروں علماء ان کی علمی زندگی کی زندہ یادگار ہیں۔

انہوں نے اپنی حیات مستعار کو خدمت حدیث کے لئے وقف کر دیا تھا، بلکہ اسلامیان ہند ان کے علمی وفقہی مشوروں سے ہمیشہ فیضیاب بھی ہوتے رہیں گے۔ ان کے فتاوے ان کی زندگی میں ہی ان کے لائق وفائق فرزند مولانا مشتاق احمد ریاضی حفظہ اللہ نے مرتب کر دیا تھا جو چارسو صفحات پر مشتمل ہے۔ جو عوام وخواص میں شرف قبولیت پا کر خراج تحسین حاصل کر رہا ہے۔

زیر نظر مشمولات ان کی حیات وخدمات پر ہے جس کو مولانا مشتاق احمد صاحب ریاضی نے مفتی صاحبؒ کی حیات میں ہی ترتیب دے دیا تھا جو نہایت ہی اہم علمی سوانحی خاکہ ہے۔ اختصار کے ساتھ افادہ عام کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے مفتی صاحبؒ جیسی عبقری ونکتہ رس اور عہد ساز شخصیت کی حیات وخدمات پر بھرپور علمی کام انجام دیا جائے۔ آخر میں ہم ان کے اہل خانہ، ان کے متعلقین وعزیز واقارب سے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کے علمی کارناموں کو صدقہ جاریہ بنائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ (نوائے اسلام)

••••••••••••••••••••

آپ جس خاندان میں پیدا ہوئے وہ مئو کا نامور علمی خاندان شمار کیا جاتا ہے جس کا سلسلہ آپ کے پردادا ملا محمد حسام الدین رحمہ اللہ سے شروع ہوتا ہے۔ ملا صاحب کے والد جمال الدین عرف جمن کے حالات زندگی معلوم نہ ہوسکے بجز اس کے کہ ان کے والد چندن مئو ناتھ بھنجن سے پورب نسّو پور کے ٹھاکر خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور نسّو پور کے ٹھاکروں میں سے جو لوگ اسلام قبول کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قصبہ مئو چلے آئے تھے آپ ان میں سے ایک تھے۔ اولاً آپ اورنگ آباد عیدگاہ کے پچھّم دریائے ٹونس کے کنارے مکان بنوا کر رہتے تھے لیکن ہر سال برسات کے موسم میں سیلاب جیسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ آخر تنگ آ کر وہاں سے محلہ قاضی دامونپورہ منتقل ہو گئے اور یہیں آپ کی اولادیں پھلیں اور پھولیں۔

آپ کا نام فیض الرحمن کنیت ابوالنعمان اور تخلص فیضؔ ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ فیض الرحمن بن مولوی احسان اللہ بن مولانا محمد احمد بن ملا حسام الدین ابن جمال الدین ابن چندن۔

ولادت: آپ کی ولادت ۱۵/ شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ کو بوقت شب محلہ پٹھان ٹولہ قصبہ (شہر) مئوناتھ میں آپ کی دادی ہال میں حافظ عبداللہ صاحب کے بھائی مولانا عبدالوارث صاحب کے شاگرد رشید ملا صاحب کے لڑکے مولانا شبلی صاحب کے مکان میں ہوئی۔ مولانا شبلی صاحب آپ کے والد مولوی احسان اللہ صاحب کے ہم سبق بھی تھے۔

ایام طفولیت کا دو سال محلہ پٹھان ٹولہ میں گذارا۔ اس درمیان آپ کے والد مولوی احسن اللہ صاحب نے محلہ کادی پورہ میں ایک زمین خرید کر مکان بنوالیا تھا جہاں آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ منتقل ہو گئے۔

آپ نے قرآن ناظرہ جناب حافظ عبدالرشید صاحب نابینا ساکن محلہ اورنگ آباد مئو کے پاس پڑھا اور انہیں کے پاس قرآن حفظ کرنا شروع کیا لیکن ابھی کچھ ہی حفظ کیا تھا کہ حافظ صاحب مدرسہ فیض عام سے الگ ہو گئے۔ اس کے بعد جناب حافظ عبدالعزیز صاحب محلہ برتلے جو ملا محمد حسام الدین صاحب کی بہن کے پوتے تھے کے پاس تقریباً تین پارہ حفظ کیا پھر جناب حافظ عبدالرحمن صاحب برادر میاں جی عبدالرب صاحب محلہ حافظ آباد (موجودہ فخرالدین پورہ) کے پاس مزید چار پارہ حفظ کیا، اس طرح آپ نے کل سات پارہ حفظ کیا تھا پھر حفظ چھوڑ کر مدرسہ فیض عام مئو میں اپنے دادا مولانا محمد احمد صاحب کے زیر سایہ فارسی کی پہلی وغیرہ مولوی مشتاق احمد شوقؔ کے سبق رہ کر پڑھیں پھر اپنی ذہانت وحفظ کی وجہ سے ایک سال آگے نکل کر گلستاں و بوستاں کے اسباق میں مولوی حسین احمد بن مولانا عبداللہ صاحب شائق کے ہم سبق ہو گئے۔ آپ نے مئو کے مشہور فارسی داں منشی عبدالکریم صاحب سے مدرسہ فیض عام میں اخلاق محسنی، سکندر نامہ وغیرہ پڑھیں پھر عربی کی ابتدائی تعلیم مولانا عبدالرحمن صاحب حسن مکھا اول (باغیچہ) کے پاس شروع کی اور جماعت ثانیہ میں مفسر قرآن مولانا عبدالقیوم صاحب بستوی بھی آپ کے ہم سبق ہو گئے۔ جماعت ثالثہ میں بلوغ المرام قاری عبدالسبحان صاحب سے اور کافیہ وشرح جامی وقدوری کا درس مولانا عبدالرحمن صاحب سے لیا، انہیں سے تہذیب وشرح تہذیب بھی پڑھی۔

اسی سال یعنی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء میں آپ کے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ جس کے معاً آپ پر کالرا کا شدید حملہ ہوا اور آپ قریب المرگ ہو گئے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جانبر ہوئے تو پیچش نے آگھیرا۔ اس طرح آپ مہینوں بیمار رہے جس کی وجہ سے آپ کا تعلیمی سلسلہ تقریباً ایک سال تک منقطع رہا۔ پھر آپ نے پانچویں جماعت سے دوبارہ پڑھنا شروع کیا تو دوبارہ مولانا مشتاق احمد شوقؔ صاحب کے ہم سبق ہو گئے، اب آپ کے ساتھی مولوی فیض الحسن فضا ابن فیضیؔ و حکیم مولوی نعیم الحق بلیاوی و مولی رضا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن بستوی ومولانا عبدالعزیز عمری ہیں۔آپ نے ان کی معیت میں جماعت خامسہ سے سابعہ تک کی تعلیم حاصل کی اور سلم العلوم، ملا حسن، میر زاہد ملا جلال، رسالہ میر زاہد، حمداللہ وترمذی شریف اپنے استاذ مولانا عبدالرحمن صاحب باغچہ سے اور متنبی، حماسہ وسبعہ معلقات نیز مقامات حریری کے ساتھ توضیح تلویح اورنسائی شریف کا درس اپنے استاذ مولانا عبداللہ صاحب شائق سے لیا اور مشکوۃ شریف مکمل وابوداؤد شریف نیز معقولات میں شرح ہدایۃ الحکمت واصول حدیث میں نزہۃ النظر اپنے دادا مولانا محمد احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ فیض عام سے پڑھیں، مقامات کے کچھ اسباق اپنے دادا سے اور معلقات کے کچھ مقامات مولانا محمد احمد ناظم صاحب سے پڑھا، پھر صحیحین وتفسیر کی کتابیں پڑھنے کے لئے آپ کے جدامجد مولانا محمد احمد صاحب نے آپ کو مدرسہ سعیدیہ بنارس بھیج دیا جہاں مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسیؒ رحمہ اللہ علیہ کا درس جاری تھا۔ یہاں آپ کے ہم سبق مولانا عبدالمبین صاحب منظر بستویؒ صاحب سبیل الرشاد وعقائد الاسلام وتصانیف عدیدہ ومولوی محمد نعمان صاحب کوپا گنجی ومولی افسر علی ومولوی شمس الدین مرشد آبادی وغیرہ تھے۔آپ نے سیف بنارسیؒ سے صحیح بخاری شریف مکمل ومسلم شریف مکمل اور تفسیر القرآن بکلام الرحمن مصنفہ مولانا ابوالوفا ثناءاللہ صاحب امرتسری کو سبقاً سبقاً پڑھا۔سند اجازت لینے کے وقت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری بھی موجود تھے۔ چنانچہ آپ کی ذہانت وصلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے شفیق استاذ مولانا سیف بنارسیؒ نے مولانا ثناءاللہ صاحب سے بھی آپ کو سند اجازت دینے کے لئے کہا تو موصوف نے آپ سے تفسیر القرآن بکلام الرحمن سے متعلق بہت سارے سوالات پوچھے،سوال وجواب کا سلسلہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔اس درمیان آپ سے حدیث کے متعلق بھی مختلف سوالات کئے گئے اور جب مولانا امرتسریؒ نے آپ کو ہر طرح سے جانچ لیا تو مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسیؒ کی جاری کردہ محدثین کے طرز کی سند اجازت پر ہی مولانا بنارسی کی دستخط کے نیچے اپنے قلم سے لکھا۔''اذنت له فی التدریس هاانا ابوالوفاثناءالله الامرتسری'' اس طرح آپ نے مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسیؒ ومولانا ابوالوفاء ثناءاللہ صاحب امرتسری سے بیک وقت سند اجازت حاصل کی جو اپنے وقت میں آسمان علم پر آفتاب و ماہتاب کی حیثیت رکھتے تھے۔

دوران تعلیم آپ کی ذہانت وفقاہت اورمسائل کے اخراج واستنباط کا حال دیکھ کر آپ کے لائق استاذ خود آپ کی کنیت ابوالنعمان رکھی تھی اورسند مذکور میں گرانقدر توصیفی کلمات سے آپ کو نوازا ہے۔ چنانچہ مولانا نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ امتحنته مرارا فوجدته بارعاً فی کل فن جو آپ کی لیاقت وصلاحیت کا بھرپور اعتراف ہے۔

بنارس میں آپ کا قیام جناب محمد علی سردار مرحوم محلہ پٹھانی ٹولہ کے یہاں سردار صاحب کی تعمیر کردہ مسجد میں رہا اور طعام کا انتظام خود سردار صاحب کے یہاں رہا۔سردار صاحب کے کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی صرف بچیاں فاطمہ خاتون وعائشہ تھیں جنہیں آپ نے دوران تعلیم قرآن ناظرہ وکچھ اردو کی کتابیں پڑھائیں۔

سردار صاحب کی مسجد پر قیام کے دوران یہ دستور رہا کہ بعد نماز مغرب مصلیان اکثر وبیشتر آپ کے گرد جمع ہوجاتے اور آپ سے مسائل وفتاوے دریافت کرتے۔ یہ سلسلہ عشاء تک جاری رہتا اور کبھی کبھی عشاء بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہتا۔آپ کے محترم استاذ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے ان حالات سے بخوبی واقف رہتے تھے اور آپ کو خصوصی نصیحت کیا کرتے تھے اور آپ سے بے حد خوش رہتے تھے۔ اس طرح فراغت سے پہلے ہی آپ نے اپنے استاد کے زیر سایہ رہ کر افتاء کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

فراغت کے بعد آپ نے ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں جب آزادی کا آندولن شباب پر تھا اپنے وطن مالوف مئو کی طرف کوچ کیا اور بنارس سے مئو آنے والی آخری ٹرین سے آپ مئو پہنچے اس کے بعد پندرہ دن تک مئو اور بنارس پندرہ دن تک مئو اور بنارس کے بیچ ٹرین بند رہی۔

آپ کے وطن واپسی کے بعد بھی مولانا سیف بنارسیؒ سے آپ کے بڑے والہانہ تعلقات رہے اور آپ کے اور مولانا بنارسیؒ کے درمیان ان کی زندگی بھر خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ جن میں اکثر و بیشتر موضوع علمی رہا کرتا تھا۔

تدریس: چونکہ آپ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے اور مئو کی مقتدر شخصیت مولانا محمد... صاحب کے زیر سایہ تھے، اس لئے فراغت کے بعد مئو آ کر اپنے کاروبار کے ساتھ جماعت اہل حدیث و اہل حدیث مدارس کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔ چنانچہ قاسم پورہ بازار کی مسجد میں جمعہ آپ نے ہی قائم کیا تھا اور پہلی جمعہ کی نماز آپ ہی نے پڑھائی تھی۔ آپ کی زندگی قرآن و حدیث کی خدمات میں صرف ہوگئی مشہور دینی ادارے مدرسہ فیض عام مئو، دارالحدیث مئو، مدرسہ فیض عام مٹیا کونہ، مدرسہ عربیہ۔۔۔ دارالہدیٰ بیر بھوم، مدرسہ انوار العلوم پرساعماد بستی، جیسی عظیم دینی درسگاہوں میں اپنے فیض کو جاری رکھا۔ اس طرح آپ نے درس و افتاء کا جو سلسلہ ۵۶ء و ۵۹ء سے شروع کیا تھا وہ عرصہ چالیس پینتالیس سال تک جاری رہا ۱۹۹۰ء میں فالج کا شکار ہو کر مسلسل آرام کرنے لگے۔

آپ کے بعض اوصاف: آپ مزاج و اوصاف میں اپنے دادا کے بہت حد تک مماثل تھے عہد جوانی میں کشتی کا شوق رہا۔ مزاج میں خودداری ہے آپ نے ۱۹۵۶ء سے ۱۹۷۳ء کا زمانہ بڑی تنگ دستی میں گزارا لیکن کبھی کسی کے سامنے جھکنا پسند نہ کیا اور بڑے بڑے اہل اقتدار و مالدار لوگوں کے ناجائز دباؤ کو پائے استغناء سے ٹھوکر مار دیتے تھے۔ اللہ کے خالق و رازق ہونے پر کامل اعتماد نے آپ کو ایک جگہ کی مدرسی کے ختم ہوتے ہی دوسری جگہ کام پر لگا دیا، مئو میں مدرسی کے دوران بہت سے مالدار اراکین مدرسہ آپ سے چاہتے تھے کہ مولانا میری دوکان پر شام کو تشریف رکھا کریں تاکہ ہم لوگ بھی مولانا سے کچھ مسئلے پوچھ کر جانکاری حاصل کیا کریں لیکن آپ نے اپنی عزت کے باوجود کبھی اس کو پسند نہ کیا بلکہ تدریس و افتاء کے بعد جو کچھ وقت ملتا اس کو بال بچوں کے ساتھ رہ کر گزارتے۔

آپ سادہ لباس اور سادی زندگی پسند کرتے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ حلال رزق کمایا اور حرام سے پرہیز کیا چنانچہ ایسے لوگوں کی دعوت میں آپ شریک نہیں ہوتے تھے جن کے بارے میں آپ کو کسی طرح بھی معلوم ہوجاتا کہ ان کا کام سود بیاج کا یا دھارے وغیرہ کا ہے یعنی ان کی کمائی میں حرام رزق شامل ہے، بسا اوقات لوگوں کو اس سے تکلیف بھی محسوس ہوتی لیکن آپ نے کبھی اس بارے میں کسی کی پرواہ نہ کی چنانچہ شادی بیاہ میں یا کبھی آپ خود نکاح پڑھانے کے لئے لوگوں نے مدعو کیا اور آپ کو معلوم ہوگیا کہ جس شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے یہاں نکاح پڑھانا ہے اس کا پیسہ حلال نہیں ہے تو آپ نے نکاح پڑھا کر بنا کچھ کھائے پیئے وہاں سے چل دیا اگرچہ لوگوں نے اصرار کیا لیکن آپ کے پائے استقامت میں کبھی لغزش نہیں آئی۔

آپ کی تصنیفات: ۱۔ الجواب السداد: اس کتاب کا پورنام الجواب السداد لھفوات صاحب العناد ہے۔ یہ کتاب مولانا عبدالجلیل صاحب سامرودیؒ کے ٹریکٹ مسمیٰ ''مسلمانوں کے ایمان وعقائد کو برباد کرنے وثنائی ترجمہ واس کے اغلاط'' کا جواب ہے۔

۲۔ انجکشن: اس رسالہ کا پورا نام انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ درحقیقت مدرسہ فیض عام مئو کے رمضان المبارک سے متعلق اشتہار میں انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جانے کے فتویٰ پر بار بار زور دینے کے بعد اس کی تردید میں لکھا گیا ہے۔

۳۔ چالیس حدیثیں: یہ رسالہ جو چالیس احادیث رسول ﷺ پر مشتمل ہے، آپ کی بڑی بہو آمنہ خاتون کے ۱۹۷۵ء میں انتقال کے بعد آپ کے بڑے لڑکے (میرے بڑے بھائی) حاجی ارشاد احمد صاحب کے اصرار پر آپ نے تحریر کیا ہے جسے حاجی صاحب نے برائے ایصال ثواب چھپوا کر تقسیم کیا۔ اس رسالہ میں رزق حلال، قرضدار کا ہدیہ، سودخور کا عذاب، دنیا کی پوزیشن، حرص دنیا، قلت مال، مال کا باعث فتنہ ہونا وغیرہ مسائل سے متعلق احادیث رسول کا ذکر ہے اور مومن کی توجہ آخرت کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔

۴۔ قربانی: اس کتاب میں ذی الحجہ وقربانی کے منتخب مسائل پر عالمانہ ومحققانہ بحث کی گئی ہے۔

۵۔ آئینہ تحقیق: یہ رسالہ درحقیقت آپ کی تصنیف کردہ کتاب قربانی میں بھینس سے متعلق معترضین کے اعتراضات کا مسکت جواب ہے۔

۶۔ حیات وممات: یہ رسالہ آپ نے ۱۴۰۶ھ میں تصنیف کیا ہے، مومن اپنی زندگی کس طرح گذارے، بیماری وصحت کی حالت میں عمل خیر، مصیبت پر صبر اور اس کا اجر، عیادت مریض اور اس کے متعلقات، مریض کے ساتھ حسن سلوک، حقوق کی ادائیگی، غضب، قرض، زندگی کے آخری اعمال توبہ واستغفار ووصیت جیسے مسائل پر مختصراً بحث کی گئی ہے۔

۷۔ قرۃ العینین: اس کتاب کا پورا نام قرۃ العینین باحادیث رفع الیدین ہے۔

(نوائے اسلام دہلی، جنوری ۲۰۰۵ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبدالوہاب خلیل الرحمن صدیقی رحمہ اللہ

وفات: جولائی ۲۰۰۶ء

مولانا مطیع اللہ حقیق اللہ مدنی

ضلع سدھارتھ نگر کا دور افتادہ گاؤں بھٹ پرا یقیناً جماعتی تاریخ میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ وہاں بڑی پیاری اور دل آویز شخصیت گذری ہے جس کو ادب واحترام کے پیش نظر پورا علاقہ ''بابا'' پکارتا تھا بلکہ انہیں ''بابائے قوم'' کہا جانے لگا۔ طلبہ، علماء اور عوام کی اس محبوب شخصیت اور بابائے قوم کا نام نامی 'مولانا خلیل الرحمن مدنی رحمانی' تھا۔

علاقہ وجوار میں علم کی روشنی پھیلانے والے اس عظیم ہستی کے کارنامے بہت ہیں۔ ایک عظیم الشان کارنامہ مدرسہ مفتاح العلوم بھٹ پرا کی تاسیس اور تاعمر اس کی خدمت اور اپنے ہاتھوں لگائے ہوئے اس شجر علم وفن کی آبیاری ہے۔ اس مدرسہ کی بدولت خطہ میں علم وتعلیم کو فروغ حاصل ہوا اور بہت سے وہ اہل علم پیدا ہوئے جن کی ابتدائی تعلیم اسی مذکورہ مدرسہ میں ہوئی۔

بابائے قوم مولانا خلیل الرحمن صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کا تربیتی انداز بڑا پیارا اور نرالا تھا۔ نہ جانے کتنے غریب ونادار طلبہ کی مکمل کفالت کرتے تھے۔ طلبہ ان کے مدرسہ سے جب مئو وبنارس کا رخ کرتے تب بھی وہاں پہنچ کر ان کی خبر گیری کرتے تھے اور ان کی کفالت کا بار اٹھاتے اور ان طلبہ پر اپنی محبتیں نثار کرتے تھے۔ جود وسخا اور مہمانوں کی مہمان نوازی ان کی فطرت میں داخل تھی۔ وہ ایک باعمل عالم تھے دعوت وارشاد وعظ ونصیحت ان کا شبانہ روز کا کام تھا۔ موضع ''دولہا''، ضلع سدھارتھ نگر میں منعقد ایک دینی اجلاس میں خطاب فرمارہے تھے اس کے بعد ہی ان کی طبیعت خراب ہوئی اور حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے وہ موت کی آغوش میں چلے گئے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ جنات النعیم۔

اللہ تعالیٰ نے بابائے قوم کو صالح اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ اپنے تمام لڑکوں کو دینی تعلیم سے آراستہ وپیراستہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ مولانا بابا خلیل الرحمن رحمانیؒ کی ذریت طیبہ میں فضیلۃ الدکتور عبدالوہاب صدیقی علیہ الرحمہ ایک بڑے عالم دین اور علم وتعلیم کے میدان کے ایک سپاہی تھے۔

ڈاکٹر عبدالوہاب صدیقی نے عمر کی ۵۹ بہاریں دیکھی تھی کہ وقت موعود آن پہنچا اور وہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ذیل کی سطور میں فضیلۃ الدکتور عبدالوہاب خلیل الرحمن علیہ الرحمۃ من اللہ والغفر ان کا ایک مختصر سوانحی خواکہ پیش ہے جس میں آپ کی حیات وخدمات کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولادت اور نشوونما: ڈاکٹر صاحب موضع بھٹ پرا میں ۱۹۴۸ء میں پیدا ہوئے اور ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد محترم مولانا خلیل الرحمن رحمانی علاقہ کے ایک باعمل عالم اور مدرسہ مفتاح العلوم بھٹ پرا کے بانی اور ناظم تھے۔ آپ اپنی توانائیاں اس مدرسہ کے ذریعہ نونہالان قوم وملت کی دینی وتعلیمی تربیت میں صرف کررہے تھے۔ آپ کے پھوپھا شیخ الحدیث عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک جید عالم دین تھے جو علم کے ساتھ عمل میں حد درجہ فائق وممتاز تھے۔ آپ نے پوری زندگی درس وتدریس، تصنیف وتالیف، خدمت کتاب وسنت اور دعوت وارشاد کی راہ میں وقف کررکھا تھا۔ وہ بجا طور پر شیخ الحدیث تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم کے زیر سایہ مدرسہ مفتاح العلوم میں حاصل کیا۔ اس کے بعد مدرسہ دارالہدیٰ یوسف پور کا رخ کیا جہاں عربی درجات کی تعلیم حاصل کی۔ پھر وہاں سے جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے رخت سفر باندھا۔ جہاں عالمیت اور فضیلت کا کورس مکمل کیا۔

جامعہ سلفیہ بنارس سے فارغ التحصل ہونے کے بعد جامعہ کے اہم تصنیفی وتحقیقی شعبہ ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ میں سال بھر اپنی بساط کے مطابق خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کی خوش نصیبی کہ آپ کو فراغت کے ایک سال بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ مل گیا۔ وہاں کلیۃ الشریعۃ سے لیسانس (گریجویشن) کی ڈگری حاصل کی۔

اپنا علمی سفر جاری رکھنے کی مخلصانہ کوشش کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ آپ کو جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں دراسات علیا میں ماجستر کرنے کا موقع ہاتھ آگیا۔ ''الرد علی الرافضۃ'' نامی کتاب کی تحقیق ودراسۃ کا علمی کام سرانجام دیا جس پر آپ کو ماجستر کی ڈگری تفویض کی گئی۔

ایم۔اے کی تکمیل کے بعد آپ پی ایچ ڈی (دکتورہ) بھی جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ سے کیا۔ آپ کے دکتوراہ کے رسالہ کا موضوع تھا ''الدعوۃ السلفیۃ فی شبہ القارۃ الھندیۃ واثرھا فی الحیاۃ الاجتماعیۃ والسیاسیۃ''

۱۹۸۶ء کی بات ہے کہ جب آپ نے دکتورہ کی ڈگری حاصل کرلی مکہ مکرمہ میں ایک پرائیوٹ مدرسہ ''دارالحدیث الخیریہ'' میں مدرس کی حیثیت سے مامور ہوئے جہاں پر متعدد علوم پر طلبہ کو درس دینا شروع کیا اور اسی وقت سے لے کر اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس خدمت پر باقی تھے۔ آپ کی خدمات کے اعتراف اور تعلیم سے آپ کے انہاک کی قدر افزائی کے طور پر چند سال ہوئے آپ کو دارالحدیث الخیریہ کے مجلس تاسیسی کے ممبران میں شامل کرلیا گیا تھا۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب کی وہاں کے لوگوں کے دلوں میں ایک خاص مقام ومرتبہ حاصل ہو چکا تھا۔

۱۹۸۶ء کا ہی زمانہ ہے جب آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد مدرسہ مفتاح العلوم کی نظامت اور تمام تر دیگر ذمہ داریوں کا بوجھ ڈاکٹر عبدالوہاب اور آپ کے برادران کے کندھوں پر آیا۔ درمیان میں مدرسہ مفتاح العلوم بھٹ پرا داخلی اختلاف وانتشار کا شکار رہا۔ چند سالوں کی بحرانی کیفیت دور ہوئی اور بالاتفاق ڈاکٹر صاحب کو بار نظامت سونپا گیا جسے وہ آخر حیات تک نبھاتے رہے۔ آپ کی کاوشوں سے مدرسہ مفتاح العلوم اور اس کی تعلیمی سرگرمیاں جاری رہیں اور ہیں۔ آپ کے کارہائے نمایاں میں سے ''مرکز الدعوۃ السّلفیہ'' سوہانس بازار ضلع سدھارتھ نگر کی تاسیس بھی ہے۔ اس مرکز کو قائم کرنے میں دیگر علماء بھی شامل تھے۔ مولانا انجم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمال اثری حفظہ اللہ بھی اس میں پیش پیش تھے۔ مولانا مشتاق احمد سعیدیؒ آپ کے اصل دست راست تھے۔ شروع میں اس ادارہ سے ”خبر نامہ“ نامی مجلہ بھی کچھ دنوں تک شائع ہوا جسے مولانا انجم جمال اثری صاحب ایڈٹ کرتے تھے۔

ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب صدیقی علیہ الرحمۃ اس مرکز کے رئیس المجلس الاداری کے منصب جلیل پر قائم تھے۔ اس مرکز کے ذریعہ تعلیم ودعوت اور رفاہی اعمال کی انجام دہی کا سلسلہ قائم ہوا اس کے پلیٹ فارم سے کئی ایک مساجد کی تعمیر عمل میں آئی اور جس قدر بھی خدمات عمل میں آئیں وہ سب ڈاکٹر صاحب کی مساعی جمیلہ کی رہین منت تھیں۔

افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان دنوں مرکز الدعوۃ السلفیہ سوہانس باز اراپنی آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ اللہ کرے کہ اس کے احیاء وتعمیر کی کوئی بہتر شکل نکل آئے اور یہ ادارہ روبہ ترقی ہو کر اپنی خدمات انجام دینے میں مصروف کار ہو جائے۔

آپ نے مکہ المکرمہ کی بیش از پینتیس سالہ زندگی میں علم ودعوت کا بہت سارا کام کیا۔ جب آپ نے عملی زندگی میں قدم رکھا تو وہاں پر اردوداں طبقہ میں دعوت وارشاد کا کام کیا اور مختلف موضوعات پر دروس ومحاضرات پیش کیا۔ اسی طرح سے عربی زبان میں آپ نے دروس ومحاضرات کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے اردو خطابات کی بہت آڈیو کیسٹیں ہیں جن سے عوام مستفید ہو رہے ہیں۔

آپ نے تصنیف وترجمہ سے لگاؤ رکھا۔ آپ کی تحقیقات وتصنیفات وتراجم درج ذیل ہیں:

(۱) الرد اعلی الرافضۃ تحقیق ودراسۃ: یہ ماجستر کا رسالہ ہے۔

(۲) الدعوة السلفية فى شبه القارة الهندية واثرها فى الحياة الاجتماعية والسياسية (عربی) یہ رسالہ آپ نے دکتورہ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے تالیف کیا۔

(۳) انسان ایک عجیب مخلوق	(ترجمہ) اردو
(۴) شہادتین مفہوم اور تقاضے	(ترجمہ) اردو
(۵) مجلس میلاد کا حکم	(ترجمہ) اردو
(۶) نماز	(ترجمہ) اردو

اخلاق وخصائل: ڈاکٹر عبدالوہاب خلیل الرحمن صاحب اپنے والد محترم کی طرح بہت خلیق انسان تھے۔ آپ کا نمایاں وصف سب کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آنا تھا۔ مہمانوں کی ضیافت آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ دوسروں کی امداد وتعاون اور حاجت برآری آپ کی سرشت میں داخل تھی۔ نرم گوئی، نرم خوئی اور حلم ومتانت آپ کا شیوہ تھا۔ انہیں گوناگوں صفات کی بنا پر عزیزیہ میں آپ کا مسکن ضیوف وزائرین سے بھرا رہتا تھا۔ خصوصاً رمضان المبارک کے ماہ مبارک میں سفراء حضرات بڑی تعداد میں کثرت کے ساتھ آپ کے مکان کا رخ وقت وبے وقت کیا کرتے تھے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کبھی ماتھے پر شکن نہ لاتے تھے۔

ماہ رمضان میں نوے کی دہائی میں کثرت کے ساتھ اور اب تک ہندو پاک، بنگلہ دیش، نیپال، برما اور سری لنکا سے کثیر تعداد میں مدارس کے سفراء مکہ المکرمہ اور مدینہ وجدہ کا رخ کرتے رہے ہیں۔ مکہ المکرمہ میں سفراء کے لئے رہائش کا معاملہ سب سے پیچیدہ ہوتا تھا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبدالوہاب علیہ الرحمہ نے اس مشکل کو حل فرمایا اور شیخ محمد عبداللہ المعتاز کے حساب پر ان کے لئے رہائشی کمروں کا بندوبست کیا اور اس طرح سفراء کو ایک بہت بڑی مشکل سے نجات مل گئی اور یہ سلسلہ اب تک جاری تھا۔ صرف رہائش کا ہی نہیں بلکہ ان کے کھانے کا بھی آپ نے شیخ مذکور کے ذریعہ انتظام فرمایا۔ اس طرح ان سفراء مدارس و جامعات کو ایک اور بڑی سہولت میسر ہوئی۔

ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب کی شخصیت اس طور پر ان حضرات کے لئے ماوی وملجا کی تھی۔ فضیلۃ الشیخ محمد المعتاز آپ کی تصدیق و تعیین پر مدارس کو امداد عطا کرتے تھے۔ جو آپ ہی تقسیم فرماتے تھے۔ تصدیق و تائید کے سلسلہ میں آپ کافی سہل نگاری سے کام لیتے تھے۔ آپ کے اخلاق کی نرمی اسی کی متقاضی ہوا کرتی تھی۔

مختصر یہ کہ آپ ''الولد سر لابیہ'' کے بطور مصداق بابائے قوم کی شرافت اخلاق کے بجا طور پر وارث تھے۔ ڈاکٹر صاحب شوگر (ڈیابطس) اور ہائی بلڈ پریشر کے عارضہ میں گرفتار تھے۔ دن بدن طبیعت بگڑتی اور صحت کمزور ہوتی رہی۔ دوا علاج کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر آخری وقت آپہنچا۔ آپ باصرار طائف کے لئے مکہ سے روانہ ہوئے اور وہیں پر حرکت قلب بند ہوجانے سے آپ کا انتقال ہوگیا۔

آپ کی وفات کا یہ واقعہ ۱۹؍جولائی ۲۰۰۶ء بروز بدھ بمقام طائف پیش آیا۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں ایک بیوہ تین لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑی تھیں۔

آپ کے بڑے لڑکے محمد عبدالوہاب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کلیۃ الحدیث سے فارغ ہیں اور شادی شدہ ہیں۔ تنزی بازار میں تجارت کے ساتھ مرکز الدعوۃ السّلفیہ سے بھی وابستہ ہیں۔ دوسرے احمد عبدالوہاب كلية الشريعة واللغة العربيه رأس الخيمه الامارات فرع جامعه الامام سے فارغ اور مكتب التعاوني للجاليات للدعوة والارشاد میں دعوتی عمل پر مامور ہیں۔ تیسرے لڑکے عبدالرحمن ابھی مملکت سعودی عرب میں زیر تعلیم ہیں۔ تینوں لڑکوں بالخصوص احمد اور عبدالرحمن سے امید وابستہ ہے کہ وہ اپنے والد محترم کے صحیح وارث اور جانشین ثابت ہوں گے۔ دونوں بچے علمی قابلیت اور استعداد میں ممتاز وفائق ہیں۔

ڈاکٹر عبدالوہاب صدیقی صاحب بہت سارے مدارس و جامعات کو امداد و تعاون میں پیش پیش رہتے تھے اور بہت ساری خوبیوں کے مالک انسان تھے۔ کوئی بھی انسان کتنا ہی عمدہ خصلتوں کا مالک اور بہتر اخلاق کا حامل ہو۔ ایک فرد بشر کی حیثیت سے اس میں کوتاہیاں اور خامیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ یقیناً آپ اس سے بری نہ رہے ہوں گے۔ کوئی بھی انسان معصوم نہیں ہے الامن عصمه الله تعالیٰ۔ ڈاکٹر صاحب اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو قبول فرما کر انہیں ثواب عظیم عطا کرے اور ان کی لغزشوں اور خطاؤں سے درگذر کرے۔ آمین۔ اللهم اغفرله وارحمه وادخله الجنة۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر محمد مجیب الرحمن سلفی رحمہ اللہ/ بہار

حیات اور کارنامے

وفات: مئی ۲۰۰۹ء

ثناء اللہ صادق تیمی/ جواہر لال نہرو یونیورسٹی

انسان دنیا میں آتا ہی اس لیے ہے کہ حیات مستعار کی مختصر مدت گزار کر ابدی دنیا کی طرف کوچ کر جائے۔ لوگوں کا آنا جانا لگا ہوا ہے اور تا صبح قیامت یہ سلسلہ رہے گا لیکن کچھ جانے والے ایسے ہوتے ہیں جن کے کردار کی خوشبو اور ایمان کی نقوش انمٹ ہوتی ہے اور جو دلوں کو سوگوار کر جاتے ہیں۔ پروفیسر محمد مجیب الرحمن سلفی ایسے ہی لوگوں میں سے ایک تھے جن کی موت حادثہ سے کم نہیں۔ ؎

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

ضلعی جمعیت اہل حدیث سیتا مڑھی بہار کے امیر پروفیسر مجیب الرحمن سلفی کی شخصیت بیسویں صدی کے نصف اول یکم دسمبر ۱۹۴۱ء میں ہوئی۔ اپنے گاؤں داؤد جماعت سے متصل اردو مڈل اسکول حسن پور برہروا میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے معروف و مشہور دینی مدارس گاہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ میں داخلہ لیا اور پہلی جماعت سے لے کر فضیلت تک کی تعلیم حاصل کی۔

نام و خاندان: پروفیسر محمد مجیب الرحمن سلفی کو اللہ نے ایک دیندار صاحب اور باعزت گھرانے کا چشم و چراغ بنایا۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ محمد مجیب الرحمن سلفی بن عبدالحکیم بن عبدالرحمن بن داؤد علی۔

آپ کے والد پیشے سے کمپاؤنڈر تھے پوسٹنگ دربھنگہ میں تھی۔ نہایت دیندار اور علماء کے قدرداں تھے۔ بچوں کو اعلیٰ تعلیم سے نوازنا آپ کی سب سے بڑی خواہش تھی۔ آپ نے اپنے تمام بچوں کو بہتر تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

مثالی معلم: فراغت کے بعد آپ کو سلفیہ جونیئر اسکول کی نظامت سونپی آپ نے اس فریضہ کو ۱۹۶۵ء تک نہایت کامیابی سے انجام دیا۔ واضح رہے کہ آپ اس اسکول کے پہلے پرنسپل ہوئے۔ آپ کی فراغت ۱۹۵۸ء میں ہوئی۔ آپ کی پوری زندگی تعلیم و تدریس میں گزری۔ جونیئر اسکول کے منصب صدارت پر رہتے ہوئے آپ نے ایس ایم کالج دربھنگہ سے اکنامکس (علم معاشیات) میں ایم اے کیا اور جواہر لال نہرو کالج سرسنڈ میں اکنامکس کے لیکچرر ہو گئے۔ ۱۹۷۰ء میں آپ سائنس کالج سیتا مڑھی آ گئے۔ یہاں آپ اکنامکس کے صدر شعبہ بھی رہے اور یہیں سے ۲۰۰۱ء ریٹائر بھی ہوئے۔

ایک مثالی معلم کی تمام خوبیاں آپ کے اندر جلوہ گر تھیں۔ محبت، سادگی، ایثار، بچوں کے ساتھ شیئر کرنا آپ کی عادت تھی۔ آپ کے شاگردوں میں پروفیسر عبدالوہاب علی گڑھ، ایس این اشرف فرید اور ایس، ایم، اجمل فرید ایڈیٹر ان قومی تنظیم پٹنہ شامل ہیں۔

آپ کو اللہ نے بڑے قابل، متقی اور صاحب کردار و عمل اساتذہ سے استفادہ کا سنہری موقع میسر فرمایا۔ آپ کو شیخ سید الحفیظ سلفی، شیخ عاقل رحمانی اور شیخ ادریس آزاد رحمانی جیسے بزرگوں سے سبق لینے کی سعادت ملی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینی حمیت: آپ کی نمایاں خوبی دینی غیرت وحمیت تھی، آپ نماز کے اتنے پابند تھے کہ بیماری کے ایام میں بھی اسے فوت ہونا گوارہ نہیں کرسکتے تھے۔ دعوتی جذبہ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ شروع دور میں مضامین بھی لکھتے تھے۔ الہدیٰ دربھنگہ اور ساتھی'' وغیرہ میں آپ کے مضامین چھپا کرتے تھے آپ مسجدوں میں جمعہ کا خطبہ دینے کے ساتھ ساتھ درس قرآن اور درس حدیث کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ اخلاقی عظمت میں آپ سے اسلاف کی یاد تازہ ہو جایا کرتی تھی۔ مہمان نوازی، سادگی اور تواضع آپ کی شخصیت کے اٹوٹ حصے تھے۔ آپ کہیں ہوں شرافت ونجابت آپ کے ساتھ ہوتی تھی۔

مسلکی وابستگی: توحید وسنت کے باب میں آپ ذرہ برابر رواداری کے قائل نہیں تھے۔ اہل حدیث ہونے کو اللہ کی نعمت خیال کرتے تھے اور جب موقع ملتا لوگوں کو توحید کی حقانیت بتلانے سے چوکتے نہیں تھے۔

آپ ضلعی جمعیت اہل حدیث سیتا مڑھی کے پچھلے تین ٹرم سے امیر چلے آرہے تھے۔ ضعف و بیماری کی وجہ سے اخیر ادوار میں آپ بہت زیادہ تو جمعیت کے لئے کچھ نہیں کرسکے اور نہ کرسکتے تھے۔ لیکن ہمیشہ اپنے نیک مشورے اور دعاؤں سے نوازتے ضرور تھے۔ نوجوانوں کو آگے بڑھانے پر زور دیتے تھے۔ راقم الحروف جب جمعیت اہل حدیث سیتا مڑھی کا نائب ناظم چنا گیا تو اپنی رضا مندی کا اظہار ہی نہیں کیا بلکہ آپ نے احساس ذمہ داری اور کام کی سنگینی کی طرف بھی توجہ دلائی۔

مدارس کو آپ اسلامی قلعہ کا درجہ دیتے تھے۔ تاحیات مدرسہ العلوم الاسلامیہ مدرول کے نائب صدر اور ناظم تعلیمات رہے۔ مدرسہ الامام عبدالعزیز رحیم آبادی سیتا مڑھی کے نائب صدر کا عہدہ بھی سنبھالا، جامعہ امام ابن تیمیہ سے بھی آپ کا تعلق وابستہ رہا اور اس کے بہی خواہوں میں سدا پیش پیش رہے۔ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے آپ کا رشتہ بہت جذباتی تھا۔ آپ اس کے مجلس استشاری کے رکن بھی تھے۔

نمایاں خوبی: آپ کی سب سے بڑی خوبی آپ کی سادگی، تواضع اور انکساری کے ساتھ علماء، اہل علم اور طلبہ سے غایت درجہ محبت تھی۔ چھوٹوں سے سیکھنے میں آپ کو ذرہ بھی باک نہیں ہوتا تھا۔ نصیحت کرتے تو لگتا ہی نہیں نصیحت کر رہے ہیں اور باتیں دلوں میں گھر کر جاتیں۔ طلبہ کی خوب خوب حوصلہ افزائی کرتے۔ اسلاف کا تذکرہ بطور خاص اپنے اساتذہ اور ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی کا تذکرہ کرتے تو آپ کی آنکھیں بھیگ جاتیں۔ ایمان وعمل کو اصل سرمایہ حیات بتلاتے اور اخلاق کے بغیر کسی کو انسان سمجھنا غلط خیال کرتے تھے۔

مدارس کے اندر اتھل پتھل دیکھ کر بڑا کبیدہ خاطر ہوتے۔ آپ کی رائے تھی کہ جب ہم اپنے اساتذہ کو ادارہ سے الوداع کہہ رہے ہوں تو ہمیں انہیں عزت ووقار کے ساتھ رخصت کرنا چاہیے۔ آپ کے خیال میں تنخواہ کا معیار اتنا ضرور ہونا تھا کہ ایک معلم معاشی آسودگی کے ساتھ تعلیم وتربیت کا بارگراں اٹھا سکے۔ آپ کہتے تھے کہ اساتذہ کی تنخواہ سے کچھ ایسے انداز کرکے ہی سہی ان کے رٹائرمنٹ کے وقت ان کے جمع شدہ مال میں ادارہ کو کچھ اپنی طرف سے بڑھا کر ایک تحفہ پیش کرنا چاہیے۔

وفات: آپ کی وفات بلاشبہ ایک حادثہ ہے۔ خاص طور سے آج کے اس اخلاق باختہ دور میں پروفیسر محمد مجیب الرحمن سلفی کی شخصیت کردار وعمل کا مینارہ تھی۔ اہل حدیثان سیتا مڑھی کو جو ٹھیس پہنچی ہے وہ اللہ ہی جانتا ہے۔ ۵ مئی ۲۰۰۹ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے آپ کا انتقال ہو گیا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بچے اور چار بیٹیاں ہیں۔ ایک بچی جامعہ امام ابن تیمیہ سے فارغ التحصیل ہے۔ بڑے لڑکے چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ ہیں۔ دینی حمیت اور مسلکی وابستگی الحمدللہ آپ کے اندر بھی پائی جاتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے حسنات قبول کرے اور لغزشوں سے درگذر کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں   (ترجمان دہلی، ۱۵/اگست ۲۰۰۹ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

عالم اسلام کے سلفی اساطین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالم اسلام کی ایک عبقری شخصیت

شیخ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ ، ریاض، سعودی عرب

وفات: ۵ ؍ مارچ ۲۰۲۰ء

مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی

چندن بارہ بہار کی مجاہدانہ سرزمین سے اٹھنے والا ایک خاک نہ صرف یہ کہ ہندوستان بلکہ عالم اسلام کا ایک مایہ ناز عبقری عالم دین بن جاتا ہے بلکہ عمر عزیز کی قیمتی بہاریں دعوت، تعلیم، تحقیق وتصنیف اور توحید وسنت کی آبیاری میں گزار کر ہم سب کے لئے ایک نقش عمل چھوڑ جاتا ہے۔ شیخ ابن بازؒ کی رفاقت، خدمت، فیضیابی کیا ملی گویا کائنات مل گئی۔ اخلاص اور جہد مسلسل کی برکت یہاں تک پہنچی کہ جس میدان میں بھی قدم رکھا اسے لالہ زار کردیا اور جس موضوع پر قلم اٹھایا اسے ایک ضخیم کتاب کے سانچہ میں ڈھال کر علمی وتحقیقی دنیا کو ایک نایاب تحفہ دے دیا۔ اعمال ومسئولیات کے ہجوم میں یہ ساری کاوشیں نہ صرف یہ کہ آپ کہ جہد مسلسل، حسن عمل، اخلاص وللّٰہیت کہ دلیل ہیں بلکہ اس کے ساتھ آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں اور ذہانتوں کا بھی مظہر ہیں۔ فی الحقیقت آپ ہندوستان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ٹھوس علمی منہج اور اپنے استاذ شیخ ابن بازؒ کی دعوت وعزیمت کے ایک بہترین وارث تھے اور عالم اسلام میں ایک عبقری محقق، اور داعی کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔

شیخ مرحوم آج ہمارے درمیان نہ رہے مگر آپ کی علمی وراثتیں، کتابیں اور آپ کا قائم کردہ جامعہ ابن تیمیہ ودیگر ادارے ایک عظیم شاہکار کی شکل میں موجود ہیں رب العالمین غریق رحمت فرمائے اور ہمیں اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی سعادت عطا فرمائے۔

نام ونسب: محمد لقمان سلفی بن محمد بارک اللہ بن محمد یاسین بن محمد سلامت اللہ بن عبدالعلیم صدیقی۔

تاریخ ومقام پیدائش: آپ کی پیدائش صوبہ بہار ضلع مشرقی چمپارن کی ایک معروف بستی چندن بارہ میں ۲۳ ؍ اپریل ۱۹۴۳ء کو ہوئی۔

خاندانی پس منظر: ۱۔ چندن بارہ علی پور بڑھریا، ضلع سیوان کے ایک نواب زادے شیخ چندن کی طرف منسوب ایک بستی ہے، شیخ چندن نے اپنے خاندان کے مملوکہ جنگلات کو کاٹ کر اس بستی کو بسایا تھا اسی لئے اس کا نام چندن بارہ ہوگیا، یہ اپنی نسبت آل ابوبکر صدیق کی طرف کرتے ہوئے صدیقی لکھتے ہیں، اس بستی کے اصل باشندے انہیں کی نویں یا دسویں پشت کی اولاد ہیں۔

۲۔ یہ بستی ہندو نیپال کی سرحد کے پاس ۵ ؍ کلومیٹر کے فاصلے پر بقیہ ندی کے کنارے واقع ہے۔ اور انتہائی سرسبز وشاداب علاقہ ہے۔

۳۔ آپ کے دادا محمد یاسین جو غازی کے نام سے جانے جاتے تھے تحریک شہیدین کے بڑے شیدائی تھے اور تحریک کے آخری ادوار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جہاد آزادی وطن میں شرکت کے لئے تحریک کے مرکز خراسان میں چلے گئے وہاں اٹھارہ سال تک رہے درمیان میں اپنی اہلیہ (دادی) کو بھی آکر خراسان لے گئے اور یہیں خراسان میں شیخ لقمان سلفی کے والد محمد بارک اللہ کی پیدائش بھی ہوئی بعد میں جب تحریک سرد پڑ گئی تو واپس وطن چلے آئے اور یہیں پر ۱۹۵۶ء میں وفات ہوئی اس وقت پوتے محمد لقمان (یعنی شیخ) کی عمر نو برس کے قریب رہی ہوگی۔

۴۔اسی طرح جب مولانا عبدالعزیز محدث رحیم آبادی کی تحریک دعوت واتباع سنت کی باد بہاری بہار کے مختلف علاقوں تک پہنچی تو آپ کے دادا غازی محمد یاسین نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور تحریک کی کامیابی کے لئے ہر طرح سے قربانیاں پیش کیں۔

۵۔آپ کے والد ماجد محمد بارک اللہ کی پیدائش چونکہ سیدین شہیدینؒ کے قائم کردہ تحریک جہاد کے مرکز واقع خراسان میں ہوئی تھی اس لئے آپ کا نام امیر المجاہدین کے بیٹے بارک اللہ کے نام پر محمد بارک اللہ رکھا گیا، آپ انتہائی صالح دیندار اور حد درجہ ماں باپ کے مطیع وفرمابردار تھے اور اپنی بلند وخوش الحان اذان سے پورے علاقے کو محظوظ کیا کرتے تھے، اسی باکمال اور صاحب حیثیت خاندان میں آپ کی ولادت وپیدائش ہوئی اور دادا کے خوابوں کے مطابق یہ ذرہ آفتاب بن کر پورے عالم اسلام میں برسوں چمکتا دمکتا اور فیض پہنچا تا آج ہم سب سے غروب ہو چلا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

تعلیم وتربیت: ۱۔ابتدائی تعلیم اپنے دادا غازی محمد یاسین کے علاوہ گاؤں کے مکتب میں قاعدہ بغدادی اور قرآن شریف کی تعلیم حافظ عثمانؒ سے حاصل کی، اور اس کی تکمیل ضلع پورنیہ کے بستی ''چھرہ ماری'' میں مولوی محمد الیاس صاحبؒ کے مدرسے میں کی، اور ایک ماسٹر صاحب سے پرائیوٹ ٹیوشن پڑھ کر ہندی اور اس طرح اپنی ذاتی محنتوں اور ذہانت کی وجہ سے بنگلہ زبان بھی سیکھ لی۔

۲۔کچھ دنوں تک ڈھاکہ میں دار العلوم دیوبند کی شاخ ''آزاد مدرسہ'' میں وہاں کے صدر مدرس اور معروف عالم دین مولانا شفیع احمد مرحوم کے واسطے سے داخل ہوئے اور چند مہینے تعلیم حاصل کی۔

۳۔۱۹۵۶ء میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں دوسری جماعت میں داخل ہوئے اور چھ سال تک وہاں اساطین اہل علم کی نگرانی میں تعلیم میں منہمک رہے اور ساتویں جماعت (عالمیت) تک کی تعلیم یہیں پر مکمل کی۔ اور ۱۹۶۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ (اصل میں جامعہ اسلامیہ میں فراغت سے ایک سال قبل ہی داخلہ مل گیا تھا اس لئے جامعہ کے ذمہ داران نے آپ کو عالمیت کی اعزازی سند دے دی تھی)

۴۔۱۹۶۲ء میں آپ کا داخلہ مدینہ یونیورسٹی میں ہوا اور آپ ان سترہ خوش نصیبوں میں ٹھہرے جنہیں جامعہ اسلامیہ مدینہ میں داخلے کی سعادت ملی چنانچہ آپ نے ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۷ء تک مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی آپ کا داخلہ پہلے ثانویہ میں ہوا، ثانویہ امتیازی نمبرات سے پاس کرنے کے بعد آپ کلیۃ الشریعہ میں داخل ہوئے اور لیسانس B.A. کی تکمیل کر کے ۱۹۶۷ء میں یہاں سے فارغ التحصیل ہوئے۔

۵۔۱۹۷۰ء میں دار الافتاء میں ملازمت کے دوران ہی آپ نے المعہد العالی للقضاء ریاض سے ایم اے ماجستر کی تکمیل کی، رسالے کا موضوع تھا ''مكانة السنة وحجيتها في التشريع الاسلامي''

۶۔دکتوراہ (پی ایچ ڈی) کی ڈگری آپ نے ''اهتمام المحدثين بنقد الحديث سنداً ومتناً والرد على شبه المستشرقين واذنابهم'' کے موضوع پر جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض سعودی سے مکمل کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۔ انگریزی زبان میں مہارت کے لئے آپ نے پاکستان کے چودھری غلام نبی صاحب سے فیض اٹھایا اور خود کی محنت وممارست کے علاوہ برٹش کونسل ریاض سے ایک سال تک وابستہ رہے اور ایک اچھے انگریزی وعربی کے ماہر مترجم وٹرانسلیٹر بن گئے۔

مشاہیر اساتذہ: آپ کے مشاہیر اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں: (۱) مولانا ظہور احمد رحمانی (۲) مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی (۳) مولانا صوفی عبدالرحمن سلفی (۴) مولانا عین الحق سلفی (۵) مولانا ڈاکٹر پروفیسر حبیب الرسلین سلفی (۶) مولانا اکمل اعظمی فیضی (۷) مولانا عمیس اختر سلفی (اوپر مذکورین علماء احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ کے اور نیچے درج ذیل مدینہ یونیورسٹی کے اساتذہ ہیں) (۸) شیخ ابن بازؒ (۹) شیخ محمد ناصرالدین البانیؒ (۱۰) شیخ محمد امین شنقیطیؒ صاحب اضواء البیان (۴) مولانا حافظ محمد گوندلویؒ (۵) مولانا عبدالغفار حسن رحمانیؒ (۶) محدث مدینہ شیخ عبدالمحسن بن حمد العباد حفظہ اللہ (۷) ابوعلی محمد المنتصر الکتانیؒ (۸) شیخ محمد المجذوبؒ (۹) شیخ عبدالقادر شیبۃ الحمدؒ (۱۰) شیخ عطیہ محمد سالمؒ (۱۱) شیخ محمد الاشقرؒ (۱۲) د۔نورالدین عترالحلمیؒ (۱۳) شیخ محمد ناظم الندوی (۱۴) شیخ محمد ابراہیم شقراء (۱۵) شیخ محمد اللبدیؒ وغیرھم۔

ایم اے المعہد العالی الریاض میں اساتذہ: (۱۶) شیخ عبدالرزاق عفیفیؒ (۱۷) شیخ مناع خلیل القطانؒ (۱۸) شیخ عبداللہ بن حمیدؒ (۱۹) د۔عمر بن عبدالعزیز المترکؒ (۲۰) شیخ محمد عبدالوہاب البحیریؒ (۲۱) علامہ شیخ محمد بن ابرہیم آل شیخ وغیرھم کثیر۔

میدان عمل میں: ۱۹۶۷ء میں مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد آپ نے دارالافتاء سے بعض افریقی ممالک میں دعوتی ابتعاث کے لئے کوشش کی اور کامیابی ملی، قریب تھا کہ آپ وہاں کا رخت سفر باندھ لیں مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا، اسی دوران ویزہ وغیرہ کے انتظار میں دارالافتاء میں وقتی طور پر ترجمہ کا کام کرنے لگے، دارالافتاء کو انگریزی مترجم کی سخت ضرورت تھی، آپ کی عربی اور انگریزی صلاحیتوں کو پرکھتے ہوئے اس وقت کے ذمہ داران شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ اور شیخ محمد بن قعود نے فیصلہ کیا کہ انہیں دارالافتاء کی آفس میں رکھ لیا جائے چنانچہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ء میں آپ نے افریقہ جانے کے بجائے مترجم کی حیثیت سے یہاں کام شروع کردیا اور پھر سنہرے مستقبل کی راہیں کھلتی چلی گئیں اور ادارۃ الدعوۃ فی الخارج میں آپ کا یہ علمی سفر چلتا رہا، ۱۳۹۵ھ میں جب عالم اسلام اور سعودی عرب کی عظیم المرتبت اور قدوہ شخصیت شیخ ابن باز کو مدینہ یونیورسٹی سے ریاض، دارالافتاء کا سربراہ بنایا گیا تو آپ کی قسمت کو چار چاند لگ گئے زمانہ طالب علمی سے شیخ کے قریب اور منظور نظر تھے چنانچہ شیخ نے دارالافتاء کی کمان سنبھالتے ہیں آپ کو ادارۃ الدعوۃ فی الخارج سے اپنی آفس میں منتقل کروالیا اور پھر شیخ کے ساتھ ایسے لگے کہ شیخ کی وفات ۱۴۲۰ھ تک شیخ کی آفس میں آپ کے ساتھ ریاض، طائف، مکہ مکرمہ میں گردش کرتے ہوئے اشراف وترجمہ کی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے اور شیخ محترم سے فیضیاب بھی ہوتے رہے، جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم سے لے کر شیخ کے آخری حیات (تک تقریباً اڑتیس سال جس میں ۲۵ رسال دارالافتاء کی ملازمت بھی شامل ہے) آپ تعلیمی ملازمت کے ساتھ شیخ سے بھرپور استفادہ کرتے رہے۔ابتداء میں انگریزی مترجم اور بعد میں سکریٹری وباحث کے منصب پر بھی رہے۔

جہود وخدمات: ۱۔ عالم اسلام کے مرکز سعودی عرب کی راجدھانی ریاض میں عالمی دارالافتاء سے وابستگی نے دعوت کے میدان کو آپ کے لئے وا کردیا۔ اور پوری دنیا میں آپ بحیثیت باحث، مترجم اور داعی کے طور پر بھیجے جانے لگے، عالم اسلام کی عظیم الشان کانفرنسوں میں حاضری وشرکت کے مواقع میسر آئے، آپ نے پوری ذمہ داری سے توحید وسنت کا پیغام پہنچایا اور ہر طرح سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل اسلام کی صحیح رہنمائی فرمائی۔ شیخ کے یہ دعوتی اسفار آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فیجی، ہاوی، سان فرانسسکو، نیویارک، لندن، مڈغا شقر اور دیگر کئی ممالک پر محیط ہیں۔

۲۔دعوتی جذبہ کے تحت آپ نے اردو زبان میں ریاض میں ہی اپنے گھر میں ظہر کے بعد تفسیر وحدیث کا درس دینا شروع کیا یہ سلسلہ چالیس سالوں تک چلتا رہا، اردو بولنے والے ریاض شہر کے انجینئرس، ڈاکٹرس، علماء وطلباء سب حاضر ہوتے تھے اور بھر پور فائدہ اٹھاتے تھے۔اوراس طرح سعودی عرب کے مختلف علاقوں میں قائم دعوتی مراکز اور جالیات کے ذریعہ بھی آپ دعوت واصلاح کے اس عمل میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔

۳۔شیخ ابن بازؒ کی آفس میں غیر مسلموں کو انگریزی اوراردو زبان میں اٹھارہ سال تک اسلام کا مختصر تعارف اور پھر انہیں کلمہ پڑھانے کا عظیم کام بھی انجام دیتے تھے۔

۴۔کم وبیش سات سالوں تک ریاض کے معروف عربی جریدہ مجلۃ الدعوۃ میں کئی کالم لکھتے رہے خاص طور پر خبر وتعلیق کے عنوان سے کم ازکم ۳۷۵/مقالات آپ نے لکھے اور مجلہ میں شائع ہوئے اور پسند کئے گئے۔

۵۔جامعہ ابن تیمیہ سے شائع ہونے والے اردو میگزین ماہنامہ طوبیٰ اور عربی مجلہ ماہنامہ الفرقان کے آپ بانی وموسس اور تاحیات نگراں رہے اور مسلسل یہ مجلّات اپنی عمدہ تحریرات اور تحقیقات سے اہل علم وطلباء کو فیض پہنچاتے رہے ہیں اور آج بھی بحمد اللہ جاری وساری ہیں۔

۶۔مرکز الدراسات الاسلامیہ اوردار الداعی کے نام سے آپ نے ہندوستان اور سعودی عرب میں تحقیقی ادارے قائم کئے جو اپنی معیاری تحقیقات وتصنیفات اور علمی طباعت کے لئے دنیا میں معروف ومشہور ہیں۔

جامعہ ابن تیمیہ چندن بارہ کا قیام: یوں تو شیخ نے دوران طالب علمی مدینہ یونیورسٹی وطن چندن بارہ میں اپنے استاذ شیخ ابن بازؒ کے تعاون سے المعہد الاسلامی کے نام سے ایک ادارہ کی داغ بیل ۱۹۶۴ء میں ہی ڈال دی تھی جو اٹھائیس سال کی لمبی مدت تک بحسن وخوبی چلتا رہا۔ جسے ۱۹۸۸ء میں ترقی اور وسعت دے کر جامعہ ابن تیمیہ کے نام سے ایک عظیم الشان ادارہ کی شکل دے دی، جو آج ہندوستان کے سلفی اداروں میں صف اول کے جامعات ومدارس میں شمار کیا جاتا ہے۔

اٹھارہ ایکڑ پر پھیلا ہوا یہ جامعہ اپنی مختلف شاخوں کے ساتھ شیخ کی بہترین توجہات اور آپ کی علمی ودینی جدوجہد اور توحید وسنت کی نشرواشاعت کے اعلیٰ جذبہ کا حسین پرتو ہے۔ جہاں سے ہزاروں طلباء وطالبات فیض یاب ہوکر میدان دعوت وتعلیم میں سرگرم عمل ہیں۔

تصنیفات: ملازمت ودعوتی اسفار اور جامعہ ابن تیمیہ جیسے عظیم الشان اداروں کی نگرانی، انتظام وانصرام ودیگر ہجوم اعمال کے باوجود رب العالمین کی توفیق وسعادت سے دوچار نہیں بلکہ چالیس سے زیادہ ضخیم علمی وتحقیقی کتابیں بھی آپ کے گہر بار قلم سے عربی، اردو ودیگر زبانوں میں منظر عام پر آئیں اور یہ سعادت بہت کم اس طرح کے اہل علم کو حاصل ہے، یہ اللہ کی توفیق اور اس کے بعد شیخ کی صلاحیت ومحنت اور شب وروز کے مطالعہ اوراس کٹھن ڈگر میں مشغولیت وتوجہ کی بنیاد پر ہی ممکن ہوسکا۔ ذیل میں تصنیف کردہ کتابوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیں:

(۱) تیسیر الرحمن لبیان القرآن (اردو)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) تیسیر الرحمن لبیان القرآن (انگریزی)
(۳) تیسیر الرحمن لبیان القرآن (ہندی)
(۴) فیوض العلام علی تفسیر آیات الاحکام (عربی)
(۵) اہتمام المحدثین بنقد الحدیث سنداومتناوالرد علی شبہ المستشرقین واتباعھم
(۶) مکانۃ السنۃ وحجیتھا فی التشریع الاسلامی
(۷) الصادق الامین (عربی)
(۸) الصادق الامین (اردو)
(۹) سید المرسلین (عربی)
(۱۰) سید المرسلین (اردو)
(۱۱) رش البرد شرح الادب المفرد (عربی)
(۱۲) رش البرد شرح الادب المفرد (اردو)
(۱۳) السلسلۃ الذھبیۃ للقرأۃ العربیہ (۱۲ کتابا)
(۱۴) ارکان الاسلام (عربی)
(۱۵) فتح العلام شرح بلوغ المرام (عربی)
(۱۶) تحفۃ الکرام شرح بلوغ المرام (عربی اردو)
(۱۷) ھدی الثقلین فی احادیث الصحیحین (عربی)
(۱۸) رحلۃ مریم جمیلۃ من الکفر الی الاسلام
(۱۹) کتاب التوحید (ترجمہ)
(۲۰) قرۃ عیون الموحدین شرح کتاب التوحید
(۲۱) صلاۃ الرسول، شیخ عبدالعزیز بن باز (ترجمہ)
(۲۲) عقیدۃ المسلم/شیخ عبدالعزیز بن باز (ترجمہ)
(۲۳) مسائل الزکاۃ والصوم/شیخ ابن باز (ترجمہ)
(۲۴) مسائل الحج والعمرۃ/شیخ ابن باز (ترجمہ)
(۲۵) فتاویٰ العلامہ عبدالعزیز بن باز (عربی)
(۲۶) فتاویٰ العلامہ عبدالعزیز بن باز (اردو)
(۲۷) مشعل راہ الترجمہ الاردویہ شیخ فضل الرحمن الندوی
(۲۸) العلاج بالرقیۃ الشرعیۃ من السحر والمس والعین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۹)بستان المحدثین للمحدث عبدالعزیز بن ولی اللہ الدھلوی (فارسی)

(۳۰)فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم للامام ابن القیمؒ (ترجمہ)

(۳۱)الرحمۃ المھداۃ سیرۃ سید المرسلین الھداۃ تصحیح ومراجعۃ بلقمان/جمع وترتیب الشیخین نورالاسلام وابوالقیس

(۳۲)دلیل الحاج والمعتمر /اعداد مجموعۃ من علماء السعودیۃ (ترجمہ)

(۳۳)الاذکار والادعیۃ (اردو)

(۳۴)الایمان بالقضاء والقدر (عربی واردو)

(۳۵)آغاخانیت کو پہچانیئے (اردو)

(۳۶)بہائیت کو پہچانیے (اردو)

(۳۷)ترجمہ وتفسیر العشر الاخیر من القرآن الکریم

(۳۸)بیان عقیدۃ المسلم ودینہ (اردو)

(۳۹)السعی الحثیث الی فقہ اہل الحدیث (۳مجلدات)

(۴۰)المرشد الی آیات القرآن الکریم للعلامۃ علمی زادہ

(۴۱)صلاۃ الرسول للشیخ محمد صادق (تصیح ومراجعہ وتخریج الاحادیث)

(۴۲)اسلام میں بدعت وضلالت کے محرکات تلخیص (اردو)

(۴۳) مناظر قیامت للشیخ خورشید السّلفی (اردو) (تصیح ومراجعہ علمیہ) (۴۴) تقویۃ الایمان (اردو) (تصیح ومراجعہ علمیہ دقیقۃ) (۴۵)اتباع قرآن وسنت/علامہ حافظ یحییٰ محمد شاہجہاں پوری تلمیذ الامام نذیر حسین الدھلویؒ (تصیح ومراجعہ)

اولاد واحفاد: شیخ محترم کی شادی پڑوس کی بستی کسمھوا کے ایک ہاشمی خاندان میں سید نورالنساء بنت سید بدرالحسن ہاشمی سے ہوئی، ان کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے اور گیارہ بیٹیوں سے نوازا۔ جن میں بالترتیب (۱) سعدیہ محمد السّلفی (۲) سعیدہ محمد السّلفی (۳) سعاد محمد السّلفی (۴) فاطمہ محمد السّلفی (۵) بشریٰ محمد السّلفی (۶) خدیجہ محمد السّلفی (۷) رقیہ محمد السّلفی (۸) اسماء محمد السّلفی (۹) عالیہ محمد السّلفی (۱۰) طیبہ محمد السّلفی (۱۱) ڈاکٹر مریم محمد السّلفی (۱۲) بیٹے ڈاکٹر عبداللہ السّلفی ہیں جو ترتیب میں چھ بیٹیوں کے بعد ہیں اور اکلوتے فرزند ہیں۔

وفات: شیخ محترم کافی دنوں سے عارضہ قلب کے مریض تھے۔ آپریشن بھی ہوا مگر صحت گرتی رہی بالآخر وقت موعود آپہنچا اور عالم اسلام کا یہ تابندہ سورج عمر کی ستر بہاریں گذار کر ۵/مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۹/رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات کو ہم سے رخصت ہو چلا۔ تغمدہ اللہ بواسع رحمتہ۔ آپ کی نماز جنازہ حرم مکی میں بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ رب العالمین سے دعا ہے کہ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

مراجع ومصادر: (۱) کاروان حیات للشیخ محمد لقمان سلفی۔ (۲) مجلہ طوبیٰ کے متعدد شمارے۔ (۳) ریکارڈ مرکز تاریخ اہل حدیث انسائیکلوپیڈیا، بڑھنی، سدھارتھ نگر۔ (۴) ویکیپیڈیا ڈاکٹر محمد لقمان سلفی (عربی)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث انسائیکلوپیڈیا ''الجامع الکامل'' کے مایہ ناز مؤلف

استاذ گرامی پروفیسر

ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن اعظمی مدنی رحمہ اللہ

حیات وخدمات

وفات 10/جولائی 2020ء

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

سن 1990ء تا 1998ء خاکسار کو مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم کا موقع ملا، ثانویہ کی تکمیل کے بعد میرا داخلہ پسندیدہ کالج ''کلیۃ الحدیث الشریف'' میں ہوا، اس وقت کلیہ کے سینئر اساتذہ و پروفیسران میں دکتور ضیاء الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کا نام سرفہرست تھا۔ ہمیں صرف یہ خوشی تھی کہ آپ اپنے ہم وطن ہیں اور قبول اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر کس قدر اللہ کی عنایات کے مستحق بنے ہوئے ہیں، اور انھیں عالم اسلام کی اس عظیم یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد تعلیم دینے کا بھی موقع ملا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ آپ کو سعودی شہریت سے بھی نواز دیا گیا ہے۔ اس زمانے میں دکتور رحمہ اللہ حدیث اور فقہ السنہ وغیرہ کے مواد پڑھاتے اور اس پر لیکچرز دیتے تھے، اور انھیں موضوعات پر ماجستر اور دکتوراہ کے علمی رسائل کا مناقشہ و اشراف بھی کرتے تھے۔ طلباء و اساتذہ کے مابین اپنے قبول اسلام، جذبہ تحقیق و بحث، علمی صلاحیتوں اور بلند ہمتی و حوصلہ مندیوں کے لئے مشہور ومعروف تھے، جس کام کو کرنے کیلئے سوچتے، فکرہ بناتے تو اسے بہت ہی منظم انداز میں پایہ تکمیل تک پہونچا کر دم لیتے، الجامع الکامل کا فکرہ اسی زمانے کا تھا، اور بعض طلبہ کے تعاون سے اسکی شروعات بھی کر چکے تھے، الحمد للہ اب یہ کتاب ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ قدرت کی مہربانی دیکھئے شروعات ''ابوھریرہ فی ضوء مرویاتہ'' سے ہوئی اور اختتام عظیم موسوعہ ''الجامع الکامل'' پر ہوا۔ اور فی الحقیقت اس نام کو آپ نے روشن کر دیا جو قبول اسلام کے بعد امام الدین اور ضیاء الرحمن کی شکل میں لوگوں نے پسند فرمایا تھا۔ روشنی بھی بھرپور بکھیری اور اپنی علمی خدمات کی وجہ سے امام الدین بھی بنے۔ اللہ جس سے کام لینا چاہے۔ اسے نواز دیتا ہے، دکتور رحمہ اللہ کو باری تعالی نے دولت ایمان کے ساتھ دولت علم و عمل سے بھی نوازا تھا، ایک غیر مسلم گھرانہ کا مولود، قبول اسلام کے بعد علم و معرفت کی برکتوں سے اتنا مالا مال کہ اچھے اچھے باحثین و محققین پیچھے رہ جائیں۔ سچ ہے اخلاص اور جہد مسلسل میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں آپ میں کوٹ کوٹ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھری ہوئی تھیں۔اللہ قبول فرمائے اور دکتور رحمہ اللہ کے مدفن پر رحمتوں کی بارش برسائے،قدرت کے نظام حیات کے مطابق آپ بھی کرونا کے وبائی سال 1441ھ 2020ء میں ہم جیسے ہزاروں سوگواروں کو چھوڑ کر راہی ملک بقا ہو چلے۔اللھم اغفرله وارحمه وتغمده بواسع فضله۔ذیل میں آپکی حیات وخدمات کے بعض گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے امید کہ قارئین کے لئے مفید اور نفع بخش ہوگا۔

****

نام ونسب: ابواحمد محمد عبداللہ اعظمی، المدنی الازہری المعروف بہ ''ضیاء الرحمن الاعظمی'' اسلام سے پہلے آپ کا نام ''بانکے رام'' اور والد کا نام ''سکھد یو'' تھا،قبول اسلام کے بعد ''امام الدین'' نام پڑا، پھر حالات کی مجبوریوں کی وجہ سے اسے ''محمد ضیاء الرحمن اعظمی'' نام میں تبدیل کرنا پڑا، بعد میں چل کر سعودی نیشنلٹی کے حصول کے لئے محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن الاعظمی نام رکھنا پڑا،آپکی کنیت ابواحمد اور لقب ''ضیاء'' ہے۔علامہ البانی رحمہ اللہ آپ کو ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ پر ماجستر (ایم۔اے) کرنے کی وجہ سے ''صاحب ابی ھریرۃ'' کہا کرتے تھے۔

تاریخ ولادت اور قبول اسلام: آپ کی پیدائش 1943ء مطابق 1362ھ میں ہندوستان کے صوبہ اتر پریش کے معروف وزرخیز علاقہ اعظم گڑھ کے ''بلریا گنج'' گاؤں میں ایک غیر مسلم گھرانے میں ہوئی۔ والدین نے نام ''بانکے رام'' رکھا۔ والد ایک خوشحال کاروباری شخص تھے۔اعظم گڑھ سے کلکتہ تک کاروبار پھیلا ہوا تھا۔آسائشوں سے بھرپور زندگی گزارتے ہوئے جوان ہوئے۔شبلی کالج اعظم گڑھ میں زیر تعلیم تھے۔1959ء میں غالباً 15 سال کی عمر رہی ہوگی، کتابوں کے مطالعے اور اسلام میں رغبت بڑھی، مولانا مودودیؒ کی کتاب ''ستیہ دھرم'' نے اس رغبت کو مہمیز دیا، اور خواجہ حسن نظامی کے ''ہندی ترجمہ قرآن'' نے دل کے بند دروازے کھول دئے اور اسکے بعد ایک دن کسی حلقہ درس میں قرآن مجید کی آیت کریمہ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ.(العنکبوت ۲۹:۴۱) ''جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے، جو گھر بناتی ہے اور سب سے بودا گھر مکڑی کا ہوتا ہے۔کاش لوگ (اس حقیقت سے) باخبر ہوتے'' کی شیریں آواز اور اسکی شرح وتفسیر جب کانوں سے ٹکرائی، تو بے ساختہ معبودان باطلہ کے کمزور اور پھسپھسے گھروں سے نکل کر رب کائنات کی چوکھٹ پہ آنے کا شوق دوآتشہ ہوگیا۔بس کیا تھا کلام الہی کو دل دے بیٹھے اور قرآن کی اس عنکبوتی تعبیر نے ایسا کھینچا کہ پھر کلمہ پڑھ کر دائرے اسلام میں داخل ہوگئے۔اور زندگی میں اسلام کے لئے ہجرتوں پر نکل پڑے، مختلف جگہوں پر تعلیم حاصل کرتے ہوئے مدینہ پہنچے وسیع مطالعہ، عمدہ تحقیق اور ذاتی جدوجہد واخلاص کی بنیاد پر بہت آگے نکل گئے اور اللہ نے قسمت ایسی جگائی کہ عالم اسلام کے صف اول کے محققین ومولفین میں شمار کئے جانے لگے۔اور جیسا کہ قبول اسلام کے بعد امام الدین نام رکھا گیا تھا، فی الحقیقت فن حدیث کے ایک امام بن کرا بھرے اور اپنی علم ومعرفت کی ضیاء پاش کرنوں سے عالم اسلام کو منور کر گئے۔ذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

تعلیمی مراحل: ● ابتدائی تعلیم مڈل اسکول بلریا گنج۔ ● ہائی اسکول مالتاڑی، بلریا گنج۔ ● میٹرک/شبلی کالج اعظم گڑھ۔ ● قبول اسلام کے بعد رامپور درسگاہ اسلامی وکگرالہ بدایوں درسگاہ اسلامی۔ ● عربی وشرعی علوم یعنی عالمیت وفضیلت: جامعہ دار السلام،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمرآباد تامل ناڈو۔سن۔1961 تا 1966ء۔● گریجویشن (بی۔اے): کلیۃ الحدیث الشریف، الجامعۃ الاسلامیۃ المدینۃ المنورۃ سن۔1967ء تا 1970ء۔● ماجستر (ایم۔اے): جامعۃ الملک عبدالعزیز، مکۃ المکرمۃ، جواَب جامعۃ اُم القریٰ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہاں آپ نے ڈاکٹر محمد مصطفی اعظمی کے اشراف میں ''ابوھریرۃ فی ضوء مرویاتہ بشواھدھا وحال انفرادھا'' کے عنوان پر ایم۔اے کا مقالہ لکھا اور 1392-1393ھ/ 1972-1973ء میں مناقشے کے بعد ڈگری ملی۔

● دکتوراہ (پی۔ایچ۔ڈی: جامعۃ الازھر، مصر۔ یہاں آپ نے ڈاکٹر ابوشھبہ کے اشراف میں'' دراسۃ وتحقیق کتاب: اقضیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للامام ابن الطلاع المالکی'' پر سن 1397ھ/ 1977ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

اساتذہ کرام: آپ کے مشاہیر اساتذہ میں درج ذیل نام قابل ذکر ہیں۔

1۔مولانا عبدالواجد بن عبداللہ رحمانی متوفی 1409ھ (آپ سے صحیح بخاری پڑھا۔)2۔مولانا عبدالسبحان بن محمد نعمان اعظمی (آپ سے صحیح مسلم پڑھا)۔3۔مولانا محمد ظہیرالدین رحمانی (آپ سے سنن ابوداود پڑھا۔)5۔مولانا ابوالبیان حماد عمری۔6۔مولانا عبدالکبیر عمری۔ 5۔علامہ شیخ عبداللہ بن حمید رحمہ اللہ (چیف جسٹس سعودی عرب)-6۔علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ (وائس چانسلر جامعہ اسلامیہ اور پھر مفتی اعظم سعودی عرب)-7۔علامہ محمد الامین شنقیطی رحمہ اللہ صاحب اضواء البیان مدینہ منورہ۔8۔علامہ مختار امین شنقیطی، مدینہ منورہ۔9۔ڈاکٹر تقی الدین الھلالی المغربی، مدینہ منورہ۔10۔ڈاکٹر محمد محمد ابوشھبہ، جامعہ ازھر مصر۔11۔ڈاکٹر محمد محمد السماحی، جامعہ ازھر مصر۔12۔ڈاکٹر محمد امین مصری، جامعہ ام القری، مکہ مکرمہ۔13۔علامہ عبدالمحسن بن حمد العباد، مدینہ منورہ۔14۔ڈاکٹر محمد مصطفی اعظمی، جامعہ ام القری مکہ مکرمہ۔شیخ البانی رحمہ اللہ سے بھی ملاقات اور آپکی علمی مجلسوں میں بارہا شرکت واستفادہ کا موقع ملا ہے۔البانی رحمہ اللہ ملاقات پر آپ کو ''یا صاحب ابی ھریرۃ'' کہہ کر پکارتے تھے۔

سند اجازہ حدیث: یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ حدیث پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لئے سند اجازہ حدیث کی کتنی اہمیت ہے، الحمدللہ دکتور رحمہ اللہ کو اپنے ہم وطن ہندوستانی اور عالم اسلام کے دوسرے شیوخ الحدیث میں سے 9 بڑے اساتذہ ومسندین سے روایت حدیث کی سند اجازت حاصل تھی۔جسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

● شیخ الحدیث مولانا عبدالواجد رحمانی رحمہ اللہ عمر آباد (جن سے صحیح بخاری مکمل پڑھی) عن شیخ الحدیث احمد اللہ القرشی عن شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی۔۔۔۔الخ۔

● شیخ الحدیث مولانا عبدالسبحان بن محمد نعمان اعظمی (جن سے صحیح مسلم مکمل پڑھی) عن حافظ محمد گوندلوی عن حافظ عبدالمنان عن عبدالحق البنارسی عن الامام الشوکانی۔۔۔الخ۔

● شیخ الحدیث مولانا محمد ظہیر الدین رحمانی (جن سے سنن ابودود پڑھی) عن شیخ الحدیث عبیداللہ الرحمانی المبارکپوری عن المحدث محمد عبدالرحمن مبارکپوری صاحب تحفہ عن شیخ الکل میاں سید نذیر حسین دھلوی۔

●عام کتب احادیث کی روایت اور سند اجازہ درج ذیل اساتذہ ومسندین سے حاصل کی۔● شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مبارکپوری کی سند سے جو بواسطہ صاحب تحفہ میاں صاحب تک پہنچتی ہے۔● محدث مدینہ شیخ حماد بن محمد الانصاری کی سند سے جو چار واسطوں سے شاہ محمد اسحاق دھلوی تک پہنچتی ہے۔● خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری کی سند جو شیخ الحدیث احمد اللہ پرتا پگڈھی سے میاں سیدنذیر حسین تک پہنچتی ہے۔● مولانا عبدالغفار حسن رحمانی کی سند جو شیخ الحدیث احمد اللہ القرشی کے واسطے میں سیدنذیر حسین محدث دھلوی تک پہنچتی ہے۔● شیخ الحدیث مولانا محمد یونس مظاھر العلوم سہارنپوری کی سند جو چار واسطے سے شاہ محمد اسحاق دھلوی تک پہنچتی ہے۔● مدینہ کے قاضی شیخ محمد حافظ بن موسی حمید کی سند۔اور اسکے علاوہ دیگر مشائخ ومسندین۔● الحمدللہ دکتور رحمہ اللہ نے بھی 600 سے زائد طلباء واساتذہ کو اپنی مذکورہ بالا اسانید سے روایت حدیث کی اجازت اور سند دی ہے، اور یہ سلسلہ مسجد نبوی میں آپ کے حلقے میں پڑھنے والوں کے لئے تاوفات جاری تھا۔

تعلیم وتدریس:- ۱۳۹۹ھ/ 1979ء میں جامعہ اسلامیہ میں بطورِ مدرس متعین ہوئے۔اور کلیۃ الحدیث میں علوم حدیث اور ادیان ومذاہب جیسے اہم ترین مواد پڑھانے کی ذمہ داری ملی، رفتہ رفتہ پروفیسر کے عہدے تک پہنچے اور اسی کلیہ کے کلیدی ذمہ دار یعنی ”عمید الکلیہ“ بھی مقرر کئے گئے۔تدریس کے ساتھ ڈاکٹریٹ کے مقالوں کی نگرانی اور ان کے مناقشے بھی کرتے رہے۔

دعوتی اسفار: شیخ رحمہ اللہ جامعہ کی طرف سے مختلف ملکوں میں تعلیمی ودعوتی دورے پر بھیجے جاتے تھے، کبھی یہ وفد کی شکل میں ہوتا اور کبھی انفرادی بھی۔اس ضمن میں آپ نے ہندوستان، پاکستان، مصر، اردن، آسٹریلیا، سری لنکا، انڈونیشیا، ملیشیا، نیپال، برطانیہ، الامارات العربیۃ وغیرہ جیسے ممالک کے متعدد دورے کئے اور مختلف موضوعات پر لیکچرز اور محاضرات بھی دئے۔

مناصب اور ذمہ داریاں:● ایم۔اے کی تعلیم کے دوران شیخ محمد بن علی الحرکان کے دور نظامت میں رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ میں مختلف مناصب پر فائز رہے اور آخر میں انچارج ہیڈ آفس جنرل سکریٹری (مدير مكتب الامين العام لرابطة العالم الاسلامی) رہے۔ ●مدير البحث العلمي ●مدير مكتب الجاليات التابعة للجامعة الإسلامية ●رکن مجلة الجامعة الاسلامية ●عميد كلية الحديث۔

مشاھیر تلامذہ: شیخ رحمہ اللہ نے مدینہ یونیورسٹی جیسے عالمی ادارہ میں برسہابرس تعلیم دی ہے، جہاں پوری دنیا سے مسلم طلباء علم کی تشنگی بجھانے کی خاطر حاضر ہوتے ہیں، اس لئے آپ کے شاگردوں کا احصاء ممکن نہیں، البتہ یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ یہ تعداد ہزاروں میں ہوگی، شیخ رحمہ اللہ کی زندگی پر ترتیب دی جانے والی کتاب میں اگر یہ نام شامل ہو جائیں یا کچھ ملکوں کے چنیدہ ناموں کولیکر ایک فہرست بنالی جائے، تو کچھ شاگردوں کی تعیین ممکن ہے، امید کہ اس کتاب میں شاگردوں کی تفصیل ضرور شامل ہوگی۔

دیگر مشغولیات:● مسجدِ نبوی میں دروس: مدینہ یونیورسٹی سے ریٹائرمنٹ کے بعد جامعہ کے جن پروفیسران اور اساتذہ کو حرم نبوی میں تدریس کی سعادت ملی اس میں آپ کی بھی شخصیت ہے یہاں آپ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مختصر تشریح وتعلیق اور حافظ ابن کثیر کی اختصار علوم الحدیث کی شرح کیا کرتے تھے اور ایک اچھی تعداد طلبہ وزائرین کی آپ سے فیض اٹھاتی تھی۔● ھندی اور عربی میں مقالات کی کتابت اور تالیف کتب۔● جامعہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد مسجد نبوی کے دروس کے سوا تمام سرگرمیوں کو آپ نے موقوف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کر دیا اور پوری یکسوئی سے ''الجامع الکامل'' کی ترتیب وتصنیف میں مصروف ہو گئے۔ اور اس طرح کئی سالوں کی محنت کے بعد یہ عظیم موسوعی کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

تصانیف: عربی تصانیف: (1) أبو هريرة في ضوء مروياته۔ یہ ماجستر کا رسالہ ہے جو انتہائی وقیع اور شاندار ہے۔ متعدد ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ (2) أقضية رسول الله ﷺ لابن الطلاع (ت 497ھ) دراسة وتحقيق واستدراک یہ پی ایچ ڈی یعنی دکتوراہ کا رسالہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں پر مشتمل ہے، کتاب بہت مقبول ہوئی اور متعدد ناشرین نے اسے چھاپنے کی سعی کی۔ اسکا اردو ترجمہ بھی ہوا ہے، جو شرعی عدالتوں میں کام کرنے والوں کے لئے بے حد مفید ہے۔ (3) دراسات في الجرح والتعديل اسے الجامعۃ السلفیۃ، بنارس نے ۱۹۸۳م میں شائع کیا تھا۔ بعد میں مختلف کتب خانوں نے اسکی اشاعت کی۔ (4) المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي (ت 458ھ) یہ امام بیہقی کی مشہور کتاب ''السنن الکبری'' کا مقدمہ ہے جو اب تک ناپید تھا، ڈاکٹر صاحب نے خدابخش لائبریری پٹنہ سے اس کا قلمی نسخہ حاصل کیا اور اس کو اپنی تحقیق وتعلیق اور علمی مقدمے کے ساتھ شائع کرایا۔ اسکا اردو ترجمہ بھی مولانا حکیم محمد یحیی خان نے اپنے قلم سے کیا ہے۔ (5) دراسات في اليهودية والنصرانية اس میں بطور مذہب یہودیت ونصرانیت کی تاریخ، آغاز، اور تحریفات کا ذکر ہے۔ (6) فصول في أديان الهند: الهندوسية، والبوذيه والجينيه، والسيخيية وعلاقة التصوف بها۔ یہ برصغیر میں بت پرستی اور شرک وکفر میں مبتلا مذاہب مذکورہ کی تاریخ ہے۔ (7) فتح الغفور في وضع الأيدي على الصدور للعلامة محمد حياة السندي (ت 1163ھ) دراسة وتحقيق یہ علامہ محمد حیات السندی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، جو نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کے موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق وتخریج سے اس کی اہمیت وافادیت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ (8) ثلاثة مجالس من أمالي ابن مردويه (ت 410ھ) دراسہ وتحقیق یہ کتاب حافظ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ کی تین مجالس کے املاء حدیث پر مشتمل ہے، جس کی تحقیق وتخریج ڈاکٹر صاحب نے کی، تاکہ حدیث رسول کے طلبہ اس سے استفادہ کر سکیں۔ (9) معجم مصطلحات الحديث ولطائف الاسانيد یہ کتاب حدیث، مصطلح حدیث، اسانید حدیث سے متعلق تمام اصطلاحات اور اہم مصادر حدیث کے جامع تعارف پر حروف تہجی کے اعتبار سے لکھی گئی ہے۔ (10) المنة الكبرى شرح وتخريج السنن الصغرى للحافظ البيهقي (ت 458ھ) یہ امام بیہقی کی کتاب ''السنن الصغری'' کی شرح وتخریج ہے۔ اور 9 جلدوں میں ہے۔ (11) التمسك بالسنة في العقائد والأحكام اسکا اردو ترجمہ ڈاکٹر ابوالحسن طاہر محمود نے کیا ہے۔ (12) تحفة المتقين في ما صح من الأذكار والرقى والطب عن سيد المرسلين اسکا بھی اردو ترجمہ ہو چکا ہے۔ (13) الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل۔ **جلدیں:** ۱۲ طبع اول: دار السلام، الریاض 2016م: تاریخ اسلام میں یہ وہ پہلی کتاب ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی تمام صحیح حدیثوں کو مختلف کتب احادیث جیسے مؤطات، مصنفات، مسانید، جوامع، صحاح، سنن، معاجم، مستخرجات، أجزاء اور أمالی سے مؤلف نے جمع کیا ہے اور ہر حدیث کی تخریج کے بعد اس کے صحیح اور حسن کا درجہ بھی بیان فرما دیا ہے اور قارئین کی سہولت کے لیے اسے فقہی ابواب پر مرتب فرمایا ہے۔ یہ کتاب سولہ ہزار (16000) صحیح حدیثوں پر مشتمل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(14) کتاب الأدب العالی یہ مختصر ''الجامع الکامل'' کا ایک باب ہے۔جو جامعہ دارالسلام عمرآباد سے شائع ہوا ہے۔ (15)تلخیص کتاب ابوھریرہ فی ضوء مرویاتہ (16)دراسات فی الیھودیة والمسیحیة وادیان الھند۔ یہ کتاب دراصل دکتور کی دو کتابوں دراسات فی الیھودیہ۔اور فصول فی ادیان الھند کا مجموعہ ہے۔دونوں کو دکتور نے خود ایک ساتھ ملا کر نئے انداز میں مرتب کیا ہے۔اس پر مولانا علی میاں ندوی رحمہ اللہ کا مقدمہ بھی ہے۔(17)سیرة المصطفی الصحیحة علی منھج المحدثین۔زیر طبع ہے۔(18)اختصار الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل یہ الجامع الکامل کا مختصر ہے جو پانچ جلدوں میں ہے اور زیر طبع ہے۔

دیگر تصانیف: (19)قرآن کی شیتل چھایا۔ہندی (20)قرآن مجید کی انسائیکلوپیڈیا۔ہندی (21)گنگا سے زمزم تک۔ جس میں شیخ نے اپنی آپ بیتی لکھی ہے۔ابھی مسودہ ہے زیر طبع ہے۔

مقالات وبحوث: دکتور رحمہ اللہ نے بہت سارے علمی وتحقیقی بحوث تحریر کئے جو مختلف جرائد ورسائل میں شائع ہوئے۔اس طرح کے مقالات مجلة الجامعة مدینہ منورہ اور جامعہ سلفیہ بنارس کے عربی ترجمان ''صوت الامة'' وغیرہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

منہج وعقیدہ: دکتور رحمہ اللہ نے اگرچہ جماعت اسلامی کے لٹریچر اور دیگر لوگوں کی کاوشوں اور خود اپنے بحث وتحقیق اور مطالعہ کے بعد اسلام قبول کیا مگر ابتداء سے ہی وہ کتاب وسنت کے صحیح راستے پر گامزن تھے۔بالخصوص جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی اور وہاں کے سلفی مشائخ اور توحید وسنت کے صاف ستھرے ماحول نے آپ کو مزید استحکام عطا فرمایا، عالم اسلام کے سلفی اساطین اور شیخ ابن باز وعلامہ البانی رحمہم اللہ جیسے مایہ ناز اہل علم سے ملاقات واستفادہ نیز مسلسل حدیث رسول کی خدمت نے انہیں فکری انتشار اور اس راہ کی پراگندگیوں سے بچالیا، تاہم بعض باتوں کو لیکر کچھ اعتراضات آئے۔مگر اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ہمارے اس بات کی تقویت کے لئے دو ثبوت کافی ہیں: 1۔آپ کی تحریر کردہ آپ بیتی ''گنگا سے زمزم تک'' گرچہ یہ ابھی مسودہ ہے تاہم دکتور رحمہ اللہ کے ایک شاگرد شیخ شیر خان جمیل احمد عمری بریطانیہ کو اس مسودہ کے بعض حصوں کو کسی طرح پڑھنے کا موقع ملا، مولانا شیر خان صاحب نے میرے واٹسیپ گروپ مرکز تاریخ اہل حدیث میں بحث کے دوران لکھا: ہمارے استاد دکتور ضیاء الرحمن الاعظمی رحمہم اللہ نے آخری عمر کے ایام میں جماعت اسلامی اور اس کے بانی کے منہج سے برأت کا اظہار کیا تھا۔ان کی خود کی تحریر کے بعض حصوں کو میں نے بھی دیکھا ہے۔کچھ ساتھی اس پر کام کررہے ہیں ان شاءاللہ بہت جلد یہ بھی منظر عام پر آجائے گا۔2۔وفات سے دو ماہ قبل آپ نے اپنے منہج وعقیدہ کے سلسلے میں ایک وضاحتی تحریر بعنوان ''چند وضاحتیں'' خود شائع کیا۔جس میں تقلید اور غیر سلفی مناہج سے اپنی دوری اور خالص اہل حدیث ہونے کا خلاصہ کردیا ہے۔لکھتے ہیں۔''نہ تو میں خاندانی حنفی ہوں اور نہ سلفی بلکہ خاندانی تو میں ہندو ہوں، مجھے سلفیت وراثت میں نہیں ملی بلکہ یہ محض اللہ کا کرم اور اس کا احسان ہے کہ میں نے سلفیت کو اختیار کیا، اور اس بات کا ذکر بارہا میں نے اپنے مضامین میں بھی کیا ہے۔''اسی طرح آپ نے ایک واقعہ کے پس منظر میں لکھا ہے کہ میں بلوغ المرام پڑھنے کے زمانے سے ہی رفع الیدین کرتا ہوں۔ان تمام امور اور خصوصی طور پر الجامع الکامل جیسے عظیم موسوعی کتاب کی تصنیف جو صرف صحیح احادیث کا مجموعہ ہے، اور اسکے علاوہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے دیگر تحقیقی کام بھی آپکے سلفی رخ کی تعیین کردیتے ہیں، فللہ الحمد والمنہ

شادی اور اولاد: دکتور رحمہ اللہ کی شادی پہلے مدینہ منورہ میں ایک ہندوستانی خاتون سے ہوئی، نکاح وغیرہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے خود پڑھایا اور ولیمہ بھی آپ ہی کے خرچ پر کیا گیا، مگر انکا کچھ سالوں کے بعد انتقال ہوگیا، بچے نہیں تھے، دوسری شادی ایک پاکستانی خاتون سے ہوئی جو ابھی بھی باحیات ہیں اور انکے سلسلے سے دکتور کی کل چار اولادیں ہیں:-1-د۔اسعد یہ ڈاکٹر اور طبیب ہیں۔2-احمد۔یہ الیکٹرک انجینئر ہیں۔3-اسید۔۔یہ کمپیوٹر انجینئر ہیں۔4-بیٹی کا نام فاطمہ ہے جو حافظہ قرآن ہے اور کمپیوٹر کی تعلیم مکمل کرچکی ہے۔اللہ سب کو اولاد صالح بنائے اور دکتور کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وفات: قبول اسلام کی لذتوں سے آشنائی اور پھر صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی سعادت کے بعد پوری زندگی علم وفضل اور بحث وتحقیق اور خدمت اسلام میں لگادی۔کرونا کی وبائی بیماری سے پوری دنیا گذر رہی تھی کہ اسی زمانے میں آپ کو 19 ذی قعدہ 1441ھ/ 10 جولائی 2020ء کو کچھ حرارت اور تھکان سی محسوس ہوئی، مدینہ کے نیشنل گارڈ کے خصوصی اسپتال (مستشفى الحرس الوطني) میں ایڈمٹ کئے گئے، مگر وقت موعود آپہنچا اور بلآخر علم وفضل کا یہ آفتاب اپنی ضیا پاش کرنیں بکھیر کر 20 دنوں کے بعد عین ظہر کے وقت عرفہ کے مبارک دن 9 ذی الحجہ 1441ھ/ 30 جولائی 2020ء بروز جمعرات افق عالم سے غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللهم اغفرله وارحمه۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مراجع ومصادر: ● ریکارڈ مرکز تاریخ اہل حدیث/ بڑھنی بازار، سدھارتھ نگر یوپی ● ترجمة الشيخ المحدث محمد ضياء الرحمن الاعظمي المدني/ د۔ضیف اللہ الشمرانی (عربی) ● الجامع الکامل/ مجلد اول ص 11 تا 26 ودیگر تصنیفات/ دکتور ضیاء الرحمن الاعظمی۔ ● مجموعہ مقالات/ مولانا عبدالحمید رحمانی 3/ 272 ● ماہنامہ راہ اعتدال ستمبر 2014 (مضمون شیخ حفیظ الرحمن اعظمی عمری/ بعنوان اللہ کا انعام بانکے رام) ● گواہ ویکلی 14 اگست 2020ء (مضمون شیخ طاہر مدنی بعنوان ''قربانی اسے کہتے ہیں''۔) ● چند وضاحتیں/ از د۔ضیاء الاعظمی 23 شوال 1441ھ ● منور وادیوں کا پھول/ صباح الدین اعظمی 7/ 8/ 2020 (نیٹ) ● حدیث رسول کا شیدائی نہ رہا/ عبدالمعید مدنی علیگڈھ ● بلریا گنج سے جنۃ البقیع تک/ عرفان صدیقی/ 4/ 8/ 2020 (نیٹ)۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفسر قرآن

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

حیات وخدمات کا ایک مختصر خاکہ

وفات: ۱۲ جولائی ۲۰۲۰ء

مولانا عاشق علی اثری، دہلی

مفسر قرآن حضرت علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ (صاحب تفسیر ''احسن البیان'') کی حیات وخدمات سے متعلق بزرگ عالم دین گرامی قدر جناب مولانا عاشق علی اثری حفظہ اللہ کا ایک مبسوط اور وقیع مقالہ شیخ محمد رحمانی حفظہ اللہ کے تاثراتی کلمات کے ساتھ موصول ہوا ہے، ان حضرات کے شکریہ کے ساتھ حوالۂ قارئین ہے۔ (عبدالحکیم)

****

مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، مدینہ نبویہ دنیا کے ان بڑے مجمعات میں سے ہے جسے بالخصوص قرآن مجید کے مختلف نسخوں اور مختلف تراجم کے ہزاروں مصاحف چھاپنے اور ساری دنیا میں مفت تقسیم کرنے کا شرف حاصل ہے، ملک فہد رحمہ اللہ کا یہ وہ کارنامہ ہے جس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی محض طباعت ہی نہیں فن خطاطی کے نادر اور جدید نمونے اور مختلف شرعی علوم کی اہم تصانیف بھی یہاں سے چھپ کر ساری دنیا کو مبہوت کرتی رہی ہیں قرآن مجید کی طباعت کے ساتھ قرآن مجید کی قرأت سبعہ اور قرأت عشرہ کے فنون پر ویڈیو اور آڈیو کی شکل میں بھی اس مجمع نے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، مصاحف کو چھاپنے اور اس کے تراجم نیز تفاسیر وغیرہ پر مکمل علمی نظر رکھنے کے لئے علمائے کرام اور ائمہ حرمین کی پوری ٹیم کام کرتی رہی ہے اسی طرح عالم اسلام کے معروف فن کار قراء کی ٹیم بھی صوتی مجموعہ پر باقاعدہ ریکارڈنگ کر کے پوری باریکی کے ساتھ کام کرتی رہی ہے، مجھے یاد ہے کہ عالم اسلام کے معروف مجدد قاری اور معروف عالم دین نیز حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بزرگ اور متقی و پرہیز گار امام وخطیب فضیلۃ الشیخ علی بن عبدالرحمن الحذیفی حفظہ اللہ کا صوتی مجموعہ بھی مجمع نے تیار کیا تھا، اس کے لئے جب ان کی ریکارڈنگ کا عمل کیا جارہا تھا تو مجمع الملک کے قراء کی ٹیم بسا اوقات ان کو بعض کلمات کئی کئی بار دہرانے کی صلاح دیتی تھی تاکہ ان کی ادائیگی صد فیصد تجوید کے قواعد کے لحاظ سے ڈھل جائے اور شیخ حذیفی حفظہ اللہ کا تواضع تھا کہ وہ اس کا اعادہ کرتے رہتے تھے، اتنا پختہ اور باریک کام اللہ رب العالمین کے فضل وکرم سے دنیا کے کسی بھی ادارہ نے نہیں کیا، مجمع الملک فہد سے متعلق تعارف کا یہ موقع نہیں ہے ورنہ محض تعارف کے لئے مسلسل مضامین کی ضرورت ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۱۳؍جولائی کو میرے واٹس ایپ پر والد گرامی مولانا عبدالحمید صاحب رحمانیؒ کے ایک فاضل شاگرد رشید برادر گرامی ڈاکٹر اختر جمال لقمان صاحب حفظہ اللہ ورعاہ مدرس دارالحدیث مکہ مکرمہ کا ایک میسیج آیا، علامہ محمد صاحب جونا گڑھی رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کریم پر حافظ صلاح الدین یوسف صاحب رحمہ اللہ کے حواشی کو تفسیر احسن البیان کے نام سے مجمع الملک نے جو شائع کیا تھا اس پر نظر ثانی کرنے والوں میں سے ایک ڈاکٹر اختر جمال حفظہ اللہ بھی ہیں انہوں نے جو میسیج مجھے ارسال کیا تھا اس میں دارالعلوم دیوبند کی افتاء کمیٹی کے ہفوات اور غلط بیانی کی ایک چھوٹی سی مثال موجود تھی، مجمع الملک فہد کی علمی کمیٹی اور ایک مضبوط کام کرنے والی ٹیم کی نظر ثانی کے بعد قرآن وسنت اور فہم سلف پر مبنی تفسیر احسن البیان کو اس فتوے میں نا قابل اعتماد اور اس کے فاضل مؤلفین کو ''غیر مقلد'' اور غیر معتبر قرار دیا گیا تھا، تفسیر احسن البیان سے پہلے مجمع اردو زبان میں جو تفسیر شائع کرتا تھا اس میں دارالعلوم دیوبند کے کرم فرما افراد شامل تھے اور کسی طرح سے اسے وہاں سے غلط بیانی کر کے شائع کرالیا تھا اس میں بہت سی عقدی ومنہجی غلطیاں موجود تھیں اس وجہ سے اس کی اشاعت کو روک دیا گیا تھا شاید اسی کا ردعمل تھا کہ تفسیر احسن البیان جو اس سے کہیں زیادہ جامع اور معتبر تھی اسے برداشت کر پانا ممکن نہیں ہو پا رہا تھا، اندھی تقلید شخصی کے یہ جراثیم آخر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے پنپ سکتے تھے اور ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام اور آپ کی ذات گرامی کا لحاظ کم از کم اس جگہ تو رکھنا ہی چاہیے تھا جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مسجد اور قبر مبارک ہے اور جہاں سے تقلید کی جڑوں کو کاٹنے اور اتباع واطاعت کی روح کو ترویج دینے کا کام خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے انجام دیا تھا، یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اسی مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوبند میں بیٹھ کر اپنے نظریات اور منہج پر متعارف کرانے کی سعی کی جارہی تھی اور ناکامی کی صورت میں تلملاہٹ نے ایسی شکل اختیار کر لی کی فتوے بازی کی نوبت آپہنچی۔

استاذ گرامی مولانا ابوصادق عاشق علی اثری حفظہ اللہ کا حافظ صلاح الدین یوسفؒ کی حیات وخدمات پر مشتمل یہ مضمون جب تیار ہورہا تھا اسی بیچ دارالعلوم دیوبند کا یہ فتوی ایک بار پھر سوشل میڈیا پر وائرل ہونے لگا ہمارے بعض احباب نے اس پر بہت سے تبصرے کئے اور مولانا اثری حفظہ اللہ نے بھی اسے اپنے مضمون میں شامل کر لیا بلکہ اس کے علاوہ تفسیر ابن کثیر جیسی معتبر تفسیر پر بھی انگشت نمائی والا ایک فتویٰ اس مضمون میں شامل کیا گیا ہے، اس فتوے میں بھی تقلید شخصی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تنگ نظری اور محدود اور غلط سوچ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جب کہ خود ان فتویٰ گروں کی چہار دیواری کا جائزہ لیا جائے تو بدعات وخرافات یہاں تک کہ شرکیات کی حد تک پہنچ جانے والے بہت سے افکار نکل کر سامنے آئیں گے، وہاں موجود کئی ایسے حقائق ہیں جن کا میں نے خود بھی جائزہ لیا ہے، صلاۃ جنازہ کے لئے خاص مقام سے لے کر درخت اور وہاں موجود ''تبرکات'' اور پانی کے نلکی، ایک خاص درخت اور قبرستان سے متعلق جو چیزیں ہیں ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے، ماضی قریب میں طلاق ثلاثہ، مساجد میں خواتین کے داخلہ، حلالہ اور دوسرے بہت سے مسائل میں انہیں کے مسلک سے تعلق رکھنے والے بہت سے اصحاب جبہ ودستار نے جس انداز سے ان لوگوں سے دوری اختیار کی ہے، اس کی تفاصیل کا بھی یہ موقع نہیں ہے ان مسائل پر یہاں اشارات ہی کافی ہیں۔ اللہ رب العالمین ہم سب کو عقل وشعور عطا فرمائے اور فہم دین سے نوازے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس موقع سے مسلمانوں سے یہ اپیل ضرور کروں گا کہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تفسیر احسن البیان سے متعلق کوئی کچھ بھی کہے لیکن اسے اپنے مطالعہ میں ضرور رکھیں، قران فہمی اور اس پر عمل ایک ایسا ہتھیار ہے جو ہمیں دنیا کے تمام مراحل میں پروقار اور باعزت بناتا ہے۔ اور آخرت کی کامیابی کے دروازے کھولتا ہے اور اگر یہ فہم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث اور صحابہ کرام کے فہم پر مبنی ہو تو اس میں چار چاند لگ جاتے ہیں اور تفسیر احسن البیان کی یہ خوبی ہے کہ اس میں بہت جامع اور مختصر انداز میں ضروری حواشی کو قلم بند کردیا گیا ہے اور عوامی مزاج کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے، عوام الناس اگر مفصل تفاسیر اور بالخصوص عربی زبان یا عربی زبان سے اردو ترجمہ والی مفصل تفاسیر کو مطالعہ میں رکھیں تو بہت سی باتیں ان کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں اس لحاظ سے تفسیر احسن البیان ایک مختصر، جامع اور قابل اعتماد تفسیر ہے لہٰذا اسے مطالعہ میں رکھا جانا چاہیے۔

اللہ رب العالمین مولانا محمد صاحب جوناگڑھی، حافظ صلاح الدین یوسف رحمہما اللہ اور سعودی حکومت کے لئے اس کی طباعت اور اس کی نشرواشاعت کو صدقۂ جاریہ بنائے، اس پر نظر ثانی کرنے والی ٹیم کو اس کا دنیا اور آخرت میں بہتر بدلہ عطا فرمائے اور استاذ محترم مولانا ابوصادق عاشق علی اثری حفظہ اللہ کو حافظ صاحبؒ سے متعلق اس مضمون کی ترتیب پر اجروثواب سے نوازے اور دونوں جہانوں کے لئے اس کوشش کو رفع درجات کا سبب قرار دے۔ آمین (محمد رحمانی)

****

تمہید: یہ دنیا فانی ہے اور یہاں کی ہر چیز آنی جانی ہے، فرمان ربانی ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمن:۲۶۔۲۷)

''جو کچھ بھی زمین پر ہیں سب فنا ہوجانے والے ہیں، صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی''۔

اللہ کے اس عمومی قانون سے کوئی بھی مستثنیٰ نہ رہا ہے اور نہ رہے گا، یہی وجہ ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے انبیاء، اولیاء، صلحاء، اتقیاء، دعاۃ ومبلغین، مؤلفین ومصنفین، مترجمین ومحققین اور مختلف میدان ہائے عمل میں کارہائے نمایاں انجام دینے والی شخصیات اور امراء وزراء اور رعب ودبدبے والے سلاطین وقت یہاں آئے اور اپنی عمر کی گھڑیاں پوری کرکے اس دنیائے فانی سے اپنا رخت سفر باندھ کر عالم برزخ اور عالم آخرت کی طرف روانہ ہوگئے۔

جب ہم بات ہی ماضی قریب کی تاریخ کے اوراق پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وطن عزیز میں کرونا وائرس کے داخل ہونے اور اس سے جنگ لڑنے کے لئے حکومت کی طرف سے لاک ڈاؤن کے اعلان کے وقت سے تادم تحریر برصغیر ہندوپاک سے بڑی بڑی علمی، دعوتی، تصنیفی وتحقیقی، تدریسی وتربیتی شخصیات کی اس دنیائے فانی سے روانگی کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا، ان کی علمی، دعوتی اور اصلاحی شخصیات پر نگاہ ڈالنے سے کلیجہ منہ کو آجاتا ہے اور آنکھیں اشک بار ہوجاتی ہیں، رواں سال میں مارچ ۲۰۲۰ء سے تاہنوز ۱۲/جولائی ۲۰۲۰ء جو اہم شخصیات ہم سے جدا ہوگئیں ان پر ایک طائرانہ نظر آپ بھی ڈال لیجئے:

(۱) ڈاکٹر محمد لقمان سلفی، مؤسس ورئیس جامعۃ الامام ابن تیمیہ ومرکز العلامۃ ابن باز للدراسات الاسلامیہ، چمپارن بہار۔ (۵/مارچ ۲۰۲۰ء)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) مولانا اقبال احمد کنزی، دوپھڑیا، سدھارتھ نگر، سابق نگراں و منیجر شاخ بستی، جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی (۲۴/اپریل ۲۰۲۰ء)۔

(۳) مولانا فضل الرحمن محمدی، ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیۃ اہل حدیث مہاراشٹر وایڈیٹر اخبار اسلاف، مالیگاؤں۔ (۲۵/اپریل ۲۰۲۰ء)۔

(۴) مولانا ڈاکٹر محمود الحسن سلفی برادر خرد جناب ڈاکٹر عبدالباری فتح اللہ مدنی (۲۷/اپریل ۲۰۲۰ء)

(۵) مولانا یوسف جمیل جامعی، کرنول، آندھرا۔ (۳۰/اپریل ۲۰۲۰ء)

(۶) شیخ علاء الدین ندوی، سابق استاذ جامعہ محمدیہ منصورہ، مالیگاؤں (۶/مئی ۲۰۲۰ء)۔

(۷) پروفیسر شیخ حافظ عین الباری عالیاوی، سابق امیر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند وامیر صوبائی جمعیۃ اہل حدیث مغربی بنگال۔ (۱۵/مئی ۲۰۲۰ء)۔

(۸) پروفیسر مولانا ثناء اللہ خان۔ (۱۸/مئی ۲۰۲۰ء)۔

(۹) مولانا شمشیر عالم، ممبئی (۲۵/مئی ۲۰۲۰ء)۔

(۱۰) شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید ہزاروی۔ (۲۹/مئی ۲۰۲۰)۔

(۱۱) شیخ القراء یحییٰ رسول نگری۔ (۳۱/مئی ۲۰۲۰ء)۔

(۱۲) پروفیسر مولانا عبدالرحمن لدھیانوی (۳/جون ۲۰۲۰ء)

(۱۳) مولانا یوسف بٹ (۵/جون ۲۰۲۰ء)

(۱۴) مولانا عبدالجبار سلفی، ناگپور، مہاراشٹر (۷/جون ۲۰۲۰)

(۱۵) مولانا محمد ریاض موسیٰ ملیباری، کیرالا، (۸/جون ۲۰۲۰ء)

(۱۶) معروف مؤلف ومحقق ڈاکٹر عبدالقیوم عبدالرب النبی، مقیم مکہ مکرمہ، (جون ۲۰۲۰ء)

(۱۷) ڈاکٹر ولی اختر ندوی، پروفیسر دہلی یونیورسٹی دہلی، (۹/جون ۲۰۲۰ء)

(۱۸) مولانا عبدالرب رحیمی بن میاں سید تجمل حسین منگل پوری، مہراج گنج یوپی، (۲۷/جون ۲۰۲۰ء)

(۱۹) مولانا محمد ابراہیم سلفی، مغربی بنگال، سابق مدرس معہد التعلیم الاسلامی نئی دہلی۔ (۲۹/جون ۲۰۲۰ء)

(۲۰) حکیم مولانا عبدالحنان سلفی، سابق ڈپٹی ڈائرکٹر سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، دہلی۔ (وزارت آیوش، حکومت ہند) وسابق نائب صدر وتاوفات ممبر ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر، دہلی، (۲/جولائی ۲۰۲۰ء)

(۲۱) علامہ عبدالجلیل سامرودی رحمہ اللہ کے پوتے مولانا علی احمد سامرودی (۳/جولائی ۲۰۲۰ء)

(۲۲) ڈاکٹر عبدالباری خاں، بانی وناظم جامعہ اسلامیہ خیر العلوم (خیر ٹیکنیکل سوسائٹی) ڈومریا گنج، یوپی۔ (۹/جولائی ۲۰۲۰ء)

(۲۳) مولانا شمس الضحیٰ، مالدہ، بنگال۔ (۱۰/جولائی ۲۰۲۰ء)

(۲۴) استاذ مکرم مولانا عبدالوکیل انواری، سابق اکاؤنٹینٹ جامعہ اسلامیہ خیر العلوم، ڈومریا گنج، یوپی (۱۲/جولائی ۲۰۲۰ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۵) معروف مفسر ومحدث ومحقق علامہ حافظ صلاح الدین یوسف۔ (۱۲ جولائی ۲۰۲۰ء) ان کے بعد وفات پانے والے کچھ۔......... رحمهم الله جميعاً رحمة واسعة وغفرلهم وتجاوزعن سيئاتهم وأدخلهم فى فردوس جناته۔ آمین یارب العالمین۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (الحشر:۱۰)

جنوری ۲۰۱۴ء میں راقم سطور نے مولانا عبدالسلام رحمانی (م ۲۹ر دسمبر ۲۰۱۳ء) رحمہ اللہ سابق ناظم مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند پھر نائب امیر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند اور وکیل جامعہ سراج العلوم بونڈیہار، بلرام پور کی وفات کے بعد موصوف کی حیات وخدمات پر ایک مختصر مقالہ حوالۂ قرطاس کیا تھا جس میں ایک دہے (دس سال) میں برصغیر ہندو پاک کے ساتھ عالم اسلام اور عالم عرب کی بھی بعض اہم شخصیات اس فہرست میں شامل تھیں وہ فہرست ۲۸ر علماء وفضلاء پر مشتمل تھی جس کہ مذکورہ بالا فہرست صرف سوا چار مہینے کے اندر وفات پانے والے فقط علماء برصغیر ہندوپاک کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ علمی، تدریسی، دعوتی، تحقیقی اور تصنیفی میدان کا کتنا بڑا خسارہ ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارے حالات پر رحم فرمائے اور امت اسلامیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

غالباً ایسے ہی حالات میں مولانا الطاف حسین حالی (م ۱۹۱۴ء) رحمہ نے کہا تھا ؎

غالب ہے، نہ شیفتہ، نہ میر باقی
وحشت ہے، نہ سالک، نہ انور باقی
حالی اب انہیں کو بزم یاراں سمجھو
یاروں کے جو کچھ داغ ہیں دل پر باقی

ان کے علاوہ اور بہت سی علمی، دعوتی، تحقیقی، تدریسی، ملی اور جماعتی شخصیات ہیں جو ہم کو داغ مفارقت دے کر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوگئیں، وہ قوم وملت کا عظیم سرمایہ تھیں، افسوس اس بات کا ہے کہ جو علماء، مفسرین ومحدثین، دعاۃ ومصلحین، مصنفین ومحققین اور مدرسین وخطباء چلے گئے اور ان کی جگہیں خالی ہوگئیں صحیح معنی میں کوئی دوسرا ان کی جگہ کو پُر کرنے والا نظر نہیں آتا ہے۔

سچ فرمایا ہے صادق ومصدوق رسول اکرم ﷺ نے: ''إن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العم بقبض العلماء، حتى إذا لم يبق عالماً اتخذ الناس رؤوساجهالا، فسئلوافافتوا بغير علم، فضلوا وأضلوا'' (متفق علیہ بروایت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

''بے شک اللہ تعالیٰ علم کو بندوں سے چھین کر نہیں ختم کرتا ہے بلکہ علماء کو قبض کر کے علم کو ختم کرتا ہے، یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں اور نادانوں کو سردار بنالیں گے، ان سے مسئلہ دریافت کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ صادر کریں گے، اس طرح وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آج میں معروف مفسر، محدث، محقق، شارح، فقیہہ، مصنف، مترجم، صحافی علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی حیات وخدمات اوران کے اعمال جلیلہ پر مختصر روشنی ڈالنے کی کوشش کررہا ہوں، کیونکہ مستقبل کو روشن اورتابناک بنانے کے لئے ماضی کی تاریخ کو نگاہ میں رکھنا ضروری ہے، جو قومیں اپنے اسلاف کی تاریخ کو فراموش کردیتی ہیں وہ اپنا مستقبل تاریک بلکہ تباہ وبرباد کردیتی ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ماضی کی تاریخ خود بیان فرمائی ہے، جس میں انبیاء، صلحاء اوراتقیاء کے حالات زندگی نیز ظالم وجابر اورمعصیات الٰہی میں غوطہ زن قوموں کی تباہی وبربادی کے سچے قصے اورواقعات کا بیان ہے تاکہ انبیاء وصلحاء اورخوف وخشیت الٰہی سے سرشار نیک بندوں کے طور وطریقے اپنائیں اورظالم وسرکش اورشب وروز معصیت ونافرمانی کے کاموں میں غوطہ زن لوگوں کے انجام بد سے ڈریں اوران کی روش سے بچیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے واقعات اورقصوں کو ''احسن القصص'' کہہ کران کو پڑھنے اوران سے عبرت ونصیحت حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ (یوسف:۳) ''ہم آپ کے سامنے بہترین قصے پیش کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ہم نے آپ کی جانب یہ قرآن وحی کے ذریعہ نازل کیا ہے اوریقیناً آپ اس سے پہلے بے خبروں میں سے تھے''۔

فارسی شاعر نے کہا ہے ؎

گاہے گاہے بازخواں ایں قصہ پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

''کبھی کبھی یہ پرانے قصے پھر سے پڑھ لیا کرو اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے سینے کے داغ تازہ رہیں''

اس سے قبل بھی میں نے چند شخصیات کی حیات وخدمات پر قلم اٹھایا اورخامہ فرسائی کی ہے، اس کا قصد شاعر کے درج ذیل شعر کے مطابق اورکچھ نہیں:

أحب الصالحين ولست منهم
لعل الله يرزقني صلاحاً

''میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں اگرچہ میں ان میں سے نہیں ہوں، اس امید سے کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی صالح اورنیک بنادے''۔

بلاشبہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی وفات علمی، تفسیری، حدیثی، فقہی، تصنیفی، تحقیقی میدانوں میں عالم اسلام اورپوری علمی دنیا کا عظیم خسارہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی پورا کرسکتا ہے۔ شاعر نے سچ کہا ہے ؎

وماكان قيس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدما

مولد ومسکن اورخاندان: مولانا محمد اسحاق بھٹی (م ۲۲ردسمبر ۲۰۱۵ء) رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ''صلاح الدین یوسف کا آبائی مولد ومسکن جے پور ایک پرامن شہر تھا، ۱۹۴۷ء میں جب پورا برصغیر فسادات کی زد میں تھا، ریاست جے پور اس وقت ہر قسم کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہنگاموں سے محفوظ تھی، لوگ ہندوستان سے پاکستان آرہے تھے لیکن ان کے والد حافظ عبدالشکور وہیں رہنا چاہتے تھے، اس اثناء میں حافظ صلاح الدین یوسف کے ایک بڑے بھائی اپنے دوستوں کے ساتھ پاکستان آ گئے تھے، پھر کچھ عرصے کے بعد ان کی شدید بیماری کی اطلاع پہنچی تو ان کے والد (حافظ عبدالشکور) نے بھی پاکستان آنے کا فیصلہ کرلیا، پہلے انہوں نے قیام پاکستان کے دوسال بعد ۱۹۴۹ء میں اپنے اہل وعیال کو کھوکھراپار کے راستے پاکستان بھیجا، کچھ عرصے کے بعد خود بھی آ گئے، ابتداء میں کئی سال یہ لوگ حیدرآباد (سندھ) میں رہے، پھر کراچی منتقل ہو گئے۔

صلاح الدین یوسف کے والد سات بھائی تھے لیکن اپنے خاندان میں یہ واحد اہل حدیث تھے، بعد میں ان کے چھوٹے بھائی عبدالقیوم بھی اہل حدیث ہو گئے تھے اور پاکستان آ گئے تھے، پھر ان کے ایک بڑے بھائی عبدالغنی بھی ایک بیٹے کے ساتھ پاکستان آ گئے تھے، ان کی باقی اولاد اور دوسرے تمام بھائی اور ان کی آل واولاد جے پور ہی میں رہے۔

پاکستان آکر ابتداء میں جس طرح بہت سے لوگ معاشرتی پریشانیوں سے دوچار ہوئے اسی طرح صلاح الدین یوسف کے والد کو بھی اس پریشانی کا شکار ہونا پڑا، پھر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور حالات سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کرلیا۔

اس گھرانے میں تعلیم وتعلم کا زیادہ رواج نہ تھا، ان کے والد کی تعلیم فقط اتنی تھی کہ وہ حافظ قرآن تھے، اس کا ترجمہ بھی پڑھا تھا اور اردو کی بعض کتابیں بھی پڑھی تھیں، لیکن نہایت نیک بزرگ تھے، روزانہ صبح کو تلاوت قرآن کرتے تھے، ضرورت کے مطابق مسئلے جانتے تھے اور جو کچھ جانتے تھے اپنے خاندان میں اس کی تبلیغ کرتے رہتے تھے، پکے اہل حدیث تو تھے ہی اس کے علاوہ علمائے اہل حدیث سے بے حد تعلق رکھتے تھے''۔ (دبستان حدیث: ص:۵۷۸، ۵۷۹)

نام ونسب: حافظ صاحب رحمہ اللہ کا اصل نام حافظ محمد یوسف اور قلمی نام حافظ صلاح الدین یوسف ہے۔

آپ نے اپنے نام ونسب کے بارے میں اپنے ایک انٹرویو میں جو حافظ عمار سعید اور حافظ فیضان فیصل نے لیا تھا اور ماہنامہ ''تفہیم الاسلام'' احمد پور شرقیہ، ضلع بہاول پور، پاکستان میں ۲۰۱۸ء میں شائع ہوا تھا، لکھا ہے: میرا نام صلاح الدین بن حافظ عبدالشکور بن عبدالرزاق بن محمد اعظم ہے۔

پیدائش: ویکیپیڈیا کے مطابق آپ کی پیدائش یکم نومبر ۱۹۵۱ء کو لاہور میں ہوئی اور مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ اور حافظ محمد فاروق بھٹی صاحب نے آپ کی ولادت ۱۹۴۵ء ریاست جے پور، راجستھان تحریر کیا ہے جب کہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے اپنے مذکورہ بالا انٹرویو میں خود لکھا ہے: میری پیدائش ۱۹۴۶ء میں جے پور میں ہوئی جو قبل از تقسیم، ہندوستانی ریاست کی ایک راجدھانی تھی اور اب صوبہ راجستھان کا ایک حصہ ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش کے بارے میں ویکیپیڈیا کی بات بالکل غلط ہے کیونکہ آپ کی پیدائش بالاتفاق ہندوستان کے مشہور شہر ''جے پور'' میں تقسیم ہند سے پہلے ہوئی ہے جو آج کل صوبہ راجستھان کی راجدھانی ہے، تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے بعد آپ پاکستان منتقل ہوئے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیم وتربیت: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ، حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خاندان میں تعلیم کا زیادہ رواج نہ ہونے کی وجہ سے صلاح الدین یوسف اپنے بچپن کے زمانے میں حصول علم کی راہ پر گامزن نہ ہو سکے، البتہ گھر میں والد صاحب سے تھوڑی سی اردو پڑھ لی تھی۔

جب یہ لوگ حیدر آباد سے کراچی منتقل ہوئے تو اس وقت حافظ صلاح الدین یوسف کی عمر دس گیارہ سال تھی، کراچی میں اہل حدیث کی مسجد رحمانیہ میں ان کی تعلیم کا آغاز ہوا، پھر جامع العلوم سعودیہ میں داخل ہوئے، وہاں قاری محمد بشیر تبتی سے ناظرہ قرآن پڑھا، ان ہی قاری صاحب نے ان کے والد کو مجبور کیا کہ وہ اپنے اس بچے کو قرآن مجید حفظ کروائیں، چنانچہ یہ قرآن مجید حفظ کرنے لگے، ان کے حفظ کے استاذ قاری محمد اشفاق تھے جو احناف کے دیوبندی نقطۂ نظر سے تعلق رکھتے تھے اور بہت احتیاط اور محنت سے پڑھاتے تھے، چنانچہ صرف ایک سال میں انہوں نے (حافظ صاحب) نے قرآن مجید یاد کر لیا۔

بیٹے کے قرآن مجید یاد کرنے پر ان کے والد حافظ عبدالشکور صاحب بھی بہت خوش تھے اور خود حافظ صلاح الدین یوسف بھی نہایت مسرت کا اظہار کرتے تھے، چنانچہ جو عالم دین ان کے گھر آتے، ان سے قرآن مجید سنتے، ایک روز قاری عبدالخالق رحمانی تشریف لے آئے، انہوں نے بھی قرآن مجید سننے کی خواہش ظاہر فرمائی، اتفاق سے صلاح الدین یوسف نے ان کو سورۂ بقرہ کا وہ رکوع سنایا جس میں آیت: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝۴۴ (البقرۃ: ۴۴) آئی ہے، انہیں تو اسکے ترجمے کا پتہ نہ تھا لیکن یہ سن کر قاری صاحب نے فرمایا بھئی تم نے تو ہمیں ہی وعظ سنا دیا ہے۔

حفظ قرآن کے بعد کسی نہ کسی طرح حافظ صلاح الدین یوسف علوم دینی کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے، اس وقت کراچی میں جامع العلوم سعودیہ نام کی درسگاہ ایک چھوٹے سے مکان میں جاری تھی، اس میں ناظرہ اور حفظ قرآن کے علاوہ درس نظامی کا شعبہ بھی قائم تھا، وہاں پہلے علامہ محمد یوسف کلکتوی شیخ الحدیث تھے پھر وہ پنجاب آ گئے تھے، ان کے بعد مولانا حاکم علی دہلوی کو صدر المدرسین مقرر کیا گیا تھا، مولانا ممدوح بہت بڑے مدرس اور تجربہ کار معلم تھے، منقول ومعقول میں مہارت رکھتے تھے، حافظ صلاح الدین یوسف نے ان سے درس نظامی کا آغاز کیا، یہی مدرسہ بعد میں سفید مسجد سولجر بازار میں منتقل ہوا اور اس کا نام دارالحدیث رحمانیہ رکھا گیا، اس مسجد کے بانی وناظم شیخ عبدالوہاب تھے جو دارالحدیث رحمانیہ (دہلی) کے مہتمم شیخ عطاء الرحمن کے فرزند گرامی تھے، انہوں نے اپنے بزرگوں کی یادگار (دارالحدیث رحمانیہ دہلی) کو زندہ کرنے کے لئے اس مدرسے کا یہ نام تجویز کیا اور اس کے اہتمام کی ذمہ داری قبول کی، حافظ صلاح الدین یوسف نے اسی مدرسے میں درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا اور مولانا حاکم دہلوی کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔

ڈھائی تین سال حافظ صلاح الدین یوسف کو مولانا حاکم علی کے حلقۂ درس میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی، اس اثناء میں درسی کتابوں کے علاوہ انہوں نے علمی اور ادبی رسائل وجرائد کا بھی مطالعہ کیا۔

ان رسائل وجرائد کے علاوہ مولانا مسعود عالم ندوی، مولانا ابوالحسن علی ندوی اور مولانا عبدالسلام ندوی وغیرہ متعدد اصحاب قلم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصانیف کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا، پھر اس کے آگے بڑھ کر مولانا ابوالکلام آزاد، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور مولانا مودودی کی کتابیں پڑھنے کی تمنا دل میں ابھری اور اللہ کے فضل سے یہ تمنا پوری ہوئی۔

اس زمانے میں بندروڈ کے فٹ پاتھ پر ایک بزرگ کتابوں کا اسٹال لگاتے تھے، یہ حافظ صلاح الدین یوسف کی روزانہ کی گزرگاہ تھی، اس بک اسٹال پر حافظ صاحب رکتے اور کتابیں دیکھتے اور اپنی ضرورت اور مالی حالت کے مطابق کوئی نہ کوئی کتاب خرید لیتے، اس طرح مطالعے کا خاصا ذوق پیدا ہو گیا، جس کی وجہ سے ان کی زبان بھی نکھر گئی اور معلومات میں بھی اضافہ ہوا، لکھنے کا بھی جذبہ ابھرا، ذہن اخذ وقبول کی صلاحیت سے بہرہ ور تھا اور حالات نے بھی موافق سمت اختیار کر لی تھی، اس لئے جیسے جیسے حصول علم کی منزلیں طے کرتے گئے، اسی نسبت سے قلم وقرطاس سے بھی روابط کا شوق بڑھتا گیا۔

اب حالات نے ایک اور پلٹا کھایا جس کے نتیجے میں حافظ صلاح الدین یوسف طلب علم کے لئے کراچی سے لاہور آ گئے، اس وقت ان کی عمر چودہ پندرہ سال ہوگی، یہاں انہوں نے دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں داخلہ لیا، دارالعلوم کے مہتمم مولانا سید محمد داؤد غزنوی تھے اور اساتذہ شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد اسحاق، مولانا حافظ عبدالرشید گوہڑوی اور مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی، اس سے ایک سال قبل مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کراچی تشریف لے گئے تھے اور ان کا قیام جامع العلوم سعودیہ میں رہا تھا، وہیں حافظ صلاح الدین یوسف کو ان کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا، مولانا نے حافظ صاحب کے ذوق مطالعہ کے پیش نظر انہیں علمی نوعیت کے بعض مشورے بھی دئے اور کچھ کتابیں بھی پڑھنے کے لئے فرمایا، اب وہ طالب علم کی حیثیت سے لاہور آئے تو مولانا سے میل ملاقات کا سلسلہ شروع ہوا، مولانا کسی زمانے میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں بطور شیخ الحدیث خدمات سرانجام دیتے رہے تھے، اب دارالعلوم میں کوئی تدریسی ذمہ داری تو ان کے سپرد نہ تھی، البتہ مکتبہ سلفیہ کے نام سے دارالعلوم کی ایک دوکان میں انہوں نے اپنے ذوق کی کتابوں کی نشر واشاعت کے لئے مکتبہ قائم کر لیا تھا جس میں اسباق سے فراغت کے بعد حافظ صلاح الدین یوسف بھی آ جاتے تھے وہ وہاں بیٹھتے اور مولانا کے افکار عالیہ سے مستفید ہوتے۔'' (دبستان حدیث باختصار، ص:۵۷۹، ۵۸۱)

اساتذہ: (۱) مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی۔ (۲) قاری بشیر احمد تبتی۔ (۳) قاری عبیداللہ بلتستانی۔ (۴) قاری محمد اشفاق۔ (۵) حافظ محمد اسحاق۔ (۶) حافظ عبدالرشید گوہڑوی۔ (۷) مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی۔ (۸) مولانا عبدالحمید۔ (۹) مولانا حاکم علی۔ ماخوذ از انٹرویو حافظ صاحب وتحریر محترم محمد فاروق بھٹی صاحب۔

اللہ عزوجل کا فضل وکرم ہے کہ اس نے راقم سطور کو بھی محدث شہیر علامہ بھوجیانی (م ۲/ اکتوبر ۱۹۸۷ء) رحمہ اللہ صاحب ''التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی'' سے استفادہ کا موقع عنایت فرمایا جب کہ اپریل ۱۹۸۱ء مطابق جمادی الآخرۃ ۱۴۰۱ھ میں علامہ بھوجیانیؒ پاکستان سے دہلی تشریف لائے تھے، اس سے قبل مورخ اہل حدیث علامہ عبدالحمید رحمانی (م ۲۰/ اگست ۲۰۱۳ء) رحمہ اللہ جماعتی اور سیاسی جھمیلوں سے آزاد ہو کر جامعہ نگر، نئی دہلی کے اندر چار کمروں پر مشتمل ایک چھوٹے سے مکان میں پہلا تعلیمی وتربیتی ادارہ بنام معہد التعلیم الاسلامی (موجودہ جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی) قائم کر چکے تھے اور اس میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع ہو چکا تھا اور یہ تعلیم وتربیت کا پہلا ہی سال تھا، اس وقت راقم سطور اس میں ایک ادنیٰ مدرس تھا اور علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ معہد کی زیارت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے، اس کے بعد ریاض العلوم دہلی میں بھی متعدد بار جانے اور مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ سے استفادہ کا موقع ملا جہاں آپ اس وقت مقیم تھے، اسی موقع پر میں نے ''التعليقات السلفيه'' کا ایک نسخہ آپ سے خریدا تھا جس سے برابر استفادہ کرتا رہتا ہوں۔ فللہ الحمد

اس موقع پر میں نے اپنی پہلی حقیر تالیف ''حقوق والدین قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں'' موصوف کو پیش کر کے اس کے مطالعہ کرنے اور اس پر تاثرات لکھنے کی درخواست کی تھی، موصوف نے میری ذرہ نوازی کرتے ہوئے درج ذیل الفاظ میں میری ہمت افزائی کی تھی اور اپنی دعاؤں سے نوازا تھا: خاکسار نے ''حقوق والدین واولاد'' کتابچہ جستہ جستہ مقامات سے دیکھا، ماشاء اللہ بہت مفید تالیف ہے اور باعتبار مندرجات کے ''دریا بہ حباب اندر'' کا مصداق، اس پہلو سے کہ معاشرے میں جو کوتاہی عام طور پر نظر آ رہی ہے، اس کی اصلاح کے لئے قرآن وحدیث سے مدلل ہے۔

اس رسالہ کی عام اشاعت ہونی چاہیے، بلکہ اس کو مخیّر اصحاب بلا قیمت تقسیم کریں، جیسا کہ کسی زمانے میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس نے مجدد العلوم حضرت نواب سید محمد صدیق حسن قنوجی (والی بھوپال) رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''حقوق الوالدین واولاد'' بلا قیمت شائع کی تھی۔

مولانا عاشق الٰہی عرف مولانا عاشق علی اثری صاحب دام مجدہ کا یہ کتابچہ موجودہ دور کے تقاضوں کے لحاظ سے حضرت نواب صاحب موصوف سے بہت بہتر ہے، لہٰذا ضرورت ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ حلقوں تک پہنچایا جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مؤلف وناشر کی یہ اصلاحی کوشش قبول فرمائے اور مؤلف کو تبلیغ واصلاح میں مزید تالیفات کی توفیق سے نوازے۔ آمین''۔

علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ کے یہ قیمتی تاثرات مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ طبع دوم پر ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ فجزاه الله أحسن الجزاء۔

راقم: خاکسار محمد عطاء اللہ حنیف، بھوجیانی از لاہور، حال وارد دہلی۔ ۹؍ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ۔

نوٹ: پہلے کتاب کا پورا نام ''حقوق والدین واولاد'' رکھا تھا جس کا مسودہ علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ کے پیش نظر تھا۔ بعد میں مزید تحقیق ونظر ثانی کے بعد والدین سے متعلق حصہ مذکورہ بالا نام سے دوبارہ اردو میں اور ایک بار ہندی میں شائع ہو کر اہل علم ودانش سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے اور اولاد سے متعلق حصہ نظر ثانی کے لئے پڑا رہ گیا جو میرے اوپر قرض ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اولاد: حافظ صاحب رحمہ اللہ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ اور تین بیٹے (۱) حافظ محمد عثمان یوسف مدنی (۲) محمد حمران یوسف (۳) حافظ محمد صفوان یوسف اور چار بیٹیاں ہیں، دو بیٹے شادی شدہ ہیں اور حافظ صاحب کی رہائشی مکان میں ان کی بالائی منزل میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں اور ایک بیٹا زیر تعلیم ہے جو غیر شادی شدہ ہے، چاروں بیٹیاں بھی شادی شدہ ہیں ورا پنے گھروں میں خوش وخرم زندگی بسر کر رہی ہیں۔ سلمھم اللہ تعالیٰ ورعاھم۔

صحافت، تصنیف وتالیف اور خطاب: حافظ صاحب رحمہ اللہ کے اندر دور طالب علمی ہی میں کتابوں اور رسالوں کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو گیا تھا اور برابر مطالعہ کرنے کی وجہ سے ان کی اندر خود اعتمادی اور لکھنے کا داعیہ بھی پیدا ہو گیا اور انہوں نے قلم وقرطاس کو پکڑا اور مضامین لکھنا شروع کیا، جب ان کے مضامین مجلّات وجرائد میں چھپنے لگے تو اس سے ان کی ہمت افزائی ہونے لگی اور ایک وقت آیا جب وہ عمر کی بیسویں یا اکیسویں منزل میں پہنچے اور مولانا مودودی (م ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء) رحمہ اللہ کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' چھپی تو حافظ صاحب رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں بہ عنوان ''خلافت سے ملوکیت تک'' ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں لکھنا شروع کیا جو بعد میں علامہ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے مشورے اوران کی رہنمائی میں ''خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا، یہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی پہلی باقاعدہ تصنیف تھی جو اس وقت شائع ہوئی۔

بعد میں ''الاعتصام'' کے مصارف، اس کی ادارت اور اشاعت کی پوری ذمہ داری علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ کے سر آ گئی تو حافظ صاحب ان کے ساتھ معاونت کرنے لگے اور ایک وقت ایسا آیا کہ رفتہ رفتہ ''الاعتصام'' کی ادارتی ذمہ داری حافظ صاحب رحمہ اللہ کے سپرد کر دی گئی، جسے یہ مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کی رہنمائی میں بحسن وخوبی نبھاتے رہے، مولانا کی وفات (اکتوبر ۱۹۸۷ء) تک پندرہ سولہ سال حافظ صاحب ''الاعتصام'' کے مدیر رہے، مولانا کی وفات کے بعد بھی کئی سال تک آپ ''الاعتصام'' کی ادارت سے منسلک رہے۔

اس طرح تقریباً چوبیس برس تک آپ ''الاعتصام'' سے وابستہ رہے، اس مدت میں آپ نے مختلف عنوانات اور موضوعات پر بے شمار اداریے، مضامین، شذرات، وفیات اور کتابوں پر تبصرے وغیرہ لکھتے رہے اور وہ اس اخبار میں شائع ہوتے رہے۔

ہفت روزہ ''الاعتصام'' سے علیحدگی کے بعد حافظ صاحب رحمہ اللہ کو مولانا عبدالمالک صاحب مجاہد حفظہ اللہ نے اپنے بین الاقوامی تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی ادارہ ''دارالسلام'' ریاض، سعودی عرب کے لئے چن لیا اور شروع میں میں حافظ صاحب رحمہ اللہ چار مہینے ریاض میں بھی رہے اور اپنی تفسیر ''احسن البیان'' وہیں لکھنا شروع کیا تھا، وہاں سے لاہور واپس آنے کے بعد اس تفسیر کو مکمل کیا جو مولانا عبدالمالک صاحب مجاہد حفظہ اللہ کی کوشش سے ''شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس'' مدینہ طیبہ سے متعدد بار چھپ کر پوری دنیا میں قبول خاص وعام ہو چکی ہے۔

حافظ صاحب اس کی تفسیر کی تکمیل کے بعد بھی ''دارالسلام'' سے وابستہ رہے اور اس کی شاخ واقع لاہور، پاکستان کے مدیر رہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حافظ صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف اور ترجمے وغیرہ کی ایک فہرست افادۂ عام کے لئے ذکر کر دی جائے، ملاحظہ ہو:

تصانیف وترجمے وغیرہ: (۱) تفسیر احسن البیان، صفحات: ۱۷۷۷۔ (۲) خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت، صفحات:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۷۵۰۔ (۳) دلیل الطالبین ترجمہ وفوائد ریاض الصالحین للنووی دو جلدیں، صفحات ۵۶۶۔ (۴) ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل، صفحات: ۲۴۰۔ (۵) اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت ونوعیت، صفحات: ۲۸۸۔ (۶) قبر پرستی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ، صفحات: ۱۲۲۔ (۷) تحریک جہاد۔ اہل حدیث اور احناف، صفحات: ۱۲۶۔ (۸) اسلامی خلفاء وملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ، صفحات: ۶۶۔ (۹) عورت کی سربراہی کا مسئلہ اور شبہات ومغالطات کا ایک جائزہ، صفحات: ۱۲۸۔ (۱۰) اہل حدیث اور اہل تقلید، صفحات: ۸۲۔ (۱۱) ترجمہ وتفسیر تیسواں پارہ، صفحات: ۱۸۴۔ (۱۲) واقعۂ معراج اور اس کے مشاہدات ایک تحقیقی جائزہ۔ (۱۳) رمضان المبارک۔ فضائل، فوائد وثمرات۔ (۱۴) احکام ومسائل وفضائل عشرہ ذوالحجہ۔ (۱۵) احکام ومسائل عیدالاضحیٰ، صفحات: ۴۸۔ (۱۶) نماز مسنون مع ادعیہ ماثورہ (۱۷) روزمرہ کی مسنون دعائیں۔ (۱۸) نماز محمدی ﷺ۔ (۱۹) توحید اور شرک کی حقیقت مع مغالطات اور شبہات۔ (۲۰) نفاذ شریعت کیوں اور کیسے؟ (۲۱) مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں۔ (۲۲) عورتوں کے امتیازی مسائل وقوانین۔ حکمتیں اور فوائد، صفحات: ۲۲۰۔ (۲۳) کیا خواتین کا طریقۂ نماز مردوں سے مختلف ہے؟ صفحات: ۶۴۔ (۲۴) اسلامی آداب معاشرت، صفحات: ۲۶۴۔ (۲۵) رسومات محرم الحرام اور سانحۂ کربلا، یہ کتاب پہلے ''ماہ محرم اور موجودہ مسلمان'' کے نام سے چھپتی رہی۔ صفحات: ۱۱۲۔ (۲۶) جنازے کے احکام ومسائل اور مسئلہ ایصال ثواب کا علمی وتحقیقی جائزہ۔ (۲۷) مولانا مناظر احسن اصلاحی اپنے حدیثی وتفسیری نظریات کی روشنی میں۔ (۲۸) زکوٰۃ وعشر کے احکام اور مسائل وفضائل، صفحات: ۱۴۴۔ (۲۹) مسنون نکاح اور شادی بیاہ کی رسومات، صفحات: ۱۱۲۔ (۳۰) حصن المسلم ڈاکٹر سعید بن علی القحطانی (دعا کی مشہور کتاب) کا اردو ترجمہ۔ (۳۱) اجتہاد اور تعبیر شریعت کے اختیار کا مسئلہ، پارلیمنٹ اس کی اہل ہے یا باصلاحیت علماء اسلام؟ (۳۲) ایصال ثواب اور قرآن خوانی، صفحات: ۴۸۔ (۳۳) عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، صفحات: ۶۴۔ (۳۴) حد رجم کی شرعی حیثیت۔ (۳۵) حقوق الامۃ۔ (۳۶) حقوق الوالدین، صفحات: ۲۴۔ (۳۷) حقوق الاولاد، صفحات: ۸۰۔ (۳۸) حقوق الزوجین، صفحات: ۴۸۔ (۳۹) کھانے پینے کے آداب۔ (۴۰) سونے جاگنے کے آداب۔ (۴۱) سلام کے آداب واحکام۔ (۴۲) خواتین سے متعلقہ بعض اہم مسائل احادیث کی روشنی میں۔ (۴۳) ایام مخصوصہ میں عورت کا قرآن پڑھنا اور چھونا۔ (۴۴) مسئلہ طلاق ثلاثہ اور علماء احناف۔ (۴۵) عظمت حدیث اور اس کے تقاضے، صفحات: ۹۶۔ (۴۶) اسلامی لباس... آداب واحکام۔ (۴۷) ترجمۃ القرآن لفظی بکسوں میں۔ (۴۸) منحۃ الباری ترجمۃ الادب المفرد للبخاری۔ (۴۹) تنقیح الرواۃ فی تخریج أحادیث المشکوۃ، جلد چہارم کی تحقیق باشتراک قاری نعیم الحق نعیمؒ۔ (۵۰) نصیحۃ الصبی فی ترجمۃ الاربعین من أحادیث النبی، سید نواب صدیق حسن خاں بھوپالی رحمہ اللہ کی کتاب کی تسہیل وتنقیح۔ (۵۱) حقوق وفرائض، صفحات: ۲۵۶۔ (۵۲) مسئلہ رؤیت ہلال اور بارہ اسلامی مہینے، صفحات: ۴۰۰۔ (۵۳) مختصر تفسیر احسن البیان، صفحات ۱۱۵۲۔ (۵۴) لباس اور پردہ، صفحات: ۱۸۵۔ (۵۵) مجموعہ درس حدیث مختصر ریاض الصالحین، صفحات: ۶۶۸۔ (۵۶) حقوق العباد، صفحات: ۸۰۔ (۵۷) یا اللہ مدد، صفحات: ۱۲۸۔ (۵۸) بارات اور جہیز کا تصور۔ مفاسد اور حل، صفحات: ۵۰۔ (۵۹) آداب نماز اور خشوع وخضوع کی اہمیت ووجوب، صفحات: ۳۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۶۰) شادی بیاہ، صفحات: ۳۲۔ (۶۱) حقوق مرداں حقوق نسواں، صفحات: ۳۵۰۔ (۶۲) نماز کے بعض اہم مسائل، صفحات: ۲۴۔ (۶۳) ترجمہ معانی قرآن کریم۔ جو ابھی غیر مطبوع ہے۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات، تالیفات، تفسیر، ترجمے اور ردود وتنقیدات وغیرہ کی مذکورہ بالا فہرست انٹرنیٹ، فہرست کتب مکتبہ الفہیم، مئوناتھ بھنجن اور عربی مقالہ برادر گرامی مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی سلمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ سے مستفاد ہے، ہوسکتا ہے کچھ کتابیں اور اہم مقالے ابھی بھی نظر سے اوجھل ہوں، بعض فہرستوں میں صفحات کی تعداد ملی اسے ذکر کر دیا گیا ہے، احباب سے خصوصاً حافظ صاحب کے صاحبزادہ برادر عزیز مولانا محمد عثمان یوسف مدنی سلمہ اللہ تعالیٰ وبارک فیہ سے نظر ثانی اور حذف واضافہ کی درخواست ہے۔

موصوف کی کتابوں پر نظر ڈالنے سے آپ کی عبقریت، وسعت علم، کثرت مطالعہ اور کتاب وسنت سے گہری محبت، دفاع عن الصحابہ اور امت محمدیہ کے ساتھ آپ کی خیر خواہی کے جذبہ صادق کا پتہ چلتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کی تمام کتابوں کا جامع تبصرہ قارئین کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ان کتابوں سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوسکیں، جیسا کہ برادر مکرم جناب مولانا مطیع اللہ صاحب مدنی حفظہ اللہ نے خلافت وملوکیت اور بعض احباب نے بعض دوسری کتابوں کا تعارف کرایا ہے۔ فجزاھم اللہ خیرا۔

واضح رہے کہ تفسیر احسن البیان کے ساتھ ترجمہ معانی قرآن کریم صاحب سلسلۂ محمدیات ومؤلف ومترجم کتب کثیر خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھی (م یکم صفر ۱۳۶۰ھ۔ یکم مارچ ۱۹۴۱ء) رحمہ اللہ کے قلم کا شاہکار ہے۔ ترجمہ اور تفسیری حواشی پر نظر ثانی کا کام ''وزارۃ الشئوون الاسلامیہ والاوقاف والدعوۃ والارشاد'' (وزارت اسلامی امور واوقاف اور دعوت وارشاد) سعودی عرب کے حکم سے دو معروف شخصیات: (۱) محترم جناب ڈاکٹر وصی اللہ بن محمد عباس صاحب پروفیسر ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ اور مدرس ومفتی حرم مکی (۲) جناب ڈاکٹر اختر جمال لقمان صاحب استاذ دارالحدیث، مکہ مکرمہ (حفظھما اللہ وتولاھما ونفع بھما الاسلام والمسلمین) نے انجام دیا ہے اور مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة النبوية (شاہ فہد قرآن کریم کمپلیکس، مدینہ طیبہ) سے اس کی مسلسل طباعت اور نشر واشاعت ہو رہی ہے۔ فجزاھم اللہ عنی وعن المسلمین أحسن ما یجازی بہ عبادہ الصالحین۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر احسن البیان لکھنے اور حکومت سعودی عرب ''حرسھا اللہ من کل شر'' سے اس کی طباعت کا پس منظر ہدیہ قارئین کر دیا جائے، جسے حافظ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے انٹرویو میں خود بیان کیا تھا؟ ملاحظہ ہو انٹرویو کا سوال اور حافظ صاحب رحمہ کا جواب:

''سوال: تفسیر احسن البیان جیسی جامع اور مفید تفسیر لکھنے کا کیا سبب بنا؟ سعودی حکومت کا چھاپنا اور پھر سنا کہ بین (ممنوع) بھی کیا ان سب پر روشنی ڈالیں۔

جواب: اصل بات یہ ہے کہ احسن البیان، تفسیر لکھنے کے انداز میں نہیں لکھی گئی بلکہ حاشیہ کے انداز میں لکھی گئی تھی اور اس کو مختصر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مختصر رکھنے کا کہا گیا تھا۔اس تفسیر کے لکھنے کا سبب یہ تھا کہ سعودی حکومت نے اس سے پہلے مولانا شبیر احمد عثمانی (رحمہ اللہ) کی تفسیر شائع کروائی تھی، چونکہ اس تفسیر میں بہت فکری گمراہیاں تھیں اور جب کمیٹی کے علم میں یہ چیز لائی گئی کہ اس میں بہت سے فکری انحرافات ہیں تو انہوں نے اس کی اشاعت کو بند کر دیا۔ جب تفسیر عثمانی بند ہوگئی تو عبدالمالک مجاہد صاحب کے ذہن میں یہ آیا کہ اس کی جگہ ہم کوئی تفسیر ان کو دیں، عبدالمالک مجاہد صاحب کی کوشش تھی کہ میں کوئی ایسا حاشیہ لکھواؤں جو وہاں شائع ہو سکے، اس کے لئے پہلے انہوں نے ادریس فاروقی صاحب کا انتخاب کیا اور ان کو اس کام کے لئے آمادہ کیا، چنانچہ انہوں نے بارہ سپاروں تک حاشیہ لکھا اور نظر ثانی کے لئے مجھے دیا گیا، میں نے اس کو دیکھ کر بتایا کہ یہ تو زیادہ مفید نہیں ہے اور میں نظر ثانی کر کے اس میں جان نہیں ڈال سکتا، پھر عبدالمالک مجاہد صاحب کہنے لگے کہ آپ ہی ہمیں لکھ کر دے دیں، اس طرح یہ حاشیہ لکھنے کا آغاز ہوا اور ان کی خواہش کے مطابق نہایت ہی مختصر وقت میں مرتب کیا گیا، یہ تو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا حسن قبول عطا فرمایا، اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے۔

باقی اس کی اشاعت جو سعودی گورنمنٹ کی طرف سے ہوئی ہے، اس میں مولانا عبدالمالک مجاہد کی خاص کوشش کا دخل ہے، ان کی کوششوں کی وجہ سے یہ وہاں سے شائع ہوئی، سعودی حکومت کا طریقہ کار یہ ہے کہ انہوں نے ایک کمیٹی بنا رکھی ہے جو اشاعت سے قبل ہر کتاب کا کئی پہلوؤں سے جائزہ لیتی ہے، تو اس کمیٹی نے اس تفسیر کا مکمل جائزہ لیا اور پھر اس کی اشاعت کی اجازت دی اور الحمد للہ اس کی اشاعت ہوئی۔ اور اس کو بین کرنے کی جو باتیں ہیں یہ محض افواہیں ہی جو دیوبندی حضرات اڑاتے رہتے ہیں، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور افواہ اڑانے کی وجہ یہ ہے کہ سعودی حکومت نے تفسیر عثمانی کی جگہ تفسیر احسن البیان کو شائع کیا، ظاہر سی بات ہے دیوبندیوں کو اس کی بہت تکلیف ہے اور ان کی بڑی خواہش اور کوشش ہے کہ اس کو بند کروایا جائے اور اس کے لئے انہوں نے بڑے بڑے اعتراضات لکھ کر بھی بھیجے۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی اشاعت تسلسل کے ساتھ جاری ہے، اس میں بین والی بات بالکل غلط ہے، اس کے نسخے حرمین شریفین میں بھی موجود ہیں البتہ حرم مکی میں اتنی زیادہ نظر نہیں آتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ شاید لوگ وہاں سے اٹھا کر زیادہ لے جاتے ہیں، لیکن مسجد نبوی میں یہ کثیر تعداد میں جگہ جگہ موجود ہے، اس کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ الحمد للہ"

الحمد للہ یہ اس تفسیر کے حسن قبول کی دلیل ہے کہ یہ تفسیر اردو میں لاکھوں کی تعداد میں شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ طیبہ سے شائع ہو کر پوری دنیا میں تقسیم ہوئی ہے اور متعصبین مذاہب کو چھوڑ کر شاید ہی کوئی گھر اس سے خالی ہو، یہ تفسیر اردو کے علاوہ دنیا کی دیگر مختلف زبانوں میں مختلف اداروں اور تنظیموں کی طرف سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

جیسا کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کے انٹرویو سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقلیدی جمود کی تنگ نائے میں زندگی بسر کرنے والے اور مسلکی تعصب کے شکار لوگ اس مہتم بالشان تفسیر ماثور کی قبولیت سے آتش حسد میں جلنے لگے اور پریشان ہو کر عوام الناس میں یہ افواہ پھیلانی شروع کر دی کہ یہ تفسیر بین (ممنوع) ہوگئی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت سعودی عرب نے اس تفسیر کو چھپوا کر غلطی کی اور جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں اپنی اس غلطی کا احساس ہوا تو انہوں نے اس کی طباعت اور نشر واشاعت پر پابندی لگا دی جو سراسر افواہ اور بہتان ہے اور درج ذیل فرمان الٰہی کے خلاف ہے: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (الحجرات:٦) ''اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کئے پر پشیمانی اٹھاؤ''۔

برادران یوسف نے تفسیر ''احسن البیان'' کے خلاف مذکورہ بالا افواہ پھیلانے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ باقاعدہ اس تفسیر ماثور کے خلاف مہم چلائی گئی اور سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے روکنے اور متنفر کرنے کے لئے دار العلوم دیوبند سے فتوی صادر کیا گیا، اس تفسیر کے خلاف دار العلوم دیوبند کے مفتیان عظام کا فتوی نقل کر رہے ہیں:

سوال: 149100#

ایک تفسیر احسن البیان مجھے تحفہ میں دیا گیا ہے جس کا مصنف حافظ صلاح الدین یوسف ہے، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ نیز مولانا جوناگڑھی صاحب اور مولانا صفی الرحمن مبارکپوری صاحب دیوبندی ہیں یا نہیں؟

Published on: April 1, 2017

جواب: 149100# Fatwa:538-522/B=7/1438

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر احسن البیان ہماری نظر سے نہیں گزری البتہ اتنا معلوم ہے کہ جوناگڑھی کے ترجمہ قرآن پر حافظ صلاح الدین یوسف کا حاشیہ ہے اور مولانا جوناگڑھی اور مولانا صفی الرحمن مبارکپوری انتہائی متعصب قسم کے غیر مقلد ہیں، یہ تینوں جادۂ حق سے ہٹے ہوئے ہیں، یعنی خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے رہتے ہیں، اہل سنت وجماعت سے بھی ہٹے ہوئے ہیں، دیوبندی نہیں ہیں بلکہ دیوبندی کے پیدائشی دشمن ہیں۔

جواب صحیح ہے: البتہ مزید عرض ہے کہ تفسیر احسن البیان میں نے دیکھی ہے، اس میں جابجا غیر مقلدین کے مسلک کی ترجمانی کی گئی ہے، اس لئے عام مسلمانوں کو اس طرح کی تفاسیر اور کتابوں کے مطالعہ سے گریز کرنا چاہیے۔ (ن) واللہ تعالیٰ اعلم

دار الافتاء۔ دار العلوم دیوبند

اس فتویٰ کے لئے یہ لنک دیکھئے:

darulifta-deoband.com/home/ur/other/149100

ظاہر ہے جو لوگ مسلمانوں کو بدعات وخرافات اور شرکیات تک میں ڈھکیل رہے ہوں اور امام ابوحنیفہ (۱۵۰ھ) رحمہ اللہ کے درج ذیل فرامین: ''لا يحل لاحد أن ياخذ بقولنا مالم يعلم من أين أخذناه'' (ابن عابدین حاشیہ البحر الرائق: ۶/ ۲۹۲)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول پر عمل کرے جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ ہم نے وہ (کتاب وسنت کی) کس دلیل کی بنا پر کہی ہے''۔

''إذا جاء عن النبی ﷺ فعلی الرأس والدین'' (المدخل إلی السنن للبیہقی ص:۱۱۱ رقم:۱۴۰ إحیاء العلوم للغزالی:۱/ ۷۹، مختصر المؤمل:ص:۶۲ رقم ۱۴۷، تحفة الانام،ص:۵۴، ایقاظ ھمم أولی الابصار،ص:۷۰، مفتاح الجنة،ص:۴۷،رقم:۱۷۷،زوابع فی وجه السنة قدیماً وحدیثاً،ص:۲۱۹)

''جب نبی ﷺ کی حدیث (قولی، فعلی یا تقریری مل جائے تو سر آنکھوں پر''۔

شیخ ابو علی حسین بن یحییٰ البخاری الزوندیستی الحنفی کی کتاب ''روضة العلماء الزندویستیة'' کے اندر ''فضل صحابہ'' میں ہے

''قیل لابی حنیفة: إذا قلت قولاً و کتاب الله یخالفه؟ قال: أترکوا قولی بکتاب الله فقیل: إذا کان خبر رسول الله ﷺ یخالفه؟ قال: أترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ. فقیل: إذا کان قول الصحابة یخالفه؟ قال: أترکوا قولی بقول الصحابة'' (تحفة الانام،ص ۳۳، ایقاظ ھمم أولی الابصار ،ص:۵۰، إرشاد النقاد للامیر الصنعانی،ص:۱۴۱، القول المفید للشوکانی،ص:۲۲)

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر آپ کوئی فتویٰ دیں اور اللہ کی کتاب (قرآن) اس کے خلاف ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میرا قول چھوڑ کر کتاب اللہ کو لے لو، دریافت کیا گیا کہ اگر حدیث رسول ﷺ آپ کے فتویٰ کے خلاف ہو؟ فرمایا حدیث رسول کے مقابل میں میرا قول چھوڑ دو، پوچھا گیا کہ اگر صحابی رضی اللہ عنہم کا قول آپ کے قول کے خلاف ہو؟ کہا میرا قول چھوڑ کر صحابہ کا قول لے لو''

یحییٰ بن ضریس کہتے ہیں: ''شھدت سفیان فاتاه رجل، فقال له: ما تنقم علی أبی حنیفة؟ قال: وماله؟ قال: سمعته یقول: آخذ بکتاب الله فان لم أجد فبسنة رسول الله ﷺ فان لم أجد فی کتاب الله ولاسنة رسوله أخذت بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم وأدع قول من شئت منهم، ولا أخرج من قولهم إلی قول غیرهم، أما إذا انتهی الامر إلی إبراهیم الشعبی وابن سیرین والحسن وعطاء وسعید بن المسیب۔ وعدد رجالاً۔ فا جتهد کما اجتهدوا'' (حسن: المدخل لبیہقی،ص:۲۰۳، ۲۰۴۔رقم:۲۴۵، مختصر المومل،ص:۶۳،رقم ۹۵۱،مفتاح الجنة،ص:۸۳،رقم ۲۰۸،أخبار أبی حنیفة وأصحابه للقاضی أبی عبدالله حسن بن علی الصمیری،ص:۱۰،مناقب أبی حنیفة للذھبی،ص:۲۰، ۲۱)

''میں سفیان کے پاس موجود تھا کہ ان کے پاس ایک شخص نے آ کر سوال کیا کہ آپ ابوحنیفہ کو کیوں ملامت کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے (یحییٰ نے) کہا کہ میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں کتاب اللہ سے دلیل لوں گا اور اگر اس میں نہ پاؤں تو رسول اللہ ﷺ کی سنت (حدیث) سے اور اگر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت دونوں میں نہ ملے تو آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے اقوال سے استدلال کروں گا، ان میں سے جس کا قول چاہوں گا لوں گا اور جس کا چاہوں گا چھوڑ دوں گا، ان کے قول اور فتوی کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول اور فتویٰ کو نہیں لوں گا، لیکن جب معاملہ ابراہیم، شعبی، ابن سیرین،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن، عطا اور سعید بن مسیب رحمہم اللہ تک پہنچ جائے تو وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اجتہاد کیا ہے، لہٰذا جس طرح انہوں نے اجتہاد کیا ہے اسی طرح میں بھی اجتہاد کروں گا''۔

کے باوجود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کو اپنے لئے بلکہ ہر مسلمان کے لئے نہ صرف جائز، مباح بلکہ واجب قرار دیتے ہوں۔ جن کے خیال میں ترک تقلید نہ صرف گمراہی ہے بلکہ ترک تقلید سے مسلمان دین و مذہب سے بیگانہ اور فسق وفجور میں مبتلا ہو جاتا ہے۔اور جن کے اکابر کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو بھی آیت یا حدیث ہمارے مذہب حنفیہ کے خلاف پائی جائے گی ہمارا یہ فرض ہوگا کہ اس آیت یا حدیث کو مؤوّل یا منسوخ قرار دے کر اسے رد کر دیں اور ہر قیمت پر اپنے امام اور اپنے اصحاب کے مذہب کو مقدم رکھیں، جیسا کہ اصول کرخی میں صاف موجود ہے۔

اصول کرخی: ''الاصل أن كل آية تخالف قول أصحابنا فانها تحمل على النسخ أو على الترجيح والاولى أن تحمل على التاويل من جهة التوفيق'' (اصول الکرخی، ص:۱۴٦، طبع اول ۱۹۸۹ء۔۱۴۰۹ھ، مطابع الصفا، مکہ مکرمہ)

اور حدیث وخبر کے سلسلے میں اپنے مذہب کا اصول بیان کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

''الاصل أن كل خبر يجئ بخلاف قول أصحابنا فانه يحمل على النسخ أو على أنه معارض بمثله ثم صار إلى دليل آخر أو ترجيح فيه بما يحتج به أصحابنا من وجوه الترجيح، أو يحمل على التوفيق، وانما يفعل ذلك على حسب قيام الدليل، فان قامت دلالة النسخ يحمل عليه، وإن قامت الدلالة على غيره صرنا إليه'' (اصول کرخی، ص:۱۴٦)

ایسے لوگوں سے آپ اور کیا توقع رکھ سکتے ہیں؟ بھلا جو لوگ اپنے مسلک کی حقانیت اور اس کی برتری ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم تک میں تحریک کر ڈالیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت وثقاہت کو ''غیر فقیہہ'' وغیرہ القاب سے نواز کر مجروح کر دیں ان کو ''تفسیر احسن البیان'' جیسی تفسیریں کیسے پسند آسکتی ہیں؟۔

یہاں پر میں یہ بھی عرض کر دوں کہ علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق تفسیر ''احسن البیان'' کے خلاف ریشہ دوانیاں اور فتوی بازیاں کوئی نئی نہیں ہیں بلکہ اس سے قبل خطیب الہند، سلسلہ محمدیات اور بہت سی اہم کتابوں کے مؤلف ومترجم مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ ''تفسیر ابن کثیر عربی'' کے خلاف بھی اس قسم کا فتویٰ صادر ہو چکا ہے، ملاحظہ ہو سوال وجواب۔

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ تفسیر ابن کثیر جس کی تالیف حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی کی ہے اور ترجمہ محمد جوناگڑھی نے کی ہے اور اہتمام تخریج وتحقیق حافظ عمران ایوب لاہوری نے کی ہے، کیا اس تفسیر کو ہم پڑھ سکتے ہیں؟ مہربانی کر کے جلد جواب دیں۔

جواب: مولانا محمد جوناگڑھی غیر مقلد ہے، عام آدمی کو اس کا ترجمہ تفسیر ابن کثیر پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ دارالافتاء، دارالعلوم دیو بند۔

فتویٰ اس لنک پر ملاحظہ ہو: darulifta-deoband.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے مواقع پر ہم وہی دعا کر سکتے ہیں جو نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ رب العالمین سے کی تھی۔

''اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون'' حافظ صاحب رحمہ اللہ نے جس طرح اپنی تصنیف وتالیف اور صحافت کے ذریعہ دین کی بیش بہا خدمت انجام دی ہے، اسی طرح اپنی خطابت کے ذریعہ بھی خدمت دین میں لگے رہے، آپ اچھے صحافی، مفسر، محدث، فقیہہ، محقق، مصنف اور مترجم ہونے کے ساتھ ایک اچھے خطیب بھی تھے، چنانچہ آپ ہربنس پورہ، لاہور کے علاقہ کی ایک مسجد میں برابر خطبۂ جمعہ دیتے اور لوگ آپ کے خطبے اور ارشادات سنتے اور اس سے مستفید ہوتے رہے۔

زندگی کے آخری لمحات: حافظ صاحب رحمہ اللہ کی وفات ۱۱/اور ۱۲/جولائی ۲۰۲۰ء کی درمیانی شب میں ہوئی، محترم جناب عمر فاروق قدوسی صاحب حفظہ اللہ نے وفات سے قبل آپ کی زندگی کے آخری لمحات کی درج ذیل تصویر کشی کی ہے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

''کمزوری شدت کی تھی، ڈاکٹر کو گھر بلایا گیا، اس نے ڈرپ لگائی، رات بارہ بجے حافظ صاحب کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی، برادرم عثمان یوسف انہیں دم کر رہے تھے، ان کا بیان ہے کہ: ''مجھے ان کی اکھڑی سانسوں سے محسوس ہو گیا کہ نزع کا وقت آن پہنچا ہے، میں مسلسل دم کر رہا تھا، والدہ محترمہ اور دیگر گھر والے پاس ہی تھے اور سب کو آنے والے والے سانحے کا اندازہ ہو چکا تھا، حافظ صاحب کی نزع کی کیفیت میں تکلیف کے آثار نہیں تھے، ان کی روح بہت پر سکون انداز سے نکلی، چند ہی لمحوں میں ۷۵/برس کی کہانی تمام ہوگئی، ان کے ڈرائنگ روم میں ان کی میت رکھی ہوئی ہے اور اس پر چادر ڈالی ہوئی ہے، اسی کمرے میں کئی بار حافظ صاحب کی خدمت میں حاضری دی اور آج صبح تین بجے نماز تہجد کے وقت جب میں حاضر ہوا تو ان کا جسد خاکی تو موجود تھا اور روح ان شاء اللہ اپنے رب کے حضور جا چکی ہوگی''۔ (عمر فاروق قدوسی)

وفات اور صلاۃ جنازہ: آپ کی وفات ۲۰/ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ اور ۱۲/جولائی کی درمیانی شب ۱۲/بجے رات کے بعد بروز اتوار آپ کی دولت خانہ لاہور میں ہوئی۔ إناللہ وإنا الیہ راجعون۔ إن للہ ماأخذ ولہ ماأعطی، وکل شیء عندہ بأجل مسمی، ومانقول إلا مایرضی ربنا۔

آپ کی صلاۃ جنازہ مرکز اہل حدیث لارنس روڈ، لاہور میں دو مرتبہ ادا کی گئی، پہلی صلاۃ جنازہ محترم جناب حافظ مسعود عالم صاحب اور دوسری صلاۃ جنازہ بقیۃ السلف محترم جناب مولانا ارشاد الحق اثری صاحب حفظهما الله وتولاهما ونفع بهما الاسلام والمسلمين نے پڑھائی، اخبار کی رپورٹ کے مطابق لارنس روڈ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ، پورا مرکز اور دونوں تہہ خانے بھرے ہوئے تھے اور لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے مرکز کے باہر روڈ پر بھی صلاۃ جنازہ ادا کی۔

اللهم اغفرله وارحمه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد، ونقه من الخطايا كما ينقى الثوب الابيض من الدنس وقه من عذاب القبر وعذاب النار وأدخله في الفردوس الاعلى وألهم أهله وذويه الصبر والسلوان وأخلف للامة والجماعة خيرا منه، انه سميع قريب مجيب۔

خاتمہ: مفسر قرآن علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی زندگی کے بعض گوشوں پر میں نے مختصر انداز میں روشنی ڈالنے کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کوشش کی ہے تاکہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی ہم جہت خدمات پر جامع تصنیف وتالیف کرنے والوں کو ترغیب ہو اور کچھ ابتدائی معلومات بھی اہل علم وفضل کو دستیاب ہوجائیں اور میرا شمار بھی علم، علماء، مفسرین ومحدثین، محققین ومصنفین، مدرسین ومصلحین کے قدر دانوں میں ہوسکے۔ وباللہ التوفیق۔

اگرچہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جسمانی طور پر ہم سب سے جدا ہوچکے ہیں مگر ان کے یہ سارے علمی کارنامے ان شاء اللہ انہیں حیات جاوداں بخشیں گے، جیسا کہ شاعر سابق بن عبداللہ البربری نے کہا ہے:

موت التقی حیاۃ لا انقطاع لها

قدمات قوم وهم فی الناس أحیاء

''متقی اور پرہیزگار شخص کی موت ایک ابدی اور دائمی زندگی سے عبارت ہوتی ہے جس کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا، چنانچہ بہت سے لوگ موت سے ہمکنار ہوگئے حالانکہ وہ (اپنے کارناموں کی وجہ سے) لوگوں میں زندہ ہیں'' اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

أخو العلم حی خالد بعد موته

و أوصاله تحت التراب رمیم

وذوالجهل میت وهو یمشی علی الثری

یعد من الاحیاء وهو عدیم

''صاحب علم اپنے مرنے کے بعد بھی زندہ جاوید رہتا ہے، حالانکہ اس کی ہڈیاں مٹی کے اندر بوسیدہ ہوجاتی ہیں۔ اور جاہل شخص زمین پر چلتے ہوئے بھی مردہ ہوتا ہے، لوگ اسے زندہ سمجھتے ہیں جب کہ وہ معدوم اور مردہ ہے'' اور صاحب گلستان وبوستاں شیخ سعدی شیرازی (م ۱۲۹۲ء) رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے:

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت

نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گزاشت

''چالیس گھوڑوں پر مشتمل خزانہ رکھنے والا قارون ہلاک ہوگیا۔ (اس کا نام ونشان مٹ گیا) لیکن نوشیرواں اپنی عدل گستری اور اپنے نیک کارناموں کی وجہ سے زندہ ہے''

اخیر میں ارباب علم وفضل اور صاحبان قلم وقرطاس احباب سے عموماً اور حافظ صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادہ برادر عزیز مولانا محمد عثمان یوسف مدنی اور مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہما اللہ ورعاہما سے گزارش ہے کہ وہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی علمی وراثت کی حفاظت کرنے اور مختلف مجلّات وجرائد میں پھیلے ہوئے ان کے اثاثۂ علمیہ کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کرانے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ارحم الراحمین حافظ صاحب کی تمام خدمات اور ان کے اعمال خیر کو شرف قبولیت بخشے اور ان کی لغزشات کو معاف فرما کر انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ملت وجماعت کو ان کا اور دوسرے وفات پاجانے والے علماء ربانیین کا نعم البدل عطا فرمائے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اوران کے اعزہ واقرباء جملہ متعلقین خصوصاً ان کے صاحبزادوں، صاحبزادیوں اوران کی اہلیہ محترمہ کوصبر جمیل کی توفیق دے۔آمین

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں ایک منظوم گلدستہ محبت بھی ہدیہ قارئین کر دیا جائے جسے عزیز گرامی مولانا ابرار صابر علی عرف شمیم عرفانی سنابلی مدنی سلمہ اللہ ورعاہ، جالیات عفیف، سعودی عرب نے پیش کیا ہے:

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

کچھ نہ تھا ادراک اس کا، کچھ نہ تھا وہم وگماں
اس طرح ٹوٹے گی ہم پر یہ بلائے ناگہاں
مثل خورشید وقمر تھیں کیسی کیسی صورتیں
ہوگئیں آنکھوں سے اوجھل چھوڑ کر اپنے نشاں
اک محدث، مجتہد، اک دیدہ ور، روشن ضمیر
وہ بھی رخصت ہوگیا لو، چھوڑکر بزم جہاں
ہاں وہی فخر جماعت علم وحکمت کا امام
لشکر باطل کے حق میں تھا جو برق بے اماں
تھا بتانِ شرک وبدعت کے لئے ضرب خلیل
اے کلام اللہ! تیرا وہ مفسر ترجماں
قوم کا سرمایۂ عظمت تھی اس کی زندگی
قافلہ سالار تھا وہ، قوم کا روح رواں
شوخئ تحریر، اس کی کیا کہوں اے اہل دل!
مدتوں نازاں رہے گی اس پہ یہ اردوزباں
اے صلاح الدین یوسف! حق شناس وحق نما
آپ کی رحلت سے ہے غم ناک ہر پیر وجواں
مانا، اس افتاد سے رنجور ہے قلب شمیم
اہل ایماں کا، مگر شیوہ نہیں آہ وفغاں

(شمیم عرفانی)

(ماہنامہ التبیان ۲۰۲۰ء دہلی)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے دو عظیم کارنامے

شیخ مختار احمد محمدی مدنی رسعودی عرب

امام شافعی رحمہ اللہ کا شعر ہے: قد مات قوم وما ماتت مکارمهم
وعاش قوم وهم في الناس اموات

مفسر قرآن کریم، منہج سلف کے بے باک ترجمان، نامور مصنف ومؤلف، خوش سلیقہ ادیب، نازش سلفیت واہل حدیثیت، ناموس صحابہ کے امین ونقیب، سرخیل جماعت اہل حدیث علامہ حافظ صلاح الدین یوسف ۱۱ر جولائی ۲۰۲۰ء کو درمیانی شب کم وبیش ۷۵ سال کی عمر میں اچانک وفات پاگئے، عالم فانی سے عالم برزخ کی طرف کوچ کر گئے اور دنیا میں بسنے والے کروڑوں سلفیان واہل حدیثوں کو سوگوار چھوڑ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، اللهم اغفرله وارحمه وأدخله الفردوس الاعلی۔

یقیناً آپ کی موت ملت اسلامیہ بالخصوص جماعت اہل حدیث کے لئے بہت بڑا خسارہ ہے اللہ جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اوران کے حسنات کو قبول فرمائے، انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے آمین۔

موصوف رحمہ اللہ نے اپنے پیچھے ایک بیش بہا علمی ودینی اور تحقیقی سرمایہ چھوڑا ہے' کئی اہم' گراں قدر وممتاز کتابیں تصنیف کی ہیں، جوزیورطبع سے آراستہ وپیراستہ ہوئیں اور اہل علم وقلم اور صاحب دانش وبینش سے داد تحسین بھی حاصل کر چکی ہیں، بلا شبہ ان تصانیف اور خدمات کے ذریعہ آپ تاریخ میں زندہ رہیں گے اور اردو دنیا ہمیشہ مستفید ہوتی رہے گی، لیکن ان تمام تصانیف میں آپ کی دو تصانیف ایسی ہیں جس نے آپ کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچایا اور تاریخ میں ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید بنادیا۔

پہلی کتاب تفسیر احسن البیان ہے جس میں آپ نے بڑے سہل انداز اور عام فہم زبان میں منہج سلف پر کتاب وسنت کی روشنی میں قرآن کریم کی مکمل تفسیر کی ہے جو عوام وخواص میں بے حد مقبولیت رکھتی ہے، کتابوں کا عالمی اشاعتی ادارہ دارالسلام سے طبع ہوئی، اور اب کئی سالوں سے خادم حرمین شریفین ملک فہد رحمہ اللہ کے قائم کردہ مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة المنورة جو پوری دنیا میں قرآن کریم اوراس کے معانی وترجمے کا سب سے بڑا معتمد ومستند طباعتی مرکز ہے وہاں سے طبع ہو کر پوری دنیا میں جہاں بھی اردو بولنے والے موجود ہیں مفت تقسیم کی جاتی ہے، خود مملکت سعودی عرب میں سینکڑوں مراکز جالیات ہیں جہاں سے شب وروز سلف صالحین کے منہج وفہم پر حکمت وموعظت حسنہ کے ساتھ دین اسلام کی نشر واشاعت کی جارہی ہے، ان مراکز جالیات سے بھی یہ تفسیر مفت تقسیم کی جاتی ہے اور گم گشتگان راہ حق کے لئے ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے، ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ہے جنہوں نے اس تفسیر کے ذریعہ منہج سلف کو گلے لگایا، اور شرک وبدعت کا طوق گلے سے نکال کر توحید وسنت کو اپنایا، یہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ امت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمہ پر بہت بڑا احسان، اور تاقیامت آپ کے لئے بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ قبول فرمائے، دارالسلام نے ہندی زبان میں بھی ترجمہ کرا کے اسے شائع کیا ہے۔

دوسری کتاب: خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت ہے: اس کتاب سے آپ کو تحقیق کی دنیا میں ایک نمایاں مقام حاصل ہوا اور ناموس صحابہ کے امین ونقیب سے سرفراز ہوئے، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے قرآن وسنت، اجماع امت، منہج سلف صالحین اور صحابہ کرام کے تقدس وعدالت اور ان کی عظمت کو بالائے طاق رکھ کر صرف اور صرف تاریخی بے سروپا روایتوں کی آڑ میں اپنی رسوائے زمانہ کتاب 'خلافت وملوکیت میں نامور صحابہ کرام کی اہانت کی ان کی عزت وناموس پر حملہ کیا ان پر زبان طعن دراز کیا، ان پر جرح وتنقید کی، بیجا اعتراضات کئے، ان پر خیانت، بدنیتی، تعصب وغیرہ کا الزام عائد کیا۔ اللہ ان کی مغفرت اور ان کے ساتھ رحمت وعافیت کا معاملہ فرمائے۔

جب سرکردہ اور نامور صحابہ کرام پر اس طرح کے بیجا وجگر پاش الزامات عائد کئے تو ہر وہ سچا مسلمان جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی سچی محبت موجزن تھی تڑپ کر رہ گیا اور تلملا اٹھا جو ایک لازمی وفطری امر تھا، ان الزامات کا جواب دینے کے لئے کئی علماء اٹھے اور خوب جواب دیا لیکن جس تحقیق وتدقیق، ٹھوس علمی دلائل 'سلف صالحین کے منہج واصول' اور اساطین علم وفن کے اقوال وفرمودات کی روشنی میں، متانت وسنجیدگی اور ادب واحترام کے ساتھ جس اعلیٰ ومعیاری زبان میں آں موصوف نے جواب دیا اس کی مثال نہیں ملتی، یہی وجہ ہے کہ جب کتاب زیور طبع سے مزین ہوئی تو علمی حلقوں میں اس کتاب کی خوب پذیرائی ہوئی۔ اور ہر سچے شیدائی کتاب وسنت کے کلیجہ کو ٹھنڈک پہنچی، اور اطمینان کا سانس لیا۔ اور موصوف کے لئے دعائیں کیں، یہ کتاب جہاں منہج سلف کی ترجمان اور مقام صحابہ کی امین ہے وہیں ادب وزبان کا اعلیٰ شاہکار بھی ہے۔

مودودی صاحب نے اپنی کتاب ومقالات کے ذریعہ جو زہر پھیلایا یہ کتاب اس کا کامیاب تریاق ہے، ان کی پیش کردہ تمام جھوٹی روایات اور ان کے پیدا کردہ تمام شکوک وشبہات کی قلعی کھول دی، سب کا ازالہ کر دیا ہے، ہر ایک کا مسکت اور ہر مغالطے وتنقید اور اعتراض کا تسلی بخش اور ایسا دنداں شکن جواب دیا کہ آج تک کوئی اس کتاب کا جواب نہیں دے سکا، اور اس طرح صحابہ کرام کی شان ومنزلت اور ان کے مقام ومرتبہ پر جو گرد وغبار چڑھا دیا تھا اسے صاف کیا، اور صحابہ کے دامن کو داغدار کرنے کی جو مذموم سعی کی تھی اس کو مجلی ومصفی کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ شان صحابہ میں کوئی نقب زنی نہیں کر سکتا۔ وہ اس کائنات میں انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل ومقدس لوگ ہیں، اللہ نے قرآن کریم میں ان کی تعدیل فرمائی، ان کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تربیت کی اور خوب خوب ان کی مدح سرائی فرمائی، اور پوری امت نے اس پر مہر لگائی۔

ان دونوں کتابوں کے ذریعہ آپ تاریخ میں امر ہو گئے ہیں۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، اور پوری امت مسلمہ کی طرف سے اجر عظیم عطا فرمائے۔

غمزدہ وسوگوار: مختار احمد محمدی مدنی/داعی ومبلغ مکتب جالیات الجبیل السعودیہ

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی چار اہم خدمات

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

راجستھان اور پنجاب کی سرزمین آزادی وطن سے پہلے علماء حق اور قافلہ سلفیت کے سپہ سالاروں سے لالہ زار تھی، شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی، شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دیگر اساطین کو کون نہیں جانتا، مگر آزادی اور اس کی سورش میں جماعت اور منہج کا بیشتر سرمایہ لٹ گیا، مسجدیں ویران ہوگئیں اور مدرسے خالی ہوگئے، اور اکثر علماء واساطین ہجرت کر کے سرحد پار روانہ ہوگئے۔ اسی مہاجر قافلے میں ایک ننھا منا جانباز محمد یوسف بھی تھا جو ہجرتوں کی گود میں سفر کر کے ایک نئی دنیا میں قدم رنجہ ہوگیا مگر قسمت کی یاوری کہئے کہ اس مہاجر قافلے میں علماء واہل دانش کی اکثریت تھی جنکی تربیت اور صحبت میں رفتہ رفتہ یہ معصوم جوان ہوا اور پھر کیا تھا سالار قافلہ اور اس کے ہراول دستے سے جڑے علماء اگرچہ آزادی کے بعد بہت جلد رخصت ہو چلے مگر اپنے پیچھے یوسف جیسے سپوتوں اور جانبازوں کو چھوڑ گئے جنھوں نے تعلیم ودعوت کے محاذ کو احسن طریقے سے سنبھالے رکھا اور منہج وجماعت کی آبیاری اور شرک وبدعت کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، ان کا ہر قدم اسلاف کے نقش قدم پر مسلک حقہ کی آبرو بچانے، اسے فروغ دینے اور پورے عالم میں توحید وسنت کی نشر واشاعت کے لئے وقف تھا۔ ہمارے ممدوح صاحب التفسیر احسن البیان ومصنف کتب کثیرہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کو اسی قافلہ سالاروں میں سے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی جیسی عبقری شخصیت کی منہجی رفاقت اور ان سے علمی وقلمی استفادہ کا بھرپور موقع ملا، اور آگے چل کر مشہور زمانہ ماہنامہ الاعتصام لاہور سے ۲۴ سالوں تک منسلک رہنے اور علم وفن کے گیسوؤں کو سنوارنے اور اپنی قلم کی جولانیوں سے اصحاب دانش وبینش کے مابین بیش بہا داد وتحسین پانے کی سعادتیں ملیں اور پھر خدمت قرآن، خدمت حدیث، اور خدمت اسلام کی اس منزل تک پہنچے جہاں نور علم کے ساتھ نور بصیرت اور فقہ وفراست کے ساتھ زبان میں مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بالآخر اپنی ہم جہت صلاحیتوں کی وجہ سے آسمان علم وفن میں ایسے چمکے کہ آخری لمحے تک چمکتے رہے اور برصغیر ہی نہیں بلکہ پورے عالم کے اردوداں آپ کی علمی شاہکاروں اور تحقیقی شاہکاروں کے منتظر رہنے لگے۔ جو بھی لکھا سب بہت شوق سے پڑھا گیا، اہل علم کے یہاں اسے بلند مقام ملا۔ اور پاک وہند میں یکے بعد دیگرے شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا۔ ایک طرف آپ مفسر قرآن تھے تو دوسری طرف شارح حدیث اور تیسری طرف منہج ومسلک کی محافظت ومدافعت میں صف اول کے بے باک سپاہی اور کتاب وسنت کے مسائل کو مع دلائل آشکارا کرنے والے ایک بہترین مصنف قلمکار اور محقق۔ مگر ’’موت سے کس کو رستگاری ہے‘‘ بالآخر ۱۲/جولائی ۲۰۲۰ء کو آپ بھی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ، ویسے آپ کی زندگی اور جہد وخدمات اتنی زیادہ ہیں کہ اس پر بہت کچھ لکھا جانا چاہیے مگر غور سے آپ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو چار اہم ترین خدمات ہمارے سامنے اجاگر ہو کر آتی ہیں۔ جنہیں درج ذیل سطور میں قلمبند کیا جارہا ہے تاکہ ہم سب کے لئے مشعل راہ بنے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۱۔تفسیری خدمت: آپ کی تفسیری خدمت کی مثال آپ کی مایہ ناز کتاب تفسیر احسن البیان ہے، یہ تفسیر دراصل عام فہم اردو زبان میں قرآن کریم کے معانی ومطالب کو سمجھنے کے لئے ایک مختصر اور جامع تفسیر وتوضیح ہے جو دنیائے علم وعرفان میں ''احسن البیان'' کے نام سے معروف ومشہور ہے اور وقت کی ضرورت کے مطابق دین خالص، سلفی منہج اور دعوت کی بہترین ترجمان ہے، اس کے لاکھوں نسخے مجمع ملک فہد مدینہ طیبہ اور متعدد اداروں سے طبع ہو کر عام وخاص تک پہنچ چکے ہیں۔ یہ تفسیر بڑی بابرکت ٹھہری اور کم وقت میں بہت معیاری اور مستند لکھی گئی، بروقت چھپی، اور پوری دنیا میں اردو داں طبقے تک پہنچی، اور ہر گھر کی زینت بنی، الحمدللہ آج لاکھوں تشنگان قرآن وسنت اس سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اللھم زدوبارك۔

۲۔خلافت وملوکیت کے تعلق سے مودودی فکر کی تردید وتغلیط: مولانا مودودی علیہ الرحمۃ نے جہاں تعلیم یافتہ افراد کے لئے کئی مفید رسائل اور لٹریچر تیار کئے وہیں ان کا قلم خلافت راشدہ پر جب چلا تو تاریخی وشرعی دونوں اعتبار سے منہج سلف کو چھوڑ کر ایسے سیاسی بکھیڑوں کی زد میں پڑ گیا کہ جہاں صحابہ رضوان اللہ علیہم کی عصمتیں بھی محفوظ نہ رہیں اور نعوذ باللہ وہ بھی ملوکیت کے نام پر مودودی صاحب کے اعتراضات وتنقیدوں کے شکار ہو گئے، ضرورت تھی کہ حقائق کی نقاب کشائی کی جائے اور خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے صحابہ اور خیر القرون کی عصمتوں کی حفاظت کی جائے۔ اور اس تعلق سے جو سیاسی نظریات اور غیر مستند بلکہ تشیع زدہ تاریخ رقم کی گئی ہے اس کی بھی قلعی کھولی جائے اور محدثین وصلحائے امت کے صاف ستھرے منہج کی ترجمانی کی جائے۔ یہ کام بھی رب العالمین نے حافظ صاحب سے لیا اور ایک ضخیم مستند ومحقق کتاب بنام ''خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت'' منظر عام پر آ گئی، جسے اہل علم ودانش نے بہت سراہا، ضرورت بھی اس طرح کی تحریروں کو عرب دنیا کے سامنے بھی پیش کیا جائے الحمدللہ عربی اور اردو کے مایہ ناز قلمکار ومؤلف استاذ گرامی ڈاکٹر عبدالرحمن پریوائی حفظہ اللہ نے اسے عربی قالب دے کر جماعت کے اس قرض کو بھی ہم لوگوں کی طرف سے چکا دیا، ابھی حال ہی میں یہ کتاب عربی زبان میں طبع ہو کر اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ فجزى الله الكاتب والمترجم احسن الجزاء۔

۳۔مسلم معاشرہ میں رائج باطل رسوم ورواج اور بدعات وخرافات کی بیخ کنی اور تردید: حافظ صاحب کا قلم بہت سیال تھا اور نگاہ بڑی ثاقب تھی، گرد وپیش کے منکرات وخرافات کو پرکھ لیتے اور پھر اسے ایسا اٹھاتے کہ اس کا حق ادا کر دیتے اور ماله وماعليه کو سمیٹتے ہوئے مستند دلائل کی بھرمار کر دیتے۔ اس بابت آپ کی دو تین کتابیں بہت مفید اور علمی رہی ہیں جس میں میلاد ومحرم کے متعلق مروجہ بدعات اور دیگر خرافات کی بیخ کنی کی گئی ہے۔ جیسے ''رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا'' ''جشن عید میلاد النبی'' ''واقعہ معراج اور اس کے مشاہدات'' ''اہل حدیث واہل تقلید'' وغیرہ وغیرہ۔ الحمدللہ یہ کتابیں بھی خوب پڑھی گئیں اور اہل علم کے یہاں داد وتحسین کی مستحق ٹھہریں۔

۴۔شرعی مسائل کی آسان اور عام فہم تشریح وتفہیم: مسائل کا ادراک الگ چیز ہے لیکن اسے عوام الناس تک پہنچانا اور آسان زبان میں اس کی توضیح وتشریح کرنا ایک مشکل امر ہے، اللہ نے یہ کام بھی حافظ صاحب کے لئے آسان بنا دیا تھا۔ فقہ اسلامی کے کئی اہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترین ابواب پر آپ نے درجنوں کتابیں لکھی ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ آپ کی تصنیفات کا دو تہائی حصہ اسی پر مشتمل ہے تو بے جا نہ ہوگا اس میں نماز، روزہ، توحید کے مسائل سے لے کر مختلف اقسام کے حقوق و فرائض اور دیگر اسلامی آداب واحکام پر مشتمل کتابیں ہیں۔ جو اپنی نوعیت، تحقیق اور علمیت کے اعتبار سے بالکل جدا اور منفرد ہیں۔ اور اہل علم کے یہاں مستند اور معتبر مانی جاتی ہیں۔ اور بڑے شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ رمضان المبارک فضائل اور احکام ومسائل، ۲۔ فضائل عشرہ ذوالحجہ اور احکام ومسائل عید الاضحیٰ، ۳۔ نماز مسنون مع ادعیہ ماثورہ، ۴۔ نماز محمدی، ۵۔ توحید اور شرک کی حقیقت مع مغالطات وشبہات، ۶۔ عورتوں کے امتیازی مسائل وقوانین، ۷۔ کیا خواتین کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟، ۸۔ اسلامی آداب معاشرت، ۹۔ زکوٰۃ وعشر کے احکام اور مسائل وفضائل، ۱۰۔ مسنون نکاح اور شادی بیاہ کی رسومات، ۱۱۔ ایصال ثواب اور قرآن خوانی، ۱۲۔ حد رجم کی شرعی حیثیت، ۱۳۔ عورت کی سربراہی کا مسئلہ اور شبہات ومغالطات کا جائزہ، ۱۴۔ حقوق الامۃ، ۱۵۔ حقوق العباد، ۱۶۔ حقوق الوالدین، ۱۷۔ حقوق الاولاد، ۱۸۔ حقوق الزوجین، ۱۹۔ کھانے پینے کے آداب، ۲۰۔ سونے جاگنے کے آداب، ۲۱۔ سلام کے آداب واحکام، ۲۲۔ خواتین سے متعلقہ بعض اہم مسائل احادیث کی روشنی میں، ۲۳۔ ایام مخصوصہ میں عورت کا قرآن پڑھنا اور چھونا، ۲۴۔ مسئلہ طلاق ثلاثہ اور علماء احناف، ۲۵۔ اسلامی لباس آداب واحکام، ۲۶۔ حقوق وفرائض، ۲۷۔ مسئلہ رویت ہلال اور بارہ اسلامی مہینے، ۲۸۔ نماز جنازہ وغیرہ۔

اوران تمام پر آپ کی ایک ہی خدمت خدمت قرآن اور تفسیر احسن البیان بھاری ہے جوان شاء اللہ آپ کے لئے بارگاہ الٰہی میں مغفرت ورحمت کا باعث ہوگی۔ اور تمام اہل ایمان کے لئے فیضیابی وقرآن فہمی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔

یہ چند باتیں تھیں جو عجلت میں قلم برداشتہ حافظ صلاح الدین یوسف علیہ الرحمہ کی خدمات کے تعلق سے تحریر کی گئی ہیں۔ بقیہ زندگی کے حالات اور میدان دعوت وتعلیم میں آپ کی دیگر خدمات کا باب بہت وسیع ہے جس میں خامہ فرسائی کی ضرورت ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ حافظ صاحب کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور آپ کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اللھم اغفرلہ اورحمہ اوسکنہ الفردوس الاعلی۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیوطی العصر علامہ محمد بن علی بن آدم اثیوبی رحمہ اللہ (مکّہ مکرمہ)

وفات: ۸/ اگست ۲۰۲۰ء

مولانا مامون رشید ہارون رشید سلفی

اس لاک ڈاؤن کے دورانیے میں علمائے اسلام کی مسلسل وفیات سے ایک طرف تو قیامت کی علامت اور فرمان نبوی ”یقبض العلم بقبض العلماء“ (اللہ رب العالمین علمائے امت کو موت دے کر علم کتاب وسنت کو اٹھالے گا) کی صداقت کا یقین دلوں میں جاگزیں ہوتا ہے تو دوسری طرف ہمیشہ یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ کہیں لوگ ان علماء کی وفات کے سبب نااہلوں کو امامت وریاست دین عطا کر کے اپنی ضلالت وگمراہی کا سامان مہیا نہ کرلیں اور پھر ”اتخذ الناس رؤوسا جهالا فافتوا بغير علم فضلوا وأضلوا“ کا مصداق بن جائیں.... اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان عظیم ہستیوں کا نعم البدل عطا فرمائے اور ائمۃ الضلال کی فتنہ انگیزیوں سے بچائیں آمین۔

قریب ہی وفات پانے والے جلیل القدر شخصیات میں سے ایک محدث زمانہ امام العصر علامہ محمد بن علی بن آدم اثیوبی ہیں۔ ذیل میں شیخ رحمہ اللہ کی مختصر سوانح عمری ملاحظہ فرمائیں!!

نام ونسب: شیخ رحمہ اللہ کا نام مع نسب محمد بن علی بن آدم بن موسی الاثیوبی الولّوي ہے۔

ولادت باسعادت: تقریبا (1366) ہجری کو مشرقی افریقہ کے ملک ایتھوپیا (Ethiopia) میں عظیم محدث، مفتی حبشہ، فقیہ اور اصولی علامہ علی بن آدم اثیوبی کے گھر آپ رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ اپنے کو اثیوبی کہتے تھے، شیخ فرماتے ہیں کہ میری نسبت اتیوبی ہے تاء کے ساتھ لیکن عرب اتیوبیا کو اثیوبیا کہتے ہیں.... بعض لوگوں نے آپ کا سن ولادت (1365) ہجری ذکر کیا ہے جبکہ آپ نے اپنی خودنوشت سوانح عمری میں ”تقریباً 1366“ ہجری لکھا ہے لہذا 1366 ہجری ہی آپ کا سن پیدائش ہے۔

تعلیم وتربیت اور اساتذہ کرام: چونکہ آپ کے والد گرامی علی بن آدم رحمہ اللہ خود ایک عظیم محدث اور بلند پایہ عالم دین تھے لہٰذا انہوں نے اپنے فرزند ارجمند کی دینی تربیت فرمائی اور نوعمری میں ہی اپنی شاگردی میں حفظ قرآن میں لگا دئے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آپ کے والد نے آپ کو شیخ محمد قیو کی نگرانی میں دے دیا وہاں آپ نے حفظ قرآن کی تکمیل کی اور پھر دیہی اسکول سسٹم کے تحت مقررہ ملکی نصاب کے مطابق دینی کتابیں پڑھنے لگے، اولا اپنے والد سے مختلف علوم وفنون کی بہت ساری کتابیں پڑھیں اس کے بعد ملک کی مایہ ناز ہستیوں کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا جن میں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(1) آپ کے والد گرامی علامہ علی بن آدم اثیوبی، آپ ایک عظیم محدث بلند پایہ اصولی صاحب بصیرت فقیہ اور علم بلاغت ونحو کے ماہر تھے اسی سال سے زائد عمر پا کر (1412) ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے...

شیخ محمد بن علی بن آدم نے آپ سے اپنے ملک میں رائج عقائد کی کتابیں پڑھیں اسی طرح فقہ حنفی کی کتابیں جیسے مختصر القدوری اوراس کی شروحات، کنز الدقائق اوراس کی شرح رمز الحقائق، تنویر الابصار اوراس کی شرح، الفوائد السمیۃ شرح الفرائد السنیۃ وغیرہ نصابی کتابیں، اور اصول فقہ میں التوضیح لصدر الشریعۃ اوراس کی شرح التنقیح، جمع الجوامع اوراس کی شرح وغیرہ متعدد کتابیں اور علم بلاغت میں قزوینی کی التلخیص اوراس کی شروحات، قرآت میں امام شاطبی کی قصیدۃ حرز الامانی فی القرآت السبع اوراس کی شرح سراج القاری، اس کے علاوہ صحیح بخاری اور علم میقات الجبیر اور ریاضی وغیرہ کی کتابیں بھی پڑھیں...

شیخ فرماتے ہیں کہ ''من جملہ جو علوم میرے پاس ہیں ان میں سے اکثر انہی سے اخذ کیا ہوا ہے، انہوں نے مجھے اپنی تمام مرویات کا ایک عام سند اجازت لکھ دیا ہے''

(2) شیخ محمد قیو، آپ نے ان سے حفظ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔

(3) علامہ نحوی لغوی ادیب شیخ محمد سعید بن شیخ محمد علی دری رحمہ اللہ۔ آپ نے ان سے صحیحین، نحو، صرف، بلاغہ، منطق، معقولات عشر، آداب بحث ومناظرہ اور اصول فقہ کی متعدد کتابیں پڑھی ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ ''میں نے علوم وفنون عربیہ میں سے جو کچھ سیکھا ہے وہ انہی سے سیکھا ہے آپ نے مجھے ایک عام اجازت نامہ لکھ دیا ہے''

(4) علامہ نحوی خلیل عصر سیبویہ زمانہ عبد الباسط بن محمد بن حسن البورنی الاثیوبی آپ نے ان سے علوم عربیہ کی تعلیم حاصل کی اور سند اجازہ بھی حاصل کیا۔

(5) مقری محدث علامہ حیاۃ بن علی الاثیوبی، آپ نے ان سے صحیحین کا بعض حصہ پڑھا اور سند اجازہ حاصل کیا۔

(6) علامہ محمد زین بن محمد یاسین اثیوبی، آپ نے ان سے حدیث، علوم حدیث اور تفسیر کی بعض کتابیں پڑھیں۔

(7) علامہ محدث الدیار الحبشیہ محمد بن رافع بن بصیری آپ نے ان سے صحیح بخاری کے علاوہ بقیہ کتب ستہ کا سماع کیا اور تمام مرویات کا اجازہ حاصل کیا۔

(8) علامہ مفسر محقق مدقق محمد ثانی بن حبیب اثیوبی متوفی 1409 ہجری۔

(9) محدث کبیر محمد بن عبد اللہ صومالی۔

(10) محدث عبد اللہ بن صدیق غماری وغیرہم رحمہم اللہ جیسے اساطین علم وفن ہیں۔ خلاصہ یہ کہ شیخ کے اساتذہ کی ایک کثیر تعداد ہے جن کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب ''مواهب الصمد لعبده محمد'' کے اندر کیا ہے...

شیخ اپنے اساتذہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''هم جموع ككثرة لا جموع قلة'' یعنی وہ بہت زیادہ ہیں اور یہ جمع قلت نہیں جمع کثرت ہے....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ رحمہ اللہ کو ایک ہزار سے زائد اساتذہ سے سند اجازہ حاصل ہے...ان کے ایک شاگرد کہتے ہیں کہ انہیں حدیث کی تمام کتابیں اسانید کے ساتھ یاد تھیں....اسی طرح مذاہب اربعہ کی فقہی کتابیں اور تفسیر کی بہت ساری کتابیں شیخ کو زبانی یاد تھیں...

ایتھوپیا میں تدریس، مکہ کی طرف ہجرت اور تدریسی خدمات: ان اجلہ اہل علم کے مبارک چشموں سے علمی پیاس بجھانے کے بعد تدریسی فرائض انجام دینے کی طرف متوجہ ہوئے اور مسلسل چار سال تک اپنے آبائی وطن میں تشنگان علوم نبوت کو فیض یاب کرتے رہے پھر ایتھوپیا میں کمیونزم کی یلغار کی وجہ سے اپنے دین وایمان کے تحفظ کے خاطر 1401 ہجری میں بلاد حرمین کی طرف ہجرت کر گئے جب مکہ مکرمہ پہنچے تو بعض ہم وطن عزیزوں نے وہاں کے مدارس میں تدریسی خدمات انجام دینے کا مطالبہ کیا اور خود انہی لوگوں نے منتظمین مدارس سے کہا کہ شیخ اپنے ملک میں مدرس تھے چنانچہ منتظمین نے شیخ سے سند فراغت کا مطالبہ کیا سند نہ ہونے کے باعث تدریس کی اجازت نہ ملی، جب کسی بھی صورت تدریس کی اجازت نہ ملی تو مجبوراً پھر سے حصول سند کے لیے تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے لیکن یہاں بھی ڈگری نہ ہونے کی وجہ سے بہت ساری پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، بیشتر مدارس اور جامعات سے جواباً انکار ہی ملا اخیر کار کسی طرح ''معهد الحرم المكي''میں داخلہ نصیب ہوا وہاں سے ثانویہ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد 1408 ہجری میں اعلی تعلیم حاصل کرنے کے لیے''دار الحدیث الخیریۃ'' کا رخ کیا، جب وہاں پہنچے تو کسی نے''دار الحديث الخيرية''کے اس وقت کے مدیر شیخ علی بن عامر العقلا رحمہ اللہ سے ذکر کیا کہ شیخ اپنے وطن میں تدریسی فرائض انجام دیا کرتے تھے لیکن ڈگری نہ ہونے کی وجہ سے یہاں آ کر معہد الحرم المکی میں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہوئے ہیں یہ سن کر شیخ علی بن عامر نے کہا کہ:''ہمارے ہاں صلاحیت اور علم اصل ہے ڈگری نہیں''اور انہیں بطور مدرس کے تعینات کر دیا اس کے بعد دار الحدیث الخیریۃ کے سپریم کونسل کے سامنے جس کے رئیس امام ابن باز رحمہ اللہ تھے شیخ کا نام پیش کیا گیا، کونسل نے بطور استاد آپ کی تقرری پر مہر لگا دی اور تب سے لے کر تادم واپسیں آپ وہیں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

اسی طرح آپ دار الحدیث (اجیاد، مکہ مکرمہ) کی مسجد میں بھی مسلسل پندرہ سال درس دیتے رہے اس مدت میں کتب ستہ اور دیگر حدیث کی کتابیں اور خود اپنی چند تالیفات زیر تدریس رہیں۔

اس کے بعد آپ نے جامع الابرار مکہ مکرمہ میں بھی 1427 سے 1434 ہجری تک تدریسی فرائض انجام دیا، پھر 1434 ہجری میں مسجد حرام میں مدرس کے طور پر آپ کی تقرری ہوئی جس سے بے شمار لوگوں نے آپ کے علوم وفنون کثیرہ سے استفادہ کیا۔ الحمد للہ۔

علم حدیث سے محبت: شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ نے عہد طفولیت ہی میں میرے لیے علم حدیث کو محبوب بنا دیا تھا چنانچہ صغرسنی کے عالم میں بھی جب میرے والد صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تو میں دیوار کے پیچھے چھپ جاتا اور درس سنتا، صحیح بخاری سن کر جوش جذبہ اور شوق سے میرا دل تڑپ اٹھتا، حصول علم کے دوران میں صحیح احادیث کی تلاش میں رہتا اور ان پر عمل کرتا تھا، میں رفع الیدین کرتا تھا جبکہ ہمارے علاقے کے لوگ حنفی مذہب پر عمل پیرا تھے جو مذہب حنفی کے مخالف احادیث پر عمل کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقلید سے آزادی اور عقیدہ صحیحہ کی طرف رجوع: ویسے تو شروع ہی سے شیخ رحمہ اللہ آزادی فکر اور عمل بالحدیث کے شیدائی تھے لیکن حرمین کی طرف ہجرت کے بعد آپ کی زندگی ہی بدل گئی یہاں آ کر ایک طرف تو فروعات میں مذہب حنفی کی تقلید سے بالکل آزاد ہو گئے تو دوسری طرف اصول میں اشعریت کے گمراہ کن عقائد کے جال سے بھی اپنے کو رہا کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''جب میں ہجرت کر کے مکہ آیا اور معہد الحرم المکی میں پڑھنے لگا تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ ابن القیم اور محمد بن عبدالوہاب کی کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا میں نے ان کی کتابوں میں اپنے ملک میں مقررہ عقائد کی کتابوں کی مخالف باتیں پائی، چنانچہ میں اس منہج پر چلنے لگا جس پر پہلے سے چلتے آ رہا تھا یعنی صحیح دلیل کی اتباع کرنا ایسا کرنے پر مجھے ان مشائخ کی کتابوں میں صحیح احادیث کے موافق باتیں ملیں، پھر میں نے ان تمام عقائد کو ترک کر دیا جن کو میں نے اپنے ملک میں اپنے اشعری اساتذہ سے سیکھا تھا، اور جب میں اپنے والد کی زیارت کے لیے وطن پہنچا تو ایک شخص نے کہا کہ تم وہابی بن گئے ہو، میں نے کہا کہ نہیں میں متبع دلیل بن گیا ہوں اور تم جانتے ہو کہ مکہ جانے سے پہلے بھی میں صحیح دلائل کی اتباع کرتا تھا تو اس نے کہا کہ ہاں میں یہ جانتا ہوں لیکن تم ابھی زیادہ متشدد بن گئے ہو، تو میں نے کہا کہ: کیا تم نہیں جانتے کہ امام شافعی رحمہ اللہ جب حجاز و عراق میں تھے تو ان کا ایک مذہب تھا لیکن جب وہ مصر چلے گئے اور بہت سارے دلائل سے آگاہ ہوئے تو اپنا قدیم مسلک ترک کر دیا اور جدید مذہب کی تاسیس کی، بالکل اسی طرح جب مجھے وہ نصوص ملے جو ہمارے ہم وطنوں کے پاس نہ تھے تو میں ان کی اتباع کرنے لگا اور ان کے مطابق عمل کرنے لگا اور میں اپنی زندگی میں ہمیشہ اسی مسلک پر گامزن رہوں گا ان شاء اللہ۔

اوصاف وکمالات: شیخ رحمہ ایک عظیم محدث، بلند پایہ فقیہ، جلیل الشان اصولی، اونچے طبقے کے نحوی، صرفی، لغوی اور کمال درجے کے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلی اخلاقی بلندیوں پر بھی فائز تھے اپنے طلبہ کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرتے تھے کبھی کسی کو نہ ڈانٹتے اور نہ بلند آہنگ سے کچھ کہتے ہمیشہ سبھوں سے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے بارہا اپنے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے بیمار پڑنے پر پریشانی اور تھکاوٹ کی پرواہ کئے بغیر عیادت کرنے جاتے حتی کہ دارالحدیث سے چلے جانے کے بعد بھی ان کے بارے میں پوچھتے رہتے۔ شیخ وقت کے بڑے پابند تھے راستے میں آتے جاتے وقت بھی یادداشت کی چیزیں دہراتے رہتے تھے، مسائل کے سلسلے میں طلبہ سے مناقشہ بھی کرتے اور ان کی آراء کو قبول بھی کرتے تھے، آپ قلم کے بڑے دھنی انسان تھے تصنیف وتالیف سے محبت کرتے تھے آپ کے ایک شاگرد کا بیان ہے کہ میں نے جب آخری بار شیخ سے ملاقات کی تو دیکھا کہ وہ ناچاقی صحت کی وجہ سے رو رہے ہیں اور افسوس کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ میں جامع ترمذی کی شرح مکمل نہیں کر پاؤں گا۔

شیخ کے بارے میں علما کے اقوال: امام ابن باز، ابن عثیمین، صالح الفوزان، شیخ ربیع المدخلی، عبدالکریم الخضیر وغیرہم جیسے کبار اہل علم نے آپ کی تعریفیں کی ہیں۔

(1) علامہ ابن باز رحمہ اللہ (دار الحدیث الخیریۃ میں داخلے کے لیے انٹرویو کے لینے کے بعد) فرماتے ہیں کہ: ''تم لوگ میرے پاس علمائے امت میں سے ایک عالم کو لاتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ طالب علم ہے بلکہ یہ ائمہ ہدی میں سے ایک امام ہیں''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) امام حرم شیخ عبدالرحمن السدیس جب انہیں دیکھتے تو ان کا سر چوم لیتے اور فرماتے ''یا امام الحدیث واستاذہ یا طبیب الحدیث فی علله'' اسی طرح کا قول امام بخاری کے سلسلے میں امام مسلم رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔

(3) امام مقبل بن ہادی الوادعی فرماتے ہیں ''شیخ محمد بن علی بن آدم کی شرح (ذخیرة العقبی فی شرح سنن المجتبی) فتح الباری کے طرز پر لکھی گئی ہے اکثر شیخ کی ترجیحات اور اختیارات پر دل مطمئن ہوتا ہے کیونکہ وہ دلیل کے موافق ہوتے ہیں، میں طلبہ علم کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو حاصل کرنے کی کوشش کریں کیوں کہ اس زمانہ میں ہر محدث اس طرح کی شرح لکھنے پر قادر نہیں ہے۔

(4) جرح وتعدیل کے امام ربیع بن ہادی المدخلی فرماتے ہیں: ''إنه عالم فی کل فن'' کہ وہ ہر فن مولی ہیں۔

(5) علامہ عبداللہ بن عبدالرحیم البخاری نے آپ کو ''شیخ الجلیل العلامة المحدث المصنف الزاھد'' جیسے القاب سے ملقب کیا ہے۔

(6) فقیہ مدینہ شیخ سلیمان بن سلیم اللہ الرحیلی فرماتے ہیں ''توفی الیوم الشیخ العلامة حقا وصدقا''

تصنیفات وتالیفات: آپ نے عقائد، حدیث، اصول حدیث، اصول تفسیر، تراجم رجال، فقہ، اصول فقہ، نحو، صرف اور بلاغہ ہر فن میں متعدد علمی شاہکار چھوڑی ہیں۔ جن میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں:

(1) شرح سنن النسائی المسمی بہ (ذخیرة العقبی فی شرح المجتبی) 42 جلدوں پر مشتمل یہ کتاب سنن نسائی کی سب سے جامع شرح ہے جس کی تالیف میں شیخ نے اپنی عمر کے پندرہ سال کا طویل عرصہ لگایا ہے۔ علمائے کرام ہمیشہ یہ خواہش ظاہر کرتے تھے کہ کاش کوئی ایسا عالم اٹھے جو سنن نسائی کی اس کی شان کے مطابق خدمت کرے کیونکہ اس کتاب سے پہلے نسائی کی اس کے شایان شان خدمت نہیں ہوئی تھی، اس کتاب اور شیخ رحمہ اللہ کے ذریعہ اللہ نے وہ کمی پوری فرمادی۔ فالحمدللہ علی ذالك۔

یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کی تعریف علامہ البانی، مقبل بن ہادی الوادعی، صالح الفوزان، عبدالمحسن العباد اور عبدالکریم الخضیر وغیرھم جیسے اساطین علم نے کی ہے اور اسے سنن نسائی کی سب سے افضل شرح قرار دیا ہے۔

(2) قرة عین المحتاج فی شرح مقدمة صحیح مسلم بن الحجاج دو جلدوں پر مشتمل یہ کتاب مقدمہ صحیح مسلم کی شرح ہے۔

(3) البحر المحیط الثجاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج، یہ کتاب 45 جلدوں پر محیط ہے۔

(4) قرة العین فی تلخیص تراجم رجال الصحیحین۔ (5) إسعاف ذوی الوطر فی شرح نظم الدرر، یہ ألفیة السیوطی کی شرح ہے۔ (6) الجلیس الصالح النافع شرح الکوکب الساطع فی أصول الفقه۔ (7) نظم شافیة الغلل فی ألفیة العلل۔ (8) مزیل الخلل شرح شافیة الغلل۔ (9) الجوهر النفیس فی نظم أسماء ومراتب الموصوفین بالتدلیس۔ (10) الجلیس الانیس فی شرح الجوهر النفیس۔ (11) تذکرة الطالبین فی ذکر الموضوع وأصناف الوضاعین۔ (12) الجلیس الامین فی شرح تذکرة الطالبین۔ (13) نظم إتحاف أهل السعادة بمعرفة أسباب الشهادة۔ (14) بغیة طالب السعادة شرح إتحاف أهل السعادة۔ (15) رفع الغین فی ثبوت زیادة "وبرکاته" فی التسلیم من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجانبين۔ (16)مشارق الانوار الوهاجة ومطالع الاسرار البهاجة فی شرح سنن ابن ماجه۔ (17)فتح الكريم اللطيف شرح أرجوزة التصريف۔(18)فتح القريب المجيب شرح مدنی الحبيب نظم مغنی اللبيب، فی النحو۔ (19)التحفة المرضية نظم فی أصول الفقه۔(20)التحفة الرضية فی شرح التحفة المرضية۔(21) نظم مختصر فی علم الفرائض۔(22)البحر المحيط الازخر فی شرح نظم الدرر فی علم الاثر۔(23)مجمع الفوائد ومنبع العوائد بذكر الاثبات والاسانيد۔(24)مواهب الصمد۔(25)نظم شافية ابن الحاجب۔(26)جامع الفوائد وضابط العوائد۔ (27)نظم الاحاديث المتواترة۔(28)رجز فی علمی العروض والقوافی۔(29)إتحاف ذوی الهمة بمسائل مهمة۔ (30)البهجة المرضية فی نظم متمّمة الاجرومية۔(31)المنة المرضية شرح الهجة المرضية۔(32)إتحاف ذوی الوطر بشرح بهجة الدرر۔ (33) الفوائد السمية۔(34)عمدة المحتاط فيمن رمی بألاختلاط۔(35)عدة اولی الاغتباط فی شرح عمدة المحتاط۔(36)إتحاف النبيل بمهمات علم الجرح والتعديل۔(37)أيضاح السبيل شرح أتحاف النبيل بمهمات علم الجرح والتعديل۔(38)الدرة المضية، ألفية فی التوحيد۔(39)المنة الرضية شرح الدرة المضية۔(40)منهج الطلاب لتحصيل الآداب۔ (41) الدرة المحبرة فی وجه الترجيحات المحررة۔ (42)الباعث الحثيث فی نصيحة طلاب دار الحديث۔(43)بهجة العقول فی نظم ما بنی للمجهول۔(44)نيل المامول من معانی بهجة العقول۔(45)الرد المبكی للمجرم الدنماركی۔(46)قصيدة فی الرد علی بكر بن حماد المغربی۔(47)إتحاف الطالب الاحوذی شرح جامع الترمذی۔(48)نظم خاتمة المصباح۔(49)نظم رسالة علوم التفسير لابن تيمية۔(50)شرح عقود الجمان فی البلاغة۔

ان کتابوں کے علاوہ شیخ کی اور بھی بہت ساری کتابیں ہیں جو بے شمار علمی فوائد کا جامع ہیں ان میں سے بعض ایسی ہیں جو ابھی تک زیورطبع سے آراستہ نہیں ہوئی ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ جن تک میری رسائی نہیں ہے۔

تنبیہ: سیوطی العصر کے لقب سے ملقب کرنے کا مقصد کثرت جمع وتالیف میں دونوں کے مابین مماثلت بیان کرنا ہے مزید کچھ نہیں۔

وفات: علوم وفنون کا یہ بحر بیکراں اپنی تمام تر خوبیوں اور صلاحیتوں کے ساتھ تقریباً 75 سال کی عمر میں 21 صفر 1442 ہجری بروز جمعرات مطابق 8 ستمبر 2020ء کو چاشت کے وقت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں شیخ کی زندگی سے مواعظ وعبر حاصل کرنے اوران چیزوں کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (ماخوذ از واتسیب)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

مرحومین علمائے اہل حدیث واعیان جماعت ۲۰۲۰ء

نوٹ: اس باب میں ہوسکتا ہے بہتوں کا تذکرہ چھوٹ گیا ہو اور بہتوں کی تفصیلات درج نہ ہوں ان شاء اللہ معلومات ملنے پر انہیں بعد کے شماروں میں ضرور شامل اشاعت کیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاجی نثار احمد صاحب۔کوٹھا مئو

وفات: جنوری 2020ء

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو کے سابق ناظم اعلیٰ الحاج نثار احمد کوٹھا پورہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ جامعہ اسلامیہ فیض عام کے ناظم اعلیٰ رہے۔ سماجی و دینی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے ان کی اولاد واحفاد بھی جماعتی اور دینی کاموں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب نے پچھلے دنوں اپنے سفر کے دوران مئو سے گزرتے ہوئے آپ کے برتاؤ کی تعریف کی ہے۔ جمعیت کے شریک غم ہونے کی بات کہی تھی اللہ رب العزت مرحوم کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین اصحاب جماعت کو عامة المسلمین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

(ترجمان ۱۵۔۱ جنوری ۲۰۲۰ء)

محمد اسرائیل صاحب سکرا پار، دیوریا

وفات: جنوری 2020ء

جناب محمد اسرائیل صاحب مقام سکرا پار پوسٹ وضلع دیوریا (یوپی) کا بروز سنیچر چھ بجے صبح انتقال ہو گیا وہ تقریباً ۱۰۱ ربرس کے تھے۔ دیوریا ضلع کے اندر جماعت اہل حدیث کے اولین لوگوں میں سے تھے جب مولانا انصاری مچھلی شہری نے ۱۸۹۸ء میں ابوبکر نگر دیوریا میں جمعیت کی بنیاد ڈالی۔ یہاں پر انہوں نے قرآن وسنت کی تعلیم کو عام کیا مولانا موصوف کے ساتھ محمد اسرائیل صاحب نے پورے ضلع کا دورہ کیا اور جماعت اہل حدیث کو مضبوط کیا۔ محمد اسرائیل نے کھرجروا، سکرا پار، ابوبکر نگر شہر دیوریا، سرولی، لہرولی، مدراپالی، دھنوتی، اورہی کیسر پورا اور بڑیہاد دیوریا ہر جگہ جا کر دین کی دعوت کا کام انجام دیا۔ مولانا مرحوم کی کوششوں سے جماعت مضبوط ہوئی۔ اللہ موصوف کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے آمین۔

ان کی نماز جنازہ حافظ کلیم اللہ سلفی صاحب کھرجروا نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی نے سکرا پار عیدگاہ کے پاس پڑھائی۔ جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ سکرا پار قبرستان میں تدفین عمل ہوئی۔ (شریک غم: محمد جمیل انصاری سابق ناظم چھوٹی مسجد اہل حدیث ابوبکر نگر دیوریا، یوپی)

(ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ جنوری ۲۰۲۰ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ اسلم سلفی مدنی/ بہار

وفات: ۸ فروری ۲۰۲۰ء

نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جارہی ہے کہ مظفر پور بہار کے ممتاز عالم دین حافظ اسلم سلفی ومدنی سابق امام عیدین عیدگاہ بشن پور مہانندو سابق مدرس دار العلوم احمد یہ سلفیہ دربھنگہ اور صدر کمیٹی مدرسہ تقویۃ الایمان بشن پورٹولہ پیر میاں آج دو پہر ۸ فروری ۲۰۲۰ء سنیچر مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کافی عرصہ سے بیمار چل رہے تھے اور آخری ایام میں صاحب فراش ہو گئے تھے اپنے خصوصی فکرو انداز سے شہرت رکھنے والے حافظ اسلم سلفی ومدنی رحمہ اللہ نے مظفر پور بہار کے علمی ودینی علاقہ بشن پورٹولہ پیر میاں میں اپنی آنکھیں کھولیں۔ یہیں آپ نے ابتدائی تعلیم بھی حاصل کی۔ بعدازاں آپ نے مظفر پور بہار کے قدیم سلفی ادارہ مدرسہ دار التکمیل اور ہندوستان کے قدیم سلفی ادارہ دار العلوم احمد یہ سلفیہ دربھنگہ بہار سے فراغت کی سند حاصل کی اور وہیں سے آپ نے مزید علمی تشنگی بجھانے کے لیے مدینہ منورہ کا رخ کیا۔

مولانا رحمہ اللہ ایک جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت متواضع ملنسار اور مہمان نواز طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کے اخلاق واوصاف نہایت کریمانہ تھے جن کا تذکرہ ان کے سینکڑوں کی تعداد میں ملک وبیرون ملک میں پھیلے ہوئے تلامذہ کرتے ہیں۔ ان کے جنازے کی نماز مورخہ ۹/فروری ۲۰۲۰ء بروز اتوار صبح دس بجے بشن پورٹولہ پیر میاں کے جنازہ گاہ میں ادا کی گئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ شیخ محترم کی مغفرت فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے قبر کو کشادہ کردے اور انکے اہل وعیال کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ (ادارہ) (ترجمان دہلی: ۲۹۔۱۶ فروری ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

مولانا جمال الدین حولی سلفی آسام

وفات: ۱۲ فروری ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے صوبہ آسام کے بزرگ ومعروف عالم دین، جامعہ اسلامیہ سلفیہ ہلونار پام، بار پیٹا آسام کے صدر اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن شوریٰ مولانا جمال الدین سلفی حولی کے انتقال پر گہرے رنج وغم وافسوس کا اظہار کیا ہے، ان کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا خسارہ قرار دیا ہے اور ان کے پسماندگان ومتعلقین سے قلبی تعزیت کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا کہ مولانا جمال الدین سلفی حولی صاحب نیک، دین واخلاق اور اسلامی وضع قطع سے متصف تھے اور دینی و تعلیمی کاز سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ آسامی زبان میں جماعت کے اچھے خطیب اور مناظر تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی اسی کے لیے وقف کرر کھی تھی۔ ان کی دعوتی تبلیغی اور تدریسی خدمات نمایاں ہیں۔ جمعیت و جماعت کے کاموں میں لگے رہتے تھے۔ ان کے اچانک انتقال کر جانے کی وجہ سے جماعت اپنی ایک اہم شخصیت سے محروم ہوگئی۔ اطلاعات کے مطابق مورخہ ۱۲/فروری ۲۰۲۰ء کو دن کے ساڑھے تین بجے کسی سفر سے واپس ہو رہے تھے کہ راستے میں ہی بعمر ۸۳ سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پسماندگان میں اہلیہ، سات صاحبزادے، پانچ صاحبزادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور ان کی مغفرت کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور صوبائی جمعیت اہل حدیث آسام کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔ ا مارچ ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

قاری عطاء الرحمن سلفی صاحب شنکرنگر بلرامپور، یوپی

وفات: ۷ مارچ ۲۰۲۰ء

یہ خبر نہایت غم و افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ استاذ الاساتذہ، مفتی شنکرنگر جناب حافظ وقاری عطاء الرحمن سلفی صاحب کا آج مورخہ ۷/مارچ ۲۰۲۰ء صبح ساڑھے سات بجے آبائی وطن شنکرنگر، بلرام پور، یوپی میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ....والھم اھلہ وذویہ الصبر السلوان آمین۔

مولانا عطاء الرحمن سلفی صاحب گو کہ بینائی سے محروم تھے لیکن بصیرت کی دولت سے مالا مال تھے۔ اخلاق وکردار اور تقویٰ و پرہیز گاری سے متصف تھے۔ نئی نسل کی تعلیم وتربیت کا جذبہ فراواں رکھتے تھے۔ اور اسی کے لئے وقف تھے۔ عصر بعد تدفین عمل میں آئی۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان کو صبر وسلوان عطا کرے اور اللہ تعالیٰ جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے آمین۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔ ا ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا فضل الرحمن محمدی رحمہ اللہ/ مالیگاؤں

وفات: ۲۵/ اپریل ۲۰۲۰ء

از: عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

مالیگاؤں اپنی صنعت وحرفت کے ساتھ علم وعمل کے لئے بھی دنیا میں اپنی ایک پہچان رکھتا ہے، یہاں بہت سارے کاروبار کے علاوہ علم کا بھی کاروبار کافی دل پذیر اور جانا پہچانا ہے، دلیل کے طور پر اکیلے جامعہ محمدیہ منصورہ اس کے لئے کافی ہے، اسی جامعہ کی خاک سے سرزمین مالیگاوں میں جماعت اور مسلک کا ایک سپاہی تیار ہوتا ہے اور مالیگاؤں کی عبقری شخصیات بالخصوص ڈاکٹر سعید فیضی اوران کے دیگر فیضی برادران کے ہمراہ پورے مہارشٹرا میں چھاجاتا ہے، کافی عرصہ پہلے میرا مالیگاؤں جانا ہوتا تھا، ادھر تدریسی وعلمی مصروفیات کی وجہ سے بہت کم یہ موقع نکل پاتا ہے، ایک بار ڈاکٹر سعید فیضی کی دعوت اور اصرار پر میں نے ان لوگوں کے ساتھ پورے مہاراشٹر کا دعوتی دورہ کیا تھا، اس وقت ناظم شیخ ابورضوان محمدی تھے، بڑا دلچسپ، مفید اور بھرپور دعوتی دورہ تھا، دھولیہ، آکوٹ سے ہوتے ہوئے کامٹی تک ہمارا کارواں گیا تھا، یہیں میری ملاقات شیخ فضل الرحمن محمدی سے ہوئی اور پھر برابر ہوتی رہی، انتہائی ملنسار، خوش طبع اور جماعت کا درد رکھنے والے خاص طور پر توحید وسنت کی نشر واشاعت کے لئے فکرمندی اور صحیح وسچی تڑپ رکھنے والے تھے۔ اور آج اس طرح کے عملی لوگ ہزاروں میں ایک دو ملتے ہیں۔ ہمہ وقت مصروف عمل، اور زندگی کی رعنائیوں سے دور جذبہ پیہم اور عمل مسلسل کے عادی۔ برابر میرے پاس مسائل کی دریافت خاص طور پر جماعتی تاریخ کی تدوین وترتیب کی میری کاوشوں کی نہ صرف سراہنا کرتے بلکہ پورے مہاراشٹر میں جماعت کی تاریخ لکھنے اور معلومات دینے کی ہمیشہ پہل کرتے تھے، اس زمانے میں کسی کے علمی وتصنیفی عمل کی سراہنا کرنا ایک مخلص اور محب علم کا ہی کام ہوسکتا ہے، ممبر پارلیمنٹ بدرالدین اجمل دیوبندی نے جب پارلیمنٹ ہاؤس میں جماعت کے خلاف ہرزہ سرائی کی تو میرے پاس سب سے پہلا فون مولانا محمدی کا ہی آیا، کہہ رہے تھے کہ ہمیں اب کچھ کرنا چاہئے، انھیں کی تحریک پر میں نے ایک مختصر مضمون لکھا تھا جسے بہت پسند کیا گیا تھا۔

اس طرح بارہا ٹیلیفونک گفتگو ہوتی تھی۔ اکثر جماعت میں پھیلے ہوئے انتشار اور جمود کے خاتمہ کے لئے بڑی درمندی سے باتیں کرتے، مشورے دیتے اور لیتے تھے۔ مراٹھوڑہ بیلٹ میں سلفی تحریک کو مضبوطی دینے اور توحید خالص کی نشر واشاعت کے لئے آپ کی جدوجہد جماعتی تاریخ کا حصہ ہونگی۔ موصوف اب ہمارے درمیان نہ رہے، اللہ آپ کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور آپ کے رفقاء، پسماندگان اور جماعت کے ذمہ داران بالخصوص ڈاکٹر سعید فیضی وجملہ اخوان جماعت مالیگاؤں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ذیل میں شیخ رحمہ اللہ کا مختصر سوانحی خاکہ پیش خدمت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام ونسب: مولانا فضل الرحمن محمدی بن حبیب الرحمن بن مولانا صدیق حسن

تاریخ ومقام پیدائش: مالیگاؤں یکم جون 1962ء

خاندانی پس منظر: آپ کی دادی مسلکاً اہل حدیث تھیں، بقیہ گھرانہ دیوبندی تھا، 1997ء میں آپ کے والد حبیب الرحمن بھی اہل حدیث ہوگئے اور اس طرح توحید کی شمع اس گھرانے میں روشن ہوئی اور رفتہ رفتہ یہ روشنی مالیگاؤں سے مہاراشٹر کے کونے کونے تک پہنچنے لگی۔

تعلیمی مراحل: ا۔ ابتدائی تعلیم اپنے دادا کے پاس حاصل کی جو عالم دین تھے۔ ۲۔ پرائمری سے ہفتم تک اسکول میں تعلیم پائی۔ ۳۔ اسکے بعد جامعہ محمدیہ منصورہ میں عربی تعلیم کے لئے داخل ہوئے اور مسلسل کئی سالوں تک یہیں تعلیم سے وابستہ رہے اور عربی اول سے فضیلت تک تعلیم مکمل کی اور 1987ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

خدمات: ● فراغت کے بعد 1987ء سے 1994ء تک جامعہ محمدیہ میں لائبریری کے ساتھ کچھ ابتدائی مرحلے میں تدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ● 1994ء میں صوبائی جمعیت مہاراشٹرا سے وابستہ ہوئے اور آفس انچارج کے ساتھ دعوت وتبلیغ سے منسلک رہے اور دھیرے دھیرے صوبائی جمعیت کے نظامت علیا تک پہنچے اور پھر افق دعوت پر ایسے نکھرے کہ 2001ء سے 2011ء تک نائب ناظم اور 2016ء سے تاوفات ناظم اعلی کے عہدے پر فائز رہے۔ ● جماعت کی طرف سے ایک ہفت روزہ اخبار اسلاف شائع ہونا شروع ہوا تو اس کے پہلے ایڈیٹر منتخب ہوئے، یاد رہے کہ 1995ء سے 2017ء تک یہ اخبار جاری رہا بعد میں ناگزیر وجوہات کی بنیاد پر یہ اخبار بند ہوگیا۔ ● قرآن مجید کے مشہور ترجمہ وتفسیر احسن البیان کی مراٹھی زبان میں منتقلی کے جماعتی مشروع میں آپ کی خدمات انتہائی قابل قدر ہیں، اسی طرح اخبار اسلاف میں آپ کے دینی کالم اور دیگر مضامین بڑے شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ ● مسلسل خطبات جمعہ اور دعوتی دورے نیز جماعتی کاز سے وابستگی آپ کی پہچان تھی۔

● آپ کے اساتذہ میں شیخ انیس الرحمن اعظمی، مولانا نور العین سلفی، د۔ عبدالحکیم عبدالسلام مدنی (ممبرا) جیسے اساطین اہل علم کا نام شامل ہے۔ ● تلامذہ میں مولانا ثناء اللہ مدنی، مولانا عبدالغفور جامعی جیسے مشہور زمانہ دعاۃ وعلماء ہیں۔

وفات: آپ کی وفات 25 اپریل 2020ء/ مطابق یکم رمضان 1441ھ، بروز سنیچر کو ہوئی، اور اس طرح علم وجماعت کا یہ ستارہ ہم سے غروب ہو چلا۔ کرونا وائرس کی متعدی بیماری کیوجہ سے نہ جانے کتنے جنازہ سے محروم رہ گئے ہوں گے، رب العالمین مغفرت فرمائے۔ آمین

پسماندگان میں ایک بیوہ، چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ اللہ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(ماخوذ از ریکارڈ مرکز تاریخ اھل حدیث بڑھنی سدھارتھ نگر

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمود الحسن سلفی/ دریاباد سنت کبیر نگر یوپی

وفات: ۲۷/اپریل ۲۰۲۰ء

یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ معروف عالم دین اور موسس جامعہ اسلامیہ دریاباد ڈاکٹر عبدالباری فتح اللہ مدنی، مولانا ابوالہاشم مدنی دریابادی صاحبان وغیرہ کے برادر خورد اور ڈاکٹر عتیق اثر ندوی صاحب کے بہنوئی اور خالہ زاد بھائی اور میرے شاگرد رشید ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کا آج مورخہ ۲۷/اپریل ۲۰۲۰ء کی صبح لکھنؤ میں طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. اللھم اغفرلہ ....والھم اھلہ وذویہ الصبر والسلون آمین۔

موصوف کا تعلق اتر پردیش کے مردم خیز ضلع بستی کے معروف گاؤں دریاباد سے تھا۔ آپ نے جامعہ سلفیہ بنارس میں تعلیم حاصل کی، اس کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے طب کی تعلیم مکمل کی، بعدازاں دوبئی میں فیملی کے ساتھ مقیم ہوگئے۔ ادھر ایک عرصہ سے خرابی صحت کے باعث لکھنؤ منتقل ہوگئے تھے، اور وہاں زیر علاج تھے۔

موصوف میرے بڑے ہونہار شاگردوں میں سے تھے۔ انتہائی خلیق وملنسار، نیک، پابند کتاب وسنت، غیرت دینی سے سرشار اور ایک مخلص انسان تھے۔ یہی وجہ ہے وہ تعلیم کتاب وسنت کے لئے کوشاں اور معروف تعلیمی وتربیتی ادارہ جامعہ اسلامیہ دریاباد کی تعمیر وترقی کے لئے فکر مند رہتے تھے۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ ستمبر ۲۰۲۰ء)

□□□

مولانا یوسف جمیل جامعی/ آندھرا پردیش

وفات: ۳۰/اپریل ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کے سابق نائب امیر اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن شوری معروف شاعر وادیب، مصنف اور عالم دین مولانا یوسف جمیل جامعی کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ مولانا یوسف جمیل جامعی صاحب جنوبی ہند کے قدیم ومعروف تعلیمی ادارہ جامعہ محمدیہ رائیدرگ آندھرا پردیش کے ممتاز فارغ التحصیل اور بااخلاق ومتشرع عالم دین تھے۔ انہوں نے زبان وقلم سے جماعت وملت کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کے شعری مجموعے، ذوق جمیل، لوح جمیل اور عکس جمیل کافی مقبول ہوئے۔ آپ کرنول کے عمر عربک ہائی اسکول میں فارسی کے مدرس تھے۔ آپ کی تدریسی خدمات کے اعتراف میں آپ کو صدر جمہوریہ ایوارڈ سے بھی نوازا گیا تھا۔ آپ تادم واپسیں دینی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجماعتی اور علمی وادبی کاز سے جڑے رہے اور مورخہ ۳۰/اپریل ۲۰۲۰ء کو افطار سے قبل بعمر تقریباً ستر سال اس دار فانی سے رخصت کر گئے۔ اور بعد نماز عشاء ان کی تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں بیوہ، تین عالم فاضل صاحب زادے، پانچ صاحب زادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، نیکیوں کو شرف قبولیت بخشے، صاحبزادگان مولانا جاوید اقبال جامعی، حافظ ندیم الحق عمری اور حافظ حفظ الرحمن عمری، بڑے داماد مولانا محمد اسلم جامعی صاحب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر، ان کی اہلیہ، اہل خانہ ودیگر پسماندگان وخویش واقارب کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ (ترجمان دہلی:۱۔۱۵ ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

مولانا علاءالدین ندوی کٹیہار

استاذ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں

وفات:۶ مئی ۲۰۲۰ء

یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ معروف دینی تعلیمی ادارہ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں کے عربی ادب کے استاد مولانا علاءالدین ندوی صاحب کا طویل علالت کے بعد آج مورخہ ۶/مئی ۲۰۲۰ء کو مالیگاؤں میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اللھم اغفرلہ.... والھم اھلہ وذویہ الصبر والسلوان آمین۔

مرحوم کا آبائی وطن کٹیہار بہار تھا۔ وہ ایک باصلاحیت معلم اور مخلص مربی تھے۔ انہوں نے پوری زندگی نئی نسل کی تعلیم وتربیت میں گزاری۔ فراغت کے بعد مدرسہ فلاح المسلمین رائے بریلی میں ایک لمبی مدت تک مدرس رہے۔ پھر نوے کی دہائی کے وسط میں جامعہ محمدیہ منصورہ میں تدریسی خدمات پر مامور ہوگئے۔ وہاں بعد میں شعبہ عربی کے ذمہ دار بھی بنائے گئے۔ عربی وارد و زبانوں پر یکساں عبور تھا۔ خطابت بھی اچھی کرتے تھے۔ کافی دنوں سے بیمار چل رہے تھے اور مالیگاؤں میں علاج جاری تھا۔ مولانا کے شاگردوں کی بڑی فہرست ہے جو ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ پسماندگان میں خصوصا فرزندگان عزیزم مسعود ظفر محمدی سلمہ اور عزیزم سعود ظفر محمدی سلمہ ودیگر اہل خانہ وخویش واقارب کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور جامعہ محمدیہ منصورہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ (ترجمان دہلی:۱۵۔۱ ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استاذ الاساتذہ قاری محمد عباس اختر / بہار

وفات: ۱۶ مئی ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے تیل پور دیوا راج مغربی چمپارن بہار کے معروف قاری جناب محمد عباس اختر بن محمد حسن کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کے پسماندگان اور خویش واقارب سے قلبی تعزیت کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ قاری محمد عباس اختر صاحب بڑے نیک دل اور خلیق انسان تھے۔ وہ اپنی پوری زندگی کتاب الٰہی کی تعلیم وتدریس میں گذار کر ''خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ'' کے مصداق ٹھہرے۔ انہوں نے نابینا ہونے کے باوجود بھی ایسے وقت میں جب کہ آج کل کی طرح نت نئے سفری اور تعلیمی وسائل مہیا نہیں تھے، دارالعلوم مئوناتھ بھنجن، یوپی سے حفظ القرآن الکریم وتجوید کی سند حاصل کی۔ پھر آپ اس وقت کی معروف درس گاہ مدرسہ اشاعت العلوم جوگیا دیوا راج منتقل ہوگئے اور جہاں پر ایک طویل عرصہ تک اپنی تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور جہاں سے ۲۰۱۰ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ مدرسہ اشاعت العلوم جوگیا میں اپنی تدریسی خدمات کے دوران مغربی مشرقی چمپارن کو بہت سارے حفاظ دیئے، جو آج بھی مدارس میں اپنی خدمات پیش کررہے ہیں جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

امیر محترم نے کہا کہ قاری صاحب دینی علوم کی ترویج واشاعت اوراس کی تعلیم وتعلم کو بہت اہمیت دیتے تھے اوراس سے متعلقین کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کو میرے بارے میں جب معلوم ہوا تو مجھ سے ملنے کی بڑی خواہش ظاہر کی اور اپنی بستی کے متعدد علماء اور بزرگوں ی معیت میں میرے غریب خانہ براندابن تشریف لائے اور اصرار کرکے اپنے یہاں یعنی علاقہ کی مشہور ومعروف اور مردم خیز بستی تیل پور، بلاکر انہوں نے اوران کے رفقاء مولانا ذاکر صاحب اور قاری جلال الدین صاحب وغیرہ نے بڑی تکریم کی اور ایک مجلس خطابت ووعظ بھی منعقد کیا، جس میں میں نے توحید کے عنوان پر تقریر کی۔ قاری صاحب تقریر سن کر بیحد خوش ہوئے اور بہت سے قدیم علماء وحفاظ نے بھی توحید کا موضوع اختیار کرنے اور ایسی مجالس منعقد کرنے پر اصرار کیا۔ ایک بزرگ نے فرمایا ''شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تقریروں کو جو ہم پڑھتے اوراس کے بارے میں اساتذہ دیوبند سے جو سنتے آئے تھے آپ نے اس کی یاد تازہ کردی''۔ کچھ دنوں کے بعد قاری صاحب نے اپنے فرزند ارجمند بدرالدجی سلمہ، مولانا قاری جلال الدین صاحب نے اپنے فرزند عبدالرحمن سلمہ اور مولانا ذاکر صاحب نے اپنے فرزند ارجمند قمر الزماں سلمہ جو بعد میں جامعہ سلفیہ بنارس سے باضابطہ فارغ ہوئے کو ہمارے حوالہ کردیا کہ ان کو کتاب وسنت کی تعلیم سے آراستہ کروں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ان کے صاحبزادے مولانا رئیس الاعظم بھی مئو سے فراغت کے بعد میرے چچا مولانا انیس الرحمن صاحب کے ساتھ میرے پاس حاضر ہوئے۔ میں عجلت میں تھا، پھر بھی مدینہ منورہ میں تعلیم کے لئے توصیہ لکھ دیا اوراس طرح جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ان کا داخلہ ہوگیا۔ وہ ماشاء اللہ وہاں سے فراغت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ہندوستانی سفارت خانہ سعودی عرب میں اچھی پوسٹ پر ہیں۔ پچھلے کچھ سالوں سے قاری صاحب کی طبیعت علیل رہنے لگی تھی اور بتاریخ ۱۴/ ۵/ ۲۰۲۰ء جمعرات کی شب (رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی ابتداء میں) اپنے آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے، کیف الوری، رئیس الاعظم المدنی، کشف الدجی، بدر الدجی بدر، نور الزمان اور متعدد پوتے پوتیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کی خدمات کو قبول کرے۔ جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر وسلوان عطا کرے۔ آمین۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ستمبر ۲۰۲۰ء)

استاذ الاساتذہ مولانا عین الباری عالیاوی/ کلکتہ

وفات: ۱۵ مئی ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق نائب امیر، صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال کے سابق امیر، بنگلہ مجلہ اہل حدیث کے مدیر وسرپرست، عالیہ یونیورسٹی کولکاتہ کے سابق پروفیسر، عربی، اردو اور بنگلہ زبان وادب کے ماہر اور مشرق کے آفتاب علم وفن معروف بزرگ عالم دین، بنگلہ مترجم ومفسر قرآن اور فقیہ، استاذ الاساتذہ مولانا شیخ حافظ عین الباری عالیاوی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا شیخ حافظ عین الباری عالیاوی صاحب ایک لمبی مدت تک صوبائی جمعیت اہل حدیث حدیث مغربی بنگال کے امیر، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب امیر، جامعہ سلفیہ بنارس (مرکزی دار العلوم) کی مجلس منتظمہ کے رکن اور ہندوستان میں آئی ڈی بی کے موقر نمائندہ رہے۔ جب تک صحت نے ساتھ دیا مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی آل انڈیا کانفرنسوں، سیمیناروں اور مجالس عاملہ وشوریٰ کے اجلاسوں میں سے شریک ہوتے رہے اور اپنے خطابات اور جمعیت کی تعمیر وترقی کے سلسلہ میں اپنی آراء سے نوازتے رہے۔ عالیہ یونیورسٹی کولکاتہ کے شعبہ تدریس سے ایک لمبی مدت تک وابستہ رہے اور اس طرح تلامذہ کی بڑی تعداد چھوڑ گئے جو بنگال واطراف کے مختلف حصوں میں علم دین کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں جو بلاشبہ ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ انہوں نے اپنی زبان وقلم سے جماعت وملت کی بڑی خدمت کی اور بنگلہ زبان میں دینی وتربیتی لٹریچر کی تیاری میں گراں قدر رول ادا کیا۔ بنگلہ زبان میں ترجمہ قرآن کریم، تفسیر عینی، ارکان اسلام، کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، مسائل قربانی وغیرہ مختلف دینی واصلاحی موضوعات پر ان کی تین درجن سے زائد تصنیفات ہیں۔ جن میں سے متعدد کتابیں اردو ودیگر بانوں میں ترجمہ ہوکر شائع ہوچکی ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ان کی گراں قدر دینی، دعوتی، علمی، تحقیقی، تدریسی، تصنیفی اور صحافتی خدمات کے اعتراف میں ان کو ایوارڈ سے نوازا تھا۔

امیر محترم نے کہا کہ گذشتہ رمضان سے پہلے ایک موقر وفد کے ساتھ مولانا کی عیادت کی سعادت حاصل کی تھی۔ اس وقت مولانا کافی ہشاش بشاش نظر آئے، بعض فقہی وعلمی باتیں خاص اسی انداز میں کر رہے تھے جو ان کا عام مناسبات میں کرنے کا مزاج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ خصوصاً اہل حدیث منزل کی تعمیر اور اہل حدیث کمپلیکس میں بڑے تعمیری پروجیکٹ کا جب ذکر آیا تو بالکل کھل اٹھے اور ڈھیر ساری دعائیں دیتے رہے اور حوصلہ وہمت افزا باتیں کر کے اس کی تکمیل کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ افسوس کہ مورخہ ۲۱ ررمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ مئی ر۲۰۲۰ء کو افطار سے قبل آبائی وطن کولکاتہ میں بعمر تقریباً ۷۵ سال طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ یہ سانحہ ہی بڑا اجانکاہ تھا اس لیے فوراً اس کی اطلاع مولانا شمیم اختر ندوی قائم مقام امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال اور مولانا ذکی احمد مدنی قائم مقام ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال نے دی اور اس کے بعد اطلاعات کا تانتا بندھ گیا۔ صبح گیارہ بجے کولکاتہ میں ان کی تدفین عمل میں آئی اور اہل حدیث کمپلیکس نئی دہلی سمیت متعدد مقامات پر لاک ڈاؤن کی وجہ سے گھروں میں نماز جنازہ غائبانہ کا اہتمام کیا گیا۔ انہیں لاک ڈاؤن کی وجہ سے شریک جنازہ نہ ہوسکنے کا افسوس اور ملال ہے لیکن اللہ جل شانہ سے اس صبر ودعا پر بیش از بیش اجر کی امید ہے۔

پسماندگان میں بیوہ، چار صاحب زادے شیخ فضل الباری، شیخ نصر الباری سلفی، شیخ خیر الباری اور شیخ احمد الباری، تین صاحبزادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، نیکیوں کو شرف قبولیت بخشے، پسماندگان وخویش واقارب کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

(ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ستمبر ۲۰۲۰ء)

مولانا نعیم الرحمن صاحب رکرنول آندھرا

وفات: ۱۷ مئی ۲۰۲۰ء

یہ خبر انتہائی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ سابق امیر شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآباد سکندرآباد ونمائندہ مدرسہ رحمانیہ کرنول مولانا نعیم الرحمن صاحب مورخہ ۱۷ رمئی ۲۰۲۰ء کو بعمر ۸۰ سال انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اللھم اغفرلہ.... والھم اھلہ وذویہ الصبر والسلوان آمین۔

بعد نماز ظہر کرنول میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ شہر حیدرآباد سکندرآباد میں جماعت وجمعیت اہل حدیث کو منظم کرنے میں آپ کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ آپ بڑے جذبہ، شوق اور بڑی مستعدی ویکسوئی سے تنظیمی امور اور جماعتی کاز میں حصہ لیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، جملہ حسنات کو قبول کرے، لغزشوں کو معاف فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان خصوصاً ذمہ داران واحباب شہری جمعیت حیدرآباد وسکندرآباد کو اپنے پرانے رفیق کے سانحہ ارتحال پر صبر جمیل کی توفیق بخشے اور صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش، صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ، شہری جمعیت اہلحدیث حیدرآباد وسکندرآباد اور مدرسہ رحمانیہ کرنول کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین (ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالمالک عمری/کرنول آندھرا

وفات:۲۲ مئی ۲۰۲۰ء

صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کے موقر ذمہ دار جناب مولانا عبدالغنی عمری سابق ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش وغیرھم کی اطلاع کے مطابق ضلعی جمعیت اہل حدیث کرنول کے امیر مولانا عبدالمالک عمری صاحب کا مورخہ ۲۲ مئی ۲۰۲۰ء کو یمگنور ضلع کرنول میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اللھم اغفرلہ.... والھم اھلہ وذویہ الصبر والسلوان آمین۔

مولانا عبدالمالک عمری صاحب ضلعی جمعیت کرنول کے امیر تھے اور شب وروز جمعیت کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ دعوتی واصلاحی اور تعلیمی پروگراموں میں شرکت، علماء کرام کی توقیر و میزبانی اور آگے بڑھ کر سب کو سلام کرنا وغیرہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ سادگی اور انکساری آپ کی خصوصیت تھی۔ آپ کا آبائی وطن کرکندہ تھا۔ یمگنور میں آپ نے مسجد اقصیٰ اور مدرسہ اقصی للبنات کی تاسیس کی اور آخری وقت تک اس کی ذمہ داری بحسن وخوبی ادا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان میں بیوہ، تین فرزندوں اور چار لڑکیوں اور دیگر لواحقین کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش اور ضلعی جمعیت اہل حدیث کرنول کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ (ترجمان دہلی:۱۵۔۱ استمبر ۲۰۲۰ء)

□□□

مولانا عظیم اللہ مئویؒ کے فرزند جناب مسعود احمد کیرانہ مئو کا سانحہ ارتحال

وفات:۲۴ مئی ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم اصغر علی امام مہدی سلفی نے مئو کی صنعتی وعلمی اور مردم خیز سرزمین کے اہم سپوت، استاذ الاساتذہ اور تاج المدرسین علامہ عظیم اللہ مئوی رحمہ اللہ کے اکلوتے صاحبزادے اور ہردلعزیز دیندار اور معروف وکامیاب تاجر اور عظیم صنعت کار جناب مسعود احمد کیرانہ ارپن کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ جناب مسعود احمد کیرانہ ارپن صاحب ایک عظیم باپ کے ہونہار چشم وچراغ، پابند صوم وصلاۃ اور نہایت خلیق وملنسار انسان تھے۔ دوروز پہلے تک بیماری لاحق ہونے کے باوجود انہوں نے بالالتزام روزہ رکھا اور اہتمام کے ساتھ گھر میں حافظ قرآن متعین کرکے کھڑے ہوکر نماز تراویح ادا فرماتے رہے۔ آپ کا شمار مئو کے ممتاز دیندار روٴساء میں ہوتا تھا۔ بہت سے اداروں کی دل کھول کر، بہت سے اداروں کی مٹھی بند کرکے اور سیکڑوں اداروں اور ناداروں کی مدد کرنے میں معروف ومستور تھے۔ مرکزی جمعیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث ہند کا ہر مناسبت سے خصوصی تعاون فرمایا کرتے تھے اور مجھ ناچیز سے بڑی محبت کرتے، ضیافت کرتے اور وقت کی تنگ دامانی کے باوجود اس پر اصرار فرماتے تھے۔ مرکزی جمعیت کی تعمیر وترقی کی خبر سن کر خوش ہوتے اور ہمت وحوصلہ افزائی کرتے تھے۔ بڑے مہمان نواز اور علماء کے بڑے قدردان تھے۔ ہندوستان کی قدیم اور معروف دانش گاہ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو کے مالی تعاون پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ اسی طرح شمالی ہند کے معروف ومشہور اور قدیم ادارہ جامعہ سراج العلوم بونڈیہار جہاں ان کے والد محترم نابغہ روزگار مدرس کسی زمانے میں درس دیا کرتے تھے کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔ ویسے بغداد علم مئوناتھ بھنجن کے تمام دینی وجماعتی اداروں کی مدد کرنے کے علاوہ وطن عزیز میں پھیلے ہوئے ہزاروں مدارس میں سے سینکڑوں کی مدد فرماتے تھے۔ علاوہ ازیں بیواؤں، یتیموں اور حاجتمندوں کی امداد کے ساتھ ساتھ آسمانی وزمینی آفات وبلیات سے متاثرین کی مدد کرنے میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ کئی مرتبہ انہوں نے بہار، بنگال اور آسام کے سیلاب زدگان کے تعاون کے سلسلے میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران اور تاجران مئو کے ساتھ سفر کرنے کا بھی ارادہ کیا۔ اسی طرح مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دونوں اہم تعمیراتی پروجیکٹوں میں تعاون کے ساتھ ساتھ اس میں بھرپور حصہ داری کے لیے مئو کے دیگر مخلص تجار کے ساتھ دہلی کے سفر کا پچھلے دنوں مولانا اقبال احمد محمدی کے ہمراہ پلان بنایا تھا لیکن بوجوہ سفر ملتوی ہوگیا اور اللہ کا کرنا، اب وہ سفر آخرت فرماگئے۔ اللہ ان کے جذبات اور نیتوں کا اجر عطا فرمائے۔ آمین۔ حالیہ دنوں کووڈ ۱۹ کی پاداش میں طویل ترین لاک ڈاؤن میں جس طرح بھکمری اور کسمپرسی اور بدحالی کی نوبت مزدور طبقہ میں آئی اور جس طرح سے کاروبار بند ہوئے ان متاثرین کی راحت رسانی کے لیے بنائی گئی ریلیف کمیٹی مئو میں آپ سرفہرست تھے اور بھرپور تعاون بھی کررہے تھے۔ مولانا اقبال احمد محمدی صاحب نے یہ جانکاہ اطلاع دی کہ جناب مسعود احمد کیرانہ ارپن مورخہ ۲۴ مئی ۲۰۲۰ء مطابق ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ ہجری بوقت ۶ بجے صبح دو دن کی معمولی بیماری کے بعد بعمر ۷۲ سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ دن میں دو بجے آبائی وطن مئو میں تجہیز وتدفین عمل میں آئی۔ جس میں عمائدین شہر، ذمہ داران مدارس، علمائے کرام شریک ہوئے۔ نماز جنازہ جماعت کے موقر عالم دین محترم مولانا سہیل سلفی مدنی صاحب نے پڑھائی۔ اہل حدیث کمپلیکس نئی دہلی اور اہل حدیث منزل دہلی سمیت متعدد مقامات پر لاک ڈاؤن کی وجہ سے گھروں میں نماز جنازہ غائبانہ کا اہتمام کیا گیا۔ پریس ریلیز کے مطابق امیر محترم نے بھی اپنے اہل خانہ کے ساتھ اپنے گھر میں نماز غائبانہ ادا کیا۔ انہیں لاک ڈاؤن کی وجہ سے شریک جنازہ نہ ہوسکنے کا افسوس اور ملال ہے لیکن اللہ جل شانہ سے اس صبر ودعا پر بیش از بیش اجر کی امید ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں اور فیاضیوں کو ان کے لئے ذخیرۂ آخرت اور صدقہ جاریہ بنائے۔ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ ان کے پسماندگان اہلیہ محترمہ اور ہونہار وغمزدہ صاحبزادگان، جناب فیروز اختر، جمال اختر وکمال اختر اور دونوں دختران یاسمین خاتون اور بشریٰ نازنین اور پوتے پوتیوں نواسے نواسیوں سمیت ہم جیسے ہزاروں سوگواروں کو صبر وسلوان عطا فرمائے۔ آمین۔ ماشاءاللہ ان کے تمام فرزندان اپنے والد کی طرح نیک دل اور اخلاق مند ہیں، ان کی زندگی ہی میں ان کے بہت سے کاموں اور مقاموں کو سنبھال چکے ہیں۔ اور جمعیت وجماعت سے بے حد دلچسپی رکھتے ہیں۔ (ترجمان دہلی: ۱۵-۱ ستمبر ۲۰۲۰ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمدرد جماعت وملت جناب ظہیر احمد خان میرٹھی/ ممبئی

وفات: ۲۷ مئی ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی یوپی کے نائب امیر جناب جمیل احمد خان صاحب کے برادر بزرگ محترم جناب ظہیر احمد خان صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے، ان کی موت کو جماعت اور ملت کا خسارہ قرار دیا ہے اوران کے پسماندگان اوراہل خانہ سے قلبی تعزیت کی ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ جناب ظہیر احمد خان صاحب بڑے خلیق اور ملنسار انسان تھے۔ آبائی وطن میرٹھ ہے لیکن ممبئی کے کرلا میں مقیم تھے اوراتم اسٹیل ممبئی میں منیجر کے منصب پر فائز تھے۔ جمعیت وجماعت سے کافی ہمدردی رکھتے تھے اوراحقر نے جب بھی ان کو یاد کیا بہت اپنائیت سے ملے اور تعاون پیش کرنے کی امیدیں دلائیں۔ جمعیت وجماعت اور ملت کو ان سے بڑی امیدیں تھیں۔ لیکن وہ اپنی حیات مستعار کے شب وروز پورے کرکے مالک حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ پریس ریلیز کے مطابق ممبئی کے اہم اسپتالوں میں کرونا کے مریضوں کی بھیڑ کے سبب بیڈ خالی نہ ہونے کی وجہ سے کئی دنوں قبل ہارٹ اٹیک کے فوراً بعد ان کو کسی اچھے اسپتال میں داخلہ نہیں مل سکا تھا۔ امیر محترم نے دیر سے خبر ملنے کے فوراً بعد بعض اطباء اوراحباب کی مدد سے اس سلسلہ میں کوشش کی اوران کے ایڈمٹ ہونے کی پوری امید ہوچلی تھی لیکن تب تک بہت تاخیر ہوچکی تھی اوراس طرح مورخہ ۲۷ مئی ۲۰۲۰ء کورات کے تقریباً گیارہ بجے ممبئی میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اورصبح چھ بجے ممبئی میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ، ایک صاحب زادے اوردوصاحبزادیاں ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی حسنات کو قبول فرمائے، سیئات سے درگزرکرے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، پسماندگان بیوہ، اکلوتے صاحب زادے، صاحبزادیاں تمام بھائیوں جمیل احمد خان صاحب، شکیل احمد خان صاحب وغیرہ دیگر رشتہ داروں اور متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جمعیت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔۱۰ ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

مولانا عبدالجبار ضیغم سلفی/ ناگپور

وفات: ۷ جون ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے مرکز علم زکیہ للبنات ناگپور مہاراشٹر کے بانی وصدر، شہری وضلعی جمعیت اہل حدیث ناگپور کے سابق نائب صدر،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معروف دینی وتعلیمی ادارہ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں مہاراشٹر کے سابق شیخ الجامعہ اور متعدد دینی وعلمی کتابوں کے مصنف ومترجم معروف عالم دین مولانا عبدالجبار عبدالغنی سلفی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کوملک وملت اور جماعت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ موصوف ایک باخلاق، ملنسار، متشرع اور ذہین وفہیم انسان تھے۔ جامعہ سلفیہ بنارس مرکزی دارالعلوم کے زمانہ طالب علمی میں ان کی مختلف میدانوں میں صلاحیت، شجاعت اور ہمت ومحنت کی وجہ سے حلقہ یاراں واحباب میں ان کو ضیغم کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں کے بعد مدرسہ فیض العلوم سیونی ایم پی میں صدر مدرس رہے۔ ایک عرصہ تک مملکت سعودی عرب کے ریڈیو جدہ میں بحیثیت مبلغ ومترجم خدمات انجام دیں۔ تقریباً دس سال قبل وطن مالوف ناگپور لوٹ آئے اور اپنے قائم کردہ دینی وتعلیمی ادارہ مرکز علم زکیہ للبنات کو اپنے خون جگر سے سینچنے اور معیار تعلیم فضیلت تک بڑھانے اور ملت کی بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کا سامان کرنے میں لگ گئے، آپ خود اس مرکز دانش کے شیخ الحدیث تھے اور طالبات کو صحیح بخاری کا درس دیتے تھے۔ آپ کے فیض یافتگان کی بڑی تعداد ہے جو کہ آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ شوگر کے مریض تھے اور شوگر کے سبب دونوں پاؤں سے معذور ہوگئے تھے۔ آپ کی ملنساری وخاکساری اور جماعتی ہمدردی کا عالم یہ تھا کہ دونوں پیروں سے معذور ہونے کے باوجود مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات معروف تعلیمی وسماجی شخصیت الحاج وکیل پرویز صاحب کی عیادت کے لیے بذات خود ہاسپٹل تشریف لے گئے۔ چند مہینے قبل ہی ناگپور کے سفر میں ان سے ملاقات اور مزاج پرسی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ مورخہ ۷ رجون ۲۰۲۰ء کو بوقت ایک بجے دن بعمر ۷۲ سال ناگپور میں انتقال ہوگیا اور بعد نماز مغرب ناگپور کے جری پٹکا قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

پسماندگان میں چار بھائی اور متعدد بھتیجے اور بھتیجیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، نیکیوں کو شرف قبولیت بخشے، پسماندگان وجملہ خویش واقارب کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور مرکز علم زکیہ للبنات کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور ادارہ کو تادیر قائم رکھے۔ آمین ۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ ستمبر ۲۰۲۰ء)

مولانا ریاض موسی ملیباری رتامل ناڈو

وفات: ۸ جون ۲۰۲۰ء

یہ خبر باعث رنج وافسوس ہے کہ معروف شخصیت وعالم دین مولانا موسی ملیباری صاحب کا مورخہ ۸ جون ۲۰۲۰ء کو انتقال پرملال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف دعوت وتبلیغ میں اپنی ایک خاص پہچان اور شناخت رکھتے تھے۔ وہ بہت محنتی اور مخلص تھے۔ اورادووظائف کے بڑے پابند تھے۔ تربیت وتلقین کا ان کا بہترین اسلوب تھا۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ ستمبر ۲۰۲۰ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ولی اختر ندوی صاحب/دہلی

وفات: ۹ جون ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے شیخ الحدیث مولانا امان اللہ فیضی رحمہ اللہ کے دوسرے صاحبزادے، دہلی یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے مؤقر پروفیسر، عربی وانگریزی زبان میں متعدد علمی وادبی کتابوں کے مصنف اور عربی زبان وادب کے رمز شناس اور کامیاب معلم ومترجم ڈاکٹر ولی اختر ندوی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو علمی وادبی دنیا کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ ڈاکٹر ولی اختر ندوی صاحب بڑے ہی نیک، خلیق وملنسار، متواضع مخلص، سادہ طبع، غیرت دینی وملی سے سرشار اور متشرع انسان تھے۔ آپ کا آبائی وطن بہار کے سیتامڑھی ضلع کی معروف بستی بھکورہرتھا۔ ابتدائی تعلیم یادگار سلف والد ماجد رحمۃ اللہ سے حاصل کی، جو دہلی کے معروف دینی وتعلیمی ادارہ جامعہ ریاض العلوم اور بہار کے معروف دینی تعلیمی ادارہ جامعہ امام ابن تیمیہ میں شیخ الحدیث تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے عالمیت، وفضیلت کی سند حاصل کی۔ بعد ازاں جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی میں داخلہ لیا اور وہاں سے عربی زبان وادب میں بی اے، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی اعلیٰ ڈگریوں سے سرفراز ہوئے۔ تدریسی سلسلہ کا آغاز جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی سے عارضی مدرس کی حیثیت سے کیا، پھر ۱۹۹۷ء میں مستقل طور پر دہلی یونیورسٹی میں لیکچرر ہوئے اور جلد ہی مرحلہ وار ترقی کرتے ہوئے پروفیسر کے عہدہ پر فائز ہوگئے۔ کئی مرتبہ صدر شعبہ عربی بھی بنائے گئے۔ دہلی یونیورسٹی کی کئی اکیڈمک کمیٹیوں کے رکن رکین بھی رہے۔ آپ کے زیر نگرانی بہت سے طلبہ نے ایم فل پی ایچ ڈی کے مقالے لکھے۔ آپ ایک کامیاب مدرس ومعلم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ہمدرد اور انصاف دل انسان بھی تھے۔ آپ نے عربی زبان وادب کی تدریس کے لیے کئی تجربات کیے اور اس کے لئے عربی وانگریزی میں کئی کتابیں لکھیں جن میں تیسیر الصرف، مارفولوجی میڈ ایزی، بیسک آف عربک، اے پریکٹیکل اپروچ ٹو دی عربک لینگویج اول، دوم قابل ذکر ہیں اور جن میں سے بعض یونیورسٹیوں میں داخل نصاب ہیں۔ آپ کی علمی وادبی خدمات کے اعتراف میں ۲۰۰۴ء میں سابق صدر جمہوریہ جناب اے پی جے عبدالکلام کے ہاتھوں صدر جمہوریہ ایوارڈ ''مہارشی بدراین ویاس سمان'' سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر صاحب زندگی کے مختلف شعبہ حیات میں مختلف حیثیتوں سے ممتاز رہے۔ مثلاً آپ والدین کے بڑے خدمت گار، ذہین وممتاز طالب علم، اساتذہ کے محبوب نظر، مثالی استاذ، طلبہ کے چہیتے، گاؤں کے آنکھوں کا تارا، پڑوسیوں کے بہی خواہ خویش واقارب کے پرسان حال، سماجی کاموں میں پیش پیش، غریبوں کے مددگار مگر ریا ونمود سے گریزاں، خردنواز، دینی وملی اور جماعتی غیرت وحمیت کا پیکر اور جامعہ ملیہ ودہلی یونیورسٹی جیسے ماحول میں بھی تقویٰ وطہارت اور سادگی کا نمونہ تھے۔ گوناگوں منصبی ذمہ داریوں اور علمی وادبی اور تحقیقی مصروفیات کے باوجود مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے پروگراموں میں اکثر شریک ہوتے تھے۔ ادھر کئی دنوں سے بخار تھا اور سینے میں شدید انفکشن ہوگیا تھا۔ دو روز قبل دہلی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشفاء ہاسپیٹل کے آئی سی یو میں ایڈمٹ کیا گیا تھا۔ بالآخر گذشتہ کل شام ساڑھے چھ بجے بعمر ۵۲ سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور کل ہی بعد نماز عشا ابوالفضل انکلیو کے قبرستان میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، نیکیوں کو شرف قبولیت بخشے، پسماندگان، اخوان مولانا علی اختر مکی، جمیل اختر اور مولانا سہیل اختر ندوی صاحبان و جملہ خویش و اقارب کو صبر و سلوان کی توفیق بخشے۔

(ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

معروف معالج ڈاکٹر عبدالظاہر صاحب/ پرتاب گڈھ یوپی

وفات: ۱۲جون ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے عالم اسلام کی معروف علمی و تحقیقی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار فریوائی صاحب کے برادر نسبتی اور ماموں زادے معروف معالج ڈاکٹر عبدالظاہر صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالظاہر کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ ایک کامیاب وتجربہ کار ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ہمدرد، مخلص متواضع خلیق انسان تھے۔ پابند صوم وصلاۃ تھے۔ غریبوں اور محتاجوں کے حقیقی معنوں میں مسیحا تھے اور ان کا اکثر مفت علاج کرتے تھے۔ پانچ سال قبل وہ دہلی سے گونڈواری کلیان، ممبئی منتقل ہو گئے تھے اور طبابت کے ذریعہ خدمت خلق انجام دے رہے تھے۔ ان کا آبائی وطن مشرقی یوپی کی مردم خیز سرزمین پریوا، لال گوپال گنج، ضلع پرتاپ گڈھ ہے۔ ان کے والد محترم محمد صابر خان مرحوم نے پرتاپ گڈھ ہی میں ان کی اسکولنگ کا انتظام کیا تھا۔ سلفیہ یونانی کالج، دربھنگہ سے بی یو ایم ایس کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں دہلی میں اپنا مطب چلانے لگے۔ جمعیت وجماعت سے کافی لگاؤ رکھتے تھے، آل انڈیا کانفرنسوں کے مواقع پر کمیٹی برائے طبی خدمات کا اہم حصہ ہوتے تھے اور مجھ ناچیز سے بڑی محبت کرتے تھے۔ افسوس کہ آج صبح تقریباً آٹھ بجے حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے بعمر تقریباً پچاس سال ممبئی میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اور وہیں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ بلاشبہ ڈاکٹر عبدالظاہر صاحب کی جواں سالہ رحلت سے مجھے ذاتی طور پر صدمہ پہنچا ہے۔ پسماندگان میں اہلیہ، تین لڑکے اور ایک بھائی عبدالناصر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان خصوصاً ڈاکٹر عبدالرحمن فریوائی صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ جنھوں نے مرحوم کو اپنے بچوں کی طرح پیار دیا تھا اور جو اس جانکاہ خبر سے بے حد نڈھال ہیں ان سب کو صبر وسلوان عطا فرمائے۔ آمین۔

(ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبیب اللہ بھائی بابونہ/ گجرات

وفات: ۲۹ جون ۲۰۲۰ء

یہ خبر باعث انتہائی رنج وافسوس ہے کہ محترم جناب حبیب اللہ بھائی بابونہ نریاد گجرات کا مورخہ ۲۹ جون ۲۰۲۰ء کو انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نریاد کی اہم شخصیتوں میں سے تھے اور مسلسل بیس سالوں سے شہری جمعیت اہل حدیث نریاد کے امیر کی حیثیت سے جمعیت وجماعت کی خدمت کررہے تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ خدمات کو قبول کرے۔ بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

معروف معالج حکیم عبدالحنان سلفی صاحب رسول پوری/ دہلی

وفات: ۲/ جولائی ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے معروف معالج اور وزارت صحت وخاندانی بہبود حکومت ہند کے شعبۂ آیوش کے سابق ڈپٹی ڈائریکٹر حکیم عبدالحنان سلفی صاحب کے سانحہ ارتحال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ حکیم عبدالحنان صاحب جامعہ سلفیہ بنارس (مرکزی دارالعلوم) کے قدیم فارغ التحصیل تھے۔ دوران طالب علمی میں آپ کی سنجیدگی اور اعلیٰ درجے کی ذہانت معروف تھی۔ آپ نے طبیہ کالج اے ایم یو سے بی یو ایم ایس کی ڈگری حاصل کی اور آپ ایک طویل مدت تک سی سی آر یو ایم سے وابستہ رہ کر خدمت خلق انجام دیتے رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی دہلی میں ہی مقیم رہے۔ آپ کا آبائی وطن رسول پور ضلع بستی اتر پردیش ہے۔ حکیم صاحب نہایت خلیق، متواضع، ملنسار اور نفیس و نستعلیق انسان تھے۔ اپنے بہتر اخلاق وکردار کی وجہ سے ہر طبقے میں مقبول تھے۔ جماعتی کاز سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ دعاۃ ومعلمین میں طب وصحت سے متعلق آپ کے بعض محاضرے بھی ہوئے تھے۔ ادھر پندرہ دنوں سے کافی علیل تھے اور دہلی کے اسکاٹ ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھے۔ کل مورخہ ۲ جولائی ۲۰۲۰ء کو ۱۲ بجے دن میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اور آج گیارہ بجے دن میں دہلی گیٹ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں بیوہ، دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معروف معالج وحاذق طبیب

حکیم عبدالحنان سلفی رحمہ اللہ/ دہلی

وفات: ۲/جولائی ۲۰۲۰ء

مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

جامعہ سلفیہ بنارس کے فارغین میں ملک و بیرون ملک جن لوگوں کو شہرت ملی اور علمی دنیا میں ایک اعتبار اور اعتماد ملا ان میں حکیم عبدالحنان سلفی رسولپوریؒ کی شخصیت بھی نمایاں ہے۔ آپ نے اندرون ملک ہی عربی تعلیم حاصل کی اور یہیں طبیب بنے اور پھر اپنی پوری شناخت اور دین پسندی کے ساتھ یونانی کونسل دہلی کے مختلف عہدوں پر فائز رہے، اور تاحیات جماعت و مسلک کی آبیاری کی خاص طور پر اپنے استاذ مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کے ادارے سے بحیثیت مشیر اور رکن رکین جڑے رہے اور ہمیشہ ادارے کی ترقی و تعمیر میں صف اول کے عمائدین میں رہے۔ کرونا اور کووڈ ۱۹ نے لاک ڈاؤن کے پہلے فترے ہی میں آپ پر اٹیک کیا اور اس طرح ایک ماہ بعد راہی ملک بقا ہو چکے۔ الھم غفرله وارحمه۔ آپ کی شخصیت کے نمایاں گوشے، سوانحی خاکے کے ساتھ ہدیہ قارئین ہیں امید ہے کہ باعث استفادہ ہوگا۔

نام ونسب: حکیم مولانا عبدالحنان سلفی بن لال محمد بن عین اللہ بن ظاہر المعروف ''حکیم عبدالحنان''

خاندانی پس منظر: حکیم صاحب ڈومریا گنج ضلع بستی (حال سدھارتھ نگر) کی معروف اہل حدیث بستی رسول پور کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد اور خاندان میں تو کوئی عالم نہیں تھا مگر دینداری اور صوم وصلوۃ کی پابندی عام تھی۔ والدین کو اپنی دینی رجحان اور تقوی پسندی کی وجہ سے بچوں کی تعلیم کی فکر لاحق ہوئی چنانچہ اپنے ایک بیٹے عبدالحنان کو عالم کے ساتھ طبیب بنانے میں بفضل الٰہی کامیاب رہے۔ دوسرے بیٹے ماسٹر محمد فاروق ہیں جو یوپی میں ہیڈ ماسٹری سے ریٹائر ہو کر دلی میں مقیم ہیں اور تیسرے محفوظ الرحمن ہیں جو دہلی ہی میں ہیں الیکٹریشین ہیں۔

تاریخ ومقام پیدائش: آپ کی پیدائش کاغذات کے اعتبار سے ۶ دسمبر ۱۹۵۳ء کو آبائی گاؤں رسول پور میں ہوئی۔

مراحل تعلیم: (۱) ابتدائی تعلیم گاؤں رسول پور کے مکتب میں ہوئی۔ (۲) عربی تعلیم جماعت اولیٰ سے ثالثہ تک قریب کے مشہور و معروف ادارہ ''مدرسہ مفتاح العلوم'' ٹکریا میں حاصل کی۔ (۳) ۱۹۶۷ء میں آپ کا داخلہ دار الحدیث اثریہ مئو میں ہوا اور یہاں جماعت رابعہ کی تعلیم مکمل کی۔ (۴) ۱۹۶۸ء میں جامعہ سلفیہ بنارس تشریف لے گئے اور جماعت خامسہ میں داخلہ ملا چنانچہ یہاں تین چار سال رہ کر تعلیم حاصل کی اور ۱۹۷۰ء میں عالمیت کی سند لے کر فارغ التحصیل ہوئے۔ (۵) ۱۹۷۲ء میں یونانی طبیہ کالج علی گڑھ میں داخل ہوئے اور یہاں طب کی تعلیم حاصل کر کے ۱۹۷۷ء میں BUMS کی ڈگری حاصل کی۔ (۶) اس کے علاوہ عربی، فارسی بورڈ الہ آباد سے ۱۹۷۱ء میں عالم کا امتحان بھی سکنڈ ڈویژن سے پاس کیا تھا۔

مشاہیر اساتذہ: (۱) مولانا محمد ایوب صاحب (۲) مولانا شکر اللہ فیضی (۳) مولانا عبداللہ سعیدی (۴) مولانا شمس الحق سلفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) مولانا عبدالوحید رحمانی (۶) مولانا رئیس احمد ندوی (۷) مولانا عبدالحمید رحمانی (۸) مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی (۹) ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری (۱۰) مولانا عابد حسن رحمانی (۱۱) مولانا عبدالمعید بنارسی (۱۲) مولانا عبدالرحمن لیثی (۱۳) شیخ ربیع ہادی المدخلی (۱۴) شیخ ہادی مدخلی (۱۵) شیخ عبداللہ الغنیمان (۱۶) شیخ عبدالعلیم بستوی اکرہرا (۱۷) شیخ عبدالقدوس نذیر (۱۸) ماسٹر شمس الدین بنارسی (رحمہ اللہ الاموات وحفظ الاحیاء منہم)۔

رفقاء درس: آپ کے رفقاء درس میں ڈاکٹر مفضّل مدنی (دہلی) (۲) ڈاکٹر عبدالرحمن فریوائی (۳) مولانا ابوالقاسم فاروقی (بنارس) (۴) مولانا اسماعیل احمد مدنی مئو (۵) مولانا عبداللہ زبیری بنارس (۶) مولانا عبیداللہ طیب مکی (بنارس) (۷) مولانا عبدالرشید مدنی (جھنڈانگر) (۸) مولانا مقصود احمد سلفی (اونرہوا) جیسے اساطین علم وفضل تھے۔

تعلیمی ودیگر خدمات: (۱) ۱۹۷۹ تا ۱۹۸۳ لیکچرار زبیریہ طبیہ کالج جودھپور راجستھان۔ (۲) ۱۹۸۳ تا ۱۹۸۵ اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر (ARO) سی سی آر یوایم دہلی، یہاں آپ نے اس شعبہ کی ترقی کے لئے انتھک محنت وجدوجہد کی۔ (۳) ۱۹۸۵ء میں اسی کونسل سے ریسرچ آفیسر (RO) کے عہدے پر اپنی صلاحیتوں اور محنتوں کی وجہ سے فائز ہوئے اور ۲۰۰۵ء تک اس عہدے کو وقار بخشتے رہے۔ (۴) ۲۴ رجون ۲۰۰۵ء کو اس کونسل کے ڈپٹی ڈائریکٹر بنے اور ۲۰۱۳۔ ۲۰۱۴ء میں باعزت طریقے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ (۵) ریٹائر ہونے کے بعد ہمدرد لال کنواں دہلی میں اتوار اور بعد میں جمعرات کو بھی بیٹھنے لگے۔ کافی مریض دور دراز سے آتے اور بحکم الٰہی شفایاب ہوکر جاتے۔ (۶) طب یونانی کی مختلف قدیم کتابوں کی تحقیق کے ساتھ اس پر کلیدی نوٹ تیار کئے۔ (۷) مختلف موضوعات پر متعدد مقالات تحریر کئے اور ۱۲۹ نیشنل اور انٹرنیشنل کانفرنسوں میں شرکت کی۔

دیگر عہدے وذمہ داریاں: (۱) نگراں یونانی میڈیکل سینٹر ڈاکٹر رام منوہر لوہیا اسپتال نئی دہلی۔ (۲) نگراں ڈپارٹمنٹ آف ڈرموٹولوجی ایمس، نئی دہلی (۳) پٹیل چسٹ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی (۴) ڈپارٹمنٹ آف فارماکولوجی لیڈی ہارڈنگ کالج، نئی دہلی۔ (۵) رکن گورننگ باڈی (مجلس عاملہ مرکز ابوالکلام آزاد نئی دہلی ۲۰۰۱ء سے تاحیات) (۶) نائب صدر دوم مرکز ابوالکلام آزاد (جامعہ اسلامیہ سنابل) نئی دہلی (۲۰۰۳ء تا ۲۰۰۸ء) (۷) رکن مینیجنگ کمیٹی خدیجہ گرلز پبلک اسول (سنابل) دہلی۔ (۸) رکن مینیجنگ کمیٹی ابوالکلام آزاد بوائز اسکول، دہلی (۹) جامعہ اسلامیہ سنابل اور مرکز ابوالکلام آزاد کی نصابی کمیٹی ودیگر کئی کمیٹیوں کے الگ الگ فترے میں رکن نامزد کئے گئے۔

بیماری اوروفات: کرونا وائرس اوراس کے پس منظر میں ہونے والے لاک ڈاؤن کے بعد جون ۲۰۲۰ء کے اوائل میں بیمار ہوئے نزلہ زکام سے ہوتے ہوئے کرونا پازیٹیو نکلے اور پھر فورٹس اسکارٹ میں ایڈمٹ ہوئے مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ۲ جولائی ۲۰۲۰ء۔ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات اسپتال ہی میں روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ نماز جنازہ شیخ محمد رحمانی نے پڑھائی۔ کووڈ کی وجہ سے محدود تعداد میں لوگ شریک رہے۔ دلی گیٹ کووڈ کے لئے مختص قبرستان میں ۳ر جولائی کو سپرد خاک کئے گئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واکرم نزلہ۔ پسماندگان میں ایک بیوہ دولڑکے اور ایک بیٹی ہے اللہ سب کو دین کا سچا سپاہی بنائے۔

مراجع ومصادر: (۱) ریکارڈ مرکز تاریخ اہل حدیث بڑھنی سدھارتھ نگر، (۲) مضمون استاذ گرامی مولانا عاشق علی اثری (معروف حاذق معالج حکیم مولانا عبدالحنان سلفی رحمہ اللہ حیات وخدمات، شائع شدہ التبیان ۲۰۲۰ء دہلی۔ ☐☐☐

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبدالباری خان ڈومریا گنج یوپی

وفات: ۹؍جولائی ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں شمالی ہند کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ خیر العلوم ڈومریا گنج یوپی کے موسس ومثالی ناظم، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس شوریٰ کے رکن، جامعہ سلفیہ بنارس (مرکزی دارالعلوم) کے ممبر مجلس منتظمہ، حاذق وماہر طبیب، معروف دینی، تعلیمی، رفاہی اور سماجی شخصیت ڈاکٹر عبدالباری صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا عظیم خسارہ قرار دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب بڑے خلیق ومتواضع، مہمان نواز، علماء کے قدردان، غیرت قومی وملی سے سرشار، عزم جوان، یقین محکم وعمل پیہم کے پیکر اور جماعت وجمعیت کے بڑے ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ دینی، تعلیمی، سماجی اور رفاہی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ آپ کا آبائی وطن کنڈوبونڈ یہار اتر پردیش ہے جہاں ۱۹۳۵ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم جامعہ سراج العلوم بونڈیہار میں حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء میں کچھ ماہ کے لیے غیر منقسم ہندوستان کی عظیم دانش گاہ، جامعہ رحمانیہ دہلی میں طلب علم میں سرہوئے، لیکن جدوجہد آزادی کی شورش کی وجہ سے وطن مالوف لوٹ آئے اور مدرسہ رحمانیہ بنارس سے عالمیت کی سند حاصل کی۔ ۱۹۶۰ء میں طبیہ کالج لکھنؤ سے تکمیل الطب کیا۔ پھر ڈومریا گنج میں مطب قائم کر کے خدمت خلق سے وابستہ ہو گئے۔ آپ بغداد علم ڈومریا گنج کے بنیاد گزاروں میں سے تھے۔ جہاں آپ نے سب سے پہلے روڈویز بس اسٹاپ کے قریب ایک مسجد اور مدرسہ کی تاسیس کی اور ۱۹۷۹ء میں جامعہ خیر العلوم کی شکل میں ایک مستقل وعظیم دینی درسگاہ کی بنیاد ڈالی اوراس طرح رفتہ رفتہ کلیۃ الطبیات، یتیم خانہ، خیر ٹیکنیکل کالج اور درجنوں رفاہی وتعلیمی ادارے وجود میں آتے گئے۔ اور آج ملک اور علاقے کے ہزاروں طلبہ وطالبات آپ کے قائم کردہ اداروں سے دینی وعصری علوم حاصل کر کے قوم وملت کی فیض رسانی کا ذریعہ بن رہے ہیں جو کہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ ان شاءاللہ۔

آپ کی شخصیت بلاشبہ مرجع خلائق تھی۔ آپ بیک وقت جسمانی وروحانی طبیب تھے۔ آپ کی ذات سے صرف متحدہ ضلع بستی وگونڈہ ہی نہیں بلکہ پورا ہندوستان کسی نہ کسی حیثیت سے مستفید ہورہا تھا۔ ایسی روشن، باکمال، باہمت مخلص وہمدرد جماعت وجمعیت محسن ومحنتی شخصیت اور قدردان علم وعلماء کا ملنا مشکل ہے۔ ابھی ۵؍جولائی ۲۰۲۰ کی بات ہے کہ جب ہم آپ کے در دولت پر آپ کی عیادت کر رہے تھے اور آپ اطمینان سے بیٹھے ہماری تواضع وتکریم فرما رہے تھے۔ آہ! ایسا مہمان نواز اوراکرام ضیف کرنے والا بندہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص کہاں سے ملے گا۔ آپ کے دیگر نیک اوصاف واخلاق اور جمعیت وجماعت سے تعلق کی مثال آپ کا وقتاً فوقتاً ہم سے پرشش حال کرتے رہنا بھی ہے۔ اور دہلی کے ہر سفر میں باوجود بہت سے جائے قیام ہونے کے اہل حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمپلیکس میں حاضر ہوتے یا کم از کم ملاقات کے لیےفون کرتے تھےاوران کے جائے قیام پر حاضر ہونے پر بے پناہ محبت کا اظہار فرماتے اور وہاں جانے پر پرتپاک استقبال بھی کیا۔مرکزی جمعیت نے ہرخوشی اوراہم اور مشکل اوقات میں ان کو یاد کیا اورانہوں نے بھی مایوس نہیں کیا بلکہ بعض مشکل حالات میں بڑی ہمت بندھائی اوراپنے اہم مشوروں اور باحوصلہ کلمات کے ذریعہ ہمت افزائی بھی کی اور آڑے وقتوں میں مدد کیا کرتے تھے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو بھی بعض ایسے مواقع میسر ہوئے جس میں توصیہ وسفارش سے آگے بڑھ کچھ مشاریع وغیرہ کے حصول کا موقع ملا تو منجملہ بعض اہم اداروں کے جامعہ خیر العلوم کو بھی مرکزی جمعیت نے سرفہرست رکھا گرچہ بعض کاغذات کے بروقت مکمل نہ ہونے کیوجہ سے منصوبہ پائے تکمیل کو نہیں پہنچ سکا تاہم ڈاکٹر صاحب مرکزی جمعیت کے اس حوصلہ افزائی کی ہمیشہ تعریف کرتے تھے۔خدا بخشش کرے عجب آزاد مرد تھا۔

پریس ریلیز کے مطابق ڈاکٹر صاحب کافی عرصہ سے بیمار تھے۔لیکن اس کے باوجود بنفس نفیس اپنے قائم کردہ درجنوں تعلیمی ورفاہی اداروں کی نگرانی فرماتے تھےجس سے اساتذہ ومعلمات اور دیگر کارکنان کو بڑا حوصلہ ملتا تھا۔ادھر چند دنوں سے لکھنؤ کے ایک اسپتال میں ایڈمٹ تھے۔ جہاں گذشتہ شب کے ۱۲ بجے بعمر ۸۵ سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اوراس طرح فضل وکمال اور خیر وعطا کا نیر تاباں ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔البتہ ان کے قائم کردہ دینی وتعلیمی اداروں کی شکل میں روشن وتابندہ چراغوں سے روشنی حاصل کرنے کا سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ ان شاءاللہ۔ ان کی تدفین آج بعد نماز جمعہ آبائی وطن کنڈؤ بونڈیہار، ضلع بلرام پور میں عمل میں آئی۔پسماندگان میں اہلیہ، پانچ لائق وفائق صاحبزدگان انجینئر ارشاد احمد، ڈاکٹر فیضان احمد، افضال احمد، جاوید احمد اور مولانا ریاض احمد ندوی صاحبان اور دو بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔قابل ذکر ہے کہ آپ کے صاحب زادگان آپ کے تعلیمی ورفاہی مشن کو آگے بڑھانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ ان کو مزید ہمت وحوصلہ عطا فرمائے۔اور مرحوم کی مغفرت فرمائے، خدمات کو قبول کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے، جامعہ خیر العلوم ودیگر تعلیمی ورفاہی اور ٹیکنیکل اداروں اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اوران اداروں کو پوری توانائی کے ساتھ تادیر جاری وساری رکھے۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معروف سماجی و تعلیمی شخصیت ڈاکٹر عبدالباری خان رحمہ اللہ/ ڈومریا گنج

وفات: 10 جولائی 2020ء

از عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

متعدد اداروں بالخصوص جامعہ اسلامیہ خیرالعلوم وخیر ٹیکنیکل کے بانی، موسس اور ناظم اعلی، جماعت اہل حدیث ہند کے ایک دردمند بزرگ جناب ڈاکٹر عبدالباری خان صاحب آج بتاریخ 10 جولائی 2020 رات دو بجے 85 سال کی عمر گزار کر ہم سب سے رخصت ہو گئے۔ مرحوم لکھنؤ ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھے اور وہیں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔ آپ کی پیدائش اگست 1935ء میں آپکے آبائی وطن کنڈو بونڈ یہار میں ہوئی، ابتدائی تعلیم جامعہ سراج العلوم بونڈ یہار میں حاصل کی، 1947ء میں کچھ ماہ جامعہ رحمانیہ دہلی میں تعلیم پائی، آزادی کی شورش کہ وجہ سے وطن چلے آئے، اسکے بعد عالمیت کی تکمیل جامعہ رحمانیہ بنارس میں کی، اور تکمیل الطب طبیہ کالج لکھنو سے 1960ء میں مکمل کیا، طبیہ سے فراغت کے بعد ڈمریا گنج میں مطب قائم کر کے یہیں علاج معالجہ کرنے لگے، اس وقت ڈمریا گنج بدعات اور قبر پرستی کا گہوارہ تھا، ڈاکٹر صاحب چونکہ ملک کی سلفی درسگاہوں اور مولانا ممتاز علی کرتھی ڈیہہ، مولانا محمد اقبال رحمانی جیسے بزرگوں سے خوشہ چینی اور اپنے چچا مولانا محمد عابد رحمانی، اور مولانا عبدالسلام رحمانی جیسے اساطین اہل علم کی رفاقت میں رہے، اس لئے مسلک، دعوت اور جماعت کے سچے مشن سے ہمیشہ لگاؤ رہا، جس کی بنیاد پر 1968ء میں ڈمریا گنج میں روڈویز بس اسٹاپ کے قریب ایک اہل حدیث مسجد و مدرسہ کی بنیاد ڈالی، اور پھر رفتہ رفتہ 1979ء میں جامعہ خیرالعلوم کی شکل میں ایک مستقل ادارے کی بنیاد ڈالی، مولانا عبدالقدوس صاحب ٹکریا، اور دیگر اہل علم کے مشورے وتعاون بالخصوص عالم اسلام اور آپ کے آبائی وطن کی ایک معتبر شخصیت شیخ دکتور محفوظ الرحمن زین اللہ رحمہ اللہ (مقیم دبئی) کی نگرانی اور مشاورت سے یہ ادارہ ہمہ جہت ترقی کرنے لگا، اور اس طرح کلیۃ الطبیات، یتیم خانہ، خیر ٹیکنیکل اور درجنوں رفاہی و تعلیمی ادارے وجود میں آتے چلے گئے، آج ملک اور علاقے کے ہزاروں طلباء وطالبات آپکے قائم کردہ اداروں سے عربی وعصری علوم میں فیض پارہے ہیں، اور مختلف پیشہ ورانہ تعلیم سے بھی بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ تعلیمی میدان میں عربی وعصری علوم کی پورے علاقے میں بھرپور ترویج واشاعت کی وجہ سے ڈاکٹر عبدالباری صاحب کو منی سرسید بھی کہا جاتا ہے، آپ نے مسلمان بچے اور بچیوں کی دینی، عصری تعلیم کا جو قلعہ ڈمریا گنج میں بنایا ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے، ڈمریا گنج کو ایک مکمل علمی گلستاں بنانے اور پورے عالم میں اسکا نام روشن کرنے میں ڈاکٹر صاحب کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا۔ آپ کی تدفین آپکے آبائی وطن اور علاقے کی معروف بستی بونڈ یہار میں عمل میں آئی اور ایک جم غفیر نے کورنا لاک ڈاؤن کی پابندیوں کے باوجود غمناک آنکھوں سے آپ کو سپرد خاک کیا۔ مولی غریق رحمت فرمائے، اور آپکی خدمات کو شرف قبولیت عطا کرے، ہر طرح کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے، اور آپکے لگائے ہوئے چمنستان علم وادب کو ہمیشہ شاد آباد رکھے۔ آمین

نوٹ: مزید معلومات کے لئے ہمارے اس سالنامہ تاریخ اہل حدیث کی جلد دوم ص 486 پر ڈاکٹر رحمہ اللہ کا دلچسپ انٹرویو ضرور پڑھیں۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ علی حسین سلفی رحمہ اللہ کی تعلیمی زندگی

وفات ۲۳/جولائی ۲۰۲۰ء

ترتیب: عبدالمعید نوشاد سلفی پی ایچ ڈی اسکالر
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔

"یہ مقالہ استاد گرامی شیخ علی حسین السلفی رحمہ اللہ کے داماد شیخ عبدالمعید نوشاد سلفی نے تحریر کیا ہے جو مدینہ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ موصوف کے شکریہ کے ساتھ اسے شامل اشاعت کیا جا رہا ہے تاکہ فائدہ عام ہو سکے (عبدالحکیم)"

نام ونسب:۔ علی حسین بن علی جان بن شفاعت عالم بن پوجن۔

والدہ کا نام:۔ جبین بانو بی بی۔

تاریخ پیدائش:۔ موصوف کی پیدائش 23/ 1/ 1952م مطابق 20/ رجب المرجب/ 1371ھ کو آبائی گاؤں: بڑا سرشاہ، پوسٹ: بیجا محل، لیٹی پاڑہ، ضلع پاکوڑ، صوبہ جھارکھنڈ میں ہوئی تھی، البتہ ان کی اسناد و دیگر کاغذات میں تاریخ پیدائش یکم فروری 1955م درج ہے۔

خاندانی وعلاقائی پس منظر:۔ شیخ محترم رحمہ اللہ ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے، جو صاحب ثروت ہونے کے ساتھ دنیوی جاہ و حشم کا مالک تھا۔ موصوف کے والد محترم پیشہ کے اعتبار سے بُنکر (کپڑے کی بُنائی کرنے والے) تھے، ساتھ ہی علاقے میں ایک بڑے کسان کی حیثیت رکھتے تھے۔ البتہ علاقے میں دین سے دوری اور اسلامی احکامات سے قدرے بے توجہی کی وجہ سے تعلیم و تربیت کا کوئی معقول انتظام نہ تھا، اور یہی وجہ ہے کہ بدعات و خرافات نے اصل دین کی جگہ لے رکھا تھا، مذکورہ علاقے کے حالات کے بارے میں شیخ عبدالرحیم عباس فیضی/ حفظہ اللہ (جو سلفی صاحب رحمہ اللہ کے قریبی رشتہ دار ہیں) فرماتے ہیں:"(10 محرم کے موقع پر) میں خود ڈھول بجایا کرتا تھا۔"۔

کئی دہائیوں کے قبل مولانا مصلح الدین اعظمی، مولانا عبدالحنان دلالپوری، مولانا شمس الضحیٰ مرشد آبادی، حاجی رئیس ہرنپوری، اور حاجی امام الدین ہرنپوری وغیرہم کی خاص توجہ اور مخلصانہ کاوشوں سے بڑا سرشاہ میں ایک مکتب قیام عمل میں آیا، رفتہ رفتہ لوگ علم سے جڑتے گئے، اور اللہ کے فضل و کرم سے چند طلبہ نے ہندوستان کے مختلف اداروں سے فراغت حاصل کی۔ انہوں نے دعوت و ارشاد اور اصلاح معاشرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جس کی وجہ سے مذکورہ گاؤں سمیت علاقے میں دینی و تعلیمی رجحان کو فروغ ملا۔

مذکورہ علاقے میں جب معاشرہ مختلف قسم کی بدعتوں کی مسموم ہواؤں سے جھلس رہا تھا تب شیخ محترم رحمہ اللہ کی پیدائش ہوئی، اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے انہیں بھی علم کی روشنی سے خودکو منور کرنے کی توفیق بخشی، چنانچہ موصوف علیہ الرحمہ نے خودکو منہج سلف کے مطابق علم کے زیور سے آراستہ کیا، اور قافلہ دعوت وارشاد میں پیش پیش رہے.. بحمد اللہ آج ان ہی علماء کرام کی سلفی دعوت کے اثرات معاشرے میں نمایاں ہیں۔

شیخ محترم رحمہ اللہ کے ایک ہم عمر جید عالم دین شیخ نظام الدین سلفی رحمہ اللہ اسی قریہ ''بڑا سرشاہ'' سے تعلق رکھتے تھے، جو اس وقت مناظر بہار و بنگال سے مشہور تھے، ان دنوں ''مناظرہ باسکندری'' ایک بڑا مناظرہ زیر بحث تھا، دونوں ساتھیوں نے اس مناظرے میں اپنے علمی جوہر دکھائے، مگر شیخ محترم رحمہ اللہ کا پلہ بھاری تھا۔ رحمهما الله رحمة واسعة۔

اس گاؤں کی زرخیز مٹی سے علماء کرام کی بڑی ٹیم نے جنم لیا، شیخ علی حسین سلفی اور شیخ نظام الدین سلفی رحمہا اللہ کے علاوہ سب بقید حیات ہیں: (۱) شیخ نظام الدین سلفی/ رحمہ اللہ (۲) شیخ علی حسین سلفی/ رحمہ اللہ (۳) شیخ خلیل الرحمن صاحب/ حفظہ اللہ (۴) شیخ عبد اللطیف سلفی/ حفظہ اللہ (۵) شیخ عبدالرحیم فیضی/ حفظہ اللہ (۶) شیخ محمد شمیم صاحب/ حفظہ اللہ (۷) شیخ عین الباری فیضی/ حفظہ اللہ (۸) شیخ عبدالشہید اصلاحی/ حفظہ اللہ (۹) شیخ ابوطاہر فیضی/ حفظہ اللہ (۱۰) شیخ نصیر الدین صاحب/ حفظہ اللہ (۱۱) شیخ عبدالرشید صاحب/ حفظہ اللہ (۱۲) شیخ تمیز الدین صاحب/ حفظہ اللہ۔

شیخ علی حسین سلفی رحمہ اللہ ابھی طفل مکتب ہی تھے کہ بچپن میں ان کی شادی ''پھول پہاڑی'' (شیخ محترم رحمہ کے گاؤں سے قریب ایک چھوٹی سی بستی) کے محمد سلیمان صاحب کی بہن سے کرادی گئی۔ مگر کسی بیماری کی وجہ سے وہ بچپن ہی میں انتقال کر گئیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔

جب شیخ محترم رحمہ اللہ کی عمر قریب آٹھ سال کی ہوئی تو والدہ ماجدہ کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے، مزید برآں کہ محض چند مہینوں کے بعد ہی موصوف کے والد ماجد علی جان صاحب کی دونوں آنکھوں کی بینائی چلی گئی۔ کام کاج سے بھی معذور ہو گئے۔ جس کی وجہ بتدریج مالی حالت ابتر ہوتی گئی، نتیجتاً سلفی صاحب علیہ الرحمہ اپنے والد محترم کی دیکھ ریکھ کے ساتھ ساتھ دیگر ضروریات کی خبر گیری میں مصروف ہو گئے.... غربت وافلاس، اور تنگ دستی نے ایسی دستک دی کہ شیخ محترم رحمہ اللہ باپ کا سہارا بن کر گاؤں گاؤں ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو گئے۔

اسی دوران سلفی صاحب علیہ الرحمہ کے والد صاحب ایک جملہ بار بار دہرایا کرتے تھے ''**نبی، اور ماں باپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور میرا بیٹا ایک دن صاحب بنے گا**''۔ آج بھی گاؤں کے بعض بزرگ حضرات اس کی شہادت دیتے ہیں۔

جب شیخ محترم رحمہ اللہ نے بارہ سال کی دہلیز پر قدم رکھا تو باپ کے سایے سے بھی محروم ہو گئے، انتقال کے وقت پدر بزرگ کی عمر تقریباً 57 سال تھی۔ اس کے بعد موصوف ایک نئی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ ہر طرف تاریکیاں نظر آرہی تھیں، مایوسی دامن گیر ہونے لگی کہ اب آخری سہارے سے بھی وہ محروم ہو چکے تھے، رحم وکرم کی نگاہ سے دیکھنے والا اب کوئی نہ رہا، ایسے میں اپنے ماموں (اصغر علی صاحب جو بقید حیات ہیں) کے یہاں پناہ گزیں ہوئے...

موصوف کی زندگی کا یہ حصہ بڑا ہی تکلیف دہ رہا ہے۔ چونکہ آبائی پیشہ کپڑا بُننے کا تھا، جس پر وہ خاصا مہارت بھی رکھتے تھے، یہ سن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر ماموں بہت خوش ہوئے، شیخ محترم کو مستقل طور پر اسی کام پر لگا دیا، جبراً ان سے یہ کام کروانے لگے، پریشانی کا عالم یہ تھا کہ جب تک صبح سویرے کچھ بُنائی کا کام نہ کر لیتے ناشتہ نہیں ملتا تھا، اسی طرح دوپہر اور شام کے کھانے کا معاملہ تھا (اس وقت کے ایسی بہت سی باتیں ہیں جنہیں حوالہ قرطاس کرنا مشکل ہے)۔

خاکسار (عبدالمعید نوشاد عالم سلفی؛ شیخ محترم رحمہ اللہ کے داماد) کے سامنے بارہا اپنے بچپن، گزرے ہوئے مشکل اوقات، اور ان پریشانیوں کے لمحات کا ذکر کچھ اس طرح فرماتے کہ سنا ہی نہیں جاتا، ایسے میں شیخ محترم علیہ الرحمہ سے یہی گزارش کرتا کہ: ''بس کریں، جو ہونا تھا وہ گیا، اب اللہ رب العالمین نے آپ کو بڑی عزت سے نوازا ہے''۔

شیخ سلفی رحمہ اللہ کے ساڑھو جناب **مولانا خلیل الرحمٰن صاحب** کی پیدائش اسی گاؤں (بڑا سرشاہ) میں ہوئی تھی، اس وقت وہ کسی مدرسے میں زیر تعلیم تھے، ایک دن انہوں نے شیخ محترم رحمہ اللہ کے سامنے مشورہ پیش کیا کہ میں تمہارا داخلہ مدرسے میں کرا دیتا ہوں؛ جہاں کھانا وغیرہ سب مفت ملے گا... ان کا یہ قیمتی مشورہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سے کم نہ تھا... لیکن اس بندہ وفا شعار نے جواباً اتنا ہی کہا کہ: یہ تو ٹھیک ہے، بلکہ یہ میری دلی خواہش بھی ہے، مگر اس کے لئے ماموں جان سے اجازت درکار ہے، اگر ان سے منظوری ملتی ہے تو ٹھیک ورنہ میرے پاس مدرسہ تک پہنچنے کا بندوبست بھی نہیں ہے، چنانچہ جب ان سے اس سلسلے میں التماس کیا گیا تو جواب حسب توقع نفی ہی میں ملا، اب رہی سہی امید بھی ختم ہوگئی...

مولانا خلیل الرحمٰن صاحب نے یہ کہتے ہوئے موصوف کی حوصلہ افزائی کی کہ: جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا، تم میرے ساتھ مدرسہ چلو، اور اس طرح سے ماموں کے گھر سے نکل کر چپکے چپکے مدرسہ تک وہ دونوں پہنچ گئے۔

ابتدائی تعلیم: شیخ علی حسین سلفی رحمہ اللہ نے نو (۹) سال کی عمر میں اپنے آبائی گاؤں (بڑا سرشاہ) کے مکتب سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا، ان کے استاذ اول جناب مولانا نور حسین صاحب (ڈانگا پاڑہ) کے تھے۔

گاؤں کے مکتب میں چند ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد مولانا خلیل الرحمن صاحب کی رفاقت میں **مدرسہ راج گاؤں** (بیر بُھوم، صوبہ مغربی بنگال) پہنچے، اس وقت ان کی عمر کوئی تیرہ سال تھی، یہیں سے موصوف باقاعدہ اپنی تعلیم کا آغاز کیا، یہاں جن کی صحبت میں رہ کر علمی تشنگی بجھانے کا موقع ملا ان میں مولانا خلیل الرحمٰن صاحب، مولانا نظام الدین سلفی صاحب، جناب نصیر الدین صاحب، جناب عبدالغفور صاحب، جناب علی محمد صاحب، اور جناب ابوالحسن صاحب ہیں۔

ان دنوں مدرسہ راج گاؤں کی باگ ڈور جناب حاجی مباد علی صاحب اور مولانا فرحان صاحب کے ہاتھوں میں تھی، اس مدرسہ سے جن اساتذہ کرام سے موصوف نے شرف تلمذ حاصل کیا تھا ان میں سے چند یہ ہیں: (۱) مولانا فرحان صاحب۔ (۲) مولانا عبد المنان صاحب۔ (۳) مولانا علاء الدین صاحب نجمی۔

شیخ محترم رحمہ اللہ اسی مدرسہ میں تین سالوں تک زیر تعلیم رہے۔ پھر اپنے گاؤں سے کوئی سولہ کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع **مدرسہ دارالعلوم** (دیوتلہ پاکوڑ) میں بغرض اعلی تعلیم داخل ہوئے، یہاں جن اساتذہ کرام سے استفادہ کیا ان میں چند یہ ہیں: (۱) مولانا عبد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرحمن رحمانی صاحب۔(۲) مولانا نذیر حسین ریاضی صاحب۔موصوف نے یہاں شرح جامی، شرح کافیہ، اور مشکاۃ المصابیح وغیرہ کا درس حاصل کیا۔

اس دوران شیخ محترم رحمہ اللہ نے رمضان المبارک کی چھٹی کے بعد **مدرسہ نور پور** (مغربی بنگال) کا قصد کیا، وہاں مولانا اسرائیل صاحب موہنپوری کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا، پھر مدرسہ دار العلوم واپس آ گئے، یہاں کے اساتذہ کرام سے بڑی محبت اور اپنائیت ملی، مولانا عبدالرحمن رحمانی صاحب، مولانا نذیر حسین ریاضی صاحب نے گاؤں والوں کے سامنے شیخ محترم رحمہ اللہ کی ذہانت وفطانت کو ذکر کیا، انہیں اس بات پر ترغیب دلائی کہ علی حسین بڑا ہی خلیق وذہین طالب ہے، اگر اسے مزید تعلیم حاصل کرنے کا موقع مل جائے تو ایک دن بڑا اچھا عالم بنے گا، اور قوم وملت کے لئے مفید ثابت ہوگا، مگر افسوس کہ اس کے پیچھے ایسا کوئی نہیں جو اس کے تعلیمی اخراجات برداشت کرے، خاص طور پر مولانا عبدالرحمن رحمانی صاحب نے پرتاکید یہ کہا کہ اگر آپ لوگ اس کا مالی تعاون کرنے کو تیار رہیں تو میں اسے اعلی تعلیم کے لئے دہلی روانہ کردوں گا، گاؤں والے شیخ محترم رحمہ اللہ کے احوال وکوائف جانتے تھے اس لئے سب نے بیک زبان ہوکر کہا کہ: اسے اعلی تعلیم کے لئے روانہ کریں، اس کے سارے اخراجات ہمارے ذمے ہوں گے، اور اس طرح سے شیخ محترم کے لئے اللہ تعالیٰ نے اعلی تعلیم کا ذریعہ میسر کردیا۔

''**دیوتلہ گاؤں**'' کے جس نیک بخت انسان کے گھر میں موصوف تینوں وقت کا کھانا کھایا کرتے تھے: ان کا اسم گرامی ''**نوح عالم**'' تھا، شیخ محترم علیہ الرحمہ کو اپنے بیٹوں کی طرح عزیز رکھتے تھے، گھر کے سارے افراد کا تعامل بڑا ہی مخلصانہ تھا، ان سے اس قدر محبت، شفقت، اور پیار ملا کہ تعطیل کے ایام میں اپنے گاؤں میں کم اور زیادہ اسی گاؤں میں وقت گزارتے تھے، یہاں تک کہ بسا اوقات دہلی سے بھی سیدھا آپ اسی گاؤں میں تشریف لاتے، اور بعد میں جب بھی بنارس سے آپ کا گھر جانا ہوا تو دیوتلہ ضرور جاتے، اور بطور خاص مولانا عبدالرحمن رحمانی سے ملاقات کرتے، اور ان سے دعائیں لیتے۔

اعلی تعلیم کے لئے دہلی کا سفر: شیخ علی حسین سلفی رحمہ اللہ اپنے استاذ محترم مولانا عبدالرحمن رحمانی کی پرخلوص محنت وکوشش، اور ''دیوتلہ'' گاؤں والوں کے تعاون سے آپ نے ساتھی مولانا نظام الدین سلفی کے ہمراہ سن 1972م میں اعلی تعلیم کے لئے دہلی کے لئے رخت سفر باندھا، دہلی (13) نظام الدین میں واقع تبلیغی جماعت کے مرکزی ادارہ ''**مدرسہ کاشف العلوم**'' میں داخلہ لیا، اور یہاں چار سالوں تک زیر تعلیم رہے، شیخ محترم رحمہ اللہ کے یہاں سے کتب ستہ، شرح معانی الآثار، مؤطا امام مالک، مؤطا امام احمد، اور اسی طرح تفسیر، فقہ، اصول فقہ، نحو، صرف، منطق، اور فلسفہ وغیرہ کی کتابیں پڑھیں۔

اس ادارے سے سن 1974م میں عالمیت کی سند حاصل کی جبکہ سن 1976م میں فضیلت کی سند حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے، اور اس طریق پر موصوف کا دیرینہ خواب مکمل ہوا۔''مدرسہ کاشف العلوم'' دہلی میں جن اساتذہ کرام سے استفادہ کرنے کا موقع ملا ان میں چند یہ ہیں: (۱) مولانا عبید اللہ بلیاوی صاحب۔(۲) مولانا اظہار الحق کاندھلوی صاحب۔(۳) مولانا محمد الیاس بارہ بنکوی صاحب۔(۴) مولانا شبیر احمد نحوی صاحب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ جس خلوص ومحبت کے ساتھ گاؤں والے اور خاص طور پر مولانا عبدالرحمن رحمانی صاحب نے شیخ محترم رحمہ اللہ کو اعلی تعلیم کی غرض سے دہلی روانہ کیا تھا، اسے بے لوث جذبہ کے ساتھ ان کا بھرپور خیال رکھا، ایک معمول کے مطابق گاؤں والے چندہ کر کے مدرسہ کے ایک ذمہ دار ماسٹر جلال الدین صاحب (جو بروقت سخت علیل ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کامل عطا فرمائے) حفظہ اللہ شیخ محترم رحمہ اللہ کے نام منی آرڈر کا کام انجام دیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ان تمام محسنین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

[مذکورہ معلومات فراہم کرنے میں سرفہرست تعاون رہا ہے: (1) شیخ عبدالرحیم عباس فیضی کا، جو شیخ محترم رحمہ اللہ کے قریبی رشتہ دار اور متعدد کتابوں کے مؤلف ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: صلاۃ النبی (ﷺ)، مختصر احکام میت، جامع دعائیں۔ (۲) مولانا خلیل الرحمٰن صاحب جو شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساڑھو، اور ان کی تعلیمی سفر کے محرک اول ہیں]۔

مدرسہ کاشف العلوم سے جامعہ سلفیہ بنارس تک کا سفر: ''مدرسہ کاشف العلوم'' دہلی کی طالب علمی زندگی میں شیخ محترم رحمہ اللہ چند سلفی علماء کرام سے ملتے رہتے تھے، انہوں نے آپ کو جامعہ سلفیہ بنارس جانے کا مشورہ دیا، اس وقت موصوف فضیلت کے مرحلے میں زیر تعلیم تھے، چنانچہ ''مدرسہ کاشف العلوم'' سے فراغت حاصل کرتے ہی سلفیان ہند کے مرکزی ادرے ''جامعہ سلفیہ بنارس'' کا قصد کیا، یہاں عالم ثانی میں داخلہ ملا، چنانچہ مرحلہ عالمیت کے بقیہ دو سال، اس کے بعد مرحلہ فضیلت کے دو سال بحسن وخوبی مکمل کیا، اپنی جماعت میں موصوف کا شمار ہمیشہ اچھے طلبہ میں ہوا کرتا تھا، درسی کتابوں کے ساتھ خارجی مطالعہ بکثرت کیا کرتے تھے، اساتذہ کرام بھی ان کے ساتھ بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے، سلفیت کے اس عظیم ادراہ سے سن 1981م میں سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

جامعہ سلفیہ بنارس میں جن اساتذہ کرام سے شیخ محترم رحمہ اللہ نے استفادہ کیا، ان کے اسماء گرامی، اور ان سے پڑھی ہوئی کتابوں کے نام اس طرح سے ہیں: (۱) مولانا ادریس آزاد صاحب/ رحمہ اللہ ہدایہ، اور سراجی (۲) مولانا عبدالوحید صاحب رحمانی/ رحمہ اللہ صحیح مسلم/ ۱، مختارات، المعلقات السبع اور تاریخ الادب العربی (۳) مولانا عابد حسین صاحب رحمانی رحمہ اللہ، تفسیر بیضاوی، اور صحیح مسلم/ ۲ (۴) مولانا عبدالمعید صاحب بنارسی/ رحمہ اللہ شرح الھدایۃ، الرشیدیۃ (فن مناظرہ)، اور أمین الکافی۔ (۵) مولانا شمس الحق صاحب سلفی/ رحمہ اللہ صحیح بخاری/ ۲، مؤطا امام مالک، اور بدایۃ المجتہد۔ (۶) مولانا صفی الرحمن صاحب مبارکپوری/ رحمہ اللہ صحیح بخاری/ ۱، اور حجۃ اللہ البالغۃ (۷) مولانا رئیس الاحرار صاحب ندوی/ رحمہ اللہ جامع الترمذی، حصول المامول بشرح ثلاثۃ الاصول، اور مقدمہ ابن خلدون۔ (۸) مولانا عبدالسلام صاحب مدنی/ رحمہ اللہ سنن النسائی، شرح العقیدۃ الواسطیۃ، الکشاف، اور الباحث الحثیث۔ (۹) مولانا انیس الرحمن صاحب اعظمی/ حفظہ اللہ فتح القدیر، شرح العقیدۃ الطحاویۃ، بدایۃ المجتہد/ ۱ (۱۰) ماسٹر محمد اکبر صاحب۔ انگلش۔

اولاد واحفاد: اللہ تعالیٰ نے شیخ محترم رحمہ اللہ کو کل نو (9) اولاد سے نوازا تھا، سات بیٹیاں، اور دو بیٹے، جن میں دوسرے نمبر کی بیٹی جن کا نام حسینہ تھا بچپن ہی میں ان کا انتقال ہو گیا تھا، موصوف نے اپنی ساری اولاد کو دینی وعصری تعلیم دلانے میں بھرپور کوششیں کی ہیں، اللہ کے فضل وکرم سے آج سب کے سب کے تعلیم یافتہ ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں شیخ محترم کے لئے صدقہ جاریہ بنائے، اور اعمال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

سلفی صاحب علیہ الرحمہ کی اولاد کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: **بیٹیاں:** (۱) **جمیلہ خاتون**۔ ابتدائی و دینی تعلیم: جامعہ رحمانیہ مدنپورہ وامہات المومنین گرلس کالج بنارس۔ ہائی اسکول وانٹر میڈیٹ: رامیشوری گرلس اسکول۔ بی اے: اگریسین کنیا پی جی کالج بنارس۔ ایم اے: اندرا گاندھی اوپن یونیورسٹی نئی دہلی۔ شادی شدہ۔ (۲) **عبیلہ خاتون**۔ ابتدائی تعلیم: جامعہ رحمانیہ بنارس، ثانویہ، عالمیت، فضیلت۔ ہائی اسکول، انٹر میڈیٹ: کلیہ فاطمۃ الزہراء مئو ناتھ بھنجن سے، بی اے اردو: مولانا آزاد یونیورسٹی حیدرآباد سے۔ شادی شدہ۔ (۳) **فضیلہ خاتون:** ابتدائی تعلیم: جامعہ رحمانیہ بنارس سے۔ ثانویہ، عالمیت فضیلت۔ ہائی اسکول- انٹر مینڈیٹ: کلیہ فاطمۃ الزہراء مئو ناتھ بھنجن سے۔ بی اے اردو: مولانا آزاد یونیورسٹی حیدرآباد سے۔ شادی شدہ۔ (۴) **جلیلہ خاتون:** ابتدائی تعلیم، ثانویہ، عالمیت، وفضیلت: جامعہ رحمانیہ بنارس سے۔ ہائی اسکول- انٹر میڈیٹ: کلیہ فاطمۃ الزہراء مئو ناتھ بھنجن سے۔ بی اے: اردو مولانا آزاد یونیورسٹی حیدرآباد سے۔ شادی شدہ۔ (۵) **حلیمہ خاتون:** ابتدائی و دینی تعلیم: جامعہ رحمانیہ مدنپورہ بنارس ہائی اسکول: جامعہ رحمانیہ بنارس، انٹر میڈیٹ: وسنت کنیا مہاودھیالیہ بنارس، بی اے: بنارس ہندو یونیورسٹی بنارس، ایم اے: بنارس ہندو یونیورسٹی بنارس شادی شدہ۔ (۶) **علیمہ خاتون:** ابتدائی تعلیم جامعہ رحمانیہ بنارس۔ دینی تعلیم: ثانویہ وہائی اسکول: کلیۃ فاطمۃ الزہرا مئو ناتھ بھنجن۔ انٹر میڈیٹ: گرونانک گرلس اسکول۔ بی اے: بنارس ہندو یونیورسٹی۔ **بیٹے:** (۱) **حافظ عبدالحلیم سلفی:** ابتدائی تعلیم: جامعہ رحمانیہ مدن پورہ، بنارس۔ دینی تعلیم: حفظ قرآن ومولوی جامعہ سلفیہ بنارس۔ عصری تعلیم: انٹر میڈیٹ بھاگیشوری انٹر کالج، بی سی اے نودیہ انسٹیوٹ آف ٹکنالوجی، پیشہ: تجارت۔ (۲) **عبدالعلیم:** ابتدائی دینی تعلیم: جامعہ رحمانیہ وجامعہ سلفیہ بنارس۔ عصری تعلیم: ہائی اسکول جئے نارائن انٹر کالج بنارس، انٹر میڈیٹ ہرش چندرا انٹر میڈیٹ اسکول۔ بی کام آنرس: مہاتما گاندھی کاشی ودھیا پیٹھ بنارس۔ ماسٹر آف اوکیشن ان ریٹیل لوجسٹک مینج منٹ: بنارس ہندو یونیورسٹی پیشہ: تجارت۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ استاذ محترم کے حسنات کو قبول فرمائے، اوران کی بشری لغزشوں کو معاف فرما کر اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے، آمین۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا مفتی علی حسین السّلفی/جھارکھنڈ

شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ بنارس

وفات: ۲۳ جولائی ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے ہندوستان کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس کے شیخ الحدیث، مایہ ناز مؤلف ومحقق، اردو، عربی اور بنگلہ کے مترجم، درجنوں علمی ودعوتی کتابوں کے مصنف، معروف عالم دین مولانا مفتی علی حسین سلفی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو دینی وعلمی دنیا کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا علی حسین سلفی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ بیک وقت ایک کامیاب محقق، مصنف، مترجم، مدرس، مفتی، شیخ الحدیث اور جامع المعقولات والمنقولات ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت خلیق وملنسار تھے۔ انہوں نے پوری زندگی علم وتحقیق، ترجمہ وتالیف اور کتاب وسنت کی تعلیم وترویج میں صرف کی۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی معروف زمانہ کتاب ''فتح المغیث'' کی تحقیق آپ کا عظیم شاہکار ہے، جو کہ جامعہ سلفیہ اور عالم عرب میں متعدد مرتبہ شائع ہوکر داد وتحسین وتبریک حاصل کر چکی ہے۔ بلاشبہ آپ کی وفات سے علمی وتحقیقی دنیا میں خلا واقع ہوگیا ہے۔ آپ کا آبائی وطن بڑا سرشاہ، ضلع پاکوڑ، صوبہ جھارکھنڈ تھا۔ آپ کی پیدائش ۲۳/جنوری ۱۹۵۲ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم علاقہ میں حاصل کی پھر جامعہ سلفیہ بنارس تشریف لے گئے اور وہاں کے اساطین علم وفن سے علمی پیاس بجھائی اور فراغت کے بعد مادر علمی جامعہ سلفیہ بنارس کے ہی ہوکر رہ گئے۔ آپ نے اپنی انتھک محنت اور لگن کی وجہ سے بڑی نیک نامی حاصل کی اور تادم واپسیں تدریس کے منصب پر فائز رہے۔ آپ جامعہ سلفیہ کے شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ کی تعلیمی کمیٹی کے رکن بھی رہے اور افتاء کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ آپ سے سینکڑوں طلبہ نے اکتساب فیض کیا جو کہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ افسوس کہ آج بعد نماز ظہر اچانک مدینۃ العلم جامعہ سلفیہ بنارس میں بعمر تقریباً پینسٹھ (۶۵) سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا مرحوم سے کئی ناحیوں سے میرا ذاتی وقلبی لگاؤ بھی تھا۔ طالب علمی کے زمانے میں وہ ڈھیر سینئر تھے مگر جامعہ سلفیہ کے تدریس کے زمانے میں بہت قریب رہنے کا موقع ملا۔ میرے دہلی منتقل ہوجانے کے بعد بھی وہ اہم خانگی وعلمی معاملات میں رابطہ رکھتے تھے۔ اس لیے ان کی جدائی سے فطری طور پر بے حد غم واندوہ کا ماحول میرے اردگرد بھی بنا ہوا ہے۔ حادثات اور غموں کا ایک لامتناہی سلسلہ جماعت وملت اور ملک اور انسانیت کو اس تسلسل اور سرعت سے لاحق ہوتا جارہا ہے کہ سال رواں کو عام الحزن کہنے میں ادنیٰ تامل نہیں ہورہا ہے۔ خصوصاً جید علماء کرام اور اصحاب فضل وکمال جس تیزی سے اٹھتے چلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جارہے ہیں ہم جیسے احقر العباد کے لیے ایک عظیم خلا اور گدلا اور بدلا ہوا موسم دکھائی دینے لگا ہے۔مولائے کریم امت و جماعت پر خصوصی رحم فرما۔اللہ صبر واجر عطا فرمائے۔

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ، دوصاحبزادے عبدالحلیم، اور عبدالعلیم اور چھ صاحبزادیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ مولانا کی مغفرت فرمائے۔خدمات کوشرف قبولیت بخشے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان اور متعلقین کوصبر جمیل کی توفیق بخشے اور جامعہ سلفیہ بنارس کوان کانعم البدل عطافرمائے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہنداس غم واندوہ کے موقع پر جامعہ سلفیہ بنارس اوراس کے ذمہ داران اورطلبہ ومدرسین اورمرحوم کے پسماندگان کے ساتھ کھڑی ہے اوران کوقلبی تعزیت پیش کرتی ہے۔

(ترجمان دہلی:۲۵۔ا ستمبر ۲۰۲۰ء)

❏❏❏

مولانا محمد مقیم فیضی پرتاپ گڈھی/ممبئی

وفات:۲/اگست ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیرمحترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے اپنی ایک پریس ریلیز میں جماعت اہل حدیث کے معروف عالم دین،مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق نائب ناظم،میدان خطابت کے بےنظیر مرد مجاہد،دعوتی،تعلیمی،صحافتی اورتنظیمی صلاحیتوں سے مالا مال اورمنہج ومسلک کے معاملے میں کسی سے کوئی سمجھوتہ نہ کرنے والے بے باک ونڈر سپاہی مولانا محمد مقیم فیضی کے افسوسناک سانحہ ارتحال پر اپنے شدید رنج وغم کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کوملک وملت، جماعت اورعلمی دنیا کاعظیم خسارہ قرار دیا ہے۔موصوف کا گذشتہ شب تقریباً ڈیڑھ بجے ممبئی میں اپنے گھر پرطویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ اناللہ واناالیہ راجعون للہ ما اعطی ولہ ما اخذ وکل شئی عندہ لاجل مسمی ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول مایرضی ربنا وانا بفراقك یا مقیم فیضی لمحزونون۔

امیرمحترم نے کہا مولانا محمد مقیم فیضی کا آبائی وطن موضع بہرہ پور، ضلع پرتاپ گڈھ، اتر پردیش ہے۔آپ کی پیدائش شہر کلکتہ جہاں آپ کے والدمحترم حامد علی مقیم تھے ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔آپ نے چندسال مدرسہ ریاض العلوم دہلی میں تعلیم حاصل کی پھرفیض عام مئو کے لیے رخت سفر باندھا اور یہیں فراغت تک کی تعلیم حاصل کی۔آپ نے تدریب المعلمین کا کورس جامعۃ الملک سعود، ریاض سے کیا۔فراغت کے بعدعملی میدان میں قدم رکھا اورسب سے پہلے گلبرگہ کے قریب سیڑم نامی مقام پر کچھ دنوں تک دینی خدمت انجام دی۔اس کے بعد پرتاپ گڑھ کے ایک مدرسے میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔آپ ممبئی کے معروف تعلیمی ادارے جامعہ رحمانیہ کاندیولی سے بھی منسلک رہے جہاں آپ نے بخاری شریف کے علاوہ دیگر کتابوں کا درس دیا اورطلبہ کی کثیر تعداد آپ سے فیضیاب ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے دعوتی وتنظیمی میدان میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ اور ۲۰۰۲ء میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے نائب ناظم منتخب ہوئے۔ تنظیمی امور سے آپ کی دلچسپی اور مہارت اس قدر فزوں تر ہوئی کہ آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب ناظم منتخب ہو گئے۔ ساتھ میں شعبۂ تنظیم نیز شعبۂ دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری آپ کو تفویض کی گئی۔ اور اس کے بعد ملک بھر کے دورے کرتے ہوئے منہج ومسلک کی بھرپور ترجمانی کی۔ بڑے بڑے اجتماعات وکانفرنسوں میں جمعیت کی نمائندگی کی۔ آپ کی خطابت کا اسلوب بہت ہی موثر تھا۔ زبردست داعیانہ اوصاف کے مالک تھے، مسلکی ومنہجی غیرت وحمیت آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس سلسلے میں کبھی بھی اور کہیں بھی وہ سمجھوتے کے قائل نہ تھے بلکہ اپنی بات کا بلاخوف لومۃ لائم برملا اظہار کر دیا کرتے تھے بلکہ اس پر ڈٹے رہتے تھے۔ عوام میں وہ اپنی مدلل اور شعلہ بیان تقاریر کے لیے بہت مشہور تھے۔ اللہ نے آپ کو زور دار خطیبانہ اسلوب کے علاوہ بہترین آواز سے بھی نوازا تھا۔

آپ میدان خطابت کے علاوہ میدان تصنیف وتالیف نیز صحافت کے بھی شہسوار تھے۔ کئی کتابوں کا ترجمہ کیا نیز مستقل تالیفات بھی منصۂ شہود پر آئیں۔ آپ کی کتابوں میں پیرزادہ محدثین کی عدالت میں، قیامت کی نشانیاں، سلفی دعوت، ایک تعارف بہت مقبول ہوئیں۔ علاوہ ازیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نقیب پندرہ روزہ جریدہ ترجمان کے مدیر رہے۔ مجلہ السنہ کے مدیر اعلیٰ اور مجلہ الجماعۃ کے مرتب ونگراں بھی رہے۔ آپ کے لئے بے شمار مضامین ومقالات اخبار وجرائد کی زینت بنے اور مقبول عوام وخواص ہوئے۔ بہرحال آپ ایک بلند پایہ مؤلف ومترجم، بہترین مقرر انتظامی امور میں یگانہ۔ عوام وخواص میں یکساں مقبول شخصیت کے مالک تھے۔ جس کی بنا پر ان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کی ایک خوبی ہمیشہ یاد رہے گی کہ وہ عرصہ دراز سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے اور بار بار اس کا آپریشن ہوا لیکن کبھی ہمت نہیں ہاری اور ناسازی طبع کے باوجود دعوتی دوروں کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔ زندگی کی گاڑی رواں دواں، دعوتی وتبلیغی اسفار جاری وساری، ہونٹوں پر پرامید مسکراہٹ، خوف وہراس سے کوسوں دور اور گفتگو وسنجیدگی سے بھرپور۔ تاحیات اپنے دینی ودعوتی مشن میں لگے رہے۔

امیر محترم نے اپنے اخباری بیان میں مزید کہا کہ ان کی وفات نہ صرف ان کے اہل خانہ ومتعلقین بلکہ پوری جماعت وملت کا زبردست خسارہ ہے۔ ان کی وفات کی شکل میں ہم نے ایک عالم دین، خطیب ومربی ومدرس ہی نہیں بہترین منتظم بھی کھو دیا ہے۔ اوران کی وفات سے علمی دنیا میں ایسا خلاء واقع ہو گیا ہے جس کی تلافی بظاہر مشکل نظر آتی ہے۔۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دینی، علمی، تدریسی، تالیفی، صحافتی، دعوتی اور تنظیمی گراں قدر خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور جماعت وملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ ان کی بشری کوتاہیوں سے درگذر فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، پسماندگان خصوصاً اہلیہ محترمہ، صاحبزادے مولانا عبدالنافع، عبداللہ، حمید اور صاحبزادیاں امیمہ، بثینہ، سلمہم اللہ اور ان کے برادر عزیز مبین فیضی ودیگر جملہ اعزہ واقارب ومتعلقین اوراحباب جمعیت وجماعت کو صبر وسلوان عطا کرے۔ آمین۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔۱ ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد مقیم فیضی رحمہ اللہ/ممبئی

حیات وخدمات

ولادت: ۱۹۶۵ء۔۔وفات: ۲۰۲۰ء

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

جماعت کے بے باک ترجمان، معروف عالم دین ہمارے فاضل شیخ محمد مقیم فیضی اب ہمارے درمیان نہ رہے، فیضی رحمہ اللہ سے ہمارا یارانہ اس وقت ہوا جب میں ۲۰۰۱ء میں کاندیولی ممبئی جامعہ رحمانیہ تدریس سے وابستہ ہوا۔ آپ بھی اسی ادارہ کے سینئر مدرس تھے، لیکن مجھ سے کچھ سالوں پہلے ہی جامعہ سے سبکدوش ہو چکے تھے، پورے علاقے اور شہر میں آپ کا بڑا غلغلہ تھا، دعوت کے میدان میں ممبئی شہر کی سطح پر ہر سو چھائے ہوئے تھے۔ میری طبیعت اور عمل دونوں دعوت اور تبلیغ میں دلچسپی کا باعث تھے، میں نے بھی آپ کا ساتھ پکڑ لیا، اس وقت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے داخلی اختلافات اور عہدے و منصب کی رسہ کشی کے بیچ ہچکولے کھا رہی تھی، بس مرکز الاحیاء کے بینر تلے منہج و جماعت کا کام شیخ مقیم کی نگرانی میں رواں دواں تھا۔ میں نے بھی کئی مساجد میں تقریریں کیں، ماحول بنا، شیخ عبدالسلام سلفی اور دیگر علماء کے ساتھ یہ قافلہ چلتا رہا، جماعتی اختلافات اور سرد مہری سے کوئی خوش نہیں تھا، دونوں دھڑوں کو ختم کر کے ایک متحدہ پلیٹ فارم بنانے کی سوچ بننے لگی، جماعت کے اساطین واعیان سے سلسلہ جنبانی شروع ہوئی، شیخ مقیم فیضی اس کام میں سب سے آگے تھے، اور منہجی غیرت بیدار کرنے، افراد کو جوڑنے، اور ذہن سازی کرنے میں ماہر تھے، جلد ہی اپنی اسی تنظیمی صلاحیت و منہجی غیرت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اتر گئے، اور پھر سب کو سر جوڑ کر بیٹھنے اور ایک نئے اور منظم انتخاب کے لئے مجبور ہونا پڑا، بالآخر دو تین ماہ کی مسلسل محنتوں، دوروں اور تنظیمی افراد کے ساتھ ملاقاتوں اور مشوروں کے بعد ایک منظم انتخاب کے ذریعہ نئے عہدیداران بنائے گئے، جس میں مولانا عبدالسلام سلفی امیر اور مولانا سعید بستوی ناظم اور دیگر عہدیداران کے ساتھ مولانا محمد مقیم فیضی کو نائب ناظم بنایا گیا۔ جمعیت میں جان آ گئی اور سلفی کارواں چل پڑا، دراصل ان سب تبدیلیوں اور پیش رفت وترقیوں کے پیچھے اصل میں شیخ محمد مقیم فیضیؒ ہی تھے۔ ذیل میں آپ کی سوانح وخدمات کی مختصر جھلک پیش کی جا رہی ہے۔ امید کہ قارئین اور شیخؒ کے تلامذہ ومحبین کے لئے نفع بخش ہوگا۔

نام ونسب: مولانا محمد مقیم فیضی بن حامد علی بن شمشیر علی۔

پیدائش: آپ کا آبائی وطن موضع بھرہ پور، ضلع پرتاپ گڑھ یوپی ہے اور پیدائش ۱۹۶۵ء کلکتہ شہر میں ہوئی، آپ کے والد یہیں پر ایک کمپنی میں ملازم تھے۔

مراحل تعلیم: (۱) ابتدائی تعلیم کلکتہ کے معروف علاقے خضر پور میں ہوئی۔ (۲) عربی تعلیم: مدرسہ قرآنیہ تنویر العلوم دارا پور،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرتاپ گڑھ (گلستاں بوستاں وغیرہ۔(اس وقت شیخ مقصود الحسن فیضی مدرس تھے)۔

- بعدۂ جامعہ ریاض العلوم دہلی، عربی تیسری سے پانچویں تک تعلیم حاصل کی (یہاں بھی شیخ مقصود الحسن مدرس تھے اور انہیں کے واسطے یہاں داخلہ ملا تھا۔ اس وقت عبد المنان برادر خورد مولانا عبد الرشید ازہری ناظم تھے)
- اس کے بعد جامعہ سلفیہ اور جامعہ فیض عام وغیرہ داخلے کے لئے گئے مگر تاخیر ہو چکی تھی اس لئے بنارس کے ایک مدرسہ چراغ العلوم میں داخل ہو گئے اور ایک سال رہ کر عالمیت مکمل کی۔
- ۱۹۸۳ء میں جامعہ فیض عام مئو میں داخل ہوئے اور یہاں دو سال رہ کر فضیلت کی تعلیم مکمل کی اور ۱۹۸۵ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔
- دو تین سال تدریس کے بعد ۱۹۸۹ء جامعۃ الملک سعود ریاض سعودی عرب میں داخلہ مل گیا یہاں تین سال رہ کر تدریب المعلمین وغیرہ کا کورس مکمل کیا۔ اور ۱۹۹۱ء میں فارغ ہو کر موسسۃ الحرمین کی کفالت میں ممبئی جامعہ رحمانیہ سے منسلک ہو گئے۔

مشاہیر اساتذہ: آپ کے مشاہیر اساتذہ میں آپ کے ہم وطن شیخ مقصود الحسن فیضی، شیخ الحدیث مولانا امان اللہ سلفیؒ، (بہار) مولانا محمد یونس سلفی (بلرام پور)، مولانا محمود الحسن فیضیؒ (دہلی)، مولانا محفوظ الرحمن فیضی (مئو)، مولانا عبد الحمید فیضی (مئو)، قاری نثار احمد فیضیؒ (مئو)، مفتی حبیب الرحمن (مئو)، اور شیخ عبد اللہ ظافر قحطانی اور دکتور راشد (ریاض سعودی عرب) قابل ذکر ہیں۔

آپ کے جونیئر اور ہم وطن ساتھیوں میں مولانا ناصر ربانی ممبئی جو کافی عرصہ تک دارا پورا اور ریاض العلوم میں آپ کے ساتھ پڑھ چکے ہیں، اور اسی طرح ہم سبق ساتھیوں میں مولانا امان اللہ سلفی کے صاحبزادہ پروفیسر ولی اختر ندوی تھے جو اسی کرونا کے فترہ میں چند ماہ قبل دہلی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

تدریسی ودعوتی خدمات: (۱) فراغت کے بعد دو سال تک جامعہ دار الحدیث رحمانیہ سیڑم، گلبرگہ میں مدرس رہے اور کچھ مہینوں تک اپنے وطن کے قریب مدرسہ ابوبکر صدیق دیکھو پور، پرتاپ گڑھ میں بھی تدریس سے منسلک رہے، اسی اثناء میں ریاض داخلہ ہو گیا۔۔۔ اور پڑھنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ یہ فترہ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۹ء تک ہے۔

(۲) ریاض سعودی سے تین سال (۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۱ء) تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۹۱ء۔ ۱۹۹۲ء میں ممبئی کے مشہور ادارہ جامعہ رحمانیہ کاندیولی سے منسلک ہو گئے اور کم وبیش چھ سالوں تک وابستہ رہے۔ صحیح بخاری اور حدیث ودیگر فنون کی اعلیٰ کتابیں آپ کے زیر تدریس رہیں۔ شیخ کا زمانہ یہاں مجھ سے چار سال پہلے ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۸ء تک کا تھا۔ ۱۹۹۸ء میں رحمانیہ سے سبکدوش ہو کر الاحیاء اور دعوت وغیرہ کے کام سے منسلک ہو گئے۔ جامعہ رحمانیہ میں تلامذہ کی ایک بڑی تعداد آپ سے فیض یابی کا شرف پا چکی ہے۔ فالله الحمد۔

(۳) آپ فطری طور پر داعیانہ اوصاف وجذبے کے مالک تھے، ہمیشہ منہج ومسلک کی ترجمانی اور جماعت وجمعیت کے مشن کو آگے بڑھانے کا جذبہ تھا، جہاں بھی رہے دعوت سے وابستہ رہے۔ ممبئی میں اسی نیک جذبے سے مرکز الاحیاء میں چار پانچ سال لگے رہے اور اس کے بعد صوبائی جمعیت ممبئی سے وابستگی ہوئی۔ اور پھر رفتہ رفتہ اسی راہ کے مسلسل مسافر بن گئے۔

۲۰۰۲ء میں صوبائی جمعیت کا انتخاب ہوا اور اپنے رفیق دعوت شیخ عبد السلام سلفی کے ساتھ نائب ناظم منتخب ہوئے۔ قسمت نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاری کی اور اپنی ہمہ جہت منہجی ودعوتی خدمات اور جماعتی لگاؤ کی وجہ سے ۲۰۰۳ء ہی میں مرکزی جمعیت دہلی سے وابستہ ہو گئے اور دیکھتے دیکھتے اس کے نائب ناظم، خاص طور پر شعبہ دعوت وتبلیغ کے ناظم مقرر ہوئے، اور پھر پورے ہندوستان میں جماعت اور منہج کی ترجمانی، بڑی بڑی کانفرنسوں بالخصوص، پاکوڑ کانفرنس منعقدہ ۲۰۰۴ء وغیرہ کے اسٹیج سے سب کے دلوں میں چھا گئے، آپ ہی اس عظیم الشان آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے کنوینر تھے۔ منہجی غیرت، سلفی دعوت کے گھر گھر پہنچانے اور اس کے عالمی فروغ کا جذبہ پیہم اتنا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ عمر عزیز کی بقیہ بہاریں سب اسی راہ کے لئے وقف کر دیں، کچھ سالوں بعد دہلی سے ممبئی واپس لوٹ آئے اور اس کارواں کے سالار شیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کی رفاقت میں ایک منظم تبلیغ وہمہ جہت خدمات کے لئے صوبائی جمعیت سے جڑ گئے اور آخر تک لگے رہے۔ ادھر آخری سالوں میں آپ جمعیت کے نائب امیر بھی تھے۔ اور مولانا سعید احمد بستوی کی علالت اور وطن میں اقامت کی وجہ سے عموماً ناظم کے سارے کام آپ ہی انجام دیتے تھے، اور پوری فعالیت، نشاط اور دلجمعی سے آفس کے دیگر دعوتی وتنظیمی امور کی نگرانی بھی فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ۲۰۱۹ء کے اخیر میں جب سے آپریشن ہوا، طبیعت بگڑتی چلی گئی اور اپنی ذمہ داریوں کو انجام دینے سے بالکل معذور ہو گئے۔

(۴) کچھ دنوں تک مرکز الاحیاء کے زیر اہتمام شائع ہونے والے مجلہ السنہ کے مدیر اعلیٰ رہے، اور برسوں سے صوبائی جمعیت کے ماہنامہ میگزین الجماعۃ کے مرتب اور نگراں اعلیٰ رہے۔ مرکز کے دوران عمل جریدہ ترجمان کے بھی مدیر رہے۔

(۵) دہلی سے واپسی کے بعد کچھ دنوں تک اقرأ اسکول مجگاؤں ریاض بھائی دانے والے کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور شعبہ عربی کے مشرف اور دیگر تعلیمی ذمہ داریوں کو انجام دینے لگے۔

(۶) اپنے آبائی وطن میں ایک ادارہ ''مدرسہ دار الحکمہ'' نامی کچھ سالوں پہلے شروع کیا تھا، جس میں مکتب اور شعبہ نسواں فضیلت تک تعلیم ہوتی ہے۔ آپ اس ادارہ کے بانی اور صدر رہتے تھے۔ یہ ادارہ آپ کے بھائی مولانا عبدالمبین کی نگرانی میں جاری ہے۔

(۷) فن مناظرہ اور اہل بدعت سے مقابلہ میں بھی آپ جری، نڈر اور ماہر تھے۔ دوران تعلیم ریاض العلوم مولانا بلال دیوبندی سے باضابطہ لاٹھی بھی سیکھی تھی، اس میں مہارت کی وجہ سے بھی بڑے بے خوف اور ہمتی تھے۔ شولہ پور، اڑیسہ اور ممبئی وغیرہ میں آپ نے مختلف موضوعات پر کئی مناظرے کئے۔ اڑیسہ کے مناظرے میں بمبئی سے راقم خاکسار عبدالحکیم مدنی، مولانا عبدالسلام سلفی، مولانا سعید احمد بستوی اور مولانا عبدالحق سلفیؒ وغیرھم بھی شریک تھے۔ اور جنوبی ہندوستان سے شیخ انیس الرحمن اعظمی ودیگر علماء واعیان جماعت نے بھی شرکت کی تھی۔ مناظرہ کچھ دیر چلنے کے بعد حالات کی نزاکت کی وجہ سے صلح وصفائی اور وہاں سارے مسالک کے مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور میل جول پر اختتام پذیر ہوا۔

تصنیفی خدمات: شیخ کے قلم میں اللہ نے غضب کی قوت عطا کی تھی، بہترین وعمدہ مضامین، مقالات اور کتابیں ہمیشہ لکھنے نیز عربی کتابوں کی ترجمانی واشاعت کے شوقین رہے۔ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کے قلم سے منصۂ شہود پر آئیں:

● یزادہ محدثین کی عدالت میں ● سلفی دعوت ایک تعارف ● قیامت کی نشانیاں ● ایمان کی کمزوری ● داعش عالم اسلام کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سینے میں گھو پا ہوا ایک خنجر ● عظمت صحابہ کے چند پہلو ● رقیہ ورا قیوں سے متعلق سوال ● رقیہ مروجہ کے منکرات (یہ ۱۸۰۰ رصفحات پر مشتمل دو جلدوں میں صوبائی جمعیت ممبئی سے طبع ہو چکی ہے)

اس کے علاوہ درجنوں علمی اور مفید مضامین، مقالات اور تقاریر و خطبات ہیں جو صوبائی جمعیت کے ماہانہ آرگن "الجماعۃ" اور جریدہ ترجمان و دیگر جماعتی رسائل و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔

مشاہیر تلامذہ: ذیل میں جامعہ رحمانیہ ممبئی کے چند مشاہیر تلامذہ کے نام درج ہیں۔

● مولانا شاہ عالم رحمانی کرلا ممبئی، ● مولانا ابوذر عبدالمجید مدنی، ممبئی، ● مولانا عبدالسلام قمر الدین رحمانی لچھمی نگر (دہلی) ● مولانا رضوان اللہ عبدالرحمن چودھری، ممبرا، ● مولانا عتیق الرحمن رحمانی (نوگڑھ)، ● حافظ نذیر اختر رحمانی (کامن گاؤں ممبئی)، ● مولانا عبدالرحمن سراجی (منکورا، سدھارتھ نگر)، ● مولانا مشتاق احمد دین محمد (شہرت گڑھ)، ● مولانا عبداللطیف دین محمد نیپالی، ● مولانا عبدالحق افتخار احمد نوری دربھنگہ، ● مولانا عزیز الرحمن شہاب الدین رحمانی ممبئی وغیرہم کثیر۔

پسماندگان: پسماندگان میں ایک بیوہ، تین لڑکے اور پانچ بچیاں ہیں، لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) مولوی عبدالنافع ریاضی، ممبرا الاحسان اسکول میں مدرس ہیں۔ (۲) حمید یہ آئی ٹی کر رہے ہیں، (۳) عبداللہ یہ کاروبار کر رہے ہیں۔ اللہ سب کو صبر وحوصلہ دے اور شیخ کے مشن پر چلنے کی توفیق دے۔

بیماری اور وفات: کافی سالوں سے ماؤتھ کینسر جیسے مہلک مرض سے دوچار تھے، چنانچہ بیماری اور صحتیابی کے مراحل طے کرتے ہوئے دسمبر ۲۰۱۹ء میں جب سے پانچویں بار آپریشن ہوا طبیعت بحال نہ ہو سکی، باتیں اور ملاقاتیں ہوتی رہیں، ادھر لاک ڈاؤن اور کرونا کی مصیبت در مصیبت۔ ایک دن بقرعید سے پہلے اچانک خبر ملی کی شیخ کی طبیعت بہت نازک چل رہی ہے، میں اور جماعت کے بزرگ شیخ الطاف حسین فیضی کاندیولی سے ممبرا ملاقات کے لئے فوری روانہ ہو گئے، گھر پر ملاقات ہوئی، ہم سب آپ کی جسمانی حالت دیکھ کر حیران رہ گئے، اور پھر تین چار دنوں کے بعد یہ خبر بتاریخ ۲/اگست ۲۰۲۰ء مطابق ۱۱/ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار رات ایک بج کر ۲۰ منٹ میں بجلی بن کر گری، کہ شیخ اب اس دنیا میں نہ رہے، اور اس طرح جماعت کا یہ مضبوط سپاہی ہم لوگوں سے رخصت ہو چلا، نماز جنازہ مولانا عبدالسلام سلفی نے پڑھایا اور ہزاروں سوگواروں کے پرنم آنکھوں کے ساتھ ممبرا ایم ایم ویلی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مراجع: ● ریکارڈ مرکزی تاریخ اہل حدیث، بڑھنی سدھارتھ نگر ● استفسار از شیخ فیضی وذاتی معلومات ● افادات مولانا ناصر ربانی گونڈی، ہم وطن و زمیل شیخ ● مجلہ الجماعۃ، ترجمان اور شیخ کی تصنیفات۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد اسلم جامعی صاحب /مہاراشٹر

وفات: ۱۲/اگست ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے معروف عالم دین اور امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر مولانا محمد اسلم جامعی کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو جماعت وجمعیت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے... آج صبح سوا چھ بجے مختصر علالت کے بعد تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں کولہاپور کے ایک ہاسپٹل میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امیر محترم نے کہا کہ مرحوم جنوبی ہند کی قدیم وعظیم درسگاہ جامعہ محمدیہ رائے درگ کے فارغ تھے۔ آپ ایک اچھے خطیب، مثالی داعی اور فعال ومتحرک منتظم تھے آپ بڑے خلیق وملنسار اور متواضع انسان تھے اور جمعیت وجماعت کی تعمیر وترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ اور پیش آمدہ مسائل اور کاموں میں صلاح ومشورہ کرنے کے خوگر تھے۔ مشورہ دینے اور قبول کرنے کے بہترین اوصاف سے متصف تھے۔ جماعت وجمعیت کے لئے ان کی خدمات قابل قدر و ناقابل فراموش ہیں۔ آپ جنوب ہند کے معروف شاعر وادیب اور مصنف وعالم دین مولانا یوسف جمیل جامعی صاحب مرحوم کے داماد تھے۔ مولانا کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ کے علاوہ صاحبزادگان محمد طاہر عمری، محمد طیب، محمد طارق اور صاحبزادی انفال سلمہم اللہ ہیں۔ ان کی وفات نہ صرف ان کے اہل خانہ بلکہ پوری جماعت وجمعیت سب کا بڑا خسارہ ہے۔ جو کہ اپنے ایک مخلص محنتی قائد اور کامیاب منتظم سے محروم ہوگئی ہے۔ ہم ان کے اہل خانہ نیز مولانا یوسف جمیل جامعی مرحوم کے اہل خانہ اور دیگر پسماندگان، ضلعی جمعیت اہل حدیث کولہاپور کے ناظم جناب عبدالعزیز صاحب جنھوں نے تیمارداری کا حق ادا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی نیز صوبائی وضلعی جمعیات کے ذمہ داران واحباب ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اور جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر اور دیگر ذیلی جمعیات کو ان کا نعم البدل عطا کرے آمین۔ تجہیز وتکفین نیز نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد ان کی تدفین کولہاپور کے قبرستان میں عمل میں آئی۔

(ترجمان دہلی: ۱۵۔ ۱ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر رضی الدین خان/اٹوا سدھارتھ نگر

وفات: ۱۴اگست ۲۰۲۰ء

یہ خبر باعث رنج وافسوس ہے کہ جامعہ اتحاد ملت اٹوا بازار سدھارتھ نگر کے ناظم اعلی اور جماعت اہل حدیث کی موقر شخصیت جناب ڈاکٹر رضی الدین خان صاحب کا مورخہ ۱۴/اگست ۲۰۲۰ء کواٹوا میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ان کی نماز جنازہ آبائی گاؤں بونڈ یہار میں ادا کی گئی۔ مرحوم قرب وجوار میں اہل حدیثیت کی ترویج واشاعت میں سرگرم رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(ترجمان دہلی: ۱۵۔ ۱ ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

کاتب عبدالرحمن بستوی/دہلی

وفات: ۱۵/اگست ۲۰۲۰ء

یہ خبر یقیناً رنج وافسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق کارکن معروف خطاط کاتب عبدالرحمن بستوی صاحب کا طویل علالت کے بعد آج مورخہ ۱۵/اگست ۲۰۲۰ء کو صبح سات بجے الشفاء ہاسپٹل نئی دہلی میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کاتب عبدالرحمن صاحب ملک کے بہترین خوش نویس تھے اور اپنے فن میں ماہر تھے۔ بہت دنوں پہلے جمعیت کے کارکن تھے اور جریدہ ترجمان کی کتابت کرتے تھے۔ بعدازاں آزادانہ طور پر کتابت کا کام کررہے تھے۔ ادھر کافی دنوں سے بیمار تھے اور ڈائیلیسس کروارہے تھے۔ آج بعد نماز ظہر دہلی کے شاہین باغ قبرستان میں ان کی تدفین عمل میں آئے گی۔ پسماندگان میں اہلیہ، ایک لڑکا اور چار بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان ومتعلقین کو صبر وسلوان عطا کرے۔

(ترجمان دہلی: ۱۵۔ ۱ ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور تاجر جناب عزیز الرحمن دہلوی/مرشد آبادی بنگال

وفات: ۱۷/اگست ۲۰۲۰ء

نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ مشہور تاجر جناب عزیز الرحمن صاحب مرشد آبادی ثم دہلوی کا آج مورخہ ۱۷/اگست ۲۰۲۰ء کو کولکاتہ میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا إلیہ راجعون۔ جناب عزیز الرحمن صاحب مرشد آبادی مغربی بنگال کے رہنے والے تھے، بہت دنوں تک ملک کی مشہور تجارتی کمپنی پتا کا انڈسٹریز کی دہلی شاخ میں جنرل منیجر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے، بعدہ دہلی میں خود اپنی تجارت کرنے لگے۔ دہلی میں ان کا بڑا حلقہ احباب تھا اور وہ سماجی اثر ورسوخ بھی رکھتے تھے۔ مدارس ومساجد کی طرف ان کا دست تعاون بڑھا رہتا تھا۔ آبائی وطن مرشد آباد گئے ہوئے تھے کہ وہیں ان کی طبیعت خراب ہوگئی اور آج کولکاتہ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ہم ان کی اہلیہ، اکلوتے صاحبزادے اور اکلوتی صاحبزادی سمیت جملہ اہل خانہ واعزا اور رشتہ داروں کو دلی تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، حسنات کو قبول کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان و متعلقین اور عزیزوں ورشتہ داروں اور جماعت کو صبر جمیل کی توفیق۔ آمین۔ (شریک غم: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر جمعیت ودیگر ذمہ داران) (ترجمان دہلی: ۱۵۔ ا ستمبر ۲۰۲۰ء)

مولانا عبدالکریم پرمار/ گجرات

وفات: ۱۷/اگست ۲۰۲۰ء

نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث گجرات کے سابق نائب امیر اور ضلعی جمعیت اہل حدیث سمی ضلع پاٹن (پٹن) کے امیر معروف عالم مولانا عبدالکریم پرمار صاحب کا آج مورخہ ۱۷/اگست ۲۰۲۰ء کی رات ساڑھے بارہ بجے بعمر تقریباً ۸۵ سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا عبدالکریم پرمار صاحب متقی، ملنسار وخلیق انسان تھے، قوم وملت، جمعیت اور جماعت کا درد رکھتے تھے۔ مساجد ومدارس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ فقراء ومساکین کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ آپ بہت دنوں تک صوبائی جمعیت اہل حدیث گجرات کے نائب امیر اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس شوریٰ کے موقر رکن رہے اور بعد کے دنوں میں کچھ دنوں کے لئے صوبائی جمعیت اہل حدیث گجرات کے قائم مقام امیر بنائے گئے تھے۔ آپ کی وفات جماعت وجمعیت اہل حدیث گجرات کا بڑا خسارہ ہے۔ ان کی تدفین آج صبح ۷ بجے آبائی وطن سمی گجرات میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں چھ صاحبزادگان اور تین صاحبزادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگزر کرے، حسنات کو قبول کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور صوبائی جمعیت اہل حدیث گجرات کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے آمین۔ (شریک غم: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر جمعیت اہل حدیث ودیگر ذمہ داران واراکین وکارکنان) (ترجمان دہلی: ۱۵۔ ا ستمبر ۲۰۲۰ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالمنان سلفیؒ/جھنڈانگر

وفات: ۲۳/اگست ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے اپنی ایک پریس ریلیز میں قدیم وعظیم جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر، نیپال کے ایک نامور استاد اور وکیل الجامعہ، ماہنامہ ''السراج'' کے ایڈیٹر اور ضلع جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کے ناظم معروف صاحب قلم بہترین خطیب مولانا عبدالمنان سلفی کے افسوسناک سانحۂ ارتحال پر اپنے شدید رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو جماعت وجامعہ وملت اور علمی دنیا کا عظیم خسارہ قرار دیا ہے۔موصوف کچھ دنوں سے ٹائیفائڈ بخار میں مبتلا تھے جس سے کمزوری بڑھتی گئی اور جانبر نہ ہوسکے اور بالآخر گذشتہ شب تقریباً ساڑھے بارہ بجے مختصر علالت کے بعد بعمر ۶۱ سال نیپال میں انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا عبدالمنان سلفی ضلع سدھارتھ نگر کی مردم خیز بستی انتری بازار میں ایک علمی خانوادے میں ۱۹۵۹ء میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد محترم مولانا عبدالحنان رحمہ اللہ ایک نامور عالم دین تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر میں حاصل کی پھر جب والد محترم جامعہ سلفیہ میں بحیثیت استاد مقرر ہوئے تو آپ بھی ان کے ہمراہ بنارس آگئے اور جامعہ رحمانیہ میں داخلہ لیا۔پھر عالمیت اور فضیلت کی تعلیم جامعہ سلفیہ بنارس میں مکمل کرکے ۱۹۸۲ء میں سند فضیلت حاصل کی۔

فراغت کے بعد آپ نے دعوتی وتدریسی نیز صحافتی میدان میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔کئی تعلیمی اداروں سے وابستہ رہے اور ۱۹۹۶ء میں مستقل طور پر جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر، نیپال سے منسلک ہوگئے۔یہاں آپ نے تدریسی خدمات کی انجام دہی کے علاوہ صحافتی میدان میں بھی فعال کردار ادا کیا۔وہ وکیل الجامعہ کے اہم منصب پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ ماہنامہ السراج کے ایڈیٹر بھی تھے۔آپ ایک قادرالکلام اور بہترین خطیب اور کہنہ مشق صحافی تھے۔بڑے بڑے اجتماعات وکانفرنسوں میں برابر شرکت کرتے اور اپنی تقریروں سے عوام وخواص کو مستفید فرماتے نیز کونشنوں وسمپوزیموں میں پرمغز علمی مقالات پیش کرتے۔آپ کے بے شمار مضامین ومقالات اخبار وجرائد کی زینت بنے اور مقبول عوام وخواص ہوئے۔شہری جمعیت اہل حدیث کے پروگراموں میں بلاناغہ شریک ہوتے تھے اور جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر وہ عظیم وکبیر ادارہ ہے جو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اہم پروگراموں خصوصاً آل انڈیا کانفرنسوں میں بشمول محترم مولانا شمیم صاحب ندوی ودیگر ذمہ داران جامعہ واساتذہ اور سب سے بڑی تعداد میں طلبہ بنفقہ جامعہ یا بنفقہ خاص شریک ہوتے ہیں اور جامعہ میں مکمل چھٹی کردی جاتی ہے۔یہ جامعہ کا طرہ امتیاز ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے اداروں خصوصاً سراج العلوم کو صدا بہار رکھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنظیمی صلاحیتوں سے بھی خوب نوازا تھا چنانچہ ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کے ناظم بھی منتخب ہوئے اور علاقہ میں جمعیت کی تنظیم کی ذمہ داری تاحیات بخوبی نبھاتے رہے۔عوام میں وہ اپنی پرمغز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورشعلہ بیان تقاریر کے لیے بہت مشہور تھے۔ بہرحال آپ ایک بہترین مقرر، قابل صحافی، اور بلند پایہ مدرس تھے۔ انتظامی امور کی انجام دہی میں بھی آپ نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ان کی ان بے پایاں اور بیش بہا خدمات کی بدولت ان کی شخصیت کسی تعارف کی چنداں محتاج نہیں۔

امیر محترم نے اپنے اخباری بیان میں مزید کہا کہ ان کی وفات نہ صرف ان کے اہل خانہ ومتعلقین اور جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر نیپال بلکہ پوری جماعت وملت کا زبردست خسارہ ہے۔ ان کی وفات کی شکل میں ہم نے ایک زبردست عالم دین، بہترین خطیب، اچھے صحافی نیز مشفق مربی وکہنہ مشق مدرس ہی نہیں بلکہ بہترین منتظم بھی کھودیا ہے۔ اوران کی ناگہانی وفات سے علمی دنیا میں زبردست خلاء پیدا ہوگیا ہے جس کی تلافی بظاہر مشکل نظر آتی ہے۔ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے اس سے کسی نفس کو چھٹکارا نہیں البتہ مولانا محترم یوں جلد بلاتمہید عین عالم جوانی وعلمی پختگی کے آثار ونفوس آشکارا ہوتے ہی ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر چلے جائیں گے کیا خبر تھی۔ میرے لیے تو خبر اس لیے بھی صاعقہ اثر تھی کہ رات دیر گئے مجھے سخت علالت کی اطلاع ملی ان کے نمبر پر کال کیا، چھوٹے صاحبزادے حمود سلمہ نے اطلاع دی کہ ہاسپیٹل پہنچنے ہی والے ہیں۔ اسی وقت اپیل برائے صحت چند الفاظ لکھ کر فارغ ہوا ہی تھا کہ وفات کی یہ غم واندوہ بھری خبر موصول ہوئی، دل یقین کرنے کو تیار نہ تھا اس لیے ایک بجے محترم جناب مولانا شمیم صاحب ندوی ناظم جامعہ حفظہ اللہ کو فون کیا اور تصدیق چاہی، مکمل تصدیق نہ ہونے پر دل کو قدرے قرار آیا ہی تھا کہ ہرطرف سے استفسار واطلاع کی خبریں آنی شروع ہوگئیں۔ ہمارے جید علماء وفضلاء وزعماء، امراء ونظماء وروساء وغیرھم کا سرعت وتسلسل کے ساتھ چلے جانا ہمارے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ ابھی بھی آب بقائے دوام دے مولا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دینی، علمی، تدریسی، صحافتی، دعوتی اور تنظیمی بیش بہا خدمات کو شرف قبولیت بخشے، حسنات کو قبول فرمائے، بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور جماعت وجمعیت اور جامعہ سراج العلوم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین، جنازہ میں باوجود باڈر بند ہونے اور کرونا کے اندیشہائے دراز واحتیاط بسیار کے کثیر تعداد میں احباب حاضر ہوئے، نماز جنازہ ناظم جامعہ مولانا شمیم ندوی جھنڈانگری حفظہ اللہ نے جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر کی مسجد میں پڑھائی اور وہیں کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ جب کہ جنازے کی دوسری جماعت کی امامت مولانا شہاب الدین مدنی ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی نے فرمائی۔ امیر محترم نے کہا کہ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ آٹھ بیٹے سعود وحمود اور چھ بیٹیاں سلمہم اللہ ہیں۔ امیر محترم نے اپنے بیان میں مولانا کے اہل خانہ ومتعلقین اور جامعہ سراج العلوم السّلفیہ کے ذمہ داران، اساتذہ وطلبہ کے ساتھ ساتھ صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی اور ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کے ذمہ داران ووابستگان سے بھی قلبی تعزیت کی ہے۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔ا ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

استاذ گرامی مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ

حیات وخدمات

مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

ہمارے اساتذہ کرام کی فہرست میں دو تین نام ایسے ہیں جن سے میں نے براہ راست درسی تعلیم بہت ہی کم حاصل کی لیکن استفادے اور فیضیابی کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا، ان میں مشہور سیرت نگار استاذ مبجل شیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ، معروف داعی ومصنف شیخ ابوالمکرم سلفی رحمہ اللہ اور تیسری شخصیت ہمارے استاذ گرامی مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کی ہے، مولانا عبدالمنان سلفیؒ سے ہمارا رشتہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک ہی علاقے، خطے اور حلقے دعوت وتعلیم کی وجہ سے بھی زیادہ مضبوط رہا۔ ۱۹۸۴ء کے آس پاس استاذ مکرم مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کے قائم کردہ ادارے معہد التعلیم الاسلامی دہلی میں آپ سے عربی متوسطہ کی کچھ کتابیں پڑھنے کا موقع ملا اور اس کے بعد مستقل طور پر آپ کا مقر عمل بھی جب ہمارا سرحدی علاقہ حلقہ بڑھنی وجھنڈا نگر ہی بنا تو یہ رشتہ اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔

ایک طرف ہندی سرحد پر ہمارا علاقہ بڑھنی بازار اور دوسری طرف نیپال بارڈر پر ہمارے اس خطے کی آن بان شان جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر نیپال اور وہیں سے تین چار کلومیٹر پچھّم بالکل ہند نیپال سرحد سے لگا ہوا ہمارا گاؤں۔ دراصل یہ خطہ ہمارے خاندانی علماء مجاہد آزادی مولانا عبدالقیوم رحمانی رحمہ اللہ دودھونیا بزرگ اور خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈا نگری رحمہ اللہ کے علاوہ ماہر فرائض مولانا عبدالرحمن بجواوی اور استاذ گرامی مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کے دادا مولانا محمد زماں رحمانی رحمہ اللہ اور دیگر اہل علم کی تگ وتاز کا مرکز تھا، ۸۰ کی دہائی سے پہلے آپ کے دادا مولانا محمد زماں رحمانی رحمہ اللہ سلفی دعوت اور اس کے قافلہ کے ساتھ ہمارے یہاں آتے جاتے تھے، اور یوں آپ کے ہمارے خاندان اور گاؤں سے گہرے مراسم استوار ہوگئے۔ زمانے کے گزرنے کے ساتھ یہ تعلق بھی سلسلہ وار چلتا رہا، یہاں تک کہ آپ کے والد مولانا عبدالحنان فیضی رحمہ اللہ ہمارے والد ماجد کے بہت ہی گہرے قریبی دوست، مشیر بلکہ یوں کہا جائے کہ جھنڈا نگری رحمہ اللہ کے بعد سب سے بڑے مرشد بنے تو بے جا نہ ہوگا۔ اور اس طرح تعلق، قربت، محبت اور ملاقاتوں کا یہ سلسلہ زمانہ قدیم سے ہی جاری رہا۔ ادھر مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد جب مستقل طور پر میں ممبئی میں سکونت پذیر ہوگیا تو دعوتی کاموں کے تعلق سے اپنے آبائی حلقے میں بھی میری آمد ورفت بڑھی۔ اور اس طرح بحمد اللہ مسلسل بیس سالوں سے اس خطے میں دعوت وتعلیم کے سلسلے میں منعقد ہونے والے پروگراموں میں شرکت وحاضری ہوتی رہی، اس حاضری کا سب سے بڑا فائدہ مجھے جو ملا وہ یہی تھا کہ اپنے استاذ گرامی شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ سے ملاقاتیں یکدم استوار ہوگئیں۔ یوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو مسلکی، منہجی، دعوتی و تعلیمی اعتبار سے لگ بھگ ہمارے مقاصد، نظریات اور سوچ وفکر اور تگ وتاز بھی بڑے ہم آہنگ تھے، اس لئے یہ قربت اور بڑھ گئی، اور پھر باتوں اور ملاقاتوں کا ایک طویل سلسلہ بنتا چلا گیا، ادھر ۲۰۱۴ - ۲۰۱۵ء میں جب میں نے جماعتی تاریخ کی تدوین واشاعت پر کام کرنے کا منصوبہ بنایا تو سب سے پہلے آپ ہی سے اس میں مشاورت کی، اس عظیم عمل اور مشن کو سن کو آپ اچھل پڑے، بہت حوصلہ دیا، مشورہ دیا اور معلومات فراہمی وعلمی تعاون کا ہر ممکن بھروسہ دلایا۔ اور پھر زندگی کے آخری چار پانچ سال برابر میری رہنمائی اور تشجیع کرتے رہے۔ سالنامہ تاریخ اہل حدیث کے پہلے شمارے یعنی جلد اول پر شاندار تقریظ بھی لکھی اور گونڈہ بستی میں میاں صاحب کے تلامذہ پر اپنا تحریر کردہ مقالہ بھی چھاپنے کی اجازت دی۔ جماعتی تاریخ سے آپ کی شدید دلچسپی بھی میری قربتوں اور استفادے کا سبب رہی، دراصل استاذ گرامی ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے، تدریس اور تعلیم کے ساتھ امت کی منہجی اصلاح کے سلسلے میں فکر مند تھے اور ہمیشہ ہندو نیپال میں مسلک اہل حدیث اور اس کے عقائد واعمال کے فروغ کے لئے کوشاں تھے۔ تصنیف وتالیف اور تحقیق وترجمہ کا بڑا ذوق رکھتے تھے، اور منہج، مسلک اور ملت وملک کی بہبودی کے لئے دردمند دل کے ساتھ میدان عمل میں رواں دواں تھے، جب بھی کہیں جانے کی بات ہوئی، کسی پروگرام میں شرکت کے لئے چلنا ہوا، ایک دم پرفیکٹ ٹائم اور وقت مقررہ پر پہنچنے کے لئے تیار، سدھارتھ نگر اور اس سے متصل ہندو نیپال کے ترائی وسرحدی علاقوں میں آپ کی بڑی پذیرائی تھی اور ہر طرح سے وہاں کے اعیان وسرکردہ شخصیات سے آپ کا مضبوط رابطہ تھا، اور پورے اخلاص ولگن سے آپ میدان دعوت میں سرگرم عمل تھے۔ ابھی بہت کچھ منصوبے تھے جن کی تکمیل باقی تھی مگر کسے معلوم کہ وقت قضا آپہنچے گی اور سالار قافلہ کو راستے سے ہی اٹھا کر موت کی آغوش میں ڈال دے گی۔ بہر صورت موت آنی جانی ہے اس سے کسی کو مفر نہیں۔ مگر اس موقع پر مجھے جو دکھ ہوا شاید اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ مولی شیخ محترم کو غریق رحمت فرمائے۔ اور آپ کی خدمات کو شرف قبولیت عطا کرے۔ آمین۔

ذیل کے سطور میں آپ کی زندگی کے نقوش وعمل اور اس کے مختلف پہلوؤں پر کچھ روشنی ڈالی گئی ہے تا کہ نسل نو کے لئے مشعل راہ ہو۔

نام ونسب: مولانا عبدالمنان سلفی بن مولانا عبدالحنان فیضی بن مولانا محمد زماں رحمانی بن نبی احمد بن بالے دین۔

تاریخ پیدائش: کاغذات کے حساب سے ۲۱؍دسمبر ۱۹۶۲ء ہے، تاہم صحیح تاریخ شیخ کے بیان کے مطابق ۱۹۶۰ء ہے، ویسے کچھ لوگوں نے ۱۹۵۹ء بھی لکھا ہے۔ مگر صاحب البیت ادری بما فیہ۔ کے مطابق ۱۹۶۰ء زیادہ راجح ہے۔

خاندانی پس منظر: آپ کا آبائی وطن ضلع بستی (حال سدھارتھ نگر) یوپی انڈیا میں واقع مشہور اہل حدیث گاؤں انتری بازار (محمودوا گرانٹ) ہے۔ اور مسلسل تین پیڑھیوں سے جماعت اور مسلک کی آبیاری میں لگا ہوا ہے، آپ کے دادا محمد زماں رحمانی (۱۹۱۵ء......۱۹۷۸ء) جماعت کے مشہور عالم اور جامعہ رحمانیہ دہلی کے ممتاز فارغین میں سے تھے، اور علاقے میں توحید وسنت کی نشر واشاعت اور تخم ریزی میں صف اول کے علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ اور ہندو نیپال کے سرحدی علاقے کی شان جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر کے مایہ ناز مدرس تھے۔

دادا کے بعد آپ کے والد مولانا عبدالحنان فیضی رحمہ اللہ (متوفی فروری ۲۰۱۷ء) کا شمار بھی جماعت کے مستند مفتیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورحدیث کے مایہ ناز اساتذہ میں ہوتا تھا، چار سال جامعہ سلفیہ بنارس اوراس کے بعد پوری عمر جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر میں تدریس، افتاء، دعوت وتربیت کے میدان سے وابستہ رہے، پورے علاقے میں بڑی پذیرائی ملی، میرے ابا مرحوم کے مرشد وراہبر تھے۔ پورا گھرانہ علمی، توحید وسنت اورراہ دعوت کے لئے قربان۔۔۔۔اسی پر کیف وپاکیزہ ماحول میں ہمارے مربی، محسن اوراستاگرامی شیخ عبدالمنان کی پیدائش ہوئی۔اور یہاں کی خاک وخوشبو سے عطر بیز ہوکرآسمان علم وعرفان میں ایسے مہکے کہ مہکتے چلے گئے۔

تعلیمی مراحل: • سن ۱۹۶۴ءتا ۱۹۷۰ءمکتب کی تعلیم بحرالعلوم انتری بازار۔

- سن ۱۹۷۱ءتا ۱۹۷۳ء جھنڈانگر میں جہاں ایک سال شعبہ حفظ، بعدہ ابتدائی عربی کی تعلیم مکمل کی۔
- سن ۱۹۷۳۔ ۱۹۷۴ءجماعت ثانیہ کی تعلیم المعہد الاسلامی اکرہرا، سدھارتھ نگر۔
- سن ۱۹۷۴ءتا ۱۹۸۲ءعالمیت (چارسالہ) اورفضیلت (دوسالہ) کی تکمیل جامعہ سلفیہ بنارس۔

فراغت: جامعہ سلفیہ بنارس سے سن ۱۹۸۲ءمیں حاصل کی۔

- سن ۱۹۸۷ءتدریب المعلمین /جامعۃ الملک سعود ریاض۔

اس کے علاوہ آپ نے ادیب، ادیب ماہر، ادیب کامل، مولوی، عالم فاضل دینیات، معلم اردو کے امتحانات بھی اچھے نمبرات سے پاس کئے اوردوران تدریس سن ۲۰۰۱ءمیں لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم۔اے عربی کی ڈگری بھی حاصل کی۔

مشاہیر اساتذہ: مولانا محمد ابراہیم رحمانی، مولانا محمد زماں رحمانی، مولانا عبدالحنان فیضی، مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری، مولانا قطب اللہ ندوی، ڈاکٹر محفوظ الرحمن مدنی، مولانا محمد مستقیم سلفی، مولانا مختار احمد مدنی، جھکہیاں والے، مولانا عبدالحمید شفیقی، مولانا عزیز احمد ندوی، مولانا امراللہ رحمانی، مولانا شمس الحق سلفی، مولانا محمد ادریس آزادرحمانی، مولانا مصلح الدین اعظمی، مولانا عبدالمعید بنارسی، مولانا عبدالوحید رحمانی، مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری، مولانا محمد رئیس ندوی، مولانا عابد حسن رحمانی، مولانا عبدالسلام مدنی، مولانا انیس الرحمن اعظمی، مولانا عزیزالرحمن سلفی وغیرہم۔(رحمہ اللہ الاموات وحفظ الاحیاء منہم)

مشاہیر تلامذہ: متعدد تعلیمی اداروں بالخصوص جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر میں طویل عرصہ تک تدریس کی وجہ سے شاگردوں کا ایک سلسلہ ہے۔جن میں چندنام درج ذیل ہیں۔

مولانا سید معراج ربانی، راقم عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی، مولانا منصور مدنی سمرھن، مولانا عطاء الرحمن سعیدی ہرہٹہ، مولانا نورالہدی محمد الیاس پچھی نگر دہلی، ڈاکٹر اختر خان سلفی بنارس، مولانا ریاض احمد سراجی بسنت پور، مولانا محمد نسیم سلفی سکھرام پور، مولانا عزیز الرحمن سراجی بریلی، مولانا عتیق الرحمن سراجی وغیرھم کثیر۔

تدریسی ودعوتی خدمات: • ۱۹۸۲۔ ۱۹۸۳ء (ایک سال) جامعہ قاسم العلوم گلہریا، • ۱۹۸۳۔ ۱۹۸۵ء (دوسال) معہد التعلیم الاسلامی دہلی، • ۱۹۸۵۔ ۱۹۹۰ء (پانچ سال) واپس قاسم العلوم گلہریا، • ۱۹۹۰۔ ۱۹۹۶ء (سات سال) مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ جھنڈانگر نیپال (مولانا عبداللہ مدنی کا ادارہ)، • جون ۱۹۹۶ءتا وفات ۲۰۲۰ء (۲۴ سال) جامعہ سراج العلوم وکلیہ عائشہ صدیقہ، جھنڈانگر نیپال۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیر تدریس کتابیں: عربی ادب قواعد کے علاوہ عقیدہ طحاویہ، فقہ السنہ، تفسیر فتح القدیر، جلالین اور خاص طور پر جامع ترمذی اور صحیح مسلم جیسی اہم ترین کتابیں آپ کے زیر تدریس رہی ہیں۔

● دعوت وتبلیغ کے لئے مستقل خطبہ جمعہ اور دروس حدیث وغیرہ کا یومیہ وہفتہ واری سلسلہ بھی مستقل جاری رہتا تھا۔

● ۱۹۹۱ ۔ ۱۹۹۴ء مسجد اہل حدیث بس اسٹاپ بڑھنی۔ اور ۱۹۹۷ء تا وفات جامعہ مسجد سراج العلوم جھنڈا نگر نیپال مسلسل ۲۳ سالوں تک خطبہ جمعہ دیتے رہے، دور دراز سے لوگ آپ کا خطبہ سننے کے لئے جھنڈا نگر آیا کرتے تھے۔

● مولانا ایک مایہ ناز اور منجھے ہوئے علمی خطیب تھے، ہندو نیپال ہر جگہ اجلاس و کانفرنسوں میں مدعو رہا کرتے تھے۔ سدھارتھ نگر اور ترائی نیپال کے علاوہ ممبئی، بنگلور، حیدر آباد، اور بھارو بنگال تک متعدد پروگراموں میں آپ نے شرکت کی تھی۔ ایک اندازے کے مطابق ان پروگراموں کی تعداد سالانہ ۴۰ تک ہوا کرتی تھی۔

تصنیفی وتالیفی خدمات: مولانا ایک بہترین معلم وخطیب کے ساتھ ایک کہنہ مشق قلمکار اور صاحب طرز ادیب تھے، شعر وشاعری کا ذوق بھی عمدہ تھا، اپنی عمدہ تحقیقات اور علمی وتصنیفی ذوق کی وجہ سے ہندو نیپال میں منعقد ہونے والے علمی سیمناروں میں صف اول کے قلمکاران کی فہرست میں نظر آتے تھے، آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس مئو سے لے کر پاکوڑ کانفرنس ۲۰۰۴ء اور اس کے بعد رام لیلا میدان دہلی میں منعقد ہونے والی تمام آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسوں میں آپ کی شرکت تھی۔ اس کے علاوہ بنارس، کاٹھمنڈو، دربھنگہ اور کویت تک بعض علمی پروگراموں میں بھی تحقیقی مقالے پیش کئے ہیں۔

اہم تصنیفات درج ذیل ہیں: ۱۔ فتنہ قادیانیت، ۲۔ تحفہ رمضان، ۳۔ مختصر آداب حج وعمرہ (اردو وہندی)، ۴۔ معلم نماز (اردو وہندی)، ۵۔ اسلامی نکاح کی اہمیت، ۶۔ وضع المسلمین فی نیپال، ۷۔ مجموعہ خطبات جمعہ اردو، ۸۔ ترجمہ وشرح اربعین نووی، ۹۔ بدعت اقسام واحکام، ۱۰۔ (آپ کے والد محترم) مفتی مولانا عبدالحنان کے فتاوے، ۱۱۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحنان کے دروس بخاری ج ۱، ۱۲۔ سلفی دعوت اور اس کے بنیادی اصول، ۱۳۔ منہج سلف کے احیاء میں مولانا ابوالکلام آزاد کا حصہ، ۱۴۔ حدیث کی تشریعی حیثیت، ۱۵۔ انسانی معاشرے کی اصلاح میں اسلام کا رول، ۱۶۔ فقہ اسلامی کی تاریخ اور مسائل کے استنباط میں محدثین کا رول، ۱۷۔ اعضاء کی پیوندکاری اور شریعت کا حکم، ۱۸۔ فرقہ ناجیہ اور اس کا طریقہ کار، ۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ حدیث کے ناقل اور اسلام کے فقیہ، ۲۰۔ اسلام میں بیت المال کی اہمیت، ۲۱۔ تحقیق ومراجعہ ایمان وعمل مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری، ۲۲۔ محدث امام ابوسلیمان محمد بن احمد الخطابی، ۲۳۔ اضلاع بستی وگونڈہ میں میاں صاحب کے تلامذہ، ۲۴۔ فارغین جامعہ سلفیہ بنارس ضلع سدھارتھ نگر، ۲۵۔ اور ۲۰۰ سے زائد متعدد علمی مقالے ومضامین جو ماہنامہ نور توحید اور السراج جھنڈا نگر کے علاوہ ہندو نیپال کے جرائد، ورسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔

صحافتی خدمات: ۔ ۱۔ مرتب ماہنامہ التوعیہ دہلی شمارہ ا (مجلہ کی ترتیب کے بعد اور اشاعت سے پہلے ہی آپ ادارے سے سبکدوش ہو گئے)۔ ۲۔ مدیر ماہنامہ نور توحید کرشنا نگر نیپال ۱۹۹۰ تا ۱۹۹۶ء، ۳۔ مدیر ماہنامہ السراج جھنڈا نگر نیپال ۱۹۹۶ء تا وفات ۲۰۲۰ء، ۴۔ ۲۰۰۲ء میں آپ کو مرکز التوحید کرشنا نگر کی جانب سے صحافتی ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہم عہدے اور مناصب: ا۔وکیل جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر نیپال، ۲۔رکن مجلس شوریٰ وعاملہ ضلعی جمعیت سدھارتھ نگر ۱۹۹۷ء، ۳۔نائب ناظم حلقہ بڑھنی، ۴۔صدر مقامی جمعیت حلقہ شہرت گڑھ ۲۰۰۶ء سے، ۵۔ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر،۶۔رکن مجلس شوری وعاملہ ریاستی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی، ۷۔رکن جمعیت ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس وغیرہ۔

شادی واولاد: مولانا کی شادی ۱۹۸۰ء میں آپ کی پھوپھی زاد بہن سے ہوئی جوجھنڈا نگر کی بزرگ شخصیت میاں محمد زکریاؒ کی پوتی اور مولانا عبدالوہاب ریاضی کی دختر نیک اختر ہیں، ان کے بطن سے کل ۱۴ بچے یعنی ۸ بیٹے اور ۶ بیٹیاں ہیں، بڑے بیٹے مولوی سعود اختر سلفی ہیں، جو جامعہ سلفیہ بنارس سے فارغ التحصیل ہیں اور سراج العلوم جھنڈا نگر ہی میں مدرس ہیں، اور دیگر بچے عالم اور گریجویٹ ہیں اور کچھ چھوٹے تعلیم کی راہ میں گامزن ہیں۔

وفات حسرت آیات: کرونا کی مہاماری اور اس کے طفیل میں اچانک عالمی پیمانہ پر جولاکڈاؤن ہوا اس میں یکے بعد دیگرے کئی علماء ہم لوگوں سے رخصت ہو گئے۔انہیں میں استاذ گرامی مولانا عبدالمنان سلفی بھی تھے جو ہفتہ عشرہ معمولی بخار کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور پھر افاقہ نہ ہونے پر دواعلاج کے لئے بھیرہوا لے جائے گئے مگر رب کو کچھ اور ہی منظور تھا، آناً فاناً خبر آئی کہ ۲۳ر اگست ۲۰۲۰ء کی شام بٹول جاتے ہوئے راستے میں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔نماز جنازہ دوسرے دن جھنڈا نگر میں ادا کی گئی اور وہیں کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، کرونا لاک ڈاؤن اور ہندو نیپال سرحد کے بند ہونے کے باوجود ہزاروں سوگواروں نے پرنم آنکھوں سے آپ کو الوداع کہا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را
اللہم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ جنۃ الفردوس

جماعتی تاریخ کی تدوین واشاعت میں استاذ گرامی مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کی مساعی جمیلہ

استاذ گرامی شیخ عبدالمنان سلفی اب اس دنیا میں نہ رہے مگر ان کی یادیں اور باتیں زندہ ہیں، تدریس ودعوت سے لے کر جماعتی تاریخ کی تدوین واشاعت تک آپ کی خدمات کا دائرہ بے حد وسیع ہے، تاہم اس مختصر مضمون میں ان کی زندگی کے متعدد گوشوں میں سے ایک اہم ترین گوشے پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔اور وہ ہے جماعتی تاریخ کی تدوین واشاعت میں آپ کی مساعی وخدمات۔

شیخ محترم کی پیدائش دسمبر ۱۹۶۰ء کی ہے، ہم تو آپ کی نگاہوں کے سامنے پلے بڑھے۔آپ کے گھرانے سے جڑے رہے، آپ سے کچھ علم بھی حاصل کرنے کا موقع ملا۔بڑی انسیت تھی، اور بڑی بے تکلفی بھی، مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ ہمارے ہندو نیپال ترائی سرحد کی ایک جان تھے۔ہر دم رواں دواں، جماعت، منہج، عقیدہ، سراج العلوم بڑھنی، نوگڑھ، ہر جگہ بالکل ہلچل۔ایک دعوتی قافلہ لئے اللہ کی راہ میں بے لوث مگن، چلے جا رہے ہیں، قلم، دفتر اور کتابیں بھی ساتھ ہیں، اور ہمہ تن اپنی ذمہ داریوں میں لگے ہوئے ہیں، جب بھی ملاقات ہوئی تعلیم ودعوت اور تصنیف وتالیف میں مگن دیکھا۔

۱۹۸۲ء میں جامعہ سلفیہ سے فارغ ہوئے، اس کے بعد بزرگوں کی میراث، خاندانی روایت تدریس کے فریضے سے لگ گئے، مدرسہ قاسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العلوم گلہریا، معہد التعلیم الاسلامی دہلی، خدیجۃ الکبریٰ جھنڈانگر اور پھر ۱۹۹۶ء سے مسلسل ۲۴ سالوں تک جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر سے ایسے جڑے کہ جھنڈانگر آپ کی پہچان بن گیا۔ ضلع جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کے دوٹرم سے زائد ناظم تھے۔ پورے ضلع میں دعوت، تعلیم اور جماعت کی ہر طرح سے آبیاری کی اور پورے ملک میں ضلعی جمعیت کو ایک بلند مقام تک پہنچانے میں ہر ممکن سعی مسعود کی۔

آپ کے دادا، مولانا محمد زماں رحمانی رحمہ اللہ، اور آپ کے والد بزرگوار مفتی مولانا عبدالحنان فیضی رحمہ اللہ اور خود استاذ محترم کے میرے والد ماجد سے خوشگوار، دینی و جماعتی رابطے تھے، اس وجہ سے مجھے شاگردی سے کہیں زیادہ ایسے چلتے پھرتے، آتے جاتے استفادہ کا موقع ملتا رہا۔ اور ادھر تاریخ اہل حدیث پر انسائیکلوپیڈیائی طرز پر کام کرنے کی وجہ سے شیخ سے برابر مشورے اور ملاقاتیں بھی رہیں، جلد اول کی اشاعت پر آپ نے بڑی پذیرائی کی اور طویل تقریظ قلمبند کرکے بھر پور حوصلہ افزائی کی۔ اور ہمیشہ اس کام کو بلند ہمتی سے انجام دینے کی نصیحت کرتے رہے ایسی بے لوث ہستیاں جلدی کہاں نظر آتی ہیں۔

مولیٰ شیخ محترم کو غریق رحمت فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ اور کروٹ کروٹ جنت میں جگہ دے آمین۔

آپ کی زندگی کے کئی اہم ترین گوشے ہیں جن میں دعوت وتدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا ایک بڑا حصہ ہے بالخصوص منہج سلف کی ترجمانی، برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی روشن تاریخ اور تراجم علمائے اہل حدیث پر آپ کی بڑی گہری نگاہ تھی، ذیل میں منہج سلف کے فروغ واشاعت میں آپ کی علمی ودعوتی خدمات اور جماعتی تاریخ کی تدوین واشاعت میں آپ کی کاوشوں کو قلمبند کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ نسل نو اور طلباء وعلماء کے لئے مشعل راہ ہو۔

اس بابت آپ کی خدمات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ منہج ومسلک کی ترجمانی اوراس کا دفاع:۔ منہج ہی انسان کی اصل پہچان ہے اس کی معرفت بے حد ضروری ہے، خاص طور پر مسلمانوں میں مسلکی اختلاف اور فقہی گروپوں اور اہل بدعت کی کثرت کی وجہ سے اہل حق اور فرقہ ناجیہ وطائفہ منصورہ کو پہچاننا، ان کے عقائد ومنہج سے آشنائی حاصل کرنا نسل نو کے لئے لازم ہے، شیخ رحمہ اللہ اس بابت نہ صرف دلچسپی رکھتے تھے بلکہ اس پر ہمیشہ کچھ نہ کچھ کام کیا کرتے تھے تاکہ قوم وملت کی صحیح رہنمائی ممکن ہوسکے۔

چنانچہ جب ہم آپ کی کتابوں اور تحریر کردہ مقالات ومضامین پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو اس تعلق سے کئی مضامین، مقالے اور کتابیں ہمیں ملتی ہیں، جو ماہنامہ السراج کے علاوہ دیگر مقامات پر مطبوع ہیں۔ نمونے کے طور پر چند کتابوں اور مقالات کی نشاندہی کی جارہی ہے۔

- حدیث کی تشریعی اہمیت۔ ۱۷ صفحات، مطبوعہ علوم حدیث مطالعہ وتعارف / مرتبہ رفیق احمد رئیس سلفی علیگڑھ
- فتنہ قادیانیت / ۱۱۲ صفحات، مطبوعہ سراج العلوم جھنڈانگر۔
- قادیانیت سے نمٹنے کے وسائل اور طریقہ کار پر پیش کردہ مقالہ، جامعہ مصباح العلوم چوکنیا، سدھارتھ نگر ۲۰۰۴ء
- منہج سلف کے احیاء میں مولانا ابوالکلام آزاد کا حصہ یہ تحقیقی مقالہ ہے، جو ۱۶ صفحات فل اسکیپ پر مشتمل ہے۔
- فرقہ ناجیہ اوراس کا طریقہ کار / شیخ محمد جمیل زینو کی کتاب علامۃ الفرقۃ الناجیہ والطائفہ المنصورہ کا ترجمہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

● سلفی دعوت اور اس کے بنیادی اصول ، یہ کتابچہ ۲۰ صفحات فل اسکیپ کا ہے۔
● حضرت ابو ہریرہ حدیث کے ناقل اور اسلام کے فقیہ تقریباً ۲۰ صفحات فل اسکیپ پر ہے۔
● شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی رحمہ اللہ اور اصلاح عقائد میں ان کی علمی و قلمی کاوشیں۔
● سوینیر بابت آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس پاکوڑ ۲۰۰۴ء کی تیاری، تدوین و ترتیب میں پندرہ دنوں تک مرکزی جمعیت کی دعوت پر دہلی مرکز میں آپ کی شراکت و معاونت۔
● مرکز تاریخ اہل حدیث ممبئی کی زیر نگرانی اہل حدیث انسائیکلوپیڈیا کی تیاری و تدوین بالخصوص اس کے ایک اہم جزء سالنامہ تاریخ اہل حدیث کی تدوین و اشاعت میں ہمیشہ نیک مشورے اور مفید تجربات و خبرات سے خاکسار کو مستفید کرتے رہے، اور ہمیشہ اپنی تائید و تقویت اور تشجیعی کلمات سے حوصلہ بڑھاتے رہے۔ آج جو میں سالنامہ تاریخ اہل حدیث کی تین ضخیم جلدوں کی ترتیب و تدوین کے مراحل کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکا ہوں، اس میں خصوصی طور پر شیخ محترم کے نیک مشوروں کا بڑا اہم رول ہے۔ فجزاہ اللہ علی ذالك خیر الجزاء۔

۲۔ تراجم علمائے اہل حدیث اور ان کی مساعی و خدمات: تراجم اور شخصیات کی زندگی کو پڑھنا اور اسے قلمبند کرنا کوئی آسان عمل نہیں، بلکہ اس کے لئے وسعت مطالعہ، فن تذکرہ نویسی اور خاکہ نگاری کی معرفت اور اس میں مہارت بے حد اہم ہوتی ہے۔ شیخ رحمہ اللہ تراجم اور شخصیات پر گہری نظر رکھتے تھے اور علماء و اہل علم کی جماعتی جہود خدمات کو بڑی باریک نگاہوں سے اپنے ذہن و دماغ کے پردے پر نقش کر لیا کرتے تھے۔ اس بابت ماہنامہ نور توحید اور السراج جھنڈا نگر میں وفیات کے عنوان سے مسلسل آپ قرب و جوار اور ملک و بیرون ملک بالخصوص ہندوستان، نیپال پاکستان اور دیگر ممالک میں وفات پانے والے علماء و اعیان جماعت کے سلسلے میں بڑی ہی معلوماتی انداز میں ان کی سوانح و خدمات کے متعلق لکھا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ کی تحریریں اور رقم کردہ سوانحی خاکے قابل مطالعہ ہیں۔ جو جمع کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ اور جماعتی تاریخ کا ایک بڑا حصہ بن جائے۔
● خصوصی مضامین جو علماء اہل حدیث کی بعض خدمات و مساعی کو محیط ہیں۔ نمونے کے طور پر جنگ آزادی سے متعلق تحریر کردہ آپ کا ایک مقالہ ہے جسے بطور خاص اس بابت ذکر کیا جا سکتا ہے، اور وہ ہے: ''ہندوستان کی جنگ آزادی میں علماء اہل حدیث کا کردار'' یہ مختصر ہے مگر انتہائی جامع ہے۔
● ماہنامہ السراج کے خصوصی شمارے جو عالم عرب و عجم کی اہم ترین شخصیات پر آپ کی ادارت و نگرانی میں انتھک محنتوں اور کاوشوں کے بعد شائع ہوئیں۔ ان میں چند قابل ذکر ہیں: ۱۔ شیخ ابن باز نمبر، ۲۔ خطیب الاسلام نمبر، ۳۔ مفسر قرآن مولانا عبد القیوم رحمانی نمبر، ۴۔ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری نمبر۔

۳۔ ضلع گونڈہ و بستی کی جماعتی تاریخ: گونڈہ و بستی کو جماعت اہل حدیث کی تاریخ میں بڑا اہم مقام حاصل ہے۔ یہاں جماعت کی ایک بڑی آبادی بستی ہے اور عقیدہ و عمل میں پختگی اور دینی تعلیم سے وارفتگی میں دیگر خطوں سے بہت آگے نظر آتی ہے، یہاں جماعت کے اساطین کے علاوہ قدیم و جدید مدارس و مکاتب اور علماء کی ایک بڑی تعداد ہے جو میدان عمل میں کشمیر سے کنیا کماری تک بلکہ پورے عالم میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرگرم عمل نظر آتے ہیں، اس اہم ترین دینی، علمی و تاریخی خطہ پر بہت کچھ لکھا جانا باقی ہے، مولانا کی نگاہ اس جانب بھی بڑی تیز اور ثاقب تھی، اور اس بابت آپ کا مطالعہ بھی بے حد وسیع تھا، سدھارتھ نگر ضلعی جمعیت کے ناظم کی حیثیت سے بھی آپ کی یہ خواہش رہا کرتی تھی کہ علاقے کی تاریخ مختلف انداز میں ترتیب و تدوین کی جاتی رہے۔ چنانچہ اس بابت آپ نے متعدد سیمیناروں میں کئی تفصیلی مقالے لکھے، جو منظور خاص و عام ہو چکے ہیں اور اہل علم سے داد و تحسین پا چکے ہیں۔ ذیل میں کچھ مقالات و کتابوں کے نام درج ہیں۔

▫ اضلاع بستی و گونڈہ میں میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ کے علمی، دعوتی و اصلاحی اثرات: یہ علمی مقالہ شیخ الکل میاں صاحب پر دہلی میں منعقد ایک سیمینار میں پڑھا گیا، اور اہل علم نے اسے بہت سراہا، افادیت اور منہجیت نیز ایک مشہور خطہ کی مستند و محقق تاریخ ہونے کی حیثیت سے خاکسار راقم آثم نے مرکز تاریخ اہل حدیث ممبئی کے زیر اہتمام اس کی شاندار اشاعت کی۔ تاکہ میاں صاحب کے خلوص، اور اس خطے میں آپ کے شاگردوں کی خدمات سے دنیا واقف ہو سکے۔ دراصل یہ اس خطے کی جماعتی تاریخ کا کلیدی باب ہے جسے بڑی عرق ریزی سے شیخ نے قلمبند کیا ہے۔

▫ فارغین جامعہ سلفیہ، سدھارتھ نگر۔ یہ بھی ایک تفصیلی مقالہ ہے جسے آپ نے کانفرنس ابنائے قدیم منعقدہ جامعہ سلفیہ بنارس ۲۰۱۸ء میں پیش کیا تھا۔ اس مقالے میں جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم سے مذکورہ ضلع یعنی سدھارتھ نگر کے قدیم وجدید فضلاء وفارغین، ان کی سوانح اور خدمات کا تذکرہ مقصود تھا، مقالے کی ترتیب و تدوین کے وقت میں جھنڈا نگر میں آپ سے ملاقات کے لئے گیا تھا۔ کس قدر ہمہ تن جدوجہد اور فارغین اخوان واحباب سے رابطے اور اتصالات کے ذریعہ آپ نے کم وقت میں اتنا بڑا مواد جمع کرلیا اور پھر کانفرنس سے پہلے اسے اپنے الفاظ واسلوب میں مرتب کرکے، اور کمپوز کرکے اس کا پورا خلاصہ سامعین کے گوش گزار کر دیا۔ دراصل یہ آپ کی اس بابت ذاتی رغبت، جماعتی شوق اور وسعت مطالعہ اور محنت شاقہ کا بین ثبوت ہی نہیں بلکہ آپ کی علمیت وصلاحیت کی واضح دلیل ہے۔

الغرض شیخ محترم کی اس بابت ذاتی دلچسپی اور علمی خدمت بالکل نمایاں اور قابل مطالعہ ہے، اور اگر زندگی نے وفا کی ہوتی تو جماعتی تاریخ کے اہم ترین گوشے، اور اہم ترین شخصیات اور ان کی خدمات سے ملت و جماعت کو مزید آشنائی حاصل ہوتی۔ مگر اللہ کے فیصلے کو کون ٹال سکتا ہے۔ بڑی جلدی آپ اس دنیا سے رخصت ہو چلے۔ اللھم ارحمہ واغفرلہ۔

یہ چند باتیں ہمیں جو عجلت میں لکھی گئی ہیں۔ امید کہ قارئین کرام کے لئے مفید ہونگی۔ اللہ سے دعا ہے کہ شیخ محترم کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور خدمات کو شرف قبولیت عطا کرے۔ آمین

مراجع ومصادر: ▫ ریکارڈ مرکز تاریخ اہل حدیث ممبئی و بڑھنی سدھارتھ نگر۔ ▫ شیخ کی خودنوشت سوانح شائع شدہ کاروان سلف از عبدالرؤف ندوی۔ ▫ السراج ونور توحید جھنڈا نگر کے بعض شمارے۔ ▫ ذاتی معلومات، ملاقاتیں و یادداشتیں۔

▫▫▫

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فارسی زبان کے ماہر استاذ و مربی مولوی ہارون رشید صاحب کا انتقال پُرملال

وفات: ۲۸/اگست ۲۰۲۰ء

اصغر علی امام مہدی سلفی

نہایت رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ میرے چچا اور مدرسہ منظور العلوم بلیرامپور، مغربی چمپارن کے سابق مدرس، میرے والد ماجد رحمہ اللہ کے اکلوتے پھوپھی زاد بھائی اور میرے بچپن کے استاذ وخصوصی مربی جناب مولانا ہارون رشید صاحب جو چند سالوں سے سخت علیل تھے، قضائے الٰہی سے بتاریخ ۲۸/ اگست ۲۰۲۰ء شب کے تقریباً ایک بجے انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا ہارون رشید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ مولانا طویل علالت کے باوجود بڑے صابروشاکر اور راضی برضا تھے۔ اعلیٰ اخلاق وکردار سے متصف اور پابند شرع تھے۔ ایک کامیاب معلم اور روایتی اقدار وروایات کے حامل مربی تھے۔ دوران طالب علمی ان کی سخت نگرانی اور کڑی تربیت نے منجملہ دیگر طلبہ کے مجھے تعلیمی میدان کے اتار چڑھاؤ، نشیب وفراز اور بہت سی منفی ولایعنی صحبتوں اور روش سے محفوظ رکھا۔

ان کی سخت نگرانی، محبت آمیز سختی اور خشمگیں مگر دلنواز نگاہیں میری رہنمائی کا سبب بنیں۔ طالب علمی کا زمانہ اور طفلانہ سن شعور کے ایام میں اگر آپ کی ہدایات، سختی اور نرمی مشعلِ راہ نہیں ہوتی تو دیگر بہت سے ہمدرسوں اور ساتھیوں کی طرح میں بھی تعلیم کے راستے سے مچل اور بچل گیا ہوتا۔ بظاہر جو عافیت وسہولیت اور ترقی وتعلیم کی راہ بہتوں نے اپنائی اس روش پر چل کر میں بھی کہیں نہ کہیں ٹھوکریں کھا کر یا گوشۂ عافیت میں پڑ کر اپنے آپ کو سنبھال نہیں پایا ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل وکرم سے ہوتا ہے، مگر ظاہری اسباب اور ذرائع اور وسائل اور داخلی اور خارجی عناصر ووجوہات بھی اسی تقدیر اور توفیق کے تابع ہو کر انسانی زندگی کے ہر مرحلے میں موثر عوامل ثابت ہوتے ہیں۔ انہیں میں سے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی بسا اوقات تعلیم وتربیت کے معاملے میں سختی، بے پناہ لاڈ وپیار اور فراخ دلی کے ساتھ راحت رسانی اور دادا جان کی وسعت قلبی، اعلی ظرفی اور دور اندیشی کے درمیان والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی شفقت آمیز سختی اور دل پر پتھر رکھ کر جبر واکراہ کے ساتھ بڑے ماموں جان جناب عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے ہمراہ بسوئے مدرسہ روانہ کرنے کی عظیم ہمت وحوصلہ اور بڑی فکر وآگہی کا نتیجہ رہا کہ چمپارن کے اکلوتے مگر عظیم وزرخیز اور مجھ خام کو کندن بنانے کے قابل وماہر مادر علمی مدرسہ منظور العلوم جیسے سلفی ادارہ تک پہنچایا جہاں پہنچنا میرے لیے متعذر تھا۔ اور کسی کے وہم وگمان میں یہ نہ تھا اور نہ کبھی کسی کے حاشیۂ خیال میں یہ بات گزری تھی کہ اپنے قریب ترین اور خاندانی طور پر مدعم وموسس نامور مدرسوں کو چھوڑ کر بلی رام پور کے اس دور افتادہ اہل حدیث مدرسے کی طرف یہ بچہ رخ کرے گا، جس کے منہج وفکر کے بارے میں اہل خانہ کو کوئی خبر نہ تھی۔ پھر وہاں پہنچ کر کے اداسی، مایوسی اور نامانوسیت کی جو حالت وکیفیت تھی اس میں چند گھنٹے ٹک پانا ایک بالکل ہی طفل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکتب کے لیے انتہائی دشوار اور بے حد دل فگار تھا۔ مگر اللہ جل شانہ جو اپنے فضل واحسان اور انعام کے ذریعے ہمارے جد امجد آدم علیہ السلام کو جنت جیسی جگہ سے نکال کر خلافت ارضی اور ابوالانبیاء ہونے کا شرف بخشا، نوح علیہ السلام کو سفینۂ نجات عطا فرمادیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کی سب سے مقدس سرزمین عطا فرمادی اور سید المرسلین والآخرین خاتم النبین اور ہمارے سب سے محبوب ترین نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین مکہ کے نرغے سے نجات دے کر طیبۃ الطیبہ مدینہ منورہ کی پاک سرزمین پر تمکن وسرفرازی عطا فرمادیا اور سب سے بڑے مظلوم کو رحمۃ للعالمین ہونے کا شرف بخش دیا وہ اک حقیر سے بچے کو ماں کے آغوش محبت وشفقت اور باپ کے سایہ عاطفت والفت اور راحت اور انہار و باغات کی پرفضا سرزمین سے نکال کر ایک ناموناس جگہ میں پہنچا دیا اور وہاں مشفق اساتذہ اور اچھے طلبہ خصوصاً مشفق اساتذہ اور چچا ماسٹر داؤد صاحب حفظہ اللہ اور مربی ومرشد چچا مولوی ہارون رشید صاحب اور ان کی بہنوں اور سب کی سرپرست ہماری دادی (والد ماجد کی پیاری پھوپھی جان) وغیرھم کی شفقت کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے عطا کردیا تو کوئی لائق تعجب بات نہیں ہے۔ ولیس ذلک علی اللہ بعزیز۔

اور یوں ہم علم دین کے واسطے مرکز بنے مدرسہ منظور العلوم بلی رام پور میں رہ کر وہاں کے مشفق ومحنتی اور مخلص اساتذہ خصوصاً مولانا شفیق عالم سلفی غوث نگری، مولانا نیاز احمد صاحب فیضی، مولانا عبدالخالق صاحب سلفی نیپالی، مولانا ماسٹر عیسی صاحب، ماسٹر فیاض صاحب، مولانا یسین صاحب اثری، مولانا عبداللہ صاحب فیضی نیپالی، استاذ گرامی قدر مولانا احمد مجتبیٰ صاحب سلفی ومدنی، ماسٹر حضرت علی، ماسٹر رؤف الاعظم اور مولوی حیدر علی حفظھم اللہ اور محترم جناب مولانا عبدالحنان صاحب قاسمی لہسنیاوی، محترم جناب مولانا عبدالغفور صاحب نیپالی، محترم جناب مولانا محمود عالم صاحب عمری، مولانا ادریس صاحب فیضی وغیرھم رحمہ اللہ واسعۃ سے اپنی بے بضاعتی اور نااہلی کے باوجود ان کے ارشادات اور دعاؤں کی بدولت کسی قدر علمی شدبد حاصل کرسکے اور بعد کے مراحل بھی انہی کے ارشادات وہدایات کی روشنی اور دعاء کی برکت اور اثر سے طے کرتے ہوئے چند ٹوٹے پھوٹے اور چھوٹے موٹے نیک کام انجام دینے کی توفیق سے نوازے جارہے ہیں اس امید کے ساتھ کہ اللہ جل شانہ الاحد الصمد اپنی رحمت بیکراں سے شرف قبولیت بخش دیں گے اور میرے لئے اور میرے والدین ماجدین رحمہم اللہ، تمام ہی اساتذہ گرامی قدر اور جملہ اقارب واصدقاء اور اصحاب کے لئے صدقۂ جاریہ بنائیں گے۔ خصوصاً ہمارے استاد وعم گرامی مولوی ہارون رشید رحمہ اللہ وغیرہ کے لئے جنھوں نے ہماری رہنمائی مدرسہ بلی رامپور سے مادر علمی جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو میں منتقل ہونے، وہاں سے مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس میں زیر تعلیم رہنے، پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں خوشہ چینی کرنے اور پھر ہندوستان لوٹ کر جامعہ سلفیہ میں تدریس وتبلیغ وتحریر کرنے تک مخلصانہ اور مشفقانہ رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ آپ کا یہ بڑا بڑپن تھا کہ استاذ ومربی اور چچا ہونے کے باوجود جہاں آپ مجھے بے حد عزیز رکھتے تھے۔ وہیں شروع سے ہی اکرام واعزاز کا معاملہ بھی فرماتے تھے۔ جسے میں قدردانی، ہمت افزائی اور تشجیع کا نام دیتا تھا۔

ہمارے یہ چچا جان اپنے ماں باپ کے اکلوتے نرینہ اولاد تھے۔ سات ماموؤں اور ایک خالہ کے بیچ تنہا بھانجا تھے۔ ۲۹ ماموں زاد بھائیوں اور اسی قدر ممیری بہنوں کے اکلوتے عمہ زاد تھے اور ایک صد سے زیادہ بھتیجوں اور اسی قدر بھتیجیوں کے چچا تھے اور سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر اپنا حق سمجھنے کے بجائے اپنے اوپر سب کا حق مانتے اور گردانتے تھے اور حتی الامکان اسے ادا کرنے کی سعی فرماتے تھے۔

بہر حال آپ کی ہمت وعزت افزائیوں کا سلسلہ جاری تھا کہ اچانک اطلاع ملی کہ آپ کے انتقال کا سانحہ پیش آ گیا۔ کیا پتہ تھا کہ ہم ان کی اہلیہ اور اپنی چچی جان کی موت کے بعد چچا کی خدمت میں تعزیت کرنے کچھ ایام قبل حاضر ہوئے تھے تو یہ آخری ملاقات ثابت ہوگی اور دوسری ملاقات کے بجائے کندھوں پر ان کا جنازہ اٹھانے، ان کی میت پر اتنا جلد نماز جنازہ پڑھانے اور اپنے ان لرزتے ہاتھوں سے انہیں قبر میں اتارنے کے صدمات سے دوچار ہونے کی نوبت آ جائے گی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

گلہ ہی کیا ہے مولائے کریم ہی نے دیا تھا اسی نے لے لیا۔ ہمارے چچا جان بھی کیا جماعت وملت کے کیسے کیسے اساطین ومحبین جن کی حقیقت میں اس ملک وملت اور جماعت کو ضرورت تھی وہ اللہ والے تھے اور ان کے خواستگاروں اور سوگواروں کا ایک عالم آباد ہے وہ چلے گئے اور ہم ناکارہ ان کا سوگ منانے کے لئے رہ گئے۔ اے اللہ! ہم تیرے فیصلے سے راضی ہیں۔ مولا! ہمیں صبر اور اجر دے، ان کے تمام پسماندگان خصوصاً ان کی پیاری بہن زینت النساء پھوپھی جان، بیٹوں مولوی بدر عالم سلفی، صدر عالم اور شاہنواز عالم اور بیٹیوں جمال آرہ، جہاں آرا، نشاط آرا کو صبر وسلوان عطا فرما، ان کی مغفرت فرما اور جنت الفردوس کا مکین بنا۔ آمین یا رب العلمین۔ احباب جماعت اور عامۃ المسلمین سے چچا اور چچی کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

(ترجمان دہلی: ۱۵۔ ۱۶ اکتوبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب عبدالوہاب صاحب/جے پور راجستھان

وفات: ۱/ستمبر ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت کے موقر رکن شوری، صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے نائب ناظم اور جماعت و جمعیت اور ملت کے بڑے ہی مخلص و محنتی خادم اور معروف سماجی شخصیت جناب عبدالوہاب صاحب (جئے پور، راجستھان) کے انتقال پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو جماعت و ملت کا خسارہ قرار دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مرحوم بڑے خلیق وملنسار اور منکسر المزاج، غیور و محب اور فدائے جمعیت وملت تھے۔ اور جے پور میں سرخیل جماعت کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔ آپ کی کوششوں اور کاوشوں سے جماعت کے بہت سے اہم کام انجام پائے۔ وہاں کی سب سے بڑی جامع مسجد اور مدرسہ واقع چاردروازہ کی زمین کی خریداری کے سلسلے میں ہمیشہ کوشاں رہے اور مرکزی جمعیت کے آرگنس کے ذریعہ اس کے تعاون کے لئے مسلسل ذمہ داران سے اتصال میں رہے۔ اس سلسلے میں وہاں کے احباب جماعت کے ساتھ ساتھ آپ مرحوم، معروف عالم دین مولانا عبدالحئی اصلاحی رحفظہ اللہ سابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان اور ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہلحدیث راجستھان جناب عبدالحفیظ صاحب وغیرھم کی انتھک کوششیں فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے وفود کا جہاں والہانہ استقبال اور ضیافت کرتے تھے وہیں ادنی مناسبت سے چند عوارض، پیرانہ سالی اور وقت کی تنگ دامانی کے باوجود مرکزی دفتر حاضر ہوئے، مرکز کی شاندار عمارت کو دیکھ کر بہت ہمت افزائی فرمائی، ڈھیر ساری دعائیں دیتے رہے، اور شدت جذبات سے آپ پر وارفتگی طاری ہوگئی۔ کچھ مہینوں پہلے جے پور کی جامع مسجد واقع چاردرازہ کی توسیع کے افتتاح کے موقع سے مرکزی وصوبائی جمعیت کے وفد کی جس قدر پذیرائی کی اور احباب جماعت سے ملاقات کرانے اور ضیافت کا حق ادا کر کے خوش ہونے کی جو کیفیت تھی وہ آپ کے اخلاق عالیہ اور ایماندار و دیندار ہونے کی ایک اور اعلیٰ مثال ہے۔ اللہ بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

پریس ریلیز کے مطابق کچھ دنوں پہلے ان پر فالج کا اٹیک ہوا تھا اور ان کو جے پور اسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا تھا اور مرکزی وصوبائی جمعیات اہل حدیث نے ان کے لے دعائے صحت کی اپیل کی تھی۔ لیکن صحت بحال نہ ہوسکی اللہ کی مرضی تھی کہ انہیں اپنے پاس بلالے۔ مرضی مولی از ہمہ اولی اور وہ طویل علالت کے بعد گذشتہ شب کے ایک بجے بعمر تقریباً ستر سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی تدفین بعد نماز ظہر گھاٹ گیٹ قبرستان، جے پور، راجستھان میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ، دو بیٹے، عبدالخالق شہاب صاحب اور شاداب صاحب اور تین بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ جو سب آپ ہی کی طرح غیور، جماعتی حمیت سے سرشار اور آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس میں مقام عطا کرے، پسماندگان و متعلقین اور خویش واقارب کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور جمعیت و جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین (ترجمان دہلی: ۳۰-۱۶ ستمبر ۲۰۲۰ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد سعید ندوی/بہار

وفات: ۳/ستمبر ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے سیمانچل بہار کے بزرگ عالم دین، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن شوری، ضلعی جمعیت اہل حدیث کٹیہار بہار کے سابق ناظم و امیر اور قدیم تعلیمی وتربیتی ادارہ مدرسہ اصلاحیہ سیما پور کٹیہار کے سابق پرنسپل استاذ الاساتذہ مولانا محمد سعید ندوی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو تعلیمی وتربیتی میدان کا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے فرمایا کہ مولانا محمد سعید ندوی صاحب نہایت نفیس، باوقار، سنجیدہ شخصیت کے مالک اور باعمل، خلیق وتواضع اور غیور عالم دین تھے۔ انہوں نے مدرسہ اصلاحیہ سیما پور کٹیہار، دارالعلوم دیوبند، جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو، جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وغیرہ معروف ترین دینی وتعلیمی اداروں میں مولانا ابوبکر ہارونی، مولانا مصلح الدین اعظم گڑھی، مولانا احمداللہ رحمانی، مولانا حبیب الرحمن فیضی، صاحب مصباح اللغات مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، مولانا رابع حسنی ندوی، مولانا عبدالماجد ندوی پٹنوی وغیرہ اکابر علماء سے اکتساب فیض کیا اور پوری زندگی نسل نو کی تدریس وتعلیم میں گزار دی۔ اور مسلسل چھ دہے تک کئی نسلوں نے ان کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ حتیٰ کہ بیان کیا جاتا ہے کہ سیمانچل بہار کے خال خال علماء ہی ہوں گے جن کو ان کی شاگردی کا شرف حاصل نہ ہوا ہو۔ مولانا نے مادر علمی مدرسہ اصلاحیہ سیما پور کے علاوہ مدرسہ مظہرالعلوم بٹنہ مالدہ، مدرسہ اصلاح المسلمین چتوریہ، مدرسہ دارالہدیٰ کھوراگاچھ ارریہ، جامعہ عائشہ للبنات اور جامعۃ الامام البخاری کشن گنج وغیرہ متعدد مدارس وجامعات میں تدریس کے ساتھ ساتھ جمعیت کے مختلف مناسب پر فائز ہو کر علاقے میں جمعیت وجماعت اور ملت کی بڑی خدمات انجام دیں۔ علاوہ ازیں آپ نے چند کتابیں بھی لکھیں اور بعض کتابوں کے ترجمے بھی کئے جن میں ایمان فروش اور دہشت گردی اور تاریخ مذاہب میں ان کی مختلف شکلیں قابل ذکر ہیں۔

پریس ریلیز کے مطابق مولانا چند ہی دنوں پہلے مبتلائے ٹائی فائڈ بخار ہوئے تھے اور آج قضائے الٰہی سے بوقت ۹ بجے صبح بعمر تقریباً ۸۵ سال ارریہ میں راہی ملک بقا ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آج ہی ارریہ بہار میں بعد نماز عصر ان کی تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں تین صاحب زادے پروفیسر ڈاکٹر مسعود عالم صاحب، منصور عالم صاحب اور نسیم اختر صاحب اور متعدد پوتے پوتیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان کو صبر وسلوان عطا کرے۔ اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے آمین، یارب العالمین۔ (ترجمان دہلی: ۳۰-۱۶ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالمقتدر عرف پاشا بھائی/ حیدرآباد

وفات: ۶ ستمبر ۲۰۲۰ء

یہ خبر انتہائی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد کی معروف شخصیت اور مسجد محبوبیہ چنچل گوڑہ کے صدر محترم جناب عبدالمقتدر عرف پاشا بھائی (وہاب اینڈ کو) مورخہ ۶ ستمبر ۲۰۲۰ء کو صبح ۴:۳۰ بجے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف بڑے مخلص، ملنسار، جماعتی خدمت گزار، بااخلاق وباکردار انسان تھے۔ آپ کی وفات جمعیت وجماعت کا خسارہ ہے۔ اسی روز بعد نماز عصر مسجد محبوبیہ (اہل حدیث) چنچل گوڑہ میں جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور جمعیت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ ہم مرحوم کے پسماندگان اور شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرہ آباد کے ذمہ داران ومتعلقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ (شریک غم: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) (ترجمان دہلی: ۳۰-۱۶ ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

حکیم اجمل خان صاحب/ ہریانہ

وفات: ۷/ ستمبر ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق ناظم اور مجلس عاملہ وشوریٰ کے سابق رکن، شمالی ہند کی قدیم ومعروف دینی وتربیتی درسگاہ جامعہ سلفیہ شکراوہ میوات اور مدرسۃ البنات شکراوہ میوات کے صدر، مجلہ اہل حدیث میوات کے مدیر وسرپرست، متعدد کتابوں کے مؤلف، ممتاز اہل قلم وصحافی، حاذق وماہر طبیب اور ملک وملت اور جماعت کی اہم شخصیت حکیم اجمل خاں صاحب کے انتقال پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے فرمایا کہ حکیم اجمل خاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا، انہوں نے متعدد اداروں سے وابستہ ہوکر اپنے مخصوص انداز میں ملک وملت اور جماعت کی خدمت کی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے پلیٹ فارم سے بھی جماعت وجمعیت کی ایک زمانہ میں بڑی خدمات انجام دیں۔ پریس ریلیز کے مطابق ایک زمانہ میں احباب جماعت کو مرکزی جمعیت اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث ہند کے اپنی ذاتی ملکیت پر مبنی دفتر نہ ہونے کا شدت سے احساس ہوا اور اس کے لیے تگ و دو شروع ہوئی اور اس وقت کے ذمہ داران ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی رحمہ اللہ اور حافظ محمد یحییٰ دہلوی حفظہ اللہ وغیرہم کی انتھک کوششوں اور بے پناہ اخلاص کے صلہ میں اوکھلا میں ایک بڑی قطعہ اراضی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نام سے خرید لی گی جو آج اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا کے نام سے معروف و مشہور ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور سابق امیر حافظ محمد یحییٰ دہلوی صاحب حفظہ اللہ، موجودہ امیر اور اس وقت کے ناظم عمومی مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی و دیگر ذمہ داران کی کوششوں سے عالیشان مسجد اور متعدد عمارتیں کھڑی ہیں اور آج بھی کروڑوں کا ایک عظیم الشان پروجیکٹ زیر تعمیر ہے۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ جن دنوں یہ زمین خریدی جارہی تھی جمعیت و جماعت کے دیگر بزرگوں اور ذمہ داروں نے ایک دوسری زمین اردو بازار جامع مسجد میں جمعیت کے لئے خریدنے کی کوشش کی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دفتر کے لئے وہ جگہ بھی اس وقت کے امیر جمعیت مولانا عبدالوحید سلفی رحمہ اللہ اور نائب امیر جمعیت مولانا مختار احمد ندوی رحمہ اللہ وغیرھم کی کوششوں سے کچھ ہی مدت بعد خرید لی گئی جو آج اہل حدیث منزل کے نام سے مشہور ہے اور جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا صدر دفتر قائم ہے اور جس پر امیر جمعیت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی اور دیگر ذمہ داران نے احباب جماعت و جمعیت کی توجہ و عنایت سے عظیم الشان تین منزلہ عمارت کھڑی کردی ہے کیونکہ قدیم ترین عمارت بوسیدگی کی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ مرکزی جمعیت کے لئے اس زمین کو خریدنے اور اس میں جمعیت کا دفتر قائم کرنے میں اس زمانے میں جو کوششیں محترم جناب حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے صرف کیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کے اس کارنامے کو جمعیت کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام اسلاف، ذمہ داران اور بزرگوں کو ان کارناموں کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور انہیں جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ آمین

پریس ریلیز کے مطابق حکیم صاحب مرحوم نے مختلف ادوار میں جمعیت کی فلاح و بہبود کے لئے نیک مشورے دیئے خصوصاً جماعت کی نشاۃ ثانیہ کا جو دور ۲۰۰۱ء سے شروع ہوا اور جس میں دعوت وتبلیغ، طباعت کتب ورسائل، تعمیرات، صحافت و اعلام، تحقیق وتصنیف، انعقاد موتمرات وندوات وسیمینار وسمپوزیم، قیام اوقاف دیگر ملی، ملکی اور عالمی تعلقات کی استواری، سماجی ورفاہی خدمات اور دیگر بہت سے میدانوں میں جب جمعیت نے نمایاں اور ممتاز کارنامے انجام دیئے اور اس راہ میں مشکلات اور رکاوٹیں آنی شروع ہوئیں تو حکیم صاحب نے بھی بارہا بڑی ہمت افزائی کی اور بعض دفعہ خود آگے بڑھ کر رکاوٹوں کو دور کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا جس کی جمعیت ممنون کرم ہے۔ انسان کی زندگی میں مختلف نشیب وفراز آتے رہتے ہیں۔ حکیم صاحب بھی ایک انسان تھے۔ بہت سے حسنات اور بہتر اعمال وکردار کے ساتھ فروگزاشتیں بھی یقیناً سرزد ہوئی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے۔ بہر حال ان کی بڑی شخصیت تھی جس سے آج ہم محروم ہو گئے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ حکیم صاحب کو جماعتی غیرت بھی ورثے میں ملی تھی اور معروف معنی میں گو وہ بہت بڑے عالم، متقی اور صاحب جبہ ودستار نہ تھے مگر کتاب وسنت اور منہج سلف کی حمیت اور حمایت کا جذبہ فراواں لیے ہوئے تھے۔ انہی بنیادوں پر انہوں نے دفاع کتاب وسنت اور منہج سلف پر متعدد کتابیں مرتب کیں اور انہیں شائع بھی فرمایا۔ جماعتی تاریخ سے بھی ان کا گہرا لگاؤ تھا اس لیے اس سلسلہ میں ان کی نگارشات بعض فروگزاشتوں سے قطع نظر اہم ہیں۔ انہوں نے تصحیح فکر کی نشر واشاعت اور ترویج کتاب وسنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے دارالکتاب کے نام سے ایک مکتبہ بھی قائم کر رکھا تھا جس سے وہ ایک مدت تک منسلک رہ کر دہلی میں مقیم رہے۔ آپ کے والد ماجد ایک بڑے عالم، مدبر و منتظم اور حاذق و ماہر طبیب اور لائق و فائق مدرس و مربی تھے۔ آپ نے ان کے طب و حکمت کے بہت سے نسخے کو اپنا کر خلق الٰہی کو بے حد فائدہ پہنچایا اور اسے ذریعہ معاش بھی بنایا۔ آپ کے بھی بعض نسخے بہت خصوصیات کے حامل مانے جاتے ہیں۔ اسی لیے آپ کا مطب بہتوں کے لیے مرجع و مصدر بنا ہوا تھا جس میں آپ ماضی قریب میں بھی علالت سے قبل باضابطہ بیٹھتے تھے جس سے لوگوں کو کافی فائدہ پہنچتا تھا۔

امیر محترم نے کہا کہ ایک لمبی مدت تک حکیم صاحب نے ہریانہ کی عظیم و قدیم درسگاہ جامعہ سلفیہ شکراوہ کی سرپرستی اور صدارت بھی کی اور تادم واپسیں اس کی خدمت کرتے رہے۔ بعد کے ادوار میں ہریانہ کا یہ مرکز تعلیم و تربیت اور مرکز افتاء و ارشاد اپنے عہد شباب اور دور اول کے معیار پر قائم نہ رہ سکا کیوں کہ اداروں کی زندگی میں بھی اتار و چڑھاؤ آتے رہتے ہیں اور وہ تعمیر و ترقی، انحطاط و تنزل اور عروج و زوال کے شکار ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کے دور میں یہ مرکزی ادارہ بھی اپنی سابقہ حالت پر برقرار نہ رہ سکا لیکن تعلیم نسواں کے اضافہ کے ساتھ دیگر تعلیمی سلسلے بھی کسی نہ کسی شکل میں جاری و ساری رہے۔ امید ہے کہ شکراوہ کا یہ دارالعلوم اللہ کی توفیق سے پھر مرکز علم و فن بن کر شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار شکراوی، شیخ الحدیث مولانا داؤد راز، شیخ الحدیث علامہ حکیم عبدالشکور وغیرھم رحمہم اللہ کے دور عروج کی طرف پھر رواں دواں ہوگا۔

لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

پریس ریلیز کے مطابق حکیم اجمل خاں صاحب جماعت کی معروف دینی، علمی شخصیت معروف معالج و عالم دین علامہ حکیم عبدالشکور شکراوی رحمہ اللہ کے فرزند تھے۔ آپ کی پیدائش میوات ہریانہ کے نیمکا گاؤں میں ۱۹۳۶ء میں ہوئی تھی۔ سرکاری اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بقول بعض جامعہ سلفیہ شکراوہ میں داخلہ لیا اور اپنے والد ماجد اور شارح بخاری علامہ داؤد راز رحمہ اللہ و دیگر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا اور طب یونانی میں بھی درک حاصل کیا۔ فراغت کے بعد علاقائی سطح پر دینی ملی اور بعض سیاسی سرگرمیوں میں مشغول رہے۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد ۱۹۶۱ء میں جامعہ سلفیہ شکراوہ کے صدر بنائے گئے۔ شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے اخبار اہلحدیث جس کی نشاۃ ثانیہ ان کے والد حکیم عبدالشکور صاحب نے مجلہ اہل حدیث کے نام سے کی تھی اس کے آپ ۱۹۷۸ء سے تاحال ایڈیٹر رہے۔ آپ نے متعدد کتابیں بھی تصنیف کیں جن میں سے اکثر تاریخ میوات سے متعلق ہیں۔ مثلاً تاریخ میو کھشتری، مہا بھارت میواتی سعداللہ خان، رہبر میوات چودھری محمد یسین خان، میوات کے سوتنتر تا سینانی، جنگ آزادی اور میوات، میواتی ادب وغیرہ۔ آپ ادھر کافی دنوں سے علیل تھے۔ کچھ دنوں تک نئی دہلی میں زیر علاج رہے۔ لیکن صحت یاب نہ ہو سکے۔

امیر محترم نے کہا کہ ہم نے متعدد باران کی عیادت و بیمار پرسی کی اور ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل بھی کی گئی۔ امیر محترم نے کہا کہ حکیم صاحب کی عیادت کے موقع پر دوران مصافحہ انہوں نے ایسے نیک جذبات کا اظہار فرمایا اور کچھ ایسی باتیں عرض کیں کہ جنہیں سن کر وہاں موجود صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ کے ذمہ داران سمیت تمام ارکان وفد اور علماء دنگ اور حیرت زدہ رہ گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب کہ میں ذاتی طور پر ان کی عظمت کا اس طور پر بھی قائل ہو گیا۔ افسوس کی بات ہے کہ حکیم صاحب کل شام بوقت مغرب بعمر تقریباً ۸۵ سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

پریس ریلیز کے مطابق ان کی تدفین آج صبح نو بجے آبائی وطن شکراوہ میوات میں عمل میں آئی۔ جس میں بہت سے معززین جماعت اور علماء کے علاوہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر، ناظم عمومی اور متعدد کارکنان کے ساتھ ساتھ صوبائی وضلعی جمعیات اہل حدیث ہریانہ کے ذمہ داران ومتعلقین نے بھی بڑی تعداد میں شرکت فرمائی۔ حکیم صاحب کے پسماندگان میں اہلیہ، تین صاحب زادے محمد جاوید، محمد نظر اور محمد عابد، داماد مولانا نواب احمد سلفی اور تین صاحبزادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ خدمات کو قبول کرے۔ بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے۔ جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ پسماندگان کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور جمعیت وجماعت اور جامعہ سلفیہ شکراوہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دیگر ذمہ داران واراکین اور کارکنان نے بھی حکیم صاحب کے انتقال پر پسماندگان سے دلی تعزیت کی ہے اور ان کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لیے دعا گو ہیں۔ (ترجمان دہلی: ۳۰۔۱۶ ستمبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

حکیم اجمل خاں صاحبؒ / ہریانہ

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

پیدائش: حکیم اجمل خاں صاحب جماعت کی معروف شخصیت حکیم مولانا عبدالشکور میواتی رحمہ اللہ (بانی وموسس جامعہ سلفیہ شکراوہ قائم شدہ ۱۹۳۰ء) کے فرزند ارجمند تھے۔ ۱۹۳۶ء میں 'نیم کا' گاؤں ضلع گڑگانوہ، میوات میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۷ء کی سورش میں ''نیم کا'' گاؤں سے ہجرت کر کے شکراوہ آباد ہو گئے۔

حکیم صاحب کے ایک بھائی مولانا رشید احمد رحمانی رحمہ اللہ تھے جو خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری رحمہ اللہ کے ساتھیوں میں سے تھے اور آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے مبلغ تھے۔ دوسرے بھائی کبیر احمد تھے جو آزادی کے وقت پاکستان ہجرت کر گئے۔ ان کا خاندان وہیں آباد ہے۔

تعلیم وتربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم آبائی وطن ''نیم کا'' کے سرکاری اسکول میں ہوئی، اس کے بعد ۱۹۴۲ء میں اپنے والد کے قائم کردہ ادارہ جامعہ سلفیہ شکراوہ میں داخل ہوئے، یہاں ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۶ء تک اپنے والد ماجد حکیم عبدالشکور کے علاوہ جماعت کے معروف خطیب اور عالم مولانا داؤد راز دہلوی ہریانوی اور مولانا عبدالقدوس ہریانوی سے عربی کی تعلیم حاصل کی اور فضیلت تک کی تعلیم مکمل کی۔

❑ طب یونانی بھی آپ کے والد صاحب سے ورثہ میں ملی تھی اور ساتھ ہی اس کی ڈگری بھی حاصل کر رکھی تھی۔

❑ بعض روایتوں کے بموجب آپ نے شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد مولانا عبدالحکیم جیوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا تھا۔ جیسا کہ شیخ محمد رحمانی دہلی رحفظہ اللہ و دیگر اہل علم نے بیان کیا ہے۔

□ تعلیم سے فراغت اور سیاست میں دلچسپی کے باعث ہریانہ کانگریس میں مختلف عہدوں پر فائز رہے اور طبابت کا بھی کام جاری رہا۔ بچپن سے ہی لکھنے پڑھنے کے شوقین تھے، چنانچہ والد صاحب کی وفات کے بعد آپ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ سلفیہ شکراوہ کے ۱۹۶۱ء سے ہی نگراں وصدر رہے، اور ادارے کو ترقی کے بام عروج تک پہنچایا۔ اسلامیہ ہائی اسکول شکراوہ کے بھی رئیس تھے۔ آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس دہلی کے ممبر اور ہریانہ کے سابق کنوینر بھی کچھ سالوں تک رہے۔ جامعہ محمدیہ مالیگاؤں کی مجلس عاملہ کے بھی ممبر مقرر کئے گئے تھے، بالخصوص جماعت کی عظیم علمی شخصیت استاذ گرامی مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ سے آپ کے تعلقات بے حد اچھے تھے اور برسوں آپ کے ادارہ مرکز ابوالکلام آزاد کے نائب صدر تھے اور آپ کی وفات کے بعد بھی اس عہدہ پر فائز تھے۔

□ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے اخبار ''اہل حدیث'' کی آزادی کے بعد آپ کے والد صاحب نے نشاۃ ثانیہ کی۔ مولانا تقریظ سہسوانی اس کے ایڈیٹر رہے، حکیم عبدالشکور کی وفات کے بعد مولانا مختار احمد ندوی اور مولانا یوسف مرکزی رحمہم اللہ اداریہ لکھتے رہے، اور حافظ یحییٰ دہلوی اسے شائع کرتے رہے مگر کسی وجہ سے مجلہ بند ہوگیا، ۱۹۷۸ء میں حکیم اجمل صاحب نے اس کی اشاعت کے لئے تگ ودو شروع کی اور اسے نئے ٹائٹل کے ساتھ رجسٹرڈ کرالیا اور مولانا عبدالحمید رحمہ اللہ کی کاوشوں سے یہ کسی طرح دوبارہ شروع ہوا، حکیم صاحب اسی وقت سے تاحال اس کے ایڈیٹر تھے اور بلا ناغہ اس یادگار مجلہ کو آخری وقت تک شائع کرتے رہے، یہ فترہ چالیس سال سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ اس کی بھی اپنی ایک تاریخ ہے۔ جس کی تفصیل آنی چاہیے۔ اس کے علاوہ آپ ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۵ء جماعت کے آرگن جریدہ ترجمان کے بھی ایڈیٹر رہ چکے تھے۔

اور اسی طرح مجلہ الہلال دہلی ۱۹۹۳ء۔ ۲۰۰۱ء، اوقاف ہریانہ اور کئی مجلّات کی بھی اپ ادارت فرما چکے تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے بھی کچھ سالوں تک جنرل سکریٹری اور ناظم عمومی تھے۔

تصنیفات: آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں:۔ □ وحیدالدین خاں کی گمراہیاں، □ جماعت اسلامی کو پہچانیے، □ تاریخ میو کھشتری، □ مہابھارت میواتی سعد اللہ خان، □ رہبر میوات چودھری محمد یسین خان، □ میوات کے سوتنتر تا سینانی، □ جنگ آزادی اور میوات، □ میواتی ادب، جیسی اہم تاریخی وعلمی کتابیں ہیں۔ آپ میوات، ہریانہ، جنگ آزادی اور جماعتی تاریخ کے نشیب وفراز سے بخوبی واقف تھے، اور بہت ساری باتوں کے چشم دید گواہ بھی تھے۔

اہم عہدے اور مناصب: □ صدر جامعہ سلفیہ وکلیہ اسلامیہ للبنات، شکراوہ ۱۹۶۱ء تا وفات، □ نائب صدر ابوالکلام آزاد اسلامک اویکنگ سینٹر نئی دہلی ۲۰۰۳ء تا وفات۔ □ چیئر مین مولانا آزاد میوات اکیڈمی۔ □ سابق ممبر مجلس عاملہ جامعہ سلفیہ بنارس۔ □ ممبر مجلس عاملہ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں۔ □ جنرل سکریٹری ضلع کانگریس گڑگاؤں، ۱۹۶۸ تا ۱۹۷۰ء سابق کنوینر آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس دہلی وغیرہ۔

غرضیکہ آپ کی ذات ایک مکمل انجمن تھی، اور ایک بہترین منتظم کار کے ساتھ ایک کہنہ مشق قلمکار اور صحافی بھی تھے۔ اور سرکاری ودینی کئی اداروں اور انجمنوں کے بانی، رئیس، ممبر اور کنوینر رہ چکے تھے۔ اللہ غریق رحمت فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات: کافی دنوں سے بیمار پڑے تو اس بار طبیعت سنبھل نہ سکی اور بتاریخ ۷ ستمبر ۲۰۲۰ء بروز سوموار شام ڈھلتے ڈھلتے علم وعمل کا یہ آفتاب بھی غروب ہوگیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

دوسرے دن ۸/ستمبر کو تدفین عمل میں آئی، نماز جنازہ شیخ محمد رحمانی حفظہ اللہ (دہلی) نے پڑھائی۔

پسماندگان: حکیم صاحب کے پسماندگان میں ایک بیوہ تین لڑکے۔ ۱۔ نظر الاسلام، ۲۔ ڈاکٹر جاوید حسین، ۳۔ ڈاکٹر عابد حسین اور تین بیٹیاں اور کئی پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔

اللہ پسماندگان اور جامعہ سلفیہ شکراوہ و جماعت کے لوگوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور وارثین کو حکیم صاحب کے مشن کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

مراجع ومصادر: □ ریکارڈ مرکز تاریخ اہل حدیث وانسائیکلوپیڈیا اہل حدیث بڑھنی سدھارتھ نگر۔ □ استفسارات از شیخ محمد رحمانی دہلی۔

□□□

ڈاکٹر عبدالکریم رحمہ اللہ / ناگپور

وفات: ۸ ستمبر ۲۰۲۰ء

یہ خبر نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ شہری وضلعی جمعیت اہل حدیث ناگپور کے سابق ناظم اعلیٰ اور جماعت وجمعیت کے بڑے ہی مخلص اور محنتی خادم جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب (ناگپور) کا طویل علالت کے بعد مورخہ ۸ ستمبر ۲۰۲۰ء کی شب کے تین بجے بعمر تقریباً ستر سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بڑے خلیق وملنسار اور منکسر المزاج، غیور ومحب اور فدائے جماعت وجمعیت تھے۔ کچھ دنوں پہلے اسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا تھا اور ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل بھی کی گئی تھی۔ لیکن صحت بحال نہ ہوسکی۔ اللہ کی مرضی تھی۔ پسماندگان میں اہلیہ، تین بیٹے، بیٹی اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں مقام عطا کرے پسماندگان ومتعلقین اور خویش واقارب کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور جمعیت اور جماعت کو نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین (شریک غم اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) (ترجمان دہلی: ۰-۳۰۔۱۶ ستمبر ۲۰۲۰ء)

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بزرگ عالم دین مولانا عبدالحئی اصلاحی راجستھان

وفات: ۱۰ ستمبر ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے جماعت اہل حدیث کی بزرگ ترین شخصیت، معروف عالم دین اور سابق نائب امیر مرکزی جمعیت اہل ہند مولانا عبدالحی اصلاحی کے سانحۂ ارتحال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کو جماعت وجمعیت نیز ملک وسماج کا عظیم خسارہ قرار دیا ہے جو گزشتہ شام دینی، دعوتی، تنظیمی اور سماجی خدمات سے بھرپور زندگی گزار کر طویل علالت کے بعد تقریباً ایک سو پانچ سال کی عمر میں وطن مالوف کھنڈیلہ، راجستھان میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

امیر محترم نے کہا کہ مرحوم 1915ء میں صوبہ راجستھان کے مردم خیز قصبہ کھنڈیلہ میں ایک دیندار اور موحد خاندان میں پیدا ہوئے اور خالص دینی وعلمی ماحول میں نشو ونما پائی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مدرسہ ''مصباح العلوم'' کھنڈیلہ میں داخل ہو کر شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا اوران سے فارسی، نحو وصرف، ادب اور کتب ستہ کی تعلیم حاصل کی۔

آپ کے آباء واجداد کی باڑا ہندوراؤ پرانی دہلی میں گوٹے کی دوکان تھی، چنانچہ آپ دہلی آکر اسی کاروبار سے وابستہ ہو گئے اور ساتھ ہی خارجی اوقات میں مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ کے اساتذہ وشیوخ سے بھی کسب فیض کرتے رہے۔ یہ سلسلہ ۱۹۴۴ء تک جاری رہا۔ اسی دوران مسجد کلاں صدر بازار کے مدرسہ میں مولانا حاکم علی سے بھی معقولات کا درس لیا۔ ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم کے نتیجہ میں جب ملک میں بدامنی اور انتشار کا ماحول پیدا ہو گیا اور لوگ پاکستان ہجرت کرنے لگے تو آپ بھی سندھ چلے گئے، لیکن وہاں کی فضا راس نہ آنے کے سبب جلد ہی واپس دہلی آکر اپنے پرانے کاروبار گوٹے سے جڑ گئے۔ اس پیشہ سے وابستہ لوگوں نے ''گوٹا مزدور یونین'' نام کی ایک کمیٹی تشکیل دی جس کے آپ ایک عرصہ تک صدر رہے۔ اسی طرح ''نگر پالیکا کھنڈیلہ'' کے چالیس سال تک چیئر مین رہے۔ اس عہدے پر اتنے لمبے عرصہ تک فائز رہنا اپنے آپ میں ایک ریکارڈ اور آپ کی مقبولیت کا بین ثبوت ہے۔ اس دوران پورے قصبہ میں زبردست رفاہی امور انجام دیئے۔ جگہ جگہ نل کوپ لگوا کر عوام کے لئے پانی کا انتظام کیا، روڈ اور پختہ نالیاں بنوائیں اور کھنڈیلا کو ایک صاف ستھرے قصبہ میں بدل دیا۔ آپ کافی عرصہ ''ضلع کانگریس کمیٹی'' سیکر کے نائب صدر اور کھنڈیلہ کے صدر رہے۔ ان سیاسی وسماجی منصبوں پر فائز رہتے ہوئے بھی دینی کاموں اور جماعتی امور میں حد درجہ دلچسپی لیتے رہے۔ چنانچہ نونہالان قوم کی تعلیم وتربیت کے لئے ''مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ آپ شروع ہی سے جمعیت اہل حدیث ہند سے وابستہ رہے چنانچہ صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے تقریباً ۲۵ سال ناظم اعلیٰ رہے اور تقریباً اتنے ہی عرصہ امیر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عہدے پر بھی فائز رہے۔اور اپنے دور نظامت وامارت میں پورے صوبہ کا دورہ کر کے جماعتی اکائیوں کو منظم کیا اور دینی اجتماعات منعقد کر کے دینی بیداری کی لہر پیدا کر دی۔ساتھ ہی مردم شماری کا کام بھی بحسن وخوبی انجام دیا۔مزید برآن آپ کے طویل تجربات وبیش بہا خدمات کے پیش نظر آپ کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا نائب امیر بھی منتخب کیا گیا اور کافی عرصہ اس منصب پر فائز رہ کر اپنے تجربات سے جمعیت کو فائدہ پہنچاتے رہے۔آپ پیرانہ سالی اور پاؤں سے معذور ہونے کے باوجود کھنڈیلہ سے سفر کر کے دہلی محض جمعیت کی محبت میں آتے رہتے تھے اور کئی کئی روز اہل حدیث کمپلیکس میں قیام رہتا تھا۔وہاں کی عمارتوں کو دیکھ کر اور مہمان خانہ ودیگر سہولتوں سے متاثر ہو کر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے اور اس وقت کے امیر حافظ محمد یحییٰ دہلوی اور ناظم عمومی مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی اور دیگر ذمہ داران کو خوب خوب دعائیں دیتے جس پر ہم آمین کہتے اور بسا اوقات باصرار وبتکرار داد تحسین وآفرین پر ہم شرمندہ ہوتے۔کئی ماہ قبل جمعیت کی نو تعمیر اہل حدیث منزل اور اہل حدیث کمپلیکس کی بڑی عمارت کے تعمیر کے کام کو سن کر بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دیدار وزیارت کے بڑے خواہش مند تھے مگر صحت نے ساتھ نہ دیا۔اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں قبول فرمائے اور آپ کی ان حسنات،جذبات اور دعاؤں کا بہترین صلہ دے۔

آپ ایک صاحب طرز اور بلند آہنگ خطیب،مثالی داعی،فعال ومتحرک منتظم نیز ہر دلعزیز سماجی خدمت گار تھے۔آپ بڑے ہی خلیق وملنسار اور متواضع انسان تھے۔بلاتفریق مذہب ومسلک عوام وخواص میں یکساں مقبول تھے۔جمعیت وجماعت کی تعمیر وترقی کے لئے ہمہ وقت فکر مند اور کوشاں رہتے تھے۔جماعت وجمعیت کے لئے ان کی گراں قدر خدمات قابل قدر وناقابل فراموش نیز نئی نسل کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔ان کی وفات نہ صرف ان کے اہل خانہ بلکہ پوری جماعت وجمعیت اور ملک وسماج سب کا بڑا خسارہ ہے جو کہ اپنے ایک فعال ومتحرک،مخلص محنتی قائد اور کامیاب منتظم نیز سماجی خدمتگار سے محروم ہو گئے ہیں۔ان کی طویل ملکی وسماجی اور رفاہی خدمات کے اعتراف میں راجستھان کے وزیر اعلیٰ عزت مآب اشوک گہلوت جی نے ان کی خصوصی طور پر تکریم کی تھی اور سمان سے نوازا تھا۔آپ کی نماز جنازہ کل بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔جنازہ کی نماز آپ کے صاحبزادے جناب حافظ ذکاء اللہ صاحب نے پڑھائی۔آپ کے آخری دیدار کے لئے پورے راجستھان سے بلاتفریق مذہب ومسلک خواتین وحضرات امنڈ پڑے۔کھنڈیلہ کے بیوپاریوں نے اپنے اپنے طور پر کاروبار اور دکانیں بند رکھیں۔بتایا جاتا ہے کہ علاقے کی تاریخ میں کسی کی موت پر اس قدر اہتمام پہلی مرتبہ دیکھنے کو ملا اور حکومت کے نمائندوں سے لے کر سماج کے مختلف طبقات نے ان کی موت کو بڑا سانحہ قرار دیا۔ان کی زندگی قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی روشن مثال تھی۔

مولانا کے پسماندگان میں تین بیٹے محمد حامد،عبدالواجد اور حافظ ذکاء اللہ صاحبان دو بیٹیاں متعدد پوتے وپوتیاں اور نواسے ونواسیاں ہیں۔ہم ان کے اہل خانہ نیز صوبائی وضلعی جمعیت کے ذمہ داران کے غم میں برابر شریک ہیں۔اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں سے درگذر فرمائے۔جنت الفردوس کا مکین بنائے،جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔آمین۔ (ترجمان دہلی:۱۶-۳۰ ستمبر ۲۰۲۰ء) □□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معروف داعی حافظ شمس الدین صاحب سلفی/ہریانہ

وفات: ۱۶/ستمبر ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے ہریانہ کے معروف داعی حافظ شمس الدین صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ حافظ صاحب بڑے خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ بڑے ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ شعلہ بیان مقرر تھے۔ انہوں نے پوری زندگی میں دعوت الی اللہ میں صرف کی۔ آپ نے کئی سالوں تک آندھرا پردیش کے کرنول ضلع میں دعوت وتبلیغ اور وعظ وخطابت کا کام انجام دیا۔ آپ کے والد حکیم مولانا محمد اسماعیل سعیدی صاحب بڑے حکیم تھے۔ حافظ صاحب اپنے والد کے نسخے کی روشنی میں طبابت کرتے تھے۔ سماج کے مختلف طبقات سے اپنا رشتہ استوار رکھتے تھے، لیکن کتاب وسنت اور منہج سلف کے خلاف باتوں پر نکیر بھی کرتے تھے۔

پریس ریلیز کے مطابق حافظ شمس الدین صاحب جن کا گذشتہ شب ۱۶ ستمبر ۲۰۲۰ء آبائی وطن گالتہ میوات ہریانہ میں بعمر تقریباً ۶۵/سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ شمالی ہند کی معروف دینی وتربیتی درسگاہ جامعہ سلفیہ شکراوہ پھر مدرسہ سبل السلام پھاٹک حبش خاں دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ آپ خود کو مولانا عبدالصمد رحمانی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں شمار کرتے تھے۔ ادھر کئی دنوں سے علیل تھے اور دہلی کے صفدر جنگ اسپتال میں آپ کا آپریشن ہوا تھا لیکن روبصحت نہ ہوسکے۔ آپ کے جنازے کی نماز آج صبح دس بجے آبائی وطن گلالتہ میں ادا کی گئی۔ جس میں ہریانہ اور دہلی واطراف سے بہت سے علماء ومعززین بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ حافظ صاحب کے پسماندگان میں اہلیہ دو بیٹے مولوی عبدالاحد سلمہ اور وکیل سلمہ اور ایک بیٹی اور کئی پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ خدمات کو قبول کرے۔ بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ پسماندگان کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور جماعت وملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔۱۰/اکتوبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

استاذ الاساتذہ مولانا عبدالرشید سلفی/بہار

وفات: ۱۸/ستمبر ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے سیمانچل بہار کے بزرگ عالم دین، صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار کے قدیم رکن اور معروف تعلیمی وتربیتی ادارہ مدرسہ دارالہدیٰ کاشی پور، کشن گنج بہار کے سابق صدر المدرسین استاذ الاساتذہ مولانا عبدالرشید سلفی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو تعلیمی ودعوتی میدان کا خسارہ قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر محترم نے کہا کہ مولانا عبدالرشید سلفی صاحب نہایت خلیق وملنسار عالم دین تھے اور سماج کے ہر طبقہ سے بہتر تعلقات استوار رکھتے تھے۔ انہوں نے ہندوستان کی معروف قدیم تعلیمی وتربیتی درس گاہ دارالعلوم احمد سلفیہ دربھنگہ بہار میں اکابر علماء سے اکتساب فیض کیا اور پوری زندگی نسل نو کی تدریس وتعلیم اور معاشرے کی اصلاح وتربیت میں گزار دی۔ مولانا نے متعدد مدارس ومکاتب کی تاسیس اور نسل نو کی تعلیم وتربیت کر کے علاقے میں جمعیت وجماعت اور ملت کی بڑی خدمات انجام دیں۔ آپ دارالقضاء چھاگلیہ سے بھی بحیثیت مفتی وابستہ رہے۔ آپ اپنے گاؤں کے امام وخطیب بھی تھے اور عیدین کی امامت بھی فرماتے تھے۔

پریس ریلیز کے مطابق مولانا عبدالرشید سلفی صاحب گزشتہ کل مورخہ ۱۸/ستمبر ۲۰۲۰ء کو بوقت ۵ بجے شام بعمر تقریباً ۸۰ سال آبائی وطن چھاگلیہ کشن گنج میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون اور آج نو بجے چھاگلیہ میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ جس میں صوبائی وضلعی جمعیات اہل حدیث کے ذمہ داران، ومنتسبین، علماء کرام اور عوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ پسماندگان میں اہلیہ، مولانا عبدالمنعم سمیت ۸ صاحب زادے، ۸ صاحبزادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان کو صبر وسلوان عطا کرے اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین (ترجمان دہلی: ۱۵۔۱/اکتوبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد حسن فیضی رحمہ اللہ: حیات وخدمات

وفات: ۱۷ر ستمبر ۲۰۲۰ء

تحریر: محمد ہاشم سلفی استاذ معہد الرشد تتری بازار سدھارتھ نگر

1990ء کا کوئی مہینہ تھا جب میں جامعہ دارالہدیٰ یوسف پور میں بغرض تعلیم گیا تھا۔اس وقت جامعہ اپنے ماہر اساتذہ کی بدولت عجیب وغریب منظر پیش کر رہا تھا اور جامعہ کی ضیاء صرف بستی وگونڈہ نہیں بلکہ نیپال کی ترائی ہوتے ہوئے اس کی پہاڑیوں تک پہنچ رہی تھی۔اور طالبان علوم نبوت دور دراز سے آکر اس گلشن علمی کو اپنا آشیانہ بنائے ہوئے تھے،اس وقت کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد ابراہیم رحمانی حفظہ اللہ شیخ الجامعہ،شیخ الحدیث مولانا رحمت اللہ صاحب اثری رحمہ اللہ،امام المنطق والفلسفہ مولانا محمد ادریس قاسمی رحمہ اللہ (آپ میرے چچا تھے) امام النحو مولانا مجیب اللہ صاحب فیضی رحمہ اللہ (شیخا جوتی) مولانا اسد اللہ فیضی رحمہ اللہ،مولانا عبدالعزیز اثری حفظہ اللہ،مولانا محمد الیاس سلفی رحمہ اللہ،مولانا عبدالرحیم امینی حفظہ اللہ،مولانا عبدالرشید اثری رحمہ اللہ،مولانا محمد عمران اثری حفظہ اللہ،اور مولانا محمد حسن فیضی رحمہ اللہ مسند درس وتدریس پر جلوہ آرا تھے۔ہر استاذ کا اپنا الگ امتیاز تھا جس سے اس کی شناخت تھی افسوس کہ آج اس گلشن میں ان قدیم اساتذہ میں سے صرف دو استاذ مولانا محمد ابراہیم رحمانی اور مولانا عبدالرحیم امینی حفظہما اللہ جامعہ کی شان اور اس کے ترجمان ہیں باقی مولانا عبدالعزیز اثری ریٹائر ہو چکے ہیں اور مولانا محمد عمران اثری اب اردو ٹیچر کی پوسٹ پر کسی جونیئر اسکول میں تعلیم دے رہے ہیں۔باقی سب باری باری اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔اللہ ان تمام اساتذہ کی قبروں کو نور سے منور کر دے اور جنت الفردوس میں اعلی مقام بخشے۔آمین

اوپر مذکورہ ترتیب میں آخری نام شیخ محمد حسن فیضی جنہیں اب رحمہ اللہ کہنا پڑ رہا ہے،چند دنوں تک جامعہ میں نظر آئے پھر جب غائب ہوئے تو پتہ چلا کہ آپ سعودیہ پڑھنے گئے ہیں اور پڑھ کر پھر یہیں آکر پڑھائیں گے۔دو سال بعد جب کورس مکمل کر کے واپس آئے تو جسم کی ترقی کے ساتھ ساتھ علم وعمل کی نئی زندگی لے کر آئے اور جامعہ پہنچتے ہی مسند تدریس پر بیٹھ کر لعل وگہر بار ہوئے،آپ کی زندگی کا ایک اجمالی خاکہ اس مختصر مضمون میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے،جو درج ذیل ہے۔

نام: ۔محمد حسن فیضی بن محمد مسلم

تاریخ ومقامِ پیدائش: ۔ ۱۲ر ۰۳ر ۱۹۶۴ء کو اپنے آبائی وطن موضع بھینسہوا،ککرہوا بازار سدھارتھ نگر (قدیم بستی) یوپی میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت: ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم الاسلام ناصر گنج (بسنت پور) میں حاصل کی جو اس پورے علاقے کا قدیم ترین واحد مکتب تھا،مولانا عبدالمجید یوسف پوری بھی اس ادارہ میں تدریس کا کام انجام دے چکے ہیں۔دارالہدیٰ یوسف پور،مکتب کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دارالہدیٰ یوسف پور کے عربی درجات میں داخلہ لیا اور یہاں جماعت ثانیہ تک کی تعلیم مکمل کی۔یہاں پر آپ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد ابراہیم رحمانی، مولانا محمد ادریس قاسمی وغیرہما اساتذہ سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں جامعہ سراج العلوم بونڈ یہار؛ میں علمی تشنگی بجھانے کے لیے تشریف لے گئے، جماعت ثالثہ میں داخلہ لیا اور جماعت خامسہ تک کی تعلیم مکمل کی۔ مولانا اقبال رحمانی، مولانا محمد عمر سلفی، محمد خلیل رحمانی وغیرہم سے استفادہ کیا۔ بونڈ یہار سے پانچویں جماعت مکمل کرنے کے بعد اس وقت کی مشہور علمی درس گاہ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو میں چھٹی جماعت میں داخل ہوئے اور یہیں سے فضیلت کی تعلیم مکمل کر کے 1981ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ دوران تدریس آپ نے جامعۃ الملک سعود ریاض سے تدریب المعلمین کا دوسالہ کورس مکمل کیا۔ اور پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم اے کیا، یہیں سے پی ایچ ڈی بھی کرنا چاہتے تھے، مگر یہ خواب ادھورا رہ گیا۔

تدریسی خدمات: آپ نے فراغت کے بعد تقریباً چھ ماہ تک مدرسہ دارالقرآن والحدیث بھنی، کولہوی بازار میں تدریس کا فریضہ انجام دیا، اس وقت وہاں جماعت ثالثہ/ رابعہ تک تعلیم ہوا کرتی تھی۔ اس کے بعد مدرسہ چشمہ صمد مئو آئمہ الہ آباد میں تقریبا تین سال تک تدریس کا کام انجام دیا۔ پھر کچھ مہینے تک مدرسہ میاں سید نذیر حسین دہلی میں بھی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیا، پھر 1986ء میں مادر علمی جامعہ دارالہدیٰ یوسف پور آگئے۔ یہاں تقریباً بتیس سال تک اور زندگی کے آخری سانس تک پوری تندہی اور ذمہ داری کے ساتھ درس دیا۔ واضح رہے کہ دارالہدیٰ میں آپ نے دو مرحلے میں درس دیا پہلی بار 1990ء تک پھر 90 اور 91 میں جامعۃ الملک سعود ریاض میں تدریب المعلمین کا کورس کیا اور تکمیل کے بعد دوبارہ 1992ء میں دارالہدیٰ آگئے اور پھر یہیں عمر پوری ہوگئی۔ مختلف اوقات میں یہاں آپ کے زیر تدریس درج ذیل کتابیں رہیں۔ گلستان وبوستاں، دروس البلاغہ، البلاغۃ الواضحہ، المعلقات السبع، شرح العقیدۃ الطحاویہ، بلوغ المرام، دروس اللغۃ العربیۃ لغیر الناطقین بہا، آخر الذکر کتاب کے دو تین حصے متوسطہ اور ثانویہ درجات میں آپ جامعہ الملک سے واپس آنے کے بعد سے مسلسل پڑھاتے تھے اور تدریبات وتمرینات بہت دلچسپی سے حل کراتے تھے۔ اس کتاب کو پڑھنے والے طلبہ کا پہلا بیچ راقم کا تھا جماعت ثانیہ اور ثالثہ میں ہم لوگوں کو بہت ہی دلچسپی اور دلجمعی سے پڑھاتے تھے اور سچی بات تو یہ ہے کہ مجھ کمترین کو عربی زبان سے شناسائی اور چھوٹے چھوٹے جملے بولنے اور لکھنے کی مشق اسی کتاب سے آپ ہی نے کرائی۔

اخلاق واوصاف: آپ رحمہ اللہ کم سخن، انتہائی خلیق اور ملنسار تھے، آزاد طبیعت کے مالک تھے، خودداری اور شرافت آپ کا شعار تھا، طلبہ پر انتہائی شفیق اور مہربان تھے، کبر وغرور سے کوسوں دور اور سادگی پسند تھے، ظاہری چمک دمک بالکل نہ تھی، رفتار وگفتار سے یہ سمجھنا مشکل تھا کہ آپ کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ عالم ہیں، عموماً سفید لنگی اور کرتا زیب تن فرماتے، ٹوپی پہننا فرض نہیں سمجھتے تھے خاص مواقع پر ہی استعمال کرتے تھے۔ چائے پان کا ذوق تھا اور دوسروں پر بھی فیاضی کرتے تھے، غرباء ومساکین کا برابر تعاون فرماتے تھے۔

دعوتی خدمات: چوں کہ آپ عادتاً کم سخن تھے شاید اسی وجہ سے خطابت اور دعوت وتبلیغ سے دلچسپی کم تھی مگر اس کے باوجود گاہے بگاہے خطبہ جمعہ دیتے تھے۔ جامعہ دارالہدیٰ کی جامع مسجد اور برڈ پور کی جامع مسجد میں راقم نے بذاتِ خود آپ کا خطبہ سنا ہے، بہت ناپ تول کر بڑے محتاط انداز میں خطبہ دیتے تھے اور اختصار کو ملحوظ رکھتے۔ لمبا خطبہ آپ کو بالکل پسند نہیں تھا، بارہا آپ نے میرا خطبہ سنا، حوصلہ افزائی خوب کرتے، مگر خطبہ کے لمبا ہوجانے کی شکایت بھی کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ سوشل میڈیا پر آنے کے بعد آپ عقیدۂ سلف کی نشر و اشاعت اور گمراہ فرقوں کے باطل عقائد ونظریات کی کھل کر تردید کرنے میں بہت متحرک اور ایکٹیو تھے، بالخصوص تحریکی واخوانی افکار ونظریات کی ہمیشہ مخالفت کرتے اور منہج سلف کی تائید میں اقوال سلف برابر نشر کرتے اور کتاب وسنت کو لازم پکڑنے کی اپیل کرتے۔ جو حضرات سوشل میڈیا پر موجود ہیں وہ برابر آپ کی تحریروں اور آپ کی پوسٹس کو پڑھتے اور دیکھتے رہے ہیں۔ یہ دراصل آپ کی صحیح عقیدہ و منہج کو اختیار کرنے کی دعوت تھی۔

علالت اور وفات: یوں تو آپ کو دو سال سے عارضہ قلب لاحق تھا اور بائی پاس سرجری بھی کرا چکے تھے مگر وفات سے کچھ دنوں پہلے تکلیف کا پھر احساس ہوا اور چیک اپ کے لیے علی گڑھ کے جے این میڈیکل کالج میں جہاں پہلے علاج کرا چکے تھے بنفس نفیس اہلیہ کے ہمراہ گھر سے روانہ ہوئے یہ وفات سے ایک ہفتہ قبل کی بات ہے، اس طرح چیک اپ کے بعد ڈاکٹروں نے دوبارہ بائی پاس سرجری کرنا ضروری قرار دیا، مگر دو ہفتہ بعد چنانچہ آپ نے گھر آنے کا فیصلہ لیا اور ٹکٹ بھی بک کرا دی احباب کو گھر آمد کی اطلاع بھی دے دی مگر ابھی زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ ڈاکٹر نے ابوذر کو فون کر کے بتایا کہ کسی دوسرے مریض کی جگہ پر آپ کو بیڈ مل جائے گا مریض کو ایڈمیٹ کرا دیں چنانچہ آپ کو ایڈمٹ کیا گیا اور بائی پاس سرجری کی پروسیس شروع ہوئی مگر نتیجہ کامیاب نہ رہا بلکہ پریشانی میں اضافہ ہو گیا جسکی بناء پر ایمرجنسی وارڈ میں داخل کیا گیا اب اوپن سرجری کرنا ضروری قرار پایا پھر اوپن سرجری کے مرحلے سے گزارے گئے، آپریشن کامیاب رہا اور تقریباً 19 گھنٹے تک نارمل پوزیشن تھی مگر اچانک کڈنی نے اپنا کام کرنا بند کر دیا اس طرح موت نے دستک دے دی اور وقت موعود آپہنچا، اس مرحلے میں آپ کو وینٹی لیٹر پر رکھا گیا تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹر کی رپورٹ کے بغیر موت کا یقین نہیں ہوتا اور اسی بناء پر 17 ستمبر کو جب پہلی خبر ملی اور احباب نے اس خبر کی حقیقت جاننے کے لیے مولانا کے بڑے صاحبزادے ابوذر (جو ساتھ تھے) کو فون کیا تو انھوں نے بتایا کہ حالت نازک ہے ابھی بڑے ڈاکٹر دیکھ کر بتائیں گے کیا پوزیشن ہے اور ڈاکٹر نے وہی بتایا جس کا خوف تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پھر تو آپ کی وفات کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ کسی کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ کیا اور کیسے ہو گیا؟ مگر اللہ کی مشیت جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئ عندہٗ باجل مسمی۔ ادھر نعش کو گھر لانے کی تیاری ہو رہی تھی ادھر گھر پر بچوں کو تسلی دینے کے لیے اساتذۂ جامعہ اور احباب و متعلقین پہنچ گئے، جمعرات کا دن گزر گیا، رات میں بلکہ صبح کے پہر بذریعہ ایمبولینس یوسف پور چورا ہے پر آپ کے اپنے مکان پر لاش پہنچ گئی اب جمعہ کا دن تھا اور انتقال ہوئے 24 گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا اس لیے صلاۃ جنازہ اور تدفین کا اعلان جو جمعرات ہی کو کیا جا چکا تھا اسی کے مطابق 18 ستمبر بروز جمعہ 10 بجے دن میں جامعہ دار الہدی کے وسیع کیمپس میں نمونہ سلف، استاذ الاساتذہ مولانا محمد ابراہیم رحمانی حفظہ اللہ کی اقتداء میں ہزاروں کی تعداد میں علماء، طلبہ، محبین و متعلقین اعزہ واقرباء نے نماز جنازہ ادا کی اور آپ کی وصیت کے مطابق یوسف پور کی قبرستان میں نمناک آنکھوں سے سپرد خاک کیا۔ سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔

پسماندگان میں بیوہ، دو بچے، چار بچیاں ہیں جن میں سے ایک بچے ابوذر اور دو بچیاں شادی شدہ ہیں۔ اللہ آپکی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، بشری لغزشوں کو درگذر فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ آمین

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب عبدالوہاب سلفی/اندور

سابق نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مدھیہ پردیش

وفات: ۲۰ ستمبر ۲۰۲۰ء

نہایت رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث مدھیہ پردیش کے سابق نائب امیر، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن شوریٰ اور اندور کی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن شوری اور اندور کی مرکزی مسجد اہل حدیث کے متولی جناب عبدالوہاب سلفی صاحب مورخہ ۲۰ ستمبر ۲۰۲۰ء کو بعد نماز ظہر بعمر تقریباً ۶۵ سال آبائی وطن اندور میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب عبدالوہاب صاحب نہایت خلیق وملنسار اور بڑے مہمان نواز تھے اور دینی جماعتی اور سماجی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ ان کی وفات سے اندور میں بڑا جماعتی خلا واقع ہوگیا ہے۔ اسی روز بعد نماز مغرب اندور میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ، ۴ صاحب زادے عزیز الرحمن، فضل الرحمن، حفظ الرحمن اور رضوان الرحمن سلمہم اللہ، ۳ صاحبزادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان کو صبر وسلوان عطا کرے۔ اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔ (ترجمان دہلی: ۱۵۔ ۱/۱ اکتوبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

مولانا شاہد کلیم سلفی مدنی/مئو

وفات: ۲۳ ستمبر ۲۰۲۰ء

نہایت افسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ جامعہ محمدیہ، کھیدو پورہ مئو ناتھ بھنجن، یوپی کے معروف استاذ جناب مولانا شاہد کلیم سلفی مدنی بتاریخ ۲۳ ستمبر ۲۰۲۰ء انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا نہایت خلیق وملنسار عالم دین تھے۔ آپ ایک اہم خانوادے کے چشم وچراغ تھے، پوری زندگی درس وتدریس، تعلیم وتربیت اور دینی امور سے منسلک رہے، اللہ تعالیٰ ان کی تمام خدمات کو شرف قبولیت بخشے، بشری لغزشوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان کو صبر وسلوان عطا کرے۔ اور جامعہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

(ترجمان دہلی: ۱۵۔ ۱/۱ اکتوبر ۲۰۲۰ء)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والدمحترم جناب ماسٹرنذیراحمد صاحب شنکرنگریؒ

چندیادیں۔چندباتیں

وفات:۱۸/نومبر ۲۰۲۰ء

حافظ شبیراحمدمدنی

یہ سطریں لکھتے وقت آنکھیں اشکبار، دل مغموم اور قلم لرزاں ہے، ان العین تدمع، والقلب یحزن، ولا نقول الا ما یرضی ربنا، انا بفراقك یا ابی لمحزونون۔ ۱۸/نومبر ۲۰۲۰ء کا دن ہمارے لئے بڑی آزمائش، غم واندوہ، صبرآزما اور مصیبت بھرا دن تھا کیونکہ اس دن گھر کا مضبوط سائبان، ایک عظیم سرپرست، جہاندیدہ وکامیاب مربی، دوررس نگاہیں رکھنے والا نگراں، اللہ کے بعد گھر الوں کا سہارا اور ذمہ دار ہمارے شفیق والدمحترم ہمیں سوگوار چھوڑ کر رخصت ہوگئے، ابھی والدہ صاحبہ کی جدائی کا داغ مٹا بھی نہیں تھا کہ والد صاحب کی اچانک سانحہ ارتحال سے غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ گیا، یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور اسکی تمام اشیاء کو فنا اور زوال کا سامنا کرنا ہے، بقا ودوام صرف اللہ کو حاصل ہے، ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن دنیاوی زندگی چھوڑ کر اخروی ودائمی زندگی کی طرف کوچ کرنا ہے لیکن بعض اموات اس قدر غیر متوقع، اچانک ہوتی ہیں کہ دل فوراً یقین کرنے کو تیار نہیں ہوتا کہ یہ خبر صحیح ہے، والد صاحب کی وفات کی خبر بھی بجلی بن کر گری تھوڑی دیر تک سکتہ کے عالم میں رہا، ان کے بارے میں یہ کھٹکا بھی دل میں نہ گزرا تھا کہ اس قدر جلد ہم سے رخصت ہوجائیں گے، جس نے بھی سنا ہکا بکا رہ گیا، کانوں پر یقین نہیں آیا، کسے خبر تھی کہ بے آہٹ پیام اجل آجائے گا اور وہ اچانک ہم سے جدا ہوجائیں گے اور گھر والوں عزیز واقارب کو سوگوار چھوڑ جائیں گے، صبح اٹھ کر معمول کے مطابق صبح کی نماز پڑھی، ذکرواذکار میں مشغول رہے، ہکا پھلکا ناشتہ کیا، لکھنؤ جانے کے لئے تیار تھے، گاڑی آنے کے بارے میں بار بار دریافت کررہے تھے کہ آئی یا نہیں، پھر گاڑی آئی اس پر بیٹھایا گیا کہ اتنے میں وقت موعود آپہنچا اچانک آنکھ بند ہوئی اور روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی، یوں عزیز واقارب کو روتا بلکتا چھوڑ گئے۔ تقریباً چھ سال کا منظر سامنے آگیا بالکل اسی طرح والدہ صاحبہ کے ساتھ بھی ہوا تھا، بات چیت کرتے کرتے اچانک داغ مفارقت دے گئی تھیں۔ اللہ ان دونوں کو غریق رحمت کرے، انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے، ان کی بشری لغزشوں کو درگزر فرمائے، ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور ان کی درجات کو بلند کرے۔

والد صاحب کے رخصت ہونے سے پورا گھر بلکہ ایک طرح سے ہماری دنیا ہی ویران ہوگئی، گھر کے تمام ذمہ داریوں کا بوجھ خود ہی اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کی موجودگی کی وجہ سے ہم بھائی یہاں سعودیہ میں بالکل مطمئن تھے، گھر میں کوئی بھی مسئلہ ہو بچوں کی تعلیم وتربیت کی بات ہو یا شادی بیاہ کا معاملہ، مکانات کی تعمیر کی بات ہو یا زمین وجائداد کی خریداری کی، جامعات میں بچوں کے داخلے کی کوشش ہو یا کھیتی کا شغل ہو، سرکاری کاغذات بنوانے ہوں یا بینک کا کوئی کام ہو، گھر میں ولادت کا مسئلہ ہو یا عقیقہ کی تقریب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوسارا کام خوشی خوشی بحسن وخوبی انجام دیتے تھے، آج ان کے جانے کے بعد احساس ہورہا ہے کہ کتنی بڑی دولت، کتنی عظیم نعمت اور کتنے گرانمایہ سرمایے سے ہم محروم ہوگئے، حقیقت یہ ہے کہ عمر کتنی بھی بڑھ جائے والدین کی موجودگی میں لڑکا لڑکا ہی رہتا ہے، اپنی عمر کا احساس تو والدین کے سایہ سے محرومی کے بعد ہوتا ہے۔

یہ میری بدنصیبی ہے کہ شدید خواہش کے باوجود والدین کے جنازے میں شریک نہ ہوسکا، والدہ کی وفات کے موقع پر سفر سے متعلق کارروائی کی تکمیل میں تاخیر ہوئی اور تدفین کے دوسرے دن میں اور برادر عزیز حافظ نسیم سلمہ پہنچے اور والد کی وفات کے موقع پر کرونا کے سبب فضائی خدمات معطل رہنے کی وجہ سے حسرت وتمنا کے باوجود نہ پہنچ سکا، ذیل میں ان کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

نام ونسب: والد صاحب کا نام نذیر احمد بن عظیم اللہ بن گل محمد بن پٹھان بابا۔

خاندان و پیدائش: آپ کا تعلق ایک محنت کش غریب گھرانے سے تھا، دادا کپڑا فروشی کیا کرتے تھے، چھوٹا سا کچا مکان تھا اسی میں تقریباً ۱۹۴۰ء میں آپ کی ولادت ہوئی، عسرت وتنگدستی کے ماحول میں پرورش پائی۔

تعلیم اور عملی زندگی کا آغاز: گاؤں کی پرانی مسجد کے پاس ایک چھوٹا سا مدرسہ تھا وہیں قرآن اور ابتدائی کتابیں پڑھیں، ۱۹۵۱ء میں کچھ روز بھیکم پور میں میاں عبدالرحیم کے پاس بھی پڑھا پھر تعلیم کا سلسلہ زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکا کیونکہ والد صاحب ۱۹۵۳ء میں سایہ پدری سے محروم ہوگئے، پدر بزرگوار کا سایہ اٹھ جانے کے بعد کٹھن حالات کا سامنا کیا، گھر میں عسرت وتنگی پہلے سے تھی دادا کے انتقال کے بعد تو دووقت کی روٹی کے بھی لالے پڑ گئے چنانچہ حالات سے مجبور ہوکر اپنے چچا کے یہاں محض دوٹائم کھانے پر تقریباً ڈیڑھ سال ۱۹۵۵ء تک ان کے بیلوں کے لئے گھاس لانے، کاٹنے اور کھلانے کا کام کیا پھر ۱۹۵۶ء میں پانچ روپیہ ماہانہ پر پانچ ماہ تک کام کیا اس کے بعد ۱۹۵۷ء تک محنت ومزدوری کی پھر سلائی کا کام سیکھنا شروع کیا اور اس سلسلے میں قادر آباد میں اپنے پھوپھی زاد بھائیوں کے یہاں ۱۹۵۷ء سے ۱۹۵۹ء تک قیام کرکے سلائی کا کام سیکھا۔

مختصر حالات زندگی: والد صاحب نے ۱۹۶۰ء سے گھر پر سلائی کا کام شروع کیا وہ ماہر خیاط تھے کوٹ، پتلون، شیروانی، صدری، برقع اور جملہ قسم کے مردانہ وزنانہ لباس سلنے میں ماہر تھے بالخصوص کرتا بہت شاندار سلتے تھے، ان کے ہاتھ کا سلا ہوا کرتا جو بھی دیکھتا تعریف کیے بغیر نہ رہتا خصوصاً مدارس وجامعات میں ان کے ہاتھ کے سلے ہوئے کرتے دادو تحسین کی نظر سے دیکھے جاتے اور خوش لباس لوگ ان کے ہاتھ سے سلانے کے لئے دور دراز سے آیا کرتے تھے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ جب میں جامعہ سلفیہ میں عالمیت سال اول میں تھا، امتحان کا دور تھا ہم لوگ جامعہ کی عظیم جامع مسجد میں امتحان کی کاپیاں لکھ رہے تھے، استاذ محترم مولانا صفی الرحمن صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ میرے پاس سے گزرے اور میرے جسم پر کرتا دیکھ کر دادو تحسین کی نظر سے دیکھتے ہوئے دریافت کیا کہ یہ کرتا کہاں سلائے ہو؟ ڈاکٹر اقبال احمد صاحب نملی حفظہ اللہ استاذ جامعہ محمدیہ مالیگاؤں ایک عرصہ تک ان کے ہی ہاتھ کے سلے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے ان کی اس مہارت کی وجہ سے گاؤں کے سیکڑوں لڑکوں نے ان سے سلائی کا ہنر سیکھا اور ملک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و بیرون ملک روزگار سے وابستہ ہیں۔

والد صاحب کی زندگی جہد مسلسل،عسرت وتنگی،محنت جفاکشی اورامتحان وآزمائش سے بھرپورتھی،میں نے جب سے ہوش سنبھالا انہیں ہمیشہ جان توڑمحنت کرتے دیکھا،کھیتی کرتے ،اورراتوں کوجاگ جاگ کرسلائی کرتے ،گاہک کے کپڑے نہ ہونے پررضائیاں وغیرہ سلا کرتے تھے پھررفتہ رفتہ سلائی کے ساتھ ساتھ تجارت کی غرض سے کانپور،خلیل آباداورممبئی کا بھی سفرکرتے رہے میرے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ ہونے تک انہوں نے بڑی محنت کی ،والدصاحب کی پرورش عسرت وتنگی میں ہوئی تھی لیکن میرے سن شعورکوپہنچنے تک ان کی بے انتہاجدوجہداورعمل پیہم سے گھرکی حالت قدرے بہترہوگئی تھی اورمتوسط گھرانوں میں شمارہونے لگا تھا یہی وجہ ہے کہ کثیرالعیال ہونے ،بچوں کی تعلیم وتربیت اورشادی بیاہ کا بارتنہاان کے کندھوں پرہونے کے باوجودایک متوسط حیثیت کا پختہ مکان میرے دورطالب علمی ہی میں بنواچکے تھے اورآہستہ آہستہ رقم پس اندازکرکے بہت سارے کھیت بھی خریدچکے تھے۔

قوت حافظہ: والدصاحب بچپن ہی سے بلا کے ذہین تھے بچپن کی یادیں ان کے حافظہ میں محفوظ تھیں ۱۹۵۲ء،۱۹۵۳ء میں ہمارے گاؤں شنکرنگرمیں دوبڑے اجلاس شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ صاحب محدث مبارکپوری کی صدارت میں ہوئے تھے جن میں اس وقت کے جماعت کے تمام اجلہ علماءکرام تشریف لائے تھے،ان میں شرکت کرنے والے علماءکرام کے نام ابھی تک انہیں یاد تھے،اسی طرح نوگڈھ کے آل انڈیااہل حدیث کانفرنس کی بہت سی باتیں ان کے حافظہ میں موجودتھیں،کس محفل میں کس نے تلاوت کی؟ کون درس قرآن دیتے تھے؟ کون درس حدیث دیاکرتے ؟کس کی تقریرکولوگ زیادہ پسندکرتے ؟ اکثرہم لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے،مولانا محمدحسین صاحب میرٹھی سے بہت متاثرتھے ان کی بہت تعریفیں کیاکرتے تھے،اسی طرح ساٹھ ستر سالوں کے درمیان کون کون سے عالم کن مواقع پرہمارے گاؤں تشریف لائے؟ کب کب گاؤں میں اجلاس ہوئے مشہورعلماءکرام میں سے کون کون شریک ہوئے؟ ساری تفصیلات انہیں ازبرتھیں۔

صفات: والدصاحب بڑے متحرک وفعال تھے ان میں سستی کاہلی لاپرواہی اورغفلت نام کی کوئی چیزنہ تھی،پیرانہ سالی،بیماری اورکمزوری کے باوجود چارگھروں کی دیکھ بھال،ان کا انتظام وانصرام،گاؤں کے ادارے کی ترقی وفروغ کے لئے سعی پیہم وجہد مسلسل،مرکزہادی اعظم کی سرپرستی اورآبیاری کے لئے شبانہ روزمساعی اورکھیتی کی مشغولیات میں آخری وقت تک کوئی فرق نہیں آیا وہ ہمیشہ جوانوں سے زیادہ تازہ دم اورسرگرم رہتے تھے ان کی زندگی کے بہت سے سبق آموزواقعات ذہن ودماغ پرنقش ہیں۔

بچوں کی پرورش: والدصاحب بچوں سے بے انتہامحبت کرتے تھے خصوصاً مجھ سے بہت انس ولگاؤتھااس لیے ان کی اولادمیں سب سے بڑا تھا اورمجھ سے پہلے ان کے تین بچے اللہ کوپیارے ہوچکے تھے،دل کے غنی تھے،اپنی بساط سے بڑھ کرہم پرخرچ کرتے عمدہ سے عمدہ کھلانے پلانے کی کوشش کرتے،افسوس طویل عرصے سے باہررہنے کی وجہ سے والدین کی خاطرخواہ خدمت کی سعادت نہیں مل سکی اللہ ہماری ان کوتاہیوں کومعاف فرمائے۔

مثالی تعلیم وتربیت: والدصاحب اولادکی تربیت کے سلسلے میں بہت حساس تھے،ان کی تربیت کا اندازہ نرالا تھا،اولادکوغلط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحبت سے دور رکھتے، نماز کے سلسلے میں بڑی سختی کرتے، فجر کی اذان سے قبل ہی بیدار ہو جاتے، گھر میں سب کو بیدار کرتے، سردیوں میں ہیٹر لگا کر گرم پانی کا انتظام کرتے اور بچوں کو جماعت سے نماز کی سختی سے تاکید کرتے اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ مسجد میں بھی نگاہ دوڑاتے اگر کوئی بچہ نظر نہیں آتا اس سے باز پرس کرتے، صغرسنی ہی سے بچیوں کو سر پر دوپٹہ نہ ہونے پر ٹوکتے، بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے سے منع کرتے، گھر کی خواتین کو بلا اشد ضرورت اور گھر کے کسی مرد کو ہمراہ لیے بغیر بازار جانے کی قطعاً اجازت نہیں تھی، والد صاحب خود تو حالات کی وجہ سے پڑھ نہ سکے لیکن اپنی اولاد و احفاد کو دینی تعلیم دلانے کے بڑے حریص تھے، وہ اس سلسلے میں نہ تو ماحول سے متاثر ہوئے اور نہ کسی کی بات، طعن و تشنیع کی پرواہ کی، موجودہ دور میں ہمارے گاؤں میں علم دین کی طرف رغبت نہ ہونے کے برابر ہے بلکہ قدرے ناقدری و بے زاری پائی جاتی ہے، ہر شخص دنیا داری میں مگن ہے، آج یا تو ساری توجہ انگلش میڈیم اسکولوں پر دی جا رہی ہے یا پھر دنیاوی کاروبار میں لگا دیتے ہیں لیکن والدین اللہ ان کی مغفرت فرمائے ان کے خواب وخیال میں کبھی یہ چیز نہیں آئیں۔ ان کی ہمیشہ یہی کوشش وتمنا رہی کہ ان کے سارے بیٹے و پوتے حافظ قرآن اور علم کے زیور سے آراستہ ہو کر دین کے خادم و داعی بنیں، کبرسنی کے باوجود پوتوں اور پوتیوں کی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، اللہ نے والدین کو ان کی کوششوں اور دعاؤں کا یہ صلہ دیا کہ فی الوقت اللہ کے فضل سے ان کے گھر میں دس حفاظ ہو چکے ہیں اور پانچ مستند عالم بن چکے ہیں اور آٹھ ابھی علم دین حاصل کر رہے ہیں اللہ انہیں عالم باعمل اور دین کا داعی بنائے تاکہ والدین کے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہوں۔

والد صاحب موقع بہ موقع اپنے بیٹوں اور پوتوں کو بٹھا کر سمجھاتے، اپنی عسرت زدہ زندگی، تنگدستی اور جفاکشی کا حوالہ دے کر رقت بھرے انداز میں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر کرنے، ان پر قول وعمل سے اللہ کا شکریہ ادا کرنے، محنت سے علم حاصل کرنے اور وقت کی قدر و قیمت سمجھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کرتے، ان کے دلوں میں یہ بات جاگزیں کرنے کی کوشش کرتے کہ کسی کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے، وقت بدلتے دیر نہیں لگتی اگر محنت سے کام لوگے تو ہمیشہ خوش حال رہوگے۔

والد صاحب تربیت میں بہت دور رس نگاہ رکھتے تھے، میری دور طالب علمی میں گاؤں والوں کا رجحان سلائی کی طرف زیادہ تھا، مکتب کی تعلیم کے بعد اکثر لوگ اپنے بچوں کو سلائی سکھانے کے لئے بھیج دیتے اس لئے والد صاحب کبھی مجھے کچھ سلنے کے لئے مشین پر بیٹھنے نہیں دیتے کہ کہیں سلائی کی طرف رجحان نہ ہو جائے اور علم سے بے رغبتی ہو، تعلیم وتربیت کے تعلق سے بہت سی یادیں والد صاحب سے وابستہ ہیں جو اس وقت ناسمجھی کی وجہ سے ناگوار گزرتی تھیں لیکن اس کے دور رس اثرات ونتائج سامنے آئے۔

والد صاحب حاضری پر بہت زور دیتے، گھر میں کوئی تقریب ہی کیوں نہ ہو کسی چھوٹے سے چھوٹے بچے کو بھی غیر حاضری کی اجازت نہیں دیتے یہی وجہ ہے کہ اکثر گھر کے بچے حاضری میں انعام حاصل کرتے، میں نے خود تین سال گاؤں میں عربی تعلیم حاصل کی، تینوں سال حاضری میں پہلی پوزیشن حاصل کی، اسی طرح جب بھی چھٹی میں گھر آتا تو جامعہ شروع ہونے سے ایک دن قبل ہی جامعہ بھیج دیتے اور بادل نخواستہ جانا پڑتا یہی وجہ ہے کہ اپنے وغیر ہر کوئی تعلیم وتربیت میں ان کوششوں کے معترف ہیں اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امتحان وآزمائش: والد صاحب کو زندگی میں بہت سی آزمائشوں سے گزرنا پڑا، بچپن میں ہی شفقت پدری سے محروم ہوگئے، پدر بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد کٹھن حالات کا سامنا کرنا پڑا والد کی وفات کے غم کے علاوہ آٹھ بچوں کے رخصت ہونے کا صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا، ایک بار مال خریدنے کانپور گئے مال خرید کر دو رکشوں پر لدوا کر ایک رکشے پر خود بیٹھے اور دوسرے رکشہ والے کو ساتھ رہنے کی تاکید کی لیکن کچھ دیر تک تو وہ رکشہ والا ساتھ رہا پھر بھیڑ کا ناجائز فائدہ اٹھا کر رفو چکر ہوگیا اور اس طرح ایک خطیر رقم سے ہاتھ دھونا پڑا، ایک بار کرانے کی دوکان میں چوری ہوگئی اور چور دوکان کا بیشتر سامان چوری کر کے لے گئے اور والد صاحب کو عظیم خسارہ ہوا، نیز ایک مرتبہ گاؤں میں آگ لگی جس کی زد میں گاؤں کے بہت سے گھر آئے انہیں میں ہمارا گھر بھی تھا، بڑی مشکل سے گھر کے ساز وسامان کی حفاظت ہو پائی، دوبارہ مدرسے کی وجہ سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے جانا پڑا، والدہ صاحبہ گر کر بیمار ہوئیں مہینوں علاج کرایا، سر کا آپریشن بھی کرانا پڑا، خطیر رقم بھی خرچ ہوئے لیکن جانبر نہ ہوسکیں اور تقریباً چھ سال قبل داغ مفارقت دے گئیں۔

اخلاق وعادات: والد محترم دین دار، عالی کردار، خلیق، ملنسار، جفاکش، منکسر المزاج، صابر وقانع، مہمان نواز فرض شناس اور غریب پرور تھے صلاۃ تہجد اور آہ سحرگاہ کے عادی تھے، علم وعلماء کے قدردان تھے، جو بھی ایک بار ملا ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہوگیا، حتیٰ کہ کسی کو مزدوری کے لئے بھی رکھتے تو اس کا حددرجہ خیال رکھتے، اپنی مفلسی کی زندگی یاد کر کے اس کے ساتھ نرمی، اپنائیت اور محبت سے پیش آتے جس سے بعض کم ظرف لوگ ناجائز فائدہ بھی اٹھاتے، بڑھاپے میں بھی فعال اور متحرک تھے، ان کا دل خدمت خلق اور خدمت دین کے جذبے سے سرشار تھا۔

جود وسخا: والد محترم غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور پریشان لوگوں کا بہت خیال رکھتے، کسی سوالی وضرورتمند کو کبھی خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے وہ کس کی کس انداز میں مدد فرماتے تھے کہ کسی کو خبر نہیں ہوتی، خاص طور سے دینی اداروں کی حتی الامکان تعاون فرماتے۔

جامعہ محمدیہ سے شغف: جامعہ محمدیہ سے انہیں خصوصی لگاؤ تھا ۱۹۹۵ء سے لے کر ۲۰۰۶ء تک اس کے خازن رہے، جامعہ کے امور میں گہری دلچسپی لیتے تھے جو بھی بیرونی اساتذہ جامعہ میں آتے ان سے خصوصی راہ ورسم پیدا کر لیتے اور بحسن وخوبی اسے نبھانے کی کوشش کرتے، ان کے گاؤں سے چلے جانے کے بعد ان کی باتیں اکثر کرتے رہتے بالخصوص مولانا محمد حنیف رحمانی رحمہ اللہ سابق استاذ جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر، مولانا محمد یحییٰ فیضی سابق مدرس جامعہ رحمانیہ بنارس، مولانا سمیع اللہ سلفی سابق سفیر جامعہ سلفیہ بنارس ڈاکٹر اقبال احمد نمبلی استاذ جامعہ محمدیہ مالیگاؤں، استاذ محترم مولانا شفیق الرحمن فیضی سابق استاذ معہد التعلیم دہلی اور شیخ زبیر احمد مدنی ناظم اعلی ضلعی جمعیت بلرام پور وغیرھم قابل ذکر ہیں عم محترم حافظ ومولانا عبدالطیف صاحب اثری حفظہ اللہ استاذ جامعہ عالیہ کو بالکل سگے بھائی کی طرح سمجھتے تھے۔

طلبہ کو بھی بہت عزیز رکھتے تھے ان کی خدمت کو باعث سعادت سمجھتے شاید کوئی طالب علم ہو جس نے گاؤں میں تعلیم حاصل کی ہو اور وہ والد صاحب سے متعارف، متاثر اور مانوس نہ رہا ہو، قابل ذکر بات یہ ہے کہ طلبہ کی حمایت وہمدردی میں اور مدرسہ کی خاطر دوبار انہیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھی جانا پڑا تھا اللہ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمدیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کا قیام: جب چند لوگوں نے جامعہ محمدیہ کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر تمام اصول ودستور کو بالائے طاق رکھ دیا، خفیہ طور پر اہل بستی کو اعتماد میں لیے بغیر اسے ایڈ کروا کر اپنے عزیز واقارب کی، یا رشوت میں خطیر رقم لے کر نااہل، بدعقیدہ اور بدعمل اساتذہ کی تقرری کر لی، تجربہ کار مدرسین جو ایک عرصہ سے تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے ان کو بیک جنبش قلم باہر کا راستہ دکھا دیا، تعلیم کا معیار انتہائی گر گیا۔ عربی میں طلبہ کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہوگئی، اصلاح کی کوشش کے باوجود اسے قبول نہیں کیا گیا تو ایسے نازک حالات میں گاؤں کے غیرت مند وباشعور لوگوں نے جنگ وجدال، لڑائی جھگڑے سے گریز کرتے ہوئے خاموشی سے بے سروسامانی کے عالم میں محمدیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے نام سے ادارہ قائم کیا اور والد صاحب کو اتفاق رائے سے اس کا صدر منتخب کیا گیا چونکہ گاؤں والوں کے دل کی آواز تھی اس لیے اکثریت نے ان کا ساتھ دیا اور دے رہے ہیں، والد صاحب قیام کے وقت سے لے کر اپنے آخری وقت تک اپنے قلب وجگر کا تیل جلا جلا کر ادارے کے عروج وارتقاء کے لئے ہمہ وقت انتھک محنت کرتے رہے اور بوقت ضرورت خطیر رقم اپنی جیب خاص سے پیش کرتے رہے، چونکہ تمام عمارتوں پر پرانے مدرسے والے تسلط جمائے ہوئے ہیں اور ادارے کے لئے کسی بلڈنگ کا بندوبست نہیں ہو سکا اس لئے مختلف لوگوں نے عارضی طور پر طلبہ وطالبات کے پڑھنے کے لئے اپنے مکانات دے دیئے والد صاحب نے بھی اپنے دو مکانات پیش کر دیے بلکہ جب تک معلمات کی رہائش کا مستقل انتظام نہیں ہو سکا تھا تقریباً دو سال تک ان کے قیام وطعام اور دیگر ضروریات کی مکمل ذمہ داری اپنے سر اٹھائے ہوئے تھے اور اپنی بیٹیوں سے زیادہ ان کا خیال رکھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے رخصت ہونے سے کلیۃ البنات المحمدیہ، محمدیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی اور تحفیظ القرآن ایک سچے ہمدرد، فعال، متحرک، بے لوث خادم، بہی خواہ اور سرپرست سے محروم ہو گئے اللہ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی یادیں برسوں گھر والوں، متعلقین اور رفقاء کو تڑپاتی رہیں گی۔

اہل علم سے وابستگی: علماء نوازی، علم دوستی جماعت وجامعہ کی بہی خواہی وہمدردی آپ کے رگ وریشے میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی یہی وجہ ہے کہ مختلف مواقع پر ان کے غریب خانے کو متعدد علماء کرام نے اپنے قدوم میمنت سے رونق بخشی ان میں سے چند علمائے کرام کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں: (۱) مولانا عبدالمالک نیر رحمانی رحمہ اللہ (۲) مولانا زین اللہ رحمانی طیب پوری رحمہ (۳) مولانا عبداللہ سعیدی ہرہٹہ رحمہ اللہ (۴) مولانا عبدالرحمن مبارکپوریؒ (۵) ڈاکٹر عبدالعزیز مبارکپوریؒ (۶) مولانا مظہر احسن ازہریؒ مئو (۷) مولانا عبدالواحد مدنی ڈومریا گنج حفظہ اللہ (۸) مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر جمعیت اہل حدیث ہند (۹) دکتور اقبال مدنی نملی استاذ جامعہ محمدیہ مالیگاؤں (۱۰) مولانا محمد یحییٰ فیضی سابق استاد جامعہ رحمانیہ بنارس (۱۱) شیخ معراج ربانی حفظہ اللہ سعودی عرب کے جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کی برانچ کلیۃ الشریعہ کے موقر استاذ نیز جمعیہ خیریہ تحفیظ قرآن کے نمایاں رکن ڈاکٹر عبدالسلام حصین، نیز الاحساء کی معروف علمی شخصیت جامع الملک فیصل کے امام وخطیب شیخ ولید صاہود وغیرہ۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب حفظہ اللہ تو والد صاحب کے اخلاق سے بے حد متاثر ہوئے تھے، سعودیہ واپس آنے کے بعد اپنے حلقوں میں اپنے سفر سے متعلق اچھا تاثر پیش کیا تھا اور والد صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ شکل وشباہت میں شیخ محمد بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صالح عثیمین رحمہ اللہ سے ملتے جلتے ہیں۔

اور یہ بات بھی باعث شرف واعزاز ہے کہ جب نازش جماعت جناب صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری رحمہ اللہ پہلی بار مستقل قیام کے ارادے سے شنکر نگر تشریف لائے تو جب تک ان کے لیے مستقل باروچی کا بندوبست نہیں ہوا والد صاحب ان کے لئے گھر سے کھانا تیار کر کے ان کی خدمت کی سعادت حاصل کرتے رہے، والدہ محترمہ جو والد محترم سے تقریباً چھ سال پہلے وفات پا چکی تھیں انتہائی نیک، صابرہ، شاکرہ اور مہمان نواز خاتون تھی والد محترم کی طرح وہ بھی علم اور علماء کی بڑی قدرداں تھیں۔

جماعت سے لگاؤ: جماعت سے خاصی دلچسپی لیتے تھے، اس کے کانفرنسوں میں حتی الامکان شریک ہوتے تھے چنانچہ جب ۱۹۶۱ء میں آل انڈیا اہل حدیث کا تاریخی اجلاس نوگڈھ میں منعقد ہوا تو گاؤں کے دیگر افراد کے ساتھ والد صاحب بھی شریک ہوئے اس اجلاس کی بہت سی باتیں ان کے حافظہ میں موجود تھیں اس کے علاوہ ۱۹۶۸ء میں جب تلسی پور میں جمعیت اہل حدیث بستی و گونڈہ کا صوبائی اجلاس ہوا تو اس میں بھی والد صاحب شریک ہوئے اسی طرح مئو کے کانفرنس میں بھی آپ نے شرکت کی تھی، ہمارے گاؤں شنکر نگر میں والد صاحب کے بچپن میں ۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۳ء میں دو بڑے اجلاس ہوئے تھے والد صاحب کو صغر سنی کے باوجود ان دونوں پروگراموں میں شرکت کرنے والے علماء کرام کے نام تک یاد تھے۔

مطالعہ اور کتب بینی کا شوق: والد صاحب مطالعہ کے بڑے شوقین تھے، جماعت کے مختلف رسائل وجرائد منگایا کرتے اور ہمیشہ ان کا مطالعہ کیا کرتے، نیا شمارہ ختم کرنے کے بعد پرانے شمارے پڑھا کرتے خاص طور سے پندرہ روزہ ترجمان تو مولانا عبدالحمید صاحب رحمانی اور مولانا عبدالسلام صاحب رحمانی رحمہا اللہ کی ادارت کے زمانے میں ہی ہمارے گھر آتا تھا، اس کے علاوہ ماہنامہ آثار مئو، ماہنامہ البلاغ ممبئی، ماہنامہ صوت الحق مالیگاؤں، ماہنامہ محدث بنارس، ماہنامہ السراج جھنڈا نگر اور افکار عالیہ مئو وغیرہ یہ سب مجلّے والد صاحب منگواتے رہے اور ان کو ترتیب دے کر ان کی جلد سازی کرا کر انہیں حفاظت سے الماری میں رکھے ہوئے تھے، ان کے علاوہ اردو کی بہت سی کتابیں آپ کی الماری کی زینت تھیں جنہیں مطالعہ کیا کرتے تھے بالخصوص سلف صالحین، علماء کرام کے حالات سے انہیں خصوصی لگاؤ تھا، کاروان سلف کی جتنی جلدیں طبع ہو چکی ہیں انہیں حاصل کر کے کئی مرتبہ ختم کر چکے تھے اس طرح ماہنامہ محدث بنارس کا شیخ الحدیث نمبر، افکار عالیہ مئو کا مقتدی حسن ازہری نمبر کا اکثر مطالعہ کرتے رہتے، تفسیر احسن البیان تو مستقل طور پر روزانہ صبح وشام پڑھا کرتے اور نہ جانے کتنی بار اسے ختم کر چکے تھے، اس کے علاوہ قرآن کریم کی تلاوت بھی بکثرت کیا کرتے، والدہ کے انتقال کے بعد سے ہی ان کا یہ معمول تھا کہ پچھلی پہر بیدار ہوتے، تہجد کی نماز ادا کرتے اور پھر اذان فجر تک قرآن کی تلاوت کرتے، دن میں بھی مختلف اوقات میں قرآن کی تلاوت کرتے، عشاء کے بعد بھی تلاوت میں مصروف رہتے اور رمضان میں بیشتر وقت تلاوت ہی میں گزارتے، گھر والوں کا بیان ہے کہ گزشتہ رمضان میں پیرانہ سالی، بیماری، کمزوری اور بھوک و پیاس کے باوجود ہر وقت قرآن کی تلاوت کرتے رہتے حتی کہ ہر تین دن میں قرآن ختم کرتے تھے۔ میں نے کئی بار انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ اتنی محنت نہ کریں طبیعت خراب ہو سکتی ہے لیکن ان کے معمول میں کوئی فرق نہیں آیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینی، رفاہی وسماجی خدمات: جیسا کہ ذکر ہوا کہ والد صاحب دینی کاموں میں بہت دلچسپی لیتے تھے، اوراس سلسلے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے آپ کے نمایاں کاموں میں سے ایک اہم کام مساجد کی تعمیر ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ شرف بخشا کہ اپنے گاؤں شنکر نگر، شہر بلرام پور، شہر تلسی پور اوران کے مضافات میں اپنے صاحبزادگان کی کاوشوں سے دسیوں مساجد تعمیر کرائیں اور سب سے عظیم کارنامہ جوان شاءاللہ ان کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا قلب شہر بلرام پور میں ایک عظیم الشان جامع مسجد کی تعمیر اور مرکز ہادی اعظم کی تاسیس ہے جس کی ضرورت نصف صدی سے شدت سے محسوس کی جارہی تھی کیونکہ بلرام پور سے تقریباً چھ کلومیٹر کی دوری پر مشہور اہل حدیث بستیاں شنکر نگر، پروا اور بھیکم پور واقع ہیں جن کے افراد کو روزانہ مختلف کاموں سے سیکڑوں کی تعداد میں بلرام پور آنا پڑتا ہے، ان کے علاوہ ضلع ہونے کی وجہ سے تلسی پور، کواپور اوران کے مضافات کے اہلحدیث بھی مختلف ضروریات سے بلرام پور کا رخ کرتے ہیں، قلب شہر میں اہل حدیث مسجد نہ ہونے کی وجہ سے بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا خاص طور سے جمعہ کے دن بدعتیوں کی مساجد میں نماز پڑھتے ہوئے بڑی ذہنی وروحانی کوفت ہوتی تھی کیونکہ اہل حدیث مساجد دور اور شہر کے اطراف واکناف میں واقع تھیں، اللہ والد صاحب کو غریق رحمت کرے انہوں نے برادر عزیز حافظ نسیم احمد سلمہ کی توجہ اس جانب مبذول کرائی اور پھران کی کوشش سے ایک خطیر رقم کے عوض ایک دومنزلہ عمارت خریدی جس سے بالائی حصہ کو جامع مسجد کی شکل دی گئی اور نچلے حصے کو مرکز ہادی اعظم کا دفتر و مکتبہ قائم کرکے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتربیت اور نشر واشاعت کا باقاعدہ آغاز کیا گیا اور الحمدللہ قلیل عرصے میں خاطر خواہ تعلیمی، تصنیفی، دعوتی اور رفاہی کام کارہائے نمایاں انجام پائے، اب تک اس کے زیر اہتمام آٹھ کتابیں اور مختلف موضوعات پر پمفلٹ اردو اور ہندی میں شائع ہوچکی ہیں اور ہزاروں کتابیں مفت تقسیم ہوچکی ہیں۔

اس کے علاوہ متعدد مواقع پر خاص طور سے ماہ رمضان میں برادرِ عزیز حافظ نسیم سلمہ کے توسط سے فقراء ومساکین میں سامان خوردونوش اور عید کے موقع پر کپڑے تقسیم کیا کرتے تھے، ابھی کرونا کی وباء کے ایام میں گاؤں شنکر نگر اور بلرام پور میں سیکڑوں حاجت مندوں کے درمیان سامان خوردونوش اور بنیادی ضروریات کی چیزیں تقسیم کرائیں۔

حج وعمرہ کی سعادت: والد صاحب پر اللہ کا خصوصی فضل ہوا کہ متعدد بار اپنے گھر کی زیارت کی سعادت بخشی پہلی مرتبہ ۱۹۹۶ء میں والدہ صاحبہ کے ساتھ حج وعمرہ کا شرف حاصل ہوا اور میری یہ خوش نصیبی تھی کہ حج کے دوران والدین کے ساتھ رہنے اوران کی خدمت کرنے کا حسین اور یادگار موقع وشرف ملا پھر والدہ کی وفات کے بعد ۲۰۱۵ء میں زیارت کے ویزے پر الاحساء آئے اور تقریباً تین ماہ قیام کیا اس دوران دومرتبہ عمرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے پھر تیسری بار ۲۰۱۸ء میں زیارت کے ویزے پر الاحساء آئے اور کم وبیش دوماہ قیام کیا اس عرصہ میں دوبار عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی پہلی بار برادرم حافظ نسیم احمد محمدی کے ہمراہ اور دوسری بار میرے ہمراہ، پورے سفر میں نہایت ہی چاق وچوبند رہے، واپسی کے وقت طواف وداع کا وقت آیا تو چونکہ بھیڑ کافی تھی، روزہ کی حالت میں تھے، اسی دن ظہر کے وقت واپسی بھی تھی اور عمرہ میں طواف وداع ضروری بھی نہیں ان اسباب کی بنیاد پر میری منشا تھی کہ بغیر طواف وداع کیے واپس ہوجائیں لیکن والد صاحب اس پر تیار نہ ہوئے بلکہ طواف وداع کیا، میں نے بھی ساتھ میں طواف کیا پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا وغیرہ کرنے کے بعد واپس ہوئے۔

بیماری اور وفات: والد صاحب شگر کے مریض تھے لیکن علاج ومعالجہ اور شدید حذر واحتیاط کی وجہ سے شکر ہمیشہ نارمل رہتا تھا، کسی حد تک صحت مند وتندرست تھے، وفات سے تقریباً دس دن پہلے سردی وزکام کا عارضہ لاحق ہوا پھر معمولی ضیق تنفس (سانس کی دشواری) کی بیماری میں مبتلا ہو گئے، مختلف ڈاکٹروں سے علاج کرایا، کبھی افاقہ ہوتا اور کبھی مرض عود کر آتا لیکن چلتے پھرتے کھاتے پیتے تھے، وفات والے دن لکھنؤ جانے کا پروگرام تھا، رات میں مجھ سے بات ہوئی تھی لیکن کسے خبر تھی کہ وہ صبح ان کی زندگی کی آخری صبح ہے، دیکھتے ہی دیکھتے آناً فاناً وقت موعود آ پہنچا، اچانک آنکھ بند ہو گئی اور ہم تمام لوگوں کو سوگوار روتا بلکتا چھوڑ گئے اللہ اپنی رحمت خاص سے اعلیٰ علیین میں جگہ دے، ان کی لغزشوں کو درگزر کرتے ہوئے ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے آمین۔

نماز جنازہ: ان کی مقبولیت اور لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت تھی ان کے جنازے میں عوام وخواص کا ایک سیلاب امنڈ آیا حسب اعلان بعد نماز عصر ضلعی جمعیت اہل حدیث بلرام پور کے ناظم اعلیٰ اور والد صاحب کے قدرداں مولانا زبیر احمد صاحب مدنی حفظہ اللہ کی امامت میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور آغوش لحد میں سپرد خاک کیا گیا۔

پسماندگان: پسماندگان میں پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہے جو سبھی شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں، بیٹوں میں چار بیٹے حافظ قرآن اور عالم دین ہیں، تینوں بڑے بیٹے سعودی عرب میں برسر روزگار ہیں اور دونوں چھوٹے بیٹے اپنے وطن میں اپنا کاروبار کر رہے ہیں اللہ ان سب کو صبر جمیل کی توفیق دے، ان کی کمائی میں برکت دے، آپس میں میل ومحبت سے رہنے، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے اور والدین کی توقعات اور خواہشات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے نیز والدین کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا
آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

غمزدہ: حافظ شبیر احمد مدنی / ۲۵ / دسمبر ۲۰۲۰ء
(بذریعہ میل)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر جماعت
حافظ محمد یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ

وفات: ۲۲ نومبر ۲۰۲۰ء

جماعتی مشن کی مالی قیادت اور توحید وسنت کی اشاعت میں سرفروشی اور جود وسخا کی بلند مثالوں کو اگر برصغیر کی تاریخ میں تلاش کیا جائے تو نواب صدیق حسن خان اور نواب محسن الملک اور خاندان صادقپور کے سپوتوں کے بعد آزادی ہند کے ٹھیک پہلے اور بعد کے فترے میں اگر کہیں کچھ نظر آتا ہے تو دہلی کے محلہ کشن گنج کی گلیوں میں اس مرد مجاہد کے یہاں جسے دنیا حافظ حمید اللہ کے نام جانتی ہے۔ آپ نام کے ساتھ کام کے بھی دھنی تھے۔ پوری زندگی مسلک حقہ کی آبیاری اور گلستان اہل حدیث اور اس کی قیادت کی مرکزی آماجگاہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی مولانا ثناء اللہ امرتسری اور عبدالوہاب آروی کی سرپرستی میں نگہبانی کرتے رہے۔ اور کبھی اس مشن کو رکنے، تھکنے اور ٹھہرنے نہ دیا جو بھی رسد خوراک اور تعاون وامداد کی ضرورت تھی ہمیشہ اس کا سیل رواں جاری رکھا۔ اور پوری ہمت اور سرفروشی، فیاضی وسخاوت کے حسین جذبات اور حوصلوں سے اس مشن کو زندہ رکھا، پروان چڑھایا اور اس کی آبیاری کی۔ اس خانوادہ ہردلعزیز کے ایک عظیم سپوت تھے حافظ محمد یحییٰ دہلوی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند جو عمر عزیز کی طبعی بہاریں مکمل کر کے نومبر ۲۰۲۰ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے ذیل کے سطور میں ان کی خدمات وسوانح قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

****

نام ونسب: حافظ محمد یحییٰ بن حافظ حمید اللہ بن حافظ عبداللہ دہلوی۔

تاریخ پیدائش: ۱۹۲۵ء

خاندانی پس منظر: آپ کی خاندانی شناخت کے لئے آپ کے والد محترم حافظ حمید اللہ دہلویؒ کا نام ہی کافی ہے جو حاتم جماعت کے نام سے جانے جاتے تھے۔ آپ کی سخاوت، فیاضی، جماعتی کاز کی حمایت اور اس کی اشاعت میں عظیم مالی تعاون نہ صرف ہندوستان کے لئے محدود تھا بلکہ سرزمین حجاز مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور دیگر ملکوں تک بھی پہنچا کرتا تھا۔ ذیل میں آپ کے والد صاحب کی مختصر خدمات سے خاندانی پس منظر اور آپ کی پرورش وپرداخت میں اس کے اثرات کا اندازہ ہو جائے گا۔

- آپ کے والد آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے فنانشیل سکریٹری اور نائب ناظم تھے۔ کانفرنس کے معتد بہ اخراجات کا بڑا حصہ آپ کی سخاوت وفیاضی سے چلتا تھا۔ اپنے تعاون سے لاکھوں کی تعداد میں حدیث وتفسیر کی کتابیں چھپوا کر آل انڈیا کانفرنس سے تقسیم کی جاتی تھیں اور درجنوں دعاۃ اور علماء کی کفالت آپ کے ذمہ تھی۔
- دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ بہار میں حمیدیہ برقی پریس آپ کے صدقہ جاریہ کی شاہکار ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

◆ مدینہ منورہ میں دارالحدیث کے نام سے ایک عظیم ادارے کے لئے قطعہ اراضی آپ نے ہی خرید کر وقف کی تھی، یہ ادارہ آج بھی جاری وساری ہے۔ اور آپ کے خانوادے کے لوگ ہی اس کے منتظم ومنصرم ہیں

◆ پورے ہندوستان میں جماعتی کازکی حمایت کے ساتھ خصوصی طور پر میوات میں توحید وسنت کی نشر واشاعت کے لئے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، دارالعلوم شکراوہ کے قیام میں آپ کی مالی تعاون کا بڑا حصہ ہے۔

◆ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کی لائبریری کے لئے مطبوعات اور نادر کتابوں کی فراہمی آپ نے کی تھی۔

◆ شاہ عبدالعزیزؒ نے جب مملکت سعودیہ کو فتح کیا اور اس موقع پر غلہ اور غذائی اجناس کی کمی ہوگئی تھی تو حافظ صاحب نے ایک جہاز پر غلہ اور متعدد خورد ونوش کی اشیاء لے کر خود ہی شاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ شاہ صاحب نے آپ کو ایک چغہ اور قرآن مجید کا قلمی نسخہ بطور ہدیہ پیش کیا تھا جس کا کچھ حصہ سونے کی پانی سے لکھا گیا تھا۔ یہ نسخہ آج بھی ان کے اہل خانہ کے پاس محفوظ ہے۔

اسی عظیم باپ کی سپوت ہمارے ممدوح حافظ یحییٰؒ تھے۔ جو جود وسخا اور جماعتی ومسلکی کازکی حمایت اور حوصلے کے ماحول میں پیدا ہوئے اور پوری زندگی جماعت سے وابستگی اور اس کے نشیب وفراز میں ہمیشہ استحکام ومضبوطی کے لئے کھڑے رہے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

تعلیمی مراحل:

(۱) ابتدائی تعلیم گھر کے قریب مسجد میں ہوئی جہاں مکتب کی تعلیم تھی اور یہیں پر حفظ قرآن مجید کی تکمیل بھی ہوئی۔

(۲) بعدہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں عربی فارسی تعلیم کے لئے داخل ہوئے اور یہاں مولانا عبدالجلیل رحمانی، شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ مبارکپوری رحمہم اللہ جیسے اساطین سے کسب فیض کیا اور عربی وفارسی کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اور فراغت سے قبل ہی آبائی تجارت سے وابستہ ہوگئے۔ البتہ اہل علم ومشائخ کی صحبت وتربیت سے ہمیشہ فیض یابی کی کوشش کرتے رہے اور ملی، سماجی وجماعتی کاموں میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔

عہدے اور خدمات:

(۱) صدر سماج سدھار کمیٹی، محلہ کشن گنج دہلی۔

(۲) ۱۹۴۷ء کے فسادات میں ہندو مسلم بھائی چارگی کے قیام واستحکام میں کامیاب کردار۔

(۳) ۱۹۴۴ء میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے رکن نامزد ہوئے۔

(۴) ۱۹۵۰ء میں والد صاحب کے انتقال کے بعد، جنوری ۱۹۵۱ء میں آل انڈیا کانفرنس کے جنرل سکریٹری مقرر کئے گئے۔ مولانا عبدالوہاب آروی صاحب صدر تھے۔

(۵) ۱۹۵۲ء میں جماعت کے نمائندہ میگزین و آرگن 'ترجمان' کو جاری کیا۔

(۶) ۱۹۵۴ء میں اوقاف کے تعلق سے جب کاظمی بل بنا تو اس میں جماعت اہل حدیث کا نام نہیں تھا آپ نے اپنے اثر ورسوخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا استعمال کر کے اس میں جماعت کا نام منشن کروایا۔

(۷) ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی کی سرپرستی و قیادت میں اہل حدیث کمپلیکس کے لئے اوکھلا میں پچہتر ہزار اسکوائرفٹ زمین کی خریدی میں آپ کی کاوشیں قابل ذکر ہیں۔آج یہاں الحمدللہ ایک بڑا کمپلیکس آباد ہے اور عالیشان مسجد بھی قائم ہے۔

(۸) ۱۹۵۲ء میں جماعت کے دوبارہ وائس جنرل سکریٹری بنائے گئے۔

(۹) ۱۹۸۵ء میں مرکزی جماعت کے نائب امیر منتخب ہو گئے۔

(۱۰) شیخ صفی الرحمن اور مولانا مختار احمد ندوی کی وفات کے بعد کچھ دنوں تک کارگزار امیر بھی مقرر کئے گئے۔

(۱۱) اس کے بعد ۱۴/اکتوبر ۲۰۰۱ء میں آپ کو جماعت کا امیر منتخب کیا گیا۔آپ جمعیت کی امارت کے عہدے پر فائز رہے۔ اور اپنی پیرانہ سالی، ضعف و نقاہت کے باوجود اس ذمہ داری کو نبھاتے رہے۔اس فترہ میں آپ کے ساتھ شیخ اصغر علی امام مہدی ناظم عمومی تھے۔

(۱۲) والد کے زمانے اور آزادی ہند سے قبل ہی جماعت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے مختلف فتروں میں جماعت کے نشیب و فراز اور اس میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں اور سیاسی اتار چڑھاؤ، بناؤ بگاڑ کو بھی آپ دیکھتے رہے۔اور ہمیشہ جماعت کے ساتھ کھڑے رہے۔اس کی صحیح رہنمائی اور مدد میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔بالخصوص آپ نے اپنے دور امارت میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں حاضری درج کی اور بزرگی، کمزوری و بیماری کے باوجود رونق اسٹیج بنے رہے۔خطبات صدارت بھی پیش کرتے رہے۔ بعض خطبات مرکزی جمعیت سے مطبوع بھی ہیں۔

بیماری اور وفات: کئی سالوں سے آپ کو مختلف عوارض لاحق تھے۔دوا علاج جاری تھا، ادھر عمر طبعی کی وجہ سے بھی کمزوری اور نقاہت غالب ہو رہی تھی، بہر صورت موت کا وقت مقرر ہے چنانچہ عمر عزیز کی قیمتی بہاریں گزار کر ۲۲/نومبر ۲۰۲۰ء کی صبح بروز اتوار راہی ملک بقا ہو چلے۔اور شیدی پورہ دہلی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں آپ کی بیوہ اور دو صاحبزادے ہیں اسعد اور مسعود اور تین بیٹیوں کے علاوہ متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔مولا سب کو صبر اور ہمت دے اور جماعت کے مشن اور توحید کی دعوت کو فروغ دینے کی سعادت و توفیق عطا فرمائے آمین۔

مراجع و مصادر:
- ریکارڈ مرکز تاریخ اہل حدیث بڑھنی سدھارتھ نگر
- تراجم علمائے اہل حدیث/خالد حنیف صدیقی
- جریدہ ترجمان کے متعدد شمارے

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مولانا عزیز الحق عمری رحمۃ اللہ علیہ

وفات یکم دسمبر ۲۰۲۰ء

فیضان اشرف

مئو شہر علمی اور ادبی میدان میں اپنی ایک شناخت رکھتا ہے، اس شہر میں جہاں بہت سارے علماء، فضلاء، ادباء وشعراء پیدا ہوئے انہیں میں سے ایک ذہین وفطین، محقق، مؤلف، مترجم اور عربی، اردو، فارسی، ہندی او سنسکرت زبان میں عبور رکھنے والے مولانا عزیز الحق عمری بھی ہیں جو ۸۱ رسال کی عمر میں یکم دسمبر ۲۰۲۰ء بروز منگل اس دار فانی سے بقا کی طرف کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک روشن دماغ تھا نہ رہا شہر میں اک چراغ تھا نہ رہا

آپ کا گھرانہ اپنی علمی، فکری، تالیفی، تدریسی، صحافتی، اور سماجی خدمات کا ایک طویل ریکارڈ رکھتا ہے، اگر یہ کہا جائے کہ برصغیر میں کسی دوسرے علمی خانوادے کی اس قدر وسیع وعریض خدمات نہیں ہیں تو مبالغہ نہ ہوگا، فی الحال اس خانوادے میں موجودین علماء کرام کی تعداد تقریباً ۸۳ اور مرحومین کی تعداد ۳۸ ہے گویا آپ کا خانوادہ ؎

''ایں خانہ ہمہ چراغ است'' کے مصداق ہے۔

نام ونسب: عزیز الحق بن محمد یونس بن مولانا حکیم محمد ابراہیم بن عبد الرحمن شہید (رئیس مئو) بن حکیم جمال الدین بن شیخ بوا حکیم بن حاجی ڈومن رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

والدہ کا نام: فاطمہ خاتون بنت حاجی عبد الرحمن ہے جن کا تعلق محلہ کھیدو پورہ مئو سے ہے۔

پیدائش: ۱۲ رستمبر ۱۹۳۹ء

خاندانی پس منظر: مولانا مرحوم شمالی ہند کے مشہور مردم خیز شہر مئوناتھ بھنجن کے ایک علمی ودینی خانوادے کے ہونہار چشم وچراغ تھے، نام ونسب میں آخری نام حاجی ڈومن ہے ان کا اصل نام کیا تھا معلوم نہیں ہوسکا البتہ خانوادہ کے بزرگوں نے بتایا ہے کہ وہ حاجی ڈیومن ہے۔ اسی طرح شیخ بوا حکیم کا اصل نام کیا تھا معلوم نہیں ہوسکا لیکن خانوادہ کے بزرگوں نے بتایا کہ پیار کی زبان میں لوگ بوا کہتے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ اس پیار بھرے لفظ کے آگے اصل نام مفقود ہوگیا۔

ایسے ہی مولانا حکیم جمال الدین جو مولوی جمال الدین یا حاجی جمن کے نام سے پکارے جاتے یا یاد کئے جاتے تھے، آپ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ پیدائش اور وفات اور آپ کی تعلیم اور حالات ومعمولات کے سراغ لگانے میں ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، البتہ مولانا کی زندگی کا معمول پڑھنے پڑھانے اور طب یونانی کے ذریعہ عوامی خدمت پر موقوف تھا، تذکرہ علماء اعظم گڑھ میں ''مولانا عبدالغفار مئوی'' کے عنوان سے آٹھ صفحات پر ان کی خودنوشت سوانح حیات کی مفصل تلخیص شائع ہوئی ہے اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ استاذ العلماء مولانا عبدالغفار مئوی کے استاذ مولانا جمال الدین مئوی ہیں، آپ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس محلہ میں آپ کا قیام تھا اسے آپ کی طرف منسوب کر کے جمال پورہ کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔

آپ کے پردادا عبدالرحمن شہید تھے، جو کپڑوں کے کامیاب تاجر، انتہائی دین دار اور دینی خدمت کا جذبہ رکھنے والے تھے، حاجی عبدالرحمن شہید انتہائی متدین، موحد، خداترس اور علم دوست بزرگ تھے، آپ کو دینی علوم کی نشر واشاعت سے گہری دلچسپی تھی، آپ کپڑوں کے ایک کامیاب تاجر تھے، پہلے آپ کا کاروبار دہلی میں تھا، پھر اس کو وطن منتقل کر لیا۔

حاجی شہیدؒ ایک مرتبہ رات کے وقت سفر سے گھر لوٹ رہے تھے راستے میں کچھ غیر مسلم اپنے کسی دشمن کے گھات میں تھے، رات کے اندھیرے میں غلط فہمی کی وجہ سے آپ ہی کو اپنا وہ دشمن سمجھ کر حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی ذات اپنے بلند اخلاق اور بہترین اوصاف کی وجہ سے مسلمانوں اور ہندوؤں میں بڑی ہر دل عزیز تھی لہٰذا ہر کسی نے اس دردناک حادثے کے صدمے کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ خانوادہ کے بزرگوں کے بقول اعظم گڈھ میں شبلی نیشنل کالج اعظم کے قریب کربلا کے میدان میں روضہ گنج شہیداں میں مدفون ہیں، راقم السطور نے وہاں جا کر دعاء مغفرت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عبدالرحمن شہید کو چار بیٹے عطا کئے تھے جو انتہائی ذہین فطین تھے اور چاروں ماشاء اللہ عالم دین بنے، سب سے بڑے مولانا حامد (متوفی ۱۹۱۳ء) ان سے چھوٹے شیخ الحدیث مولانا محمد نعمان اعظمی (متوفی ۱۹۵۱ء) ان سے چھوٹے مولانا حکیم محمد ابراہیم (۱۹۱۸ء) اور سب سے چھوٹے شیخ الحدیث مولانا محمد علی ابوالقاسم قدسیؔ (متوفی ۱۳۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ان چاروں کا ذکر مولانا عبدالرحمن آزاد نے ایک شعر میں کیا تھا، جس سے ان کی ہر دلعزیزی کا ثبوت ملتا تھا ؎

علی، حامد، نعمان، ابراھیم اخوان　　　فاللھم أکرمھم جمیعاً أینما کانوا

اول الذکر مولانا حامد اور مولانا نعمان اعظمی کو محدث دوراں حافظ عبداللہ غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ اور محدث زماں شیخ الکل سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: تذکرہ مئوی تلامذہ شیخ الکل میاں صاحبؒ (سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ) ترتیب محفوظ الرحمن فیضی، ناشر مدرسہ فیضان الاسلام نعمت نگر محسن پورہ مئوناتھ بھنجن یوپی (۲۰۱۷ء) اس کے علاوہ ''الحیاۃ بعد المماۃ'' میں تلامذہ میاں صاحب کی فہرست میں مولانا حامد صاحب کا نام شمار نمبر ۳۷۳ پر اور مولانا نعمان صاحب کا ۳۷۴ پر ہے۔

صاحب تذکرہ مولانا عزیز الحق عمری اپنی خودنوشت میں رقم طراز ہیں کہ:

''میرے دادا رنگ کی تجارت کرتے تھے اور مدرسہ عالیہ جمالپورہ کی مسجد کے امام ومتولی تھے اور ابھی جواں سال تھے کہ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچ یتیم فرزندوں کو ایک بیوہ کے ساتھ چھوڑ گئے یہی وجہ ہے کہ میرے والد اور ان کے بھائیوں میں کوئی عالم نہیں ہوسکا، لیکن میرے والد کو ہمیشہ اپنے فرزندوں کو عالم دین بنانے کا شوق رہا، میرے اور میرے بھائی مولوی شمس الحق کے سوا کوئی فراغت تک تعلیم نہیں حاصل کرسکا کیونکہ ستمبر ۱۹۶۶ء میں ہمارے والد بھی وفات پاگئے ہاں ماسٹر اسرار الحق ضرور منشی اور انٹر تک تعلیم حاصل کرسکے اور مدرسہ دار التعلیم مبارکپور میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں'' (ماخوذ: سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۱۷ء، مرتب مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی ص:۴۹۱)

مدرسہ عالیہ جماپورہ کی مسجد اب احناف کے قبضہ میں ہوگئی ہے اور مدرسہ عالیہ جماپورہ پہلے طلباء کا ہاسٹل تھا مگر اب اس میں نرسری بچوں کی تعلیم ہورہی ہے، مولانا ممدوح کے چھوٹے بھائی مولانا شمس الحق فیض عام سے فارغ التحصیل ہیں اور مدرسہ عالیہ کے سابق استاذ ہیں اور جناب ماسٹر اسرار مدرسہ دار التعلیم مبارکپور کے استاذ ہیں۔

تعلیم وتربیت: مولانا اپنی تعلیم وتربیت کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ: ''میرے والد غریب لیکن کثیر الاولاد تھے، ان کے کل چھ بیٹے اور چار بیٹیوں میں میں دوسرا تھا، جب کچھ شعور ہوا تو اپنی ماں فاطمہ خاتون سے قاعدہ اور پھر قرآن پڑھا، بعدۂ مدرسہ عالیہ میں داخل ہوا اور قاری خلیل الرحمن صاحب کو قرآن پاک ناظرہ سنایا، اس کے بعد اردو پھر فارسی گلستاں، بوستاں، یوسف زلیخا، اخلاق محسنی وسکندر نامہ مولوی سعید احمد صاحب سے پڑھا، اس زمانے میں پرائمری کا وجود نہیں تھا اور ان کے جانے کے بعد دوران سال ہی میزان اور نحو میر پڑھنے لگا، ڈیڑھ سال پڑھ کر جامعہ رحمانیہ بنارس میں جماعت ثالثہ میں داخل ہوا اور وہاں کے اساتذہ سے مختلف علوم وفنون میں خوشہ چینی کرتا رہا، پھر ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۳ء تک جامعہ دار السلام عمر آباد میں حدیث وتفسیر اور ادب وغیرہ فنون میں اپنے پیارے اور شفیق اساتذہ کرام سے فیض پاکر سند فراغت حاصل کیا اور مئو آیا اور سنسکرت مہاودیالیہ مئو میں سنسکرت پڑھنے لگا اور ڈیڑھ سال کے بعد جب شبینہ اسکول بند ہوگیا تو میری تعلیم کا سلسلہ بھی ٹوٹ گیا، دوران تدریس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے عربی میں ایم اے بھی کیا۔ (ماخوذ: سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۱۷ء، مرتب مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی ص ۴۹۱)

جامعہ رحمانیہ بنارس میں پڑھنے کے دوران الہ آباد بورڈ سے عالم اور عمر آباد سے واپسی کے بعد جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو سے فاضل ادب کا امتحان دیا اور دوران تدریس منشی، کامل، فاضل دینیات، فاضل ادب، فاضل طب اور ادیب کامل کے امتحانات پرائیوٹ طور پر دیئے اس کے علاوہ عمر آباد میں دورانِ تعلیم مدراس یونیورسٹی سے ''افضل العلماء'' کا امتحان دیئے تھے مگر مکمل نہیں ہے، نیز ہومیو پیتھک کی ڈپلوما سند بھی حاصل کی۔

اساتذۂ کرام: آپ نے اپنے وقت میں جن مایہ ناز ہستیوں سے تعلیم حاصل کی تھی ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔محدث عصر مولانا فضل الرحمن رحمانی، ۲۔مولانا ومفتی عبدالعزیز اعظمی عمری، ۳۔مولانا عبدالوحید رحمانی، ۴۔حافظ عبدالواجد رحمانی پیارم پیٹ، ۵۔مولانا عبدالسبحان اعظمی عمری، ۶۔استاذ ادب وتفسیر مولانا غضنفر حسین شاکرنائطی، ۷۔مولانا سید امین وسید عبدالکبیر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اول الذکرتین جامعہ رحمانیہ بنارس کے اساتذہ تھے اور مؤخر الذکر دار السلام عمرآباد کے اساتذہ تھے، اللہ رب العالمین سے دعاء ہے ان تمام اساتذہ کرام کی خدمات قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

آپ کے سنسکرت کے ٹیچر پنڈت وشوناتھ ترپاٹھی تھے۔

رفقاء درس: جامعہ رحمانیہ بنارس کے رفقاء درس میں سے ایک مولانا محمد سعید مبارکپوری ہیں اور عمرآباد کے رفقاء درس میں شیخ انیس الرحمن اعظمی عمری مدنی، مولانا ابوالخیر مدراسی، مولانا عبدالرحیم فامدراسی، مولانا سید امین عمری وغیرہم ہیں۔

تدریسی خدمات: فراغت کے فوراً بعد آپ تدریس میں لگ گئے تھے اور یہ سلسلہ بیماری تک چلتا رہا، جیسا کہ خود مولانا رقمطراز ہیں: ''مدرسہ عالیہ مئو میں ۱۹۶۴ء میں مولوی عبدالاحد صاحب کے اصرار اور اپنے والد کے ایماء پر درجہ منشی کے معیار کو بلند کرنے کے لئے مجھے رکھا گیا، میں نے اس کے کورس کو تین سال میں تقسیم کرکے منشی وکامل میں سو فیصد بچوں کو الہٰ آباد بورڈ کے امتحان میں پاس کرایا، میں نے درخواست کی کہ مجھے کوئی عربی کتاب دی جائے لیکن اس کی سنوائی نہیں ہوئی، اس لئے ۱۹۶۸ء میں مدرسہ فیض العلوم سیونی چلا گیا چونکہ وہاں صرف تین ہی جماعت تک تعلیم تھی اور کتابوں کا ذخیرہ بھی نہ تھا اس لئے آٹھ ہی مہینہ کے بعد مئو واپس آ گیا ۱۹۶۹ء میں مجھے یکا یک مدرسہ عالیہ کے صدر مولوی منظور الحسن صاحب والد فضا ابن فیضی کا ایک رقعہ ملا کہ آپ فی الفور مدرسہ میں جا کر کار مفوضہ انجام دیں، میں مدرسہ پہنچا تو چار طلبہ درس گاہ میں سنن ابوداؤد لے کر بیٹھے ہوئے تھے اور میں نے انہیں درس دیا، درس پورا ہونے تک مجاز اعظمی صاحب اور مدرسے کے ایک رکن وہاں بیٹھے ہوئے تھے پھر یہ فرمائش کی کہ اب جو طلبہ آئیں گے پڑھائیے گا اور دونوں اٹھ کر چلے گئے، اس کے بعد میں مستقل مدرس ہو گیا اور پانچویں جماعت سے آٹھویں جماعت تک کے طلبہ کو پڑھاتا رہا اور الہٰ آباد بورڈ کے امتحانات مولوی، عالم، فاضل کی تیاری کراتا اور امتحان دلاتا رہا ۱۹۸۵ء میں مجھے مدرسہ سے سبکدوش کردیا گیا''

(ماخوذ: سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۱۷ء ص ۴۹۲)

آپ نے جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو میں بھی تدریسی فریضہ انجام دیا، ساتھ ہی ساتھ جامعہ کے ''ماہنامہ مجلہ آثار جدید'' کے ایڈیٹر بھی رہے اور مولانا احمد صاحبؒ کے ریٹائر ہونے کے بعد شیخ الحدیث بنائے گئے، پھر وہاں سے استعفیٰ دینے کے بعد مولانا ارشد مختار محمدی کی دعوت پر ''کلیہ فاطمۃ الزھراء للبنات مئو'' میں تدریسی فریضہ انجام دیئے اور جب سے بیماری لاحق ہو گئی تو تدریسی سلسلہ چھوٹ گیا۔

تلامذہ: آپ کے تلامذہ مئو اور اطراف مئو میں بے شمار ہیں جن میں سے مئو کے چند تلامذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

مولانا ابوسفیان مدنی (شیخ الجامعہ اثریہ دارالحدیث مئو) مولانا ابوالقاسم مدنی (استاذ جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو) مولانا سعود احمد مدنی (استاذ جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو) مولانا رفیق احمد سلفی (استاذ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو) مولانا ضیاء الحسن سلفی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو) مولانا مظہر اعظمی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو) مولانا وحید رضا فیضی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو) مولانا تنویر احمد عالی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو) مولانا رشید الزماں مدنی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو) مولانا عبدالرحمن عالی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مئو) مولانا ابوالہاشم عالی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو) مولانا حبیب الرحمن عالی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو) مولانا عزیز الرحمن سلفی (استاذ جامعہ محمدیہ کھیدو پورہ مئو) مولانا اعجاز احمد سلفی (استاذ جامعہ محمدیہ کھیدو پورہ مئو) مولانا ذکی انور مدنی (استاذ مدرسہ دار التعلیم مئو) مولانا عزیر سلفی (استاذ کلیہ فاطمۃ الزہرا الاسلامیہ للبنات مئو) شیخ حافظ عقیل مدنی (شارجہ) وغیرہ۔

تالیفی و تصنیفی خدمات: مولانا اپنی تالیفات، رسائل، مضامین ومقالات اور تراجم کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ: ''میں نے جامعہ دارالسلام عمرآباد ہی سے فیصلہ کیا تھا کہ غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت کا کام کروں گا اس لئے سنسکرت پڑھی اور کئی سالوں سے شرحوں کی مدد سے رگ ویدا ور گیتا اور دوسری ہندی کتب کی مدد سے ہندو عقائد وتہذیب اور تاریخوں کا مطالعہ کیا اور کچھ رسائل و پمفلٹ بھی لکھے جن کا غیر مسلموں پر اچھا اثر ہوا، جیسے: ستیہ دھرم ایک یا انیک، ستیہ دھرم کی کھوج، مانو دھرم اور جاتیواد، تیسویں پارے کا ہندی ترجمہ، پوتر جیون، انتم مہا اشدوت مارگ درشن، مسنون دعائیں۔

اردو دعوتی کتابیں تقریباً ۲۱ رہیں جو عربی قصوں کے ترجے ہیں، ان کے علاوہ تقریروں اور درسی کتب کے ترجموں وغیرہ کی تعداد اسی (۸۰) سے زیادہ ہیں جن میں اکثر کی اشاعت دوسرے ناموں سے ہوئی ہے۔

تفسیر احسن البیان کے ہندی ترجمہ میں میری شرکت رہی ہے بلکہ اس کے دس پاروں کا ترجمہ اور پورے ترجے پر نظر ثانی میرے مقدر میں رہی اور ایک پورا ترجمہ برادر مکرم محمد ضیاء الرحمن العمری صاحب کے اشراف میں ہوا ہے اور اس وقت ان کے قرآن کے ہندی انسائیکلو پیڈیا کا اردو ترجمہ، پروف ریڈنگ کے دور سے گزر رہا ہے چونکہ اس وقت ران کے شدید پھوڑے اور اس کے آپریشن کی وجہ سے تقریباً ڈیڑھ ماہ سے بستر علالت پر ہوں ورنہ یہ مکمل ہو گیا ہوتا، ''القول المحقق'' اور ''الدین الخالص'' حصہ اول کا اردو ترجمہ بھی نظر ثانی اور پروف ریڈنگ کا انتظار کر رہا ہے۔ فی الحال اپنی علالت کی وجہ سے اپنی ستائش میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں، جو کچھ میں نے کیا ہے اپنے علم کا فرض ادا کرنے اور اپنے والدین اور اساتذہ اور اپنے لئے ذخیرہ آخرت بنانے کے لئے لکھا ہے''

(ماخوذ: سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۱۷ء ص ۴۹۲)

مولانا نے اپنی خودنوشت میں لکھا ہے کہ: ''دوران درس میں نے دو کتابیں شرح العقائد کا نوٹ درر الفرائد کے نام سے اور اصحاب المعلقات لکھی''

اس کے علاوہ مولانا کی کچھ کتابیں میں نے پڑھی اور دیکھی ہیں:

تراجم: ادب الخلاف، العمل فی زکاۃ الحمل، تلبیس مردود، کتاب الجنائز البانی، طریقۃ المتقین، صلوٰۃ التراویح، پاکدامنی کیوں اور کیسے؟ محمدی زیور، وغیرہ۔

تالیفات: نبوت محمدیہ، تو جا پڑا ہے بہت دور اپنی منزل سے، دوستی اور دشمنی کا قرآنی معیار، اربعین حدیثاً ۔۔۔، جادو اور آسیب کا کامیاب علاج، علمی تقریریں، سود اور اسلام، جائز تنقید، وغیرہ۔

مضامین ومقالات: مولانا ایک اچھے صحافی تھے آپ کو زمانہ طالب علمی ہی سے لکھنے کی دلچسپی تھی اور یہ سلسلہ ہمیشہ رہا ہے، جیسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ مولانا رقم طراز ہیں:

''مجھے ابتداء سے لکھنے کی دلچسپی تھی اور عمرآباد میں رہتے ہوئے ''الشفاء فی ردنکاح یوسف وزلیخا'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا جس کی ایک ہی قسط اخبار ''مسلمان بنگلور'' سے چھپ سکی اور اس پر احتجاجات ہونے لگے اس لئے اس کے ایڈیٹر نے عمرآباد آکر میرے مقالے کی اشاعت سے معذرت کردی جسے ''مجلہ ترجمان'' میں مکمل کیا گیا اس کے بعد برابر ''ترجمان'' میں اور ''محدث'' بنارس نکلنے کے بعد سے اس میں مضامین لکھنے لگا اور دلی سے ''نوائے اسلام'' شائع ہوا تو اس میں برابر مضامین لکھتا رہا، اس کے سوا ''آثار جدید'' جامعہ اثریہ دارالحدیث کا بار تو میرے ہی ناتواں کندھوں پر ہے، میں نے انگنت مضامین اور مقالے لکھے اور کئی جمعہ وعیدین کے خطبے دیئے'' (ماخوذ: سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۱۷ء ص ۴۹۲)

مولانا عزیز عمر سلفی کے بقول: ''مجلہ نوائے اسلام دہلی'' میں جب اس کی اشاعت ہو رہی ہے ''نوائے قرآن'' کے نام سے درس قرآن بلاناغہ لکھے ہیں، نیز دو سال تک اردو ہفتہ وار ''حالات'' کی ادارت بھی آپ نے سنبھالی۔

مولانا کے اگر سب مضامین اور مقالات یکجا کئے جائیں تو مختلف موضوعات پر ایک قیمتی ذخیرہ تیار ہو جائے۔

عمری صاحب بحیثیت خطیب: آپ بے باک خطیب تھے حق بات بولتے تھے جب سے میں نے ہوش سنبھالا اس وقت سے لے کر تقریباً ۱۹۹۹ء تک میرے گھر کے پاس ڈومن پورہ شمال والی مسجد میں جمعے کے خطبے اور جمال پورہ عیدگاہ میں عیدین کے خطبے بلا ناغہ آپ ہی دیتے تھے، حالات حاضرہ پر ایسا خطبہ دیتے تھے کہ آپ کی شہرت پورے مئو میں تھی اپنے محلہ کے لوگوں سے پہلے خطبہ سننے کے لئے دوسرے محلہ کے لوگ آجاتے تھے جس کی وجہ سے مسجد اور عیدگاہ تنگی کا شکوہ کرتی تھی، وہاں سے چھوڑنے کے بعد شاید کبھی کبھی بنکر کالونی مئو میں خطبہ دیتے تھے۔ مولانا اپنی خودنوشت میں رقم طراز ہیں کہ:

''جامعہ دارالحدیث میں چونکہ میں خطیب تھا فراغت کے بعد عمرآباد سے مئو آیا تو یہاں دیکھا کہ اہل حدیث کی شناخت کمیونسٹ سے ہوتی ہے، اس لئے میں ابتداء ہی میں ''کمیونزم اور اسلام'' ایک خطبہ دیا جس کی وجہ سے مجھے سخت لعن طعن کا سامنا کرنا پڑا اور ناظم و مدرس نے مجھے اس عنوان پر کچھ بولنے سے روک دیا'' (ماخوذ: سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۱۷ء ص ۴۹۲)

دینی وسماجی خدمات: آپ تدریسی، تالیفی اور دعوتی خدمات کے ساتھ ساتھ سماجی خدمات بھی کیا کرتے تھے، جیسا کہ مولانا کے خودنوشت میں مذکور ہے کہ ''جب ۱۹۶۶ء میں ڈاکٹر فریدی نے مجلس مشاورت اور ۱۹۶۸ء میں مسلم مجلس بنائی تو میں اس کا ممبر بن گیا''

۱۹۹۳ء میں ''معهد السنة للتربية الاسلاميه'' کے نام سے قوم کے بچے اور بچیوں کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جس کا مقصد مسلم بچوں کو مغربی تہذیب سے بچا کر دین کے بنیادی عقائد اور تربیت کے ساتھ جدید تعلیم دینا لیکن یہ اسکول بہت پہلے بند ہو چکا ہے، اسکول کی آفس ڈومن پورہ شمال والی مسجد کے سامنے ایک کھپریل کی تھی جس میں آپ اسکول کی نظامت کے ساتھ ساتھ ''ہومیوپیتھ'' کے ذریعہ علاج بھی کرتے تھے، اسی آفس سے طلاق اور وراثت کے مسائل بھی حل کرتے تھے، اسی آفس میں میں نے دیکھا ہے کہ ایک صاحب کو روزانہ عصر بعد قرآن پاک کا ترجمہ پڑھا رہے ہیں اور ہمارے محلہ کے چند نوجوان جو کچھ تعلیم حاصل کر کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ دیئے تھے ان کو اسی مسجد میں تعلیم دیتے تھے۔

حلیہ اور عادات: آپ کی طبیعت میں بڑی سادگی تھی، لمبا قد، لمبا چہرہ، پھریرا بدن، گھنی داڑھی اور پست آواز میں کلام کرتے تھے، لباس بڑا سادہ پہنتے تھے مدرسہ میں ہوں یا آفس میں یا گھر پر ہوں وہی سادہ کرتا لنگی اور کپڑے والی دو پلی ٹوپی ہوتی تھی، البتہ جب عیدین کے خطبے کے موقع پر کتھئی رنگ کا جبہ پہنتے تھے جو عمر آباد کے فارغین کو ملتا ہے، زیب و زینت اور تکلف سے اتنے بے پرواہ کہ اجنبی اور نا آشنا کے لئے ان میں ادنی آدمی میں امتیاز مشکل تھا، غیر معمولی صلاحیت کے باوجود کبر وغرور چھوا نہیں تھا، پان کھانے کا ہمیشہ معمول رہا اور کپڑے پر پان کے چھینٹے سے کوئی مطلب نہیں تھا، مچھلی کا شکار خوب کرتے تھے، حسب ضرورت باتوں میں محاوروں اور مقولوں کا استعمال کرتے تھے اور اپنی باتوں لطیفوں اور چٹکلوں کے ذریعہ ہنساتے تھے، جیسا کہ جامعہ اثریہ کے ایک طالب علم نے مجھے بتایا کہ ''دوران تعلیم آپ ہی کے ایک شاگرد نے آپ کو شیخ کہہ دیا تو آپ نے کہا: یہاں کوئی شیخ نہیں ہے شیخ کی کمپنی سعودی میں ہے'' وقت کی تعین کے بغیر لکھنے پڑھنے کا سلسلہ شروع ہوجاتا جو کئی گھنٹوں جاری رہتا، خط بہت صاف تھا لکھنے میں خوش خطی کا خاص اہتمام ہے، کتابیں اور مضامین لکھ کر خود ارسال کردیتے، لکھنے یا پڑھنے کے لئے میز کرسی کا بھی اہتمام نہیں کیا بار ہا آپ کے گھر جانے کا اتفاق ہوا ہے میں نے دیکھا ہے کہ بیٹھک میں ایک چارپائی پر اپنے پاؤں پر بیٹھے لکھ رہے ہیں اور اپ کے اردگرد کتابیں بکھری ہیں، مطالعہ بیٹھ کر کرتے تھے، ٹیک لگا کر یا لیٹ کر ہرگز نہیں کرتے تھے۔

مولانا کا ایک وصف صبر وضبط تھا پرائیوٹ تنخواہ پر اکتفاء کرتے تھے مگر دوسروں کو مبعوث ضرور کرائے حالانکہ آپ کے گھریلو حالات مالی اعتبار سے بہت اچھے نہیں تھے پاورلوم ہی اپ کی روزی روٹی کا ذریعہ تھا۔

اسفار: مولانا زیادہ تر گھر ہی رہے ہیں کبھی کبھی اسفار بھی کئے ہیں، ۲۰۰۵ء میں قرآن کے ہندی ترجمہ کے سلسلے میں سعودی عرب بلائے گئے تھے مگر تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد واپس چلے آئے، ۲۰۰۴ء پاکوڑ کانفرنس میں گئے تھے اور مقالات کی ایک مجلس میں صدارت کئے تھے، میرے زمانہ طالب علمی ۲۰۰۷ء میں آثار کا خصوصی شمارہ صفی الرحمن مبارکپوری کے نام نکال رہے تھے تو جامعہ سلفیہ بنارس میں ناظم اعلیٰ مولانا عبداللہ سعود سلفی سے تاثرات لکھوانے آئے تھے۔

بیماری اور وفات: مولانا ہمیشہ لکھنے، پڑھنے پڑھانے، شکار کھیلنے اور لوگوں سے ہنسی مذاق کرنے کے عادی تھے غالباً ۲۰۱۲ء میں ران کے شدید پھوڑے اور آپریشن کی وجہ سے بیمار رہنے لگے تھے لیکن کبھی کبھی باہر دکھائی دیتے تھے، ادھر چند سالوں سے پیر کی رگ سوکھنے کی وجہ سے چلنا پھرنا مشکل ہوگیا تھا جس کی وجہ سے بستر پر لیٹے رہتے تھے، عیادت کرنے والے آتے خیر خیریت پوچھتے اور ان کے سوالوں کے جوابات دیتے رہتے تھے مگر افسوس کہ یکم دسمبر ۲۰۲۰ء بروز منگل بعد نماز مغرب ایک کہنہ مشق مولف ومترجم، مدرس ومقرر اور صحافی سے جمعیت و جماعت اور ملت محروم ہوگئی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔۔۔

آپ کی نماز جنازہ اگلے دن دو دسمبر بروز بدھ صبح دس بجے عیدگاہ اہل حدیث ڈومن پورہ پچھم میں آپ کے چچازاد بھائی مولانا سراج الحسن محمدی (استاذ مدرسہ دارالتعلیم مئو) کی امامت میں ادا کی گئی اور آبائی قبرستان بھٹکواں پٹی بھجو نا میں سپرد خاک کئے گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ میں عوام الناس اور مئو کے جامعات ومدارس کے اساتذہ وطلبہ اور اراکین نے کافی تعداد میں شرکت کی۔

شادی اور اولاد واحفاد: آپ کی شادی مئوناتھ بھنجن کے ایک مشہور محلہ کھیدو پورہ میں ہاجرہ خاتون بنت صفی اللہ سے ہوئی تھی ۱۳ فروری ۲۰۱۰ء کو اپنے شوہر، دوبیٹوں اور تین بیٹیوں سمیہ خاتون، رقیہ خاتون، یاسر، یسار، اور مولانا عمار اثری کو چھوڑ کر اس دار فانی سے کوچ کر گئیں، اللھم اغفرلھا وارحمھا۔

یسار نے عربی کی جماعت ثالثہ تک مدرسہ عالیہ سے تعلیم حاصل کی ہے اور مولانا عمار اثری جامعہ دارالسلام عمرآباد سے پڑھنے کے بعد جامعہ اثریہ دارالحدیث سے فراغت کی ہے، فراغت کے بعد چند سال ''مدرسہ دارالحدیث دھونرا ٹانڈہ، بریلی'' میں تدریسی فریضہ انجام دیا ہے پھر ملازمت کے لئے کویت چلے گئے، ایک بیٹی نے بھی عربی کی چار جماعت تک تعلیم حاصل کی ہے، فی الحال تینوں فرزند گھر پر آبائی پیشہ پارچہ بافی سے منسلک ہیں۔

آپ کے پوتے، پوتیوں اور نواسے، نواسیوں کی تعداد درجنوں سے زائد ہے۔

مولانا ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے نام ونسب میں مولانا حکیم جمال الدین کا تذکرہ ہوا ہے، مولانا حکیم جمال الدین کے پانچ نرینہ اولاد تھیں۔ ۱۔حاجی عبدالرحمن شہید (شہادت ۱۳۲۳ھ)، ۲۔حاجی عبدالحفیظ سوداگر (متوفی ۱۳۳۹ھ)، ۳۔شیخ علیم اللہ، ۴۔حاجی محمد عارف، ۵۔حاجی نور محمد (متوفی ۱۹۳۶ء)

۲۔حاجی عبدالرحمن شہید کے بیٹے جیسا کہ شروع میں ذکر ہو چکا ہے کہ ۱۔مولانا حامد، ۲۔مولانا محمد نعمان اعظمی، ۳۔مولانا محمد ابراہیم، ۴۔مولانا محمد علی ابوالقاسم قدسی تھے۔

مولانا حامد کے بیٹے مولانا عبدالماجد اور حاجی عبدالحمید تھے، حافظ ومولانا وڈاکٹر عبدالعلی ازہری (لندن) اور حافظ وڈاکٹر عبدالحیٔ مدنی (سابق استاذ جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو) مولانا حامد کے پوتے ہیں اور مولانا مظہر حسن فیضیؒ، مولانا خورشید احمد محمدی، مولانا وڈاکٹر فضل حق محمدی، مولانا رضی انور محمدی، مولانا شمیم اختر فیضی، مولانا فیصل محمدیؒ، مولانا وڈاکٹر جاوید منظر سلفی، حافظ عبدالماجد عالی، حافظ وڈاکٹر عمار عبدالحیٔ فلاحی وغیرہ مولانا حامد کے پرپوتے ہیں۔

مولانا محمد نعمان اعظمی کے بیٹے: پہلی اہلیہ سے مولانا عبدالمنان، مولانا عبدالسبحان ذاکر انصاری اعظمی عمریؒ اور مولانا فضل الرحمن اعظمی عمریؒ ہیں، اور دوسری اہلیہ سے مولانا حبیب الرحمن زاہد اعظمی عمریؒ (ایڈیٹر ماہنامہ راہ اعتدال)، مولانا عزیز الرحمن رونق اعظمی عمریؒ اور حافظ وعلامہ حفیظ الرحمن اعظمی عمری، مدنی (ناظم جامعہ دارالسلام عمرآباد) ہیں۔

مولانا خلیل الرحمن اعظمی عمریؒ (استاذ وناظم جامعہ دارالسلام عمرآباد)، مولانا ضیاء الرحمن صہبا اعظمی عمریؒ، حافظ ومولانا عبدالرحمن اعظمی عمریؒ اپنے پردادا کے ہمنام (ہائی اسکول میں معلم)، حافظ ومولانا انیس الرحمن اعظمی عمری مدنی (سابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم، مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس کے سابق استاذ، جامعہ محمدیہ مالیگاؤں کے سابق شیخ الجامعہ، مدرسہ الفرقان منگلور اور جامعۃ الہند کیرالا کے ذمہ دار، چار مینار مسجد کے خطیب)، حافظ ومولانا عبید الرحمن اعظمی عمری، ندوی، مدنیؒ استاذ وناظم جامعہ دارالسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر آباد، مولانا محمد نعمان اعظمی عمری، مدنیؒ اپنے دادا کے ہم نام (جامعہ محمدیہ رائیدرگ کے سابق استاذ، مدرسہ نسواں وانمباڑی کے ناظم)، مولانا اسماعیل سلفی، مولانا اسماعیل اعظمی عمریؒ، مولوی ڈاکٹر نور الحسن، ماسٹر احسن انصاری وغیرہ مولانا نعمان اعظمی کے پوتے ہیں۔

مولانا وڈاکٹر الیاس اعظمی عمری، مدنی (استاذ جامعہ دار السلام عمر آباد) ہیں، مولانا رشاد اعظمی عمری (لندن) مولانا شاہد جنید عالیؒ، مولانا راشد عالی، مولانا سعود اعظمی عمری، مولانا عبد الرحمن فیضی بنگلور، مولانا ریحان اثری، ماسٹر اکرم، ڈاکٹر حماد احمد، ڈاکٹر خالد کمال (نائب صدر جامعہ عالیہ عربیہ مئو) وغیرہ آپ کے پر پوتے ہیں۔

مولانا ابراہیم کے بیٹے: ۱۔شمس النساء، ۲۔مولانا عزیز الحق عمریؒ جن کا تذکرہ ہوا ہے، ۳۔مولانا شمس الحق فیضی (سابق استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو) ۴۔عزیز النساء، ۵۔حبیب النساء، ۶۔اختر النساء، ۷۔ظہیر الحق، ۸۔اظہار الحق، ۹۔ماسٹر اسرار الحق (استاذ مدرسہ دار التعلیم مبارکپور اعظم گڈھ) ۱۰۔انوار الحق ہیں۔

مولانا محمد اسلم عمری مدنی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو) مولانا سراج الحسن محمدی (استاذ مدرسہ دار التعلیم کھیدو پورہ مئو) اور مولانا فیض الحسن عمری مدنی (ہاسپیٹ)، مولانا اعزاز الحسن حمایتی (ناگپور) وغیرہ مولانا ابراہیم کے پوتے اور صاحب تذکرہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔

مولانا خورشید سراج اثری، مولانا امیر افضل عالی، مولانا فرحان اشرف عالی، مولانا افضال احمد عمری (حیدر آباد) راقم السطور حافظ وقاری ومولانا فیضان اشرف سلفی استاذ جامعہ اسلامیہ سنابل نئی دہلی، مولانا آصف اکرم عالی، مولانا عامر عزیز صندلؔ عالی (حیدر آباد)، مولانا اظہر اثری، حافظ ومولانا سعید الرحمن عمری، مولانا عبید الرحمن عالی، حافظ وقاری ومولانا شہباز عالی، مولانا ضیاء الرحمن عالی، مولانا سلمان عالی، مولانا جمال آصف عالی، وغیرہ مولانا ابراہیم کے پر پوتے ہیں۔

مولانا محمد علی ابوالقاسم قدسیؒ کے بیٹے: مولانا ومفتی عبد العزیز اعظمی عمری متوفی (۲۰۰۵ء) ہیں، مولانا عمران اعظمی عمری حیدر آباد (متوفی ۲۰۱۷ء) اور مولانا محفوظ الرحمن اقدسؔ عمری ہیں، مولانا افضل اثریؒ (لائبریرین جامعہ محمدیہ کھیدو پورہ مئو) قدسیؔ صاحب کے پوتے ہیں۔ مولانا رضی انور اثری اور مولانا صفوان محمدی پر پوتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس خانوادے میں متعدد علماء کرام ہیں چند مشہور موجودین علماء کرام کا تذکرہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں:

مولانا محمد اعظمی (سابق شیخ الحدیث اور شیخ الجامعہ عالیہ عربیہ مئو)، مولانا مظہر احسن ازہری (ناظم جامعہ عالیہ عربیہ مئو)، حافظ شیخ اسعد اعظمی (استاذ جامعہ سلفیہ بنارس) مولانا نور الحسن مدنی (بنگلور) مولانا وحید رضا فیضی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو)، مولانا ذکی انور مدنی (استاذ مدرسہ دار التعلیم کھیدو پورہ مئو) مولانا جمال انور عمری مدنی (لندن) مولانا وڈاکٹر اجود عالی، مولانا فیاض احمد عمری، مولانا پرویز احمد عالی وغیرہ۔

مئو کے مشہور تجار حاجی سعود احمد کراؤن، حاجی عبد الودود کراؤن، (صدر جامعہ عالیہ عربیہ مئو) اجمل نورانی، افضل نورانی (سابق ناظم جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو) حاجی عبد الرحمن اسی خانوادے سے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ اس خانوادے میں کئی ایک بچیاں عالمہ فاضلہ بھی ہیں جو دینی خدمات انجام دے رہی ہیں۔
اس تذکرے میں صرف علمائے کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے البتہ ضرورت کے تحت غیر عالموں کا بھی تذکرہ ہوگیا ہے۔

تعزیتی پیغامات: مرکزی جمعیت اہل حدیث دہلی کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی حفظہ اللہ اور ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سینٹر نئی دہلی کے صدر محترم مولانا محمد رحمانی مدنی حفظہ اللہ اور سکریٹری مولانا عاشق علی اثری حفظہ اللہ کی طرف سے تعزیتی پیغامات موصول ہوئے جس میں طلبہ اساتذہ اور ذمہ داران نے آپ کی وفات پر غم کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی، اس کے علاوہ سالک بستوی سے تعزیتی نظم موصول ہوئی:

گلشن ہستی سے جیسے رت سہانی لے گیا
اک عزیز الحق بہاروں کی نشانی لے گیا

تشنگان علم وفن اب ہوگئے ہیں اشکبار
ساتھ اپنے موج دریا کی روانی لے گیا

آخر میں رب العالمین سے دعاء ہے کہ مولانا کی تدریسی، دعوتی، تالیفی اور سماجی خدمات کو قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے اور آپ کی چھوٹی بڑی لغزشوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

اللهم اغفرله وارحمه وعافِهِ واعْفُ عنهُ وأكرِمْ نزله ووسع مدخله وأدخله الجنة وأعذْهُ من عذاب القبر وعذاب النار۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا شہاب الدین مجاہد رحمہ اللہ/ سدھارتھ نگر

حیات وخدمات

وفات: 15 / دسمبر 2020ء

مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی
ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث، سدھارتھ نگر، یوپی

زیر نظر مضمون جماعت کی بزرگ ومقتدر اور علمی ودعوتی شخصیت جناب مولانا شہاب الدین مکی معروف بہ مجاہد کا مختصر سوانحی خاکہ ہے، جسے میں نے ان کے ایک قریبی عزیز، علم دوست اور علماء نواز جناب سیٹھ شکیل احمد مرزا، ممبئ اہل خانہ اور ان کے دیگر محبین و معتقدین سے حاصل کر کے مرتب کیا ہے۔ آئندہ سطور میں میں نے ممدوح محترم کی تابناک زندگی کے ان روشن گوشوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جو آئندہ آنے والی نسلوں اور متلاشیان حق کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

نام ونسب: شہاب الدین بن عظیم اللہ بن عبداللہ بن امان اللہ

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ محترمہ کا نام ''عرب النساء'' تھا۔

نسبت: چوں کہ آپ نے جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو سے فراغت حاصل کی تھی، اس لیے آپ کی ایک نسبت فیضی بھی ہے اور دوسری نسبت مکی ہے کیوں کہ آپ نے مہبط وحی مکہ مکرمہ میں واقع معروف یونیورسٹی جامعہ ام القری کے شعبہ معہد اللغۃ میں تعلیم حاصل کی تھی، زیادہ عمر ہونے کے باعث آگے تعلیم کا سلسلہ منقطع کر کے وطن مالوف واپس آگئے تھے، اسی مناسبت سے آپ خود کو مکی کہتے اور لکھتے تھے۔

تنبیہ: آپ کے انتقال کے بعد خبر وفات کے اعلان میں آپ کے بعض معتقدین واحباب نے آپ کے نام کے ساتھ ''مدنی'' کا لاحقہ لگایا تھا جس سے بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ شاید آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ میں بھی تعلیم حاصل کی ہے جب کہ تحقیق کے بعد یہ معلوم ہوا کہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے، لہٰذا آپ کے نام کے ساتھ مدنی کا لاحقہ خلاف واقع ہے۔

لقب: آپ اپنے نام سے زیادہ اپنے لقب مجاہد سے عوام وخواص میں معروف تھے، ممدوح محترم کے بڑے بھائی جناب عبدالرحمن کے بقول اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اتباع سنت اور اسلامی میراث کے نفاذ اور اسے زبان وقلم کے ذریعہ عام کرنے میں آپ شبانہ روز کدوکاوش کر رہے تھے اسی مجاہدانہ کردار، دعوتی جوش وولولہ اور دینی تڑپ کی وجہ سے علامہ عبدالجلیل سامرودی نے آپ کو مجاہد

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کا لقب دیا تھا، جو آپ کی ذات وتعارف کا جزء لاینفك بن گیا، غفر الله له ورحمه۔

مولد ومسکن: آپ ضلع سدھارتھ نگر، یوپی کے معروف گاؤں بکینہاں خالصہ میں 1948ء میں پیدا ہوئے، یہی آپ کا آبائی وطن ہے، جہاں سے آپ کی تعلیم وتربیت ہوئی اور پروان چڑھے۔

تعلیمی مراحل: ابتدائی اور شعبۂ مکتب کی تعلیم جامعہ اسلامیہ کونڈ را گرانٹ، (سدھارتھ نگر) میں، شعبۂ عربی متوسطہ اور ثانیہ کی تعلیم مدرسہ (جامعہ) دارالہدی، یوسف پور، سدھارتھ نگر، یوپی میں حاصل کی اس کے بعد آپ صوبہ گجرات کے مشہور شہر سامرود تشریف لے گئے اور وہاں محدث ہند علامہ عبدالجلیل سامرودی رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور شیخ موصوف کے علمی فیوض وبرکات سے اپنے دل و دماغ کو منور کیا، اس کے بعد گجرات کے اطراف واکناف میں دعوت وارشاد اور تدریسی فرائض انجام دیتے رہے اسی اثناء میں سوری نژاد اور سعودی عرب کی راجدھانی ریاض میں مقیم ایک غیور سلفی عالم دین، مشہور داعی اور کئی مفید وعلمی کتابوں کے مصنف شیخ عدنان بن محمد العرعور حفظہ اللہ تشریف لائے اور آپ ان کے توسط ومعاونت سے سعودی عرب چلے گئے اور مملکت توحید سعودی عرب کے مفتی اعظم علامہ ابن باز رحمہ اللہ کے دروس میں برابر شرکت کرتے رہے اور ان کے علم بے کراں سے استفادہ کرتے رہے ایک خصوصی ملاقات میں آپ نے جامعہ ام القری میں داخلہ کی بابت آپ سے سفارشی توصیہ قید تحریر میں لانے کی درخواست کی لیکن شیخ محترم نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے پاس کوئی سند نہیں ہے، اگر آپ ہندوستان کے کسی معروف ادارہ سے سند حاصل کر لیں تو پھر میں جامعہ میں آپ کے داخلہ کی پوری کوشش کرتا ہوں، چنانچہ آپ نے وہاں سے سرزمین ہند کا رخت سفر باندھا اور جامعہ اسلامیہ فیض عام، مئو میں داخلہ لیا 1399ھ میں علم وأدب کا گہوارہ سرزمین مئوناتھ بھنجن میں واقع جماعت کے معروف ترین دانش گاہ جامعہ اسلامیہ فیض عام سے سند فراغت حاصل کی۔

جامعہ ام القری میں داخلہ: جامعہ فیض عام مئو سے فراغت کے بعد آپ نے مزید علمی تشنگی بجھانے اور زیادتِ علم کی خاطر جامعہ ام القری، مکہ مکرمہ میں داخلہ کی سنجیدہ کوشش کی، اللہ کے فضل خاص، والدین کی پرسوز ومخلصانہ دعاؤں اور علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالرحمن آل ابن باز کے سفارشی خط کی وجہ سے جامعہ ام القری کے شعبۂ معهد اللغة العربية میں آپ کا داخلہ ہوگیا، اس طرح آپ کی دیرینہ آرزو اور حسین خواب شرمندۂ تعبیر ہوگیا، یقیناً آپ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ایک ہیں، جنھیں اللہ نے مہبط وحی مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر واقع عالمی اور معروف یونیورسٹی جامعہ ام القری کے اساطین علم وفن اور مختلف علوم وفنون پر کامل دست گاہ رکھنے والے شیوخ اور دکاترہ سے کسب فیض پانے کا سنہری موقع عطا کیا اور چند سال وہاں قیام کر کے ان کے علم وعرفان سے فیض یاب ہوئے اور بغیر تعلیم مکمل کیے ہوئے وہاں سے آپ اپنے وطن مالوف واپس آ گئے۔

چند ایام ملک اردن میں: تاجدار اقلیم حدیث محدث عصر امام محمد ناصر الدین البانی (م 1999ء) رحمہ اللہ سے شرف ملاقات اور ان سے علمی استفادہ کی خاطر آپ چند ماہ ملک اردن (جارڈن) تشریف لے گئے تھے اور دوران قیام آپ کے بیش قیمت علمی دروس ومحاضرات سے خوب استفادہ کیا۔

تدریسی فرائض: مولانا مجاہد رحمہ اللہ کی تدریسی خدمات کے تعلق سے تفصیل مجھے معلوم نہ ہوسکی، بعض احباب کے بقول تعلیم و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تدریس سے زیادہ آپ کی توجہ دعوت وارشاد پر تھی اسی لیے آپ بعض مدارس ومعاہد سے منسلک ہوکر چند سال ہی تعلیم وتعلم کا فریضہ انجام دینے کے ساتھ مختلف مقامات اور بستیوں میں مدارس ومساجد قائم کرنے میں کامیاب رہے جس سے نونہالان ملت استفادہ کررہے ہیں، بعض مدارس جس میں آپ نے تعلیم دی ہے اس کے اسماء یہ ہیں: * مدرسہ اسلامیہ، سامرود * دارالعلوم محمدیہ، سورت

مشاہیر اساتذہ کرام: آپ نے جن کبار شیوخ اور اساتذہ عظام سے اکتساب فیض یا ان کے دروس ومحاضرات سے استفادہ کیا ہے، ان سب کے اسماء گرامی کا ذکر باعث طوالت ہوگا اس لیے آپ کے چند مشاہیر شیوخ کے ذکر پر اکتفا کیا جارہا ہے: (1) محدث عصر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (1999ء) (2) علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالرحمن آل باز رحمہ اللہ (1999ء) سابق مفتی عام سعودی عرب (3) فقیہ امت علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ (2001ء) قصیم، سعودی عرب (4) شیر گجرات محدث ہند، علامہ ابوعبدالکبیر محمد عبدالجلیل بن ابوالسعادات علی احمد، سامرودی، رحمہ اللہ (1972ء) (5) جناب مولانا ومفتی حبیب الرحمن فیضی (1996ء) (6) جناب مولانا ومفتی عبدالعزیز عمری (2005ء) (7) جناب مولانا عبدالسبحان عمری (1990ء) (8) جناب مولانا محفوظ الرحمن فیضی (9) جناب مولانا ڈاکٹر جلال الدین رحمانی (2019ء) (10) مولانا محمد ابراہیم رحمانی (11) مولانا محمد ادریس قاسمی (2019ء)

ارشد تلامذہ: (1) عبدالوہاب بن محمد سورتی گجراتی (2) ابوالکلام سلفی (3) عبدالوکیل اثری (4) یامین محمدی (5) حافظ شبلی (6) فضل الرحمن بن عبدالسلام (7) عبدالسلام بن محمد یونس

زیر درس کتابیں: * بلوغ المرام من جمع أدلة الأحكام: للعلامة المحدث احمد بن علی ابن حجر العسقلانی (852ھ) * كتاب التوحيد وإثبات صفات الرب عزوجل: للامام محمد بن اسحاق بن خزيمه (311ھ) كتاب الفرائض: للعلامة الفرضى الاصولى عبد الصمد بن محمد ملقب به كاتب (1431ھ/2010ء) نحو، صرف۔

فریضہ حج وزیارت حرمین شریفین: جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کے زمانہ طالب علمی ہی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو زیارت حرمین شریفین اور فریضہ حج وعمرہ ادا کرنے کی توفیق بخشی اور بفضلہ تعالی اس نعمت عظمی سے سرفراز ہوئے، حج کی سعادت آپ کو دوبار ملی ہے پہلا حج آپ نے 1987ء اور دوسرا حج 1990ء میں کیا ہے اور 1985ء سے لے کر 1997ء تک ہر سال آپ کو عمرہ کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں

اوصاف وخصائل: آپ عمدہ سیرت وکردار، خلیق وملنسار، تقوی شعار اور انسانیت نوازی کے علمبردار تھے، ہم سب کے بزرگ تھے اور اپنے خوردوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر شفقت فرماتے تھے، نہایت ہی خوش گفتار، خوش اخلاق، نرم خو، غیور اور علم الفرائض کے ماہر تھے، بقول شخصے آپ کا بیان ہے کہ علم میراث کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے جو درک اور مہارت دی ہے یہ شیخ صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان کی کتاب ''التحقيقات المرضية فى المباحث الفرضية'' اور کیرلا کے شیخ عبدالصمد بن محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکاتب کی کتاب ''کتاب الفرائض '' کی مرہون منت ہے، خشوع وخضوع کے ساتھ اقامت صلوۃ کی پابندی، خشیت الٰہی ، خودداری، سادگی، قناعت پسندی، دنیا سے بے رغبتی اور شگفتہ مزاجی آپ کی نمایاں پہچان تھی، قناعت واستغناء کا عالم یہ تھا کہ آپ کے آبائی گاؤں میں آپ کے پاس رہنے کے لیے ذاتی مکان نہیں تھا صرف ایک کمرہ چھت کے ساتھ ہے اور برآمدہ آج بھی سیمینٹ پترا کا ہے، جو اہل خانہ کے لیے ناکافی ہے، اس کسمپرسی کے عالم میں بھی آپ ہمیشہ اللہ کے فیصلے پر صابروشاکر رہے کسی سے کبھی کوئی گلہ وشکوہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی صاحب ثروت کے سامنے زبان کھولی، ایسے پاک طینت مرد مجاہد پر اللہ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

تجارت: شروع ہی سے آپ کا ذہن تاجرانہ تھا، سرزمین حجاز مکہ مکرمہ میں جب آپ کا داخلہ ہوگیا تو وہاں بھی بعض احباب کے تعاون سے ہندوستانی مصنوعات کی تجارت کرتے تھے، وہاں سے واپس آنے کے بعد ممبئی میں بھی اپنی بساط بھر پیشہ تجارت سے جڑے رہے اور اپنی یومیہ واہل خانہ کے اخراجات کی تکمیل کرتے تھے۔

دعوت وارشاد: شیخ ابن باز رحمہ اللہ اپنے جیب خاص سے بہت سارے علماء کی کفالت کرتے تھے، غالب گمان یہی ہے کہ آپ بھی انہی کی کفالت میں ایک داعیہ متفرغ کی حیثیت سے دعوتی کام سرانجام دیے رہے تھے۔(غفر اللہ لھما) زمانہ طالب علمی ہی میں آپ دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے لگے تھے، سب سے پہلے آپ نے ضلع بلرام پور (گونڈہ) میں واقع معروف بستی تلشی پور اور گینسڑی کے علاقوں میں اس مقدس فریضہ کو سرانجام دیا، سلفی مسلک ومنہج کے ازلی دشمن رضاخانیوں نے آپ پر جان لیوا حملہ کرنے کی ناپاک سازش رچی لیکن اللہ نے آپ کی نصرت وحفاظت فرمائی اور ان کے شرور وفتن سے آپ بالکل محفوظ ومامون رہے، آپ کے محسن استاد گرامی علامہ عبدالجلیل سامرودی رحمہ اللہ کو جب اس جاں گسل حادثہ کی خبر ملی تو آپ نے فوراً اپنے شاگرد رشید کو بذریعہ خط تسلی دی اور ایک دعا بتایا کہ اسے برابر پڑھتے رہو دشمن کے شر اور اس کی ریشہ دوانیوں سے سدا محفوظ رہو گے۔ اللھم نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم ۔ آپ نے اپنے عمر عزیز کا بیشتر حصہ سلف صالحین کے مسلک ومنہج کو فروغ دینے میں گزارا ہے، آپ مصلحت پسند اور پیشہ ور خطیب نہیں تھے، پوری زندگی ایک مثالی، حساس اور باوقار داعی ومبلغ کا کردار نبھایا ہے، آپ کے اندر دینی ومسلکی اور جماعتی غیرت وحمیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، آپ فعال وسرگرم، متحمس ، بے باک اور حق گو عالم تھے، بلا خوف لومۃ لائم کتاب وسنت کی سنہری وآفاقی پیغام سناتے تھے، اپنے اصول ومنہج سے کسی سے سمجھوتہ نہیں کرتے تھے، حالات وظروف کی رعایت کرتے ہوئے آپ اپنے دروس وخطابات اور وعظ ونصیحت کی مجلسوں میں حساس موضوعات پر موثر و پرسوز آواز میں خطاب کرتے تھے البتہ اکثر وبیشتر بلکہ ہمہ وقت آپ اسلام کے قانون وراثت کو اپنے یہاں نافذ کرنے کی پرزور تلقین کرتے تھے، جہاں موقع ملتا اسی کو موضوع سخن بناتے تھے، آخری دم تک تحریک نفاذ میراث کے لیے کوشاں رہے اس تحریک ومشن کی آبیاری ہم سب کی ملی اور اخلاقی ذمہ داری ہے، اللہ کے فضل وکرم اور آپ ہی جیسے چند مخلص علماء کی محنتوں کا ثمرہ ہے کہ آج بہت سارے لوگ میراث کے احکام ومسائل سمجھنے اور اپنی اولاد کو میراث میں حصہ دینے لگے ہیں۔ آپ کا یہ زریں اور ناقابل فراموش کارنامہ صبحِ قیامت تک یاد رکھا جائے گا اور آپ کے لیے صدقہ جاریہ اور پروانہ نجات ثابت ہوگا، ان شاءاللہ تعالیٰ۔

ہمدردی اور غرباء پروری: آپ عالم باعمل ہونے کے ساتھ ہمدردی، غم خواری اور خیرخواہی کے پیکر تھے، پوری حیات مستعار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی: ''الدين النصيحة...'' پر عمل پیرا رہے، آپ کے قریبی عزیز، رفقاء واحباب اور ہم عصر علماء کرام آپ کی بے مثال خوبیوں کے ضمن میں ایک نمایاں وصف یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ غرباء وفقراء کی حسب استطاعت مالی اعانت کے ساتھ ملت و جماعت کے بے روزگار نوجوانوں کو کسب معاش کی خاطر تجارت کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور ایسے لوگوں کے لیے روپیہ فراہم کرتے تھے تا کہ مالی اعتبار سے مستحکم ہو جائیں، خوش حال زندگی گزاریں اور در بدر نہ بھٹکیں، آپ کے اس مستحسن کام کی ہر سو پذیرائی ہوئی، لوگوں کو اس کی افادیت کا علم ہوا اور عملی طور پر خاطر خواہ فائدہ بھی ہوا لیکن افسوس کہ آپ جن لوگوں کے روشن مستقبل کا خواب دیکھ رہے تھے، انہیں مفید مشورے دے رہے تھے اور شانہ بشانہ ان کے ساتھ چل رہے تھے، چند دنوں کے بعد انہی لوگوں نے بے وفائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کو کنارے لگا دیا، اس بدسلوکی سے آپ کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑا البتہ ''چاہ کن را چاہ درپیش'' کے بمصداق وہ خود توڑ پھوڑ کے شکار ہو گئے اور وہ وہیں واپس چلے گئے جہاں سے آئے تھے۔ ان الله على كل شيء قدير

ازدواجی زندگی: آپ نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کی تھیں پہلی خاتون محترمہ زینب خاتون جن کا تعلق پڑوسی ملک نیپال سے تھا، ان کے والد گرامی کا نام رحمت اللہ (رحمہ اللہ) تھا جو ضلع روپندیہی کے موضع بھگوان پور کے باشندہ تھے، ان کی وفات کے بعد آپ نے عقد ثانی محترمہ ساجدہ خاتون بنت محمد ادریس (حفظہا اللہ) سے کی تھی، جو ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع سدھارتھ کے موضع شیوکوٹ مہاپال کی رہنے والی تھیں، دونوں کو اللہ تعالی نے اولاد کی نعمت سے نوازا تھا جس کی تفصیل بعنوان اولاد واحفاد میں موجود ہے۔

اولاد واحفاد: پہلی زوجہ محترمہ زینب بنت رحمت اللہ کے بطن سے دو بیٹیاں اور ایک نرینہ لڑکا پیدا ہوا ان کے اسماء یہ ہیں:

(1) ناظمہ خاتون (2) ساجدہ خاتون (3) عبداللہ۔

پہلی بیٹی ناظمہ خاتون کی شادی برگدوا، نیپال میں جناب ماسٹر الطاف حسین سے ہوئی ہے جو نیپال ہی میں کسی سرکاری اسکول کے پرنسپل ہیں۔ دوسری بیٹی ساجدہ خاتون کی شادی جناب مولانا وحافظ محمد عمران صاحب کے ہمراہ ہوئی ہے جو موضع رسول پور، سدھارتھ نگر، یوپی کے رہنے والے ہیں اور جامعہ دار الہدی، یوسف پور سدھارتھ نگر میں شعبہ تحفیظ میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ دوسری زوجہ ساجدہ خاتون حفظہا اللہ کے بطن سے چار بیٹے اور چھ بیٹیاں پیدا ہوئی ہیں، لڑکوں کے اسماء یہ ہیں: (1) عبیداللہ (2) محمد (3) احمد (4) سیف اللہ۔ لڑکیوں کے نام یہ ہیں: (1) اسماء خاتون (2) عائشہ خاتون (3) فاطمہ خاتون (4) آمنہ خاتون (5) حفصہ خاتون (6) صفیہ خاتون عزیزہ اسماء سلمہا کی شادی جناب منیر عالم سے ہوئی ہے، جن کا آبائی وطن موضع، پورینہ، سدھارتھ نگر ہے اور فی الحال ایکتا نگر، کاندیولی ویسٹ ممبئی میں ایک کامیاب تاجر ہیں، عزیزہ عائشہ سلمہا کا عقد برادر عزیز مولانا مسعود احمد فیضی سے ہوا ہے، وہ میرے ننھیال گنجہڑا کے رہنے والے ہیں اور اپنے گاؤں کے مدرسہ انوار العلوم، گنجہڑا، سدھارتھ نگر سے منسلک ہو کر دعوتی و تدریسی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ لڑکوں میں بعض اعلی تعلیم کے حصول میں کوشاں ہیں اور بعض خوش حال زندگی گزارنے کی خاطر تجارت سے جڑے ہوئے ہیں، برادرم عبداللہ آلہ آباد میں IPS/PES کی تیاری کر رہے ہیں برادران عبیداللہ اور محمد تجارت کر رہے ہیں، احمد 11 ویں اور سیف اللہ 9 ویں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اللہ ہمارے ان عزیزوں کی آرزوں وتمناؤں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرمندہ تعبیر فرمائے اور عزت ووقار کی زندگی گزارنے کی توفیق بخشے۔آمین!

جامعہ دارالہدی یوسف پور کی نظامت: سرزمین حجاز سے واپسی کے بعد آپ نے نوگڈھ (سدھارتھ نگر) کو اپنا دعوتی وتبلیغی مرکز بنایا،نوگڈھ میں کرایے کا ایک مکان لیا اور وہیں سے قرب وجوار میں دعوت وارشاد کا فریضہ انجام دیتے تھے،علاقہ میں آپ کی دعوت کا اچھا اثر نظر آیا چنانچہ جماعت کے حساس اور بصیرت افروز لوگوں نے 1994ء میں آپ کے دوش ناتواں پر جامعہ دارالہدی، یوسف پور کی بار نظامت ڈال دی جسے آپ نے (جب تک اللہ نے چاہا)1998ء تک بحسن وخوبی انجام دیا، اور جب نامساعد حالات سامنے آئے تو اس عہدہ سے از خود دستبردار ہو گئے۔

وصیت برائے تدفین: آپ نے اپنی وفات سے پہلے اہل خانہ کو یہ وصیت فرمائی کہ جہاں میرا انتقال ہوجائے وہیں مجھے دفن کردیا جائے،میرے جنازے کو کسی دوسرے جگہ منتقل نہ کیا جائے،میری نعش کو ہوائی جہاز یا کسی اور سواری کے ذریعہ نہ لے جایا جائے،سنت کے مطابق جلد از جلد مجھے سپرد خاک کردیا جائے۔

علالت اور وفات: جناب مولانا محمود الحسن فیضی حفظہ اللہ (استاد جامعہ رحمانیہ کاندیولی،ممبئ) کے بقول کم وبیش دس سال سے آپ عارضہ قلب کے شکار تھے،کچھ دنوں کے بعد سانس لینے میں بھی پریشانی لاحق ہوگئی اسی طرح سے چار پانچ بار فالج کا اٹیک ہوا تھا،مرض کی شدت کے باعث نقاہت وکمزوری میں اضافہ ہوتا رہا حسب استطاعت علاج ومعالجہ کے باوجود بیماری میں خاطر خواہ افاقہ نہیں ہوا بالآخر وقت موعود آپہنچا اور مورخہ:15/دسمبر 2020ء بوقت ساڑھے دس بجے دن بمقام الہ آباد آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون،تغمدہ اللہ بواسع رحمتہ۔

جنازہ اور تدفین: آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی تجہیز وتدفین عمل میں لائی گئی،آپ کی نماز جنازہ بعد نماز عشاء جناب مولانا تمیم احمد مدنی حفظہ اللہ وتولاہ کی اقتداء میں ادا کی گئی اور کالا ڈانڈا کریلی آلہ باد کے قبرستان میں ہزاروں سوگواروں نے باچشم نم آپ کے جسد خاکی کو سپرد خاک کردیا۔

پسماندگان: آپ کے لواحقین وپسماندگان میں آپ کی بیوہ بیوی، پانچ لڑکے، آٹھ لڑکیاں اور نواسیاں ہیں، اللہ مولانا موصوف کی بشری لغزشوں وفروگذاشتوں کو معاف کرے،آپ کی نیکیوں اور جملہ دینی ودعوتی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کرانھیں آپ کی مغفرت ونجات اور رفع درجات کا ذریعہ بنائے اور تمام وارثین،لواحقین وپسماندگان،اہل خانہ وجماعت وجمعیت کو بارائے صبر وشکیب دے اور انھیں جنت الفردوس کا مکین بنائے،(آمین) اللهم اغفر له وارحمه واسكنه فسيح جناته والهم أهله وذويه الصبر والسلوان۔

مصادر ومراجع: 1-شخصی وذاتی معلومات واستفسارات اور تاثرات اہل خانہ وقرابت داروں کے بیانات 2-بعض ارشد تلامذہ اور محبین ومعتقدین کے منقولات

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

موجودین علمائے اہل حدیث و اعیان جماعت

۲۰۲۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استاذ الاساتذہ، ماہر فنون کثیرہ

مولانا عطاء الرحمن مدنی حفظہ اللہ/ بہار

(سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، دہلی)

ولادت: ۵/جون ۱۹۳۴ء

مولانا مشتاق احمد ندوی

"شیخ عطاء الرحمن مدنی حفظہ اللہ معہد دہلی (جامعہ اسلامیہ سنابل) کے قدیمی اور نامور اساتذہ میں سے ہیں، یہیں پر خاکسار راقم کو آپ سے کچھ پڑھنے اور سیکھنے کا موقع ملا۔ آپ ایک بہترین مدرس، مؤلف، مربی اور منتظم کے ساتھ ساتھ افتاء و دیگر فنون میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ کافی دنوں سے آپ پر لکھنے کی خواہش تھی کہ اسی درمیان یہ مضمون سوشل میڈیا پر ملا۔ افادہ عام کے لئے مولانا ندوی کے شکریہ کے ساتھ اسے شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ اللہ مرتب اور صاحب ترجمہ سبھی کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (عبدالحکیم المدنی)"

مولانا عطاء الرحمن مدنی حفظہ اللہ بھارت کے چند ایسے بزرگ علما میں سے ایک ہیں، جو اپنی گونا گوں خدمات کی بنیاد پر قومی ہی نہیں، بلکہ بین الاقوامی سطح پر اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ ان کی خدمات کا دائرہ درس وتدریس، دعوت وارشاد، افتا وقضا اور تصنیف وتالیف سے لے کر تنظیمی امور تک پھیلا ہوا ہے۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے گریجویشن کے بعد 'دارالافتاء ریاض' کے داعی کی حیثیت سے افریقی ملک نائجیریا میں سالوں تک مامور رہے اور اپنی زبان وقلم سے عیسائیت، قادیانیت اور تیجانیت وغیرہ کی حقیقت سامنے لاتے رہے۔ بعدازاں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے داعی کی حیثیت سے بھارت واپس آئے، جمعیت کے ناظم عمومی بنے، لمبے وقت تک اس کی مجلس عاملہ اور مجلس شوری کے ممبر رہے، مجلس تحقیق علمی کے صدر بنائے گئے اور اس نومولود شعبے کو ایک علمی وقار عطا کیا، المعهد العالی لاعداد الدعاۃ والمعلمین کے طلبہ کی علمی تشنگی بجھائی، مرکز ابو الکلام آزاد للتوعیۃ الاسلامیہ کے ٹریزرر رہے، تو حیدا یجوکیشنل ٹرسٹ کشن گنج کے لیے ایک مربی کا کردار ادا کیا اور ان تمام سرگرمیوں کے پہلو بہ پہلو عربی، اردو، انگلش، ہندی اور بنگلہ زبانوں میں پچاس سے زائد کتابیں لکھیں۔

مولانا بڑے جفاکش، دھن کے پکے اور مضبوط عزم وارادے کے مالک انسان ہیں۔ اس کی سب سے بڑی دلیل کٹیہار ضلع کے ایک دورافتادہ اور سیلاب زدہ گاؤں گواگاچھی سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تک کا ان کا تعلیمی سفر ہے، جو غیر معمولی نشیب وفراز اور کشمکش سے بھرا ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نے سعودی عرب کے اس سفر کے بارے میں ضرور سنا ہوگا، جس کی ابتدا مادی وسائل سے تہی دستی کے عالم میں ہوئی تھی اور انتہا سمندر میں چھلانگ پر ہوئی تھی۔ اس سفر کی پوری تفصیل ان کی آپ بیتی 'سمندر میں چھلانگ' کے اندر موجود ہے۔ 160 صفحات پر مشتمل یہ کتاب انسان کو ہمت وحوصلے کا وہ خزانہ دے سکتی ہے، جس کے ہاتھ آجانے کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مادی وسائل کا ہونا یا نہ ہونا کچھ خاص اہمیت نہیں رکھتا۔

مولانا کی پیدائش ریاست بہار کے متحدہ پورنیہ ضلع اور موجودہ کٹیہار ضلع کے ایک گاؤں گواگاچھی میں، ایک اوسط درجے کے کسان پریوار میں ہوئی تھی۔ تعلیمی اسناد کے مطابق تاریخ پیدائش 5 جون 1934 ہے۔ محمد عطاء الرحمن بن محمد داؤد حسین بن ظہیر الدین منڈل بن ید اللہ منڈل۔ یہ مختصر سلسلۂ نسب ہے۔ دادا ظہیر الدین منڈل کے پاس لگ بھگ سو بیگھا زمین تھی اور ان کے سبھی بیٹے ایک مشترکہ پریوار کا حصہ بن کر ایک ساتھ رہتے تھے۔

لکھنے پڑھنے کی شروعات ہرنرائن پور ایل پی اسکول سے ہوئی۔ وہیں بنگلہ زبان سیکھی، جس میں بعد میں کئی کتابیں بھی لکھیں۔ اسکول میں تعلیم کے لیے فیس ادا کرنی ہوتی تھی اور پریوار کے لوگ اس میں آنا کانی کرتے تھے، اس لیے اسکول چھوڑ کر گاؤں کے مکتب میں پڑھنے لگے۔ لیکن گھر والوں کو اس سے بھی تسلی نہیں ہوئی۔ وہ تعلیم جاری رکھنے ہی کے موڈ میں نہیں تھے اور بار بار روڑے اٹکانے میں لگے ہوئے تھے۔ اس لیے لاچار ہو کر گھر سے بھاگنا پڑا۔ گھر سے بھاگتے وقت انھیں یہ احساس ہرگز نہ رہا ہو گا کہ اب پوری پڑھائی بھاگ بھاگ کر ہی مکمل کرنی ہوگی!! لیکن، قسمت کے لکھے کو کون ٹال سکتا ہے؟ ان کی 'آپ بیتی' میں 'بھاگنا' اور 'پکڑ کر لایا جانا' جیسے الفاظ اتنی بار آئے ہیں کہ یاد رکھنا مشکل ہے۔

بھاگنے کے بعد شروع ہونے والے اس ناہموار سفر کی پہلی منزل مدرسہ اصلاحیہ سیماپور کٹیہار تھی۔ اس ادارے کے صدر مدرس مولانا ابوبکر ہارونی رحمہ اللہ تھے، جو ایک قد آور اور روشن خیال عالم دین ہونے کے ساتھ آپ کے سگے ماموں بھی تھے۔ آپ یہاں ڈھائی تین سال رہے۔ اس بیچ 'پکڑ کر لے جانے' اور پھر 'گھر سے بھاگ آنے' کی مشق بھی جاری رہی۔ ایک بار تو آپ کے ایک چچا نے پکڑنے کے چکر میں ڈنڈے سے ایسا وار کیا کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے...!! لیکن پڑھنے کا جنون کم نہیں ہوا...!!

اصلاحیہ میں آپ نے جن اساتذہ سے کسب فیض کیا، ان میں ہارونی صاحب کے علاوہ مولانا ابوبکر رحمانی، مولانا نذیر احمد شمسی اور مولانا محمد سلیمان صاحب وغیرہ شامل ہیں۔

اصلاحیہ گھر والوں کے دست رس کے اندر تھا اور یہاں سے ہمیشہ 'گھر واپسی' کا دھڑکا لگا رہتا تھا، اس لیے اب یہ ارادہ بنا کہ کسی ایسے ادارے کا رخ کیا جائے، جہاں اس پچڑے سے نجات مل سکے۔ چنانچہ اس بار راتوں رات نکل بھاگے اور جامعہ مظہر العلوم بٹنہ مالدہ پہنچ کر پڑھائی شروع کر دی۔

اب پریوار مشترک نہیں رہ گیا تھا۔ ابا اور چچا لوگوں کے چولھے الگ الگ ہو چکے تھے۔ اس لیے اس بات کی امید تھی کہ شاید اب ابا حضور کا ساتھ مل جائے اور الجھنوں سے مکت ہو کر پڑھنے لکھنے کا موقع میسر ہو۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔ والد محترم نے تعاون نہ کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ادھر، تعلیمی ضروریات کہاں ماننے والی تھیں؟ سو ان کی تکمیل کے لیے جمعرات اور جمعہ کو مزدوری کرنے تک کی نوبت آئی۔ مدرسے میں بڑی چھٹی ہوتی، تو کسی ساتھی کے گھر رہ جاتے۔ یوں، یہاں لگ بھگ چار سال گزار لیے۔

مولانا بعد میں بھی یہاں کچھ مہینے زیر تعلیم رہے اور آٹھویں جماعت میں داخلہ لے کر سند فراغت حاصل کی، جس کا ذکر آگے آئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا۔ دونوں مدتوں کو ملا کر یہاں جن اساتذہ سے کسب فیض کیا، ان میں جامعہ کے صدر و شیخ الحدیث مولانا محمد مسلم رحمانی، جامعہ کے ناظم مولانا عبدالحکیم صاحب، مولانا جمال الدین رحمانی اور مولانا محمد اکمل جیراج پوری رحمھم اللہ وغیرہ جیسے جلیل القدر اساتذہ شامل ہیں۔

جامعہ میں چار سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد سالانہ چھٹی گزارنے کے لیے گھر آئے، تو والد صاحب کی ناراضگی اور خاموشی بھری فضا میں بڑی گھٹن محسوس ہوئی۔ جیسے تیسے چھٹی کے دن ختم ہوئے، تو کچھ ساتھیوں کے ساتھ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئوناتھ بھنجن کے لیے نکل گئے۔ یہ شاید 1953ء کی بات ہے۔

فیض عام میں آپ دو تین سال رہے ہوں گے۔ اس دوران جن اساتذہ سے کسب فیض کیا، ان میں ناظم مدرسہ مولانا محمد احمد صاحب، مولانا حبیب الرحمن فیضی، مولانا مصلح الدین جیراج پوری، مولانا عبدالغفور بسکوہری، مولانا عبدالرحمن نحوی اور مولانا عظیم اللہ مئوی رحمھم اللہ جیسے اساطین علم وفن کے نام شامل ہیں۔

ابھی آپ فیض عام ہی میں زیر تعلیم تھے کہ مولانا محمد شریف اشرف صاحب کا ایک مضمون نظر سے گزرا، جو مجلہ 'الاعتصام' میں شائع ہوا تھا۔ اس میں انہوں ریاض کے ایک نو قائم شدہ ادارہ 'المعهد العلمی' کے تعلیمی نظم ونسق اور طلبہ کو فراہم کی جانے والی سہولیات کا ذکر کیا تھا۔ مضمون پڑھتے ہی اس ادارے میں پڑھنے کا شوق دامن گیر ہوگیا۔ چنانچہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ مل کر سعودی سفیر کے توسط سے سعودی فرماں رواں شاہ سعود بن عبدالعزیز کے نام ایک درخواست بھیج دی۔ لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا اور بات آئی گئی ہوگئی۔

لیکن کچھ دنوں بعد ایک ایسا حادثہ پیش آیا، جس نے اچانک فکر وخیال کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور نہایت بے سرو سامانی کے عالم میں سعودی عرب کے سفر پر نکل پڑے۔

ہوا یوں کہ مولانا نے ایک بار سرکار کی ایک تعلیمی پالیسی کے خلاف کچھ نکات یک جا کئے اور انہیں 'اسلامک اسٹوڈنٹس کمیٹی' کی ایک قرارداد کا روپ دے کر 'آزاد ہند' نامی ایک اخبار میں شائع کروا دیا۔ بعد ازاں رمضان کی چھٹی ہوئی اور آپ گھر چلے گئے۔ قرارداد چوں کہ 'طلبہ یونین' کے نام سے شائع ہوئی تھی اور پتہ فیض عام کا دیا ہوا تھا، اس لیے جامعہ کو تھوڑی بہت تفتیش کا سامنا کرنا پڑا اور اس سے آہت ہو کر جامعہ نے آپ کے گھر کے پتے پر ایک خط ارسال کر دیا کہ رمضان بعد جامعہ نہ آئیں۔

مولانا کو خط موصول ہوا، تو طبیعت بے چین ہوگئی۔ مولانا ابوبکر ہارونی رحمہ اللہ سے بات کی، تو انہوں نے ہمت دلائی اور ایک خط لکھ کر دیا، جسے ساتھ لے کر جامعہ چل پڑے۔ جامعہ میں ہارونی صاحب کی سفارش کام آئی اور داخلے کی کارروائی شروع ہوگئی۔

داخلے کی کارروائی ہی کے تعلق سے ایک دن ناظم صاحب کے گھر جا رہے تھے کہ اچانک ذہن میں حیرت کن انقلاب برپا ہو گیا۔ یہ خیال بڑی طاقت کے ساتھ ابھرنے لگا کہ اب مجھے اس ادارے ہی نہیں، بلکہ بھارت میں ہی تعلیم حاصل نہیں کرنی ہے۔ باقی کی تعلیم سعودی عرب جا کر پوری کرنی ہے۔ کچھ ہی دیر میں یہ خیال اتنا جنون میں بدل گیا اور اسی دن مئوناتھ بھنجن سے بنارس کے لیے روانہ ہو گئے۔ بنارس میں جامعہ رحمانیہ میں دو تین دن رہ کے اور اس دوران مشہور ادیب مولانا عبدالمجید حریری سے ایک خط لکھوا لیا، تا کہ سعودی عرب پہنچنے کے بعد بوقت ضرورت کام آ سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر بنارس سے ممبئی کے لیے چل پڑے۔ جیب میں ٹکٹ کے برابر پیسہ نہیں تھا، اس لیے ٹکٹ کے بنا ہی ٹرین میں سوار گئے۔ راستے میں کئی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ممبئی پہنچے اور صابو صدیق مسافر خانہ جا کر عازمین حج کے ساتھ ہو لیے۔

وہاں کئی دنوں تک اس ادھیڑ بن میں لگے رہے کہ آخر جہاز میں سوار کیسے ہو یا جائے؟ بالآخر بڑے غور وفکر کے بعد ایک راستہ نکالا۔قلی کو کچھ پیسے دے کر ایک پاس حاصل کرلیا، جو عازمین حج کو جہاز میں سوار کرنے کے لیے ان کے قریبی لوگوں کو ملا کرتا تھا۔ پھر طے شدہ ارادے کے مطابق پاس دکھا کر اندر گئے اور باہر آنے کے بجائے عازمین حج کے ساتھ اندر ہی رہ گئے۔کوئی چھان بین بھی نہیں ہوئی کہ پکڑے جاتے۔

چنانچہ دس دن کے سمندری سفر کے بعد جدہ پہنچ گئے۔اب مسئلہ جہاز سے اترنے کا تھا۔کئی ترکیبیں کیں۔لیکن کوئی ترکیب کام نہ آئی۔ بالآخر حقیقت حال سنا کر ہمدردی بٹورنے کی کوشش کی، تو دھر لیے گئے اور یوں جہاز میں قید ہو کر بھارت واپسی کے دن گننے لگے۔اسی حالت میں عید الاضحیٰ گزر گئی اور حاجیوں کی واپسی کے دن قریب آ گئے۔ایسے میں از سر نو پلاننگ کی اور ایک دن رات کے سناٹے میں پہرے داروں کو گچا دے کر سمندر میں چھلانگ لگا دی اور لائف جیکٹ کے سہارے تیرتے ہوئے لگ بھگ ایک میل کی مسافت طے کر کے ساحل سے آ لگے۔

اس کے ساتھ ہی آپ کی وہ تمنا پوری ہوگئی، جس کی آگ سینے میں لئے بے سروسامانی کے عالم میں مئو ناتھ بھنجن سے نکلے تھے اور پچھلے لگ بھگ ڈھائی مہینے کا ایک ایک پل اسے پورا ہوتا ہوا دیکھنے کے لیے ہزار طرح کی ترکیبیں بنانے میں گزارا تھا۔

لیکن ابھی مشکلات ختم نہیں ہوئی تھیں۔ بڑی دشواریوں کا سامنا کرتے ہوئے جدہ سے مکہ پہنچے۔ وہاں کسی حاجی کے پاس مدرسہ خیریہ عارفیہ کا کارڈ دیکھا، تو وہاں پہنچ گئے۔اس کے مدیر شیخ عارف علی کو اپنی داستان سنائی، تو وہ اس شرط پر داخلہ دینے کو تیار ہو گئے کہ انھیں مدرسے کے کچھ کام کرنے پڑیں گے۔مولانا کو سر چھپانے کے لیے جگہ چاہیے تھی، شرط منظور کر لی۔ پانی بھرنے اور صفائی کرنے کا کام سپرد ہوا اور پچھتر ریال ماہانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔اس سے مولانا کے رہنے سہنے اور تعلیمی ضروریات کے لیے اخراجات کا انتظام ہو گیا۔لیکن یہ ایک ابتدائی مدرسہ تھا اور یہاں صرف درجہ چھ تک کی پڑھائی ہوتی تھی۔اس لیے کچھ مہینوں کے بعد مدرسہ دار الحدیث مکہ مکرمہ میں داخلہ لے لیا، جہاں عرب اساتذہ کے ساتھ ساتھ ایک بھارتی استاد شیخ ابو سعید عبد اللہ بھی تدریس پر مامور تھے۔ دراصل انہی کی سفارش پر آپ کا داخلہ ہوا تھا۔ یہاں داخلہ مدرسہ خیریہ عارفیہ کے مدیر شیخ عارف علی کی رضامندی سے لیا گیا تھا اور ان کے یہاں کام کرنے کا سلسلہ سال کے اختتام تک جاری رکھا گیا تھا۔

مولانا جامعہ اسلامیہ فیض عام سے مشکوۃ المصابیح پڑھ کر آئے تھے اور دار الحدیث میں جس درجے میں داخلہ لیا، اس میں صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن ترمذی جیسی کتابیں شامل نصاب تھیں۔

مکہ مکرمہ میں گیارہ مہینے گزارنے کے بعد حج کا موسم آیا، تو اس سے فراغت کے بعد علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ باز رحمہ اللہ کا سفارشی خط لے کر ریاض کے لیے روانہ ہو گئے اور اسی 'المعهد العلمی' میں داخلہ لے لیا، جس کے بارے میں لکھا گیا ایک مضمون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کے سفر کا اولین محرک بنا تھا۔ یہاں داخلہ ثانویہ میں ہوا تھا۔

المعهد العلمی میں دو سال گزرے تھے کہ حج کے موسم میں جان پہچان کے کچھ حضرات حج کے ارادے سے ارض مقدس پہنچے۔ ان سے ملاقات کے بعد گھر کی یادیں اس قدر مجبور کرنے لگیں کہ گھر آنے کا فیصلہ کر لیا۔ ابھی تک پاسپورٹ نہیں بن سکا تھا۔ لیکن بھارتی سفیر سے بات کی، تو انہوں نے ایک ایمرجنسی پاس پورٹ جاری کر دیا۔ اس طرح تین سال کے بعد گھر لوٹنا نصیب ہوا۔ گھر تو آ گئے۔ لیکن دوبارہ واپسی کے لیے پاسپورٹ کی ضرورت تھی اور اس کی کارروائی پوری ہونے کے لیے کچھ وقت درکار تھا۔ چنانچہ اس وقت کو غنیمت جانا اور جامعہ مظہر العلوم بٹنہ مالدہ میں آٹھویں جماعت میں داخلہ لے کر سند فراغت حاصل کر لی۔

پاسپورٹ ملنے کے بعد واپس ہوئے، تو مدینے میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی تاسیس عمل میں آ چکی تھی اور 'المعهد العلمی' کے طلبہ کو اختیار دیا گیا تھا کہ چاہیں تو جامعہ اسلامیہ میں داخلہ لے سکتے ہیں اور چاہیں تو 'المعهد العلمی' میں تعلیم جاری رکھ سکتے ہیں۔ آپ نے جامعہ اسلامیہ جانے کو ترجیح دی۔ اس طرح جامعہ کے پہلے بیچ کے طلبہ میں شامل ہو گئے اور وہیں سے گریجویشن کیا۔

اس کے بعد عملی زندگی کی شروعات ہوئی، جو بڑی مشغول اور کثیر الجہت رہی۔ 'دار الافتاء' ریاض کے داعی کی حیثیت سے افریقی ملک نائجیریا پہنچے۔ نائجیریا پچھمی افریقہ میں واقع ایک اہم ملک ہے، جو آبادی کے لحاظ سے افریقہ کا سب سے بڑا اور دنیا کا ساتواں بڑا ملک ہے۔ 1960ء میں یہ ملک برطانوی سامراج سے آزاد ہوا اور مولانا نے 1966ء میں اس کی دھرتی میں قدم رکھا۔ یہاں کی 90 فی صد آبادی اسلام اور عیسائیت کو ماننے والوں پر مشتمل ہے اور ان کا آپسی تناسب کم و بیش برابر ہے۔

اسی نائجیریا کے کوارا اسٹیٹ کے ایک چھوٹے سے شہر ارون میں آپ نے چھ سات سال بتائے۔ ایک متوسط معیار کے مدرسے کے صدر مدرس تھے۔ مدرسے کا نام دار العلوم تھا اور 'جبهة العلماء' نامی ایک تعلیمی کمیٹی کے ماتحت چلتا تھا۔ آپ نے اپنی مدت کار میں ادارے کے تعلیمی معیار کو خوب سے خوب تر بنانے کی پوری کوشش کی۔

لیکن یہاں آپ کے ساتھ ایک پریشانی بھی تھی۔ یہاں کی آب و ہوا میں رطوبت کچھ زیادہ ہی تھی، اس لیے ضیق النفس کی بیماری نے دھر دبوچا۔ مجبوراً پلاٹو اسٹیٹ کے شہر 'جوش' میں تبادلہ کرا لیا۔ وسطی نائجیریا کے اس پہاڑی علاقے کا موسم قدرے خشک تھا۔ یہاں 'سردونا کالج' کے عربی و دینیات کے مدرس کی حیثیت سے لگ بھگ تین سال گزارے۔

تدریسی خدمات کے علاوہ یہاں آپ کی دعوتی خدمات بھی بڑی اہم رہیں۔ آپ نے یہاں کے مسلم معاشرے کا جائزہ لیا، تو اسے اندرونی اور بیرونی طور پر کئی محاذ پر گھرا ہوا محسوس کیا۔ ایک طرف عیسائی مشنریاں لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کر کے بپتسمہ دینے کی جگت میں لگی ہوئی تھیں، تو دوسری طرف قادیانی ٹولہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور نبی و رسول ثابت کر کے اسلام کے بالمقابل ایک الگ دین کھڑا کرنے کے درپہ تھا۔ پھر اس پر مستزاد تھا تیجانی تصوف کو ماننے والوں کا حلقہ، جو بدعات و خرافات اور شرکیہ رسوم و رواج کی ایک دنیا آباد کر کے اسلام کے صاف شفاف چہرے کو گرد آلود بنانے میں لگا ہوا تھا۔ ایسے میں آپ نے اپنے دروس، مقالات اور کتابوں کے ذریعے ان کوششوں کو بے نقاب کرنا شروع کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسائی مشنریوں کے ذریعے پیدا کردہ شکوک وشبہات سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے The Religion of All Prophets only one. کے نام سے ایک کتابچہ لکھا اور اسے جنوبی افریقہ کے مشہور داعی سید احمد دیدات کی کتاب MOHAMMAD IN THE NEW AND OLD TESTAMENT کے ساتھ چھپوا کر مفت تقسیم کروایا۔

قادیانیت کو بے نقاب کرنے کے لیے پہلے DO YOU KNOW MIRZA GHULAM AHMAD QADIYANI کے نام سے ایک کتاب لکھی اور بعد میں IS THIS NOT A NEW RELIGION AGAINST ISLAM نامی کتاب لکھ کر اس کی قلعی کھولی۔

تیجانیت کے باطل عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لیے شیخ عبدالرحمن افریقی کے رسالہ 'الهداية الرحمانية للفرقة التيجانية' کو مختصر حواشی کے ساتھ شائع کر کے بٹوایا۔ واضح رہے مذکورہ تمام کتابوں کو بڑے پیمانے پر چھپوا کر پورے نائجیریا میں مفت تقسیم کرنے کا خاص اہتمام کیا گیا تھا، جس کے مثبت اور دوررس اثرات مرتب ہوئے تھے۔

اس طرح نائجیریا میں علمی ودعوتی کاموں سے بھرپور ایک پوری دہائی گزارنے کے بعد مادر وطن بھارت آنے کا ارادہ کیا۔ 'دار الافتاء، ریاض' کے داعی ہی کی حیثیت سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے شعبۂ دعوت وارشاد سے وابستہ ہو کر یہاں آئے۔ مرکزی جمعیت سے مولانا کی یہ وابستگی بڑی لمبی اور گہری رہی۔

1979ء میں مرکزی جمعیت کی ایڈہاک باڈی بنی، تو متفقہ طور پر آپ ناظم عمومی اور مولانا عبدالوحید سلفی رحمہ اللہ امیر منتخب ہوئے۔ نو ماہ بعد انتخاب ہوا، تو آپ کو ناظم عمومی کے عہدے پر برقرار رکھا گیا۔ لیکن بعض وجوہ کی بنا پر تین سال بعد آپ خود ہی مستعفی ہو گئے۔

مولانا عبدالوحید سلفی رحمہ اللہ کی امارت کے دوسرے دور میں 'مجلس تحقیق علمی' کا قیام عمل میں آیا، تو اس کے صدر منتخب کیے گئے اور بطور صدر آپ نے اس شعبے کو ایک ناقابل فراموش علمی وقار عطا کیا۔ خاص طور سے ایک مجلس کی تین طلاق کے بارے میں دیے گئے آپ کے فتوے کی خوب تشہیر ہوئی اور پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا نے بھی اس سے خاص دل چسپی دکھائی۔

مولانا لمبے وقت تک جمعیت کی مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کے بھی ممبر رہے۔ بعد میں 'المعهد العالی لاعداد الدعاة والمعلمین' قائم ہوا، تو داعیوں اور معلموں کی تربیت میں بھی اپنے حصے کا کام بخوبی انجام دیا۔

1980ء میں مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ نے 'مرکز ابو الکلام آزاد للتوعية الاسلامية' کی بنیاد ڈالی اور بھارت کی راجدھانی دہلی کو تعلیمی وتربیتی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، تو انہوں نے مولانا کو بھی اس قافلے کے ایک اہم رکن کی حیثیت سے شامل کیا۔ مولانا مرکز کو ہفتے میں چار دن دیتے تھے اور مرکزی جمعیت کو دو دن۔ یہاں آپ بعض انتظامی امور دیکھنے کے ساتھ ساتھ کچھ گھنٹیاں پڑھاتے بھی تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے مرکز کے تحت چلنے والے اداروں بالخصوص جامعہ اسلامیہ سنابل، معہد التعلیم الاسلامی، معہد عثمان بن عفان لتحفیظ القرآن اور معہد خدیجۃ الکبریٰ للبنات نے اپنی ٹھوس تعلیم وتربیت اور قیام وطعام کے اعلیٰ انتظام کی بنیاد پر غیر معمولی شہرت حاصل کر لی۔ لیکن سوئے قسمت کہ 1997-1996ء میں دونوں بزرگوں کے بیچ شدید قسم کے اختلافات نمودار ہو گئے، جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نتیجے میں کئی ناخوش گوار باتیں بھی سامنے آئیں اور مرکز کو کافی نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ بالآخر مولانا نے مرکز کے خازن کے عہدے سے استعفی دے دیا اور یوں اختلاف وانتشار کو دفن کیا گیا۔

توحید ایجوکیشنل ٹرسٹ کشن گنج بھی آپ کی شخصیت سے فیض یاب ہوتا رہا ہے۔ اس کے بانی مولانا عبدالمتین سلفی رحمہ اللہ، جنھوں نے کشن گنج کی سرزمین میں جامعۃ الامام البخاری اور جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات جیسے عظیم الشان اور تاریخی ادارے قائم کر کے خاص طور سے مشرقی بھارت کے لوگوں کو تعلیم سے جوڑنے کی کام یاب کوشش کی، آپ کے داماد تھے۔ آپ توحید ایجوکیشنل ٹرسٹ کے سنہ قیام 1988ء سے لے کر اب تک، اس کے لیے ایک بے لوث سرپرست اور مربی کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔

مولانا کا ایک بہت بڑا کارنامہ ان کا تصنیفی وتالیفی کام ہے۔ بہت کم علما ہوں گے، جو اتنی زبانوں میں لکھ سکتے ہیں، جتنی زبانوں میں آپ لکھتے ہیں۔ عربی، انگلش، اردو اور ہندی کے ساتھ ساتھ بنگلہ زبان میں بھی آپ کا قلم پوری روانی کے ساتھ چلتا ہے۔ ہندی میں قرآن پاک کی تفسیر بھی لکھ رہے ہیں۔ لگ بھگ سال بھر پہلے میری بات ہوئی تھی، تو بتایا تھا کہ 22 پاروں کا کام ہو چکا ہے۔ ذیل میں آپ کی کچھ اہم کتابوں کے نام دیے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ آپ کی زیادہ تر کتابیں ایک سے زیادہ زبانوں میں ہیں:

1۔ تمام انبیاء کا دین صرف ایک (اردو، انگریزی، ہندی)
2۔ اسلام سے منحرف بعض گمراہ فرقے (اردو)
3۔ بہائیت - ایک مختصر تعارف (اردو، عربی)
4۔ تیسیر التجوید (اردو، عربی)
5۔ تیسیر الفرائض (اردو، عربی)
6۔ سود پر مبنی معاشی نظام اور اس سے نجات کی راہ (اردو)
7۔ سمندر میں چھلانگ (اردو، عربی)
8۔ شرعی پردہ (اردو، عربی، ہندی)
9۔ عقیدۂ توحید (اردو)
10۔ قادیانیت - ایک مختصر تعارف (اردو، عربی)
11۔ کیا یہ اسلام کے مقابل ایک نیا دین نہیں؟ (اردو، انگریزی)
12۔ مختصر دعوت (اردو، عربی)
13۔ مذہب اسلام (اردو)
14۔ معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اردو، انگریزی)
15۔ مکہ مکرمہ کی رؤیت ہلال تمام عالم اسلام میں معتبر ہونے پر ایک تحقیقی نظر (اردو)
16۔ نظام سمع وطاعت کا احیا اور اکابر ملت اسلامیہ کی ذمے داریاں (اردو)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

17۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت (اردو، ہندی)
18۔ المختصر فی مذاہب العالم (عربی)
19۔ اسلام اور تعدد ازواج (اردو، انگریزی)
20۔ اسلام اور جنگ (اردو، انگریزی)
21۔ ایک مجلس کی تین طلاقیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ (اردو)
22۔ آسان نماز (اردو، ہندی، بنگلہ)
23۔ المختصر فی أصول الفقہ (عربی)
24۔ الاحوال الدینیہ فی الہند (عربی) ان کے علاوہ اور بھی بہت سی تصنیفات، ترجمے اور فولڈر ہیں، جن کے ذکر سے طوالت کی خاطر گریز کیا جا رہا ہے۔

مولانا لمبے وقت تک مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مفتی عام رہے اور اس دوران آپ کے بہت سے فتوے اور مضامین جمعیت کے آرگن 'جریدہ ترجمان' میں شائع ہوئے۔ اسی طرح ادھر کچھ سالوں سے ماہ نامہ 'پیام توحید' میں بھی آپ کے بہت سے بیش قیمت مضامین اشاعت پذیر ہوتے رہے ہیں۔ ان سارے مضامین اور فتاوی کو جمع کر دیا جائے، تو بہت سی جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔

مولانا ایک عبقری عالم دین ہیں۔ علوم اسلامیہ کے رمز شناس اور متعدد زبانوں کے ماہر ہیں۔ مطالعہ کافی وسیع اور فکر ونظر میں بڑی پختگی ہے۔ کچھ مسائل میں عام ہندوستانی علما سے الگ رائے بھی رکھتے ہیں۔ رویت ہلال کے مسئلے میں مکہ مکرمہ کی مرکزیت کے قائل ہیں۔ ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جس دن مکہ مکرمہ میں چاند نظر آ گیا، اس دن پورے عالم اسلام میں چاند نظر آ گیا۔ آپ برسوں سے اس پر عمل بھی کرتے آ رہے ہیں۔

سنہ 2012ء کی بات ہے۔ مولانا ایک جنازے میں شرکت کے لیے ہمارے یہاں آئے۔ ان کا آنا باؤرا بستی سے ہوا تھا، جو ہمارے گھر سے بمشکل سات آٹھ کیلومیٹر کی دوری پر ہے۔ میں نے ظہر کے وقت نماز پڑھانے کی گزارش کی، تو فرمایا کہ میں قصر کروں گا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھائی اور بعد نماز ایک مختصر سا خطاب فرمایا، جس میں نہ صرف اپنے اس عمل کے صحیح ہونے کا ثبوت فراہم کیا، بلکہ اس کی ترغیب بھی دلائی۔ مولانا بڑے ہی جفاکش، محنتی، ایثار پسند، قناعت شعار اور بلند حوصلہ عالم دین ہیں۔ کچھ سال پہلے تک میں نے انھیں فور وہیلر ڈرائیو کرتے دیکھا ہے۔ ان کی عمر کا شاید ہی کوئی بھارتی عالم مل جائے، جسے کمپیوٹر چلانا اور کمپوز کرنا آتا ہو۔ لیکن وہ عربی، انگلش تو کیا ہندی بھی کمپوز کر لیتے ہیں!! اللہ کا یہ جفاکش، بلند حوصلہ، خوددار، قناعت شعار، ایثار پسند، جہاں دیدہ، اسلامی علوم کا ماہر اور مشغول زندگی گزارنے کا عادی بندہ ضعیفی اور نقاہت کے ساتھ ساتھ آج کل بیمار بھی ہے۔ ابھی کچھ دنوں پہلے دل کے آپریشن سے گزرا ہے۔ آیئے ہم سب مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ اسے مکمل شفا عطا کرے اور اس کا سایہ تا دیر قائم رکھے....!!

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معروف مدرس اور خطیب

استاذ الاساتذہ مولانا عبدالشکور اثری حفظہ اللہ

سابق پرنسپل جامعہ اثریہ مئو، حیات وعمل کے نمایاں گوشے

ولادت 28 فروری 1952ء

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

استاذ الاساتذہ شیخ عبدالشکور اثری / حفظہ اللہ ان دنوں علیل چل رہے ہیں۔کافی دنوں تک صحتیابی کے بعد طبیعت پھر خراب ہوگئی، یوپی کے گونڈہ شہر میں ایڈمٹ تھے، ابھی دہلی میں علاج معالجہ جاری ہے۔سالنامہ تاریخ اہل حدیث جلد چہارم (جو جلد ہی اہل علم کے ہاتوں میں ہوگی) کے لئے خاکسار نے آپ سے ابھی چند ماہ پہلے سوانحی معلومات اور خدمات کے سلسلے میں ایک گھنٹے سے زیادہ گفتگو کی تھی۔وقت کی نزاکت اور شیخ محترم کی خدمات وقربانیوں کو دیکھتے ہوئے آپ کی دی ہوئی معلومات کی روشنی میں آپ کی سوانح وخدمات کو ھدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔مولائے رحمن ورحیم سے دعا ہے کہ شیخ محترم کو صحت وسلامتی سے مالا مال فرمائے اور ہر طرح کی آسانیاں عطا فرمائے۔آمین تقبل یارب العالمین

افسوس کہ سالنامہ فائنل ہونے تک 31 دسمبر 2021ء بروز جمعرات ایک طویل علالت کے بعد آپ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ مولیٰ غریق رحمت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے۔آمین

****

جماعت اہل حدیث ہند کے ایک نامور عالم اور باکمال خطیب، جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو کے سابق شیخ الجامعہ، شیخ الحدیث، جماعت کی بزرگ شخصیت ہمارے ممدوح گرامی استاذ الاساتذہ مولانا عبدالشکور اثری حفظہ اللہ ہیں، جنہوں نے کم وبیش چالیس سال کا طویل عرصہ درس وتدریس میں لگانے کے ساتھ ملک کے مختلف گوشے اور خطے میں متعدد پروگراموں اور کانفرنسوں کے حوالے سے ہزاروں دلوں کو روشنی عطا کی ہے اور اپنی پرتاثیر خطابت سے نہ جانے کتنے بھٹکے ہوؤں کو راہ ہدایت کی رہنمائی کی ہے، آپ کے شاگردوں کا ایک عظیم سلسلہ ہے اور خدامات وجہود کا ایک طویل باب ہے۔جس پر لکھنے پڑھنے کی ضرورت ہے۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مولیٰ شیخ محترم کو عمر دراز عطا فرمائے اور آپ کی خدمات وقربانیوں کو شرف قبولیت بخشے۔ذیل میں آپکی سوانح وخدمات پر مختصر روشنی ڈالی جارہی ہے۔امید کہ اہل علم اور طلباء نیز آپکے شاگردان ومحبین وجملہ اہل اسلام کے لئے باعث استفادہ ہوگا۔

نام ونسب: مولانا عبدالشکور اثری بن محمد عمر بن محمد امین۔

آبائی وطن: موضع پرا گرانٹ بنکٹوا، (نزد سعد اللہ نگر) پوسٹ سرائے خاص، ضلع بلرامپور (گونڈہ) یوپی، انڈیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ ولادت: 28/فروری 1952ء

خاندانی پس منظر: آپ ایک بااثر خاندان کے چشم و چراغ ہیں، ویسے آباء واجداد میں کوئی عالم تو نہیں گزرا ہے، البتہ آپ کے چچا مولانا عثمان صاحب ریاضی ایک معروف عالم دین تھے، جامعہ ریاض العلوم دھلی سے فارغ التحصیل تھے اور آخری حیات میں کلکتہ میں امامت وخطابت کرتے تھے، پاکوڑ کانفرنس منعقدہ 2004ء کے سال وہیں کلکتہ ہی میں وفات ہوئی، بڑے نیک اور صاحب تقوی انسان تھے، بحمد اللہ آپ کی صاحبزادی ہمارے صاحب ترجمہ مولانا عبدالشکور اثری کے عقد نکاح میں ہیں۔

تعلیمی مراحل: ●ابتدائی تعلیم: آبائی گاؤں میں/مکتب انجمن محمدی بنکٹوا، ● درجہ چہارم و پنجم پر ارام لال (۱۹۶۶ء کے قریب) ● درجہ ششم سے جماعت ثانیہ تک مدرسہ شمس العلوم سمرا (1968ء تا 1970) ● ثالثہ ورابعہ فرقانیہ گونڈہ (1971ء تا 1972ء) ● ۱۹۷۳ء میں مئو کی معروف علمی درسگاہ جامعہ دارالحدیث اثریہ میں داخلہ ملا اور یہاں جماعت خامسہ تا فراغت تعلیم حاصل کی اور عالمیت وفضیلت کی تکمیل کی۔ اور بحمد اللہ اگست 1975ء میں ممتاز نمبرات سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ● اسکے علاوہ عربی فارسی بورڈ الہ آباد سے مولوی، عالم، فاضل دینیات وفاضل ادب کے امتحانات بھی اچھے نمبرات سے پاس کئے۔

مشاهیر اساتذہ: حافظ عبدالمعبود سمراوالے ● میاں محمد خلیل (پر ارام لال میں) ● مولانا عبدالوکیل بتھریا ● مولانا عبدالسلام کرتھی ڈیھہ ● مولانا عبدالمبین منظر صاحب ● مولانا محمد منیر ● مولانا عبدالعلیم ماھر ● مولانا محمد سعید (مئو) ● مفتی عبدالعزیز عمری (آپ سے صحیح مسلم پڑھا) ● مولانا عظیم اللہ مئوی (آپ سے بخاری پڑھا) ● مولانا ابوالکلام احمد (بہراوالے) ● مولانا محمد مصطفی مئوی ● مولانا عزیز الحق عمری مئو ● مولانا عاشق علی اثری (دھلی) اسکے علاوہ مولانا محمد احمد اثری، مولانا فیض الرحمن فیض شیخ الحدیث اثریہ، مولانا عبداللہ شائق مئوی وغیرھم سے ملاقات واستفادہ کے مواقع ملے بالخصوص شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ سے دوران تدریس مئو بکثرت ملاقاتیں رہیں نیز استفسار اور مشوروں کے ساتھ آپ کی علمی وتحقیقی خدمات سے بھر پور فائدہ اٹھاتے رہے۔

تدریسی ودعوتی خدمات: 1975ء میں آپ دارالحدیث اثریہ سے فارغ التحصیل ہوئے اور فراغت کے بعد ہی اپنی تدریسی و تعلیمی صلاحیتوں کی وجہ سے وہیں کے مدرس منتخب کر لئے گئے، اور اس طرح 15/اکتوبر 1975ء کو آپ نے دارالحدیث میں تدریس و تعلیم کا آغاز کر دیا اور رفتہ رفتہ اپنی محنت، اخلاص، جدوجہد اور علمی قابلیت کی وجہ سے مختلف مناصب پر فائز رہتے ہوئے عمر عزیز کی قیمتی بہاریں یہاں پر صرف کر دیں، اور مکمل 39 سالوں تک تدریس سے وابستہ رہے، اس فترے میں شیخ الجامعہ، شیخ الحدیث کے منصب پر بھی فائز ہوئے، اور بخاری جیسی عظیم المرتبت و مایہ ناز کتاب کا آخری درس دے کر رخصت پذیر ہوئے۔

تفصیل کچھ یوں درج ذیل ہے: ●15/اکتوبر 1975ء سے 2003ء تک جامعہ اثریہ مئو میں مدرس رہے، پہلے فوقانیہ پھر عالیہ درجہ کی گرانٹ ملی، مشکوۃ، بلوغ المرام، جلالین، عقائد نسفیہ جیسی کتابیں زیر تدریس رہیں۔ اس فترے میں طلباء کی انجمن الندوۃ الاثریۃ کے کافی عرصے تک مربی اور نگراں بھی رہے۔ ● 2003ء سے 30/جون 2014ء تک جامعہ کے صدر مدرس (پرنسپل) رہے۔ اس فترے میں دیگر کتابوں کے ساتھ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کتابیں زیر تدریس رہیں۔ ●30 جون 2014ء کو مدرسہ بورڈ سے ریٹائر منٹ ہوئے۔ ● اسکے بعد جامعہ کے ذمہ داران نے آپکی علمی وتدریسی صلاحیتوں کی وجہ سے آپ کو جانے نہیں دیا، بلکہ وہاں کا شیخ الحدیث مقرر کر دیا چنانچہ آپ ریٹائرمنٹ کے بعد 7 مئی 2018ء تک بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ سے وابستہ رہے اور اسی دن صحیح بخاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا آخری درس دیکر تدریسی عمل کو مکمل کیا، اور پھر مرضی مولی 10 مئی کو بیمار پڑ گئے، چنانچہ وطن واپس آ گئے، اور تب سے تا حال وطن ہی میں ہیں، دوا علاج جاری ہے۔ مولی شفائے کامل عطا فرمائے۔ ● جامعہ اثریہ کے ترجمان مجلہ آثار کی مجلس مشاورت کے برسوں رکن بھی رہے اور مفتی عبدالعزیز عمری اور مولانا محمد احمد اثری وغیرھم کی سوانح وخدمات وغیرہ پر مضامین بھی قلمبند کئے۔ ● 1974ء دوران طالبعلمی (یعنی مولانا شائق مئوی بانی جامعہ کے عہد) سے ہی خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے، جامعہ کے سامنے مئو کی مشہور جامع مسجد باغیچہ میں یہ سلسلہ برابر 2014ء تک جاری رہا اور ریٹائر ہونے تک آپ اس کے خطیب بے باک رہے، خطابت میں آپ کو ملکہ حاصل تھا، اللہ نے پر تاثیر زبان عطا کی تھی، کافی مقبولیت ہوئی، اور ملک کے کونے کونے میں جماعت کی عظیم کانفرنسوں میں مدعو رہے، جس میں یوپی، بہار، اڑیسہ، بنگال، حیدرآباد، مہسلہ وکوکن وغیرہ سرفہرست ہیں۔آپ کے پسندیدہ عناوین میں غیرت کا فقدان، ایمان کے ارکان، موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داریاں، گناہوں کے نقصانات، نیز اصلاح معاشرہ جیسے دلچسپ موضوعات رہے ہیں۔ ●1986ء میں عرب امارات میں ایک دعوتی پروگرام کا انعقاد ہوا جس میں مسلسل دس دنوں تک آپ کے دروس ومحاضرات ہوتے رہے، محاضرین میں مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی اور محمود احمد غضنفر جیسے علماء بھی شریک تھے۔ ● 1985ء میں مولانا فخر العبید کے دور نظامت میں ایک صاحب خیر کے نفقہ پر آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت ملی اور پھر 2017ء میں مع فیملی فریضہ حج کی ادائیگی مکمل کی۔ باری تعالی شرف قبولیت عطا فرمائے۔ ● دوران تدریس وعمل مئو میں آپ کو عوام وخواص کا اعتماد حاصل تھا، نکاح خوانی کی محفل ہو یا نماز جنازہ یا دیگر تقریبات آپ کو اولیت دی جاتی تھی، شیخ محترم کا کہنا ہے کہ اس بابت اہل مئو نے مجھے بہت احترام اور وقار عطا کیا، اللہ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

مشاہیر تلامذہ: آپ کے تلامذہ کی تعداد تو بے شمار ہے، جسکا احصاء ممکن نہیں۔ ذیل میں چند مشاہیر کو ذکر کیا جاتا ہے۔

● شیخ اصغر علی امام مھدی السّلفی ● شیخ جلال الدین قاسمی ● مولانا سید معراج ربانی ● مولانا جمال احمد مدنی (ٹکریا) ● مولانا فیاض احمد اثری مئو ● مولانا ابوسفیان مدنی (مئو) ● مولانا محمد مقتدی عمری مئو ● مولانا نظام الدین مدنی ● مولانا صالح شمیم مدنی ● مولانا شکیل احمد اثری ● مولانا ابوحارث مفیض الدین بہار وغیرھم کثیر۔

اولاد واحفاد: آپ کی شادی خانہ آبادی آپ کے چچا مولانا محمد عثمان ریاضی کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔ جن سے رب العالمین نے دو لڑکے اور چار لڑکیاں عطا کیں، بڑے صاحبزادے عبداللہ فیصل تھے جو 1999ء میں ایک روڈ حادثے میں اللہ کو پیارے ہو گئے، اور چھوٹے صاحبزادے عبدالرحمن سلفی ہیں، جو حافظ قرآن ہیں اور سلفیہ بنارس سے فارغ التحصیل ہیں اور فی الوقت دہلی یونیورسٹی سے ڈگری کرنے کے بعد سعودی عرب القصیم میں برسر روزگار ہیں۔ لڑکیوں میں بڑی صاحبزادی بھی اللہ کو پیاری ہو چکی ہیں، بقیہ دو کی شادی ہو چکی ہے ایک باقی ہے، اللہ تعالی آسانی فرمائے اور شیخ محترم کو ہر طرح کی تکلیفوں اور پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے۔ درحقیقت آپ جماعت کا ایک بیش قیمت سرمایہ ہیں، پوری زندگی راہ دعوت اور تدریس میں لگا دی ہے، اب صاحب فراش بن چکے ہیں، بیماری نے بدن توڑ کر رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالی آپ کو سلامتی عطا فرمائے اور تمام شاگردان وتلامذہ کو آپ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آپکی خدمات وقربانیوں کو نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین تقبل یارب العالمین۔

مراجع ومصادر: ● ریکارڈ مرکز تاریخ اھل حدیث ممبئی وبڑھنی سدھارتھ نگر ● شیخ سے لئے گئے تفصیلی انٹرویو واستفسارات سال 2020ء ● ذاتی ملاقات ویادداشتیں۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مایہ ناز ادیب

شیخ ابوالقاسم عبدالعظیم مدنی حفظہ اللہ/مئو

ولادت: یکم جنوری ۱۹۵۶ء

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

اعظم گڈھ اور مئو کی سرزمین زمانے قدیم سے بڑی زرخیز رہی ہے۔ یہاں کی خاک سے بڑے بڑے علماء اور اساطین علم نے جنم لیا ہے اور بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔انہیں میں ایک عظیم شخصیت ہمارے صاحب ترجمہ شیخ ابوالقاسم عبدالعظیم مدنی حفظہ اللہ کی ہے جو بیک وقت کئی زبانوں کے ماہر اور اردو وعربی کے صاحب طرز ادیب ہیں۔ایک بہترین مدرس اور داعی ہیں اور درجنوں کتابوں کے مؤلف اور محقق ہیں ذیل میں آپ کی سوانح اور خدمات پیش خدمت ہے۔ امید ہے کہ قارئین کے لئے مفید ہوگا۔

****

نام ونسب: ابوالقاسم بن عبدالعظیم بن عبدالاحد بن صابر بن محمود عالم بن منور بن گلاب۔

آبائی وطن: مئوناتھ بھنجن محلہ اورنگ آباد، پورہ جہان، یوپی انڈیا۔

تاریخ ومقام پیدائش: آپ کی پیدائش آبائی وطن مئوناتھ بھنجن کے محلہ اورنگ آباد پورہ جہاں میں یکم جنوری ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔

تعلیمی مراحل: (۱) ابتدائی تعلیم از مکتب تا فضیلت جامعہ عالیہ عربیہ مئو ۱۹۷۶ء تک۔

(۲) ۱۹۷۷ء تا ۱۹۷۸ء جامعہ سلفیہ بنارس میں فضیلت کی تکمیل کی۔

(۳) اس کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ ملا، یہاں آپ نے کلیہ اللغۃ العربیہ سے ۱۹۸۳ء میں فراغت حاص کی۔

(۴) ۱۹۸۴ء میں معہد تدریب المعلمین والدعاۃ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ سے دعوہ ٹریننگ کورس مکمل کیا۔

(۵) ۱۹۹۹ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے شعبہ عربی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔

(۶) اس کے علاوہ دوران تعلیم وتدریس عربی وفارسی بورڈ الہ آباد سے منشی کامل، مولوی، عالم، فاضل دینیات وفاضل ادب عربی کے امتحانات بھی اچھے نمبرات سے پاس کئے ہیں۔

مشاہیر اساتذہ: • مولانا عزیز الحق عمری • مولانا فضل الرحمن عمری • مولانا عبدالحکیم فیضی • مولانا محمد اعظمی • مولانا شمس الحق سلفی • مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی • مولانا عبدالوحید رحمانی • شیخ انیس الرحمن الاعظمی • مولانا محمد رئیس ندوی • مولانا عبدالسلام مدنی • محمد قطب • دعبدالعزیز الحمیدی وغیرھم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تدریسی ودعوتی خدمات: (الف) جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد آپ اپنے آبائی وطن مئوناتھ بھنجن میں مادر علمی جامعہ عالیہ عربیہ سے منسلک ہو گئے۔ اس کے بعد مئو کے دیگر جامعات سے بھی وابستہ رہے تفصیل کچھ یوں ہے۔

(۱) ۱۹۸۶ء تا ۱۹۸۹ء جامعہ عالیہ عربیہ مئوناتھ بھنجن۔ (۲) ۱۹۹۰ء تا ۲۰۱۸ء جامعہ فیض عام مئوناتھ بھنجن۔ (۳) ۲۰۱۹ء تا حال ۲۰۲۰ء جامعہ دارالحدیث اثریہ مئو۔ (۴) آن لائن بھی آپ کے دروس ومحاضرات ۲۰۱۴ء سے ہی جاری رہے۔ اور ملک وبیرون ملک ایک بڑی تعداد بحمد اللہ مستفید ہو رہی ہے۔

(ب) آپ ایک اچھے مدرس کے ساتھ بہترین خطیب اور اچھے قلمکار بھی ہیں چنانچہ ملک اور بیرون ملک منعقد ہونے والے سیمیناروں اور کانفرنسوں میں آپ کی مستقل شرکت رہا کرتی ہے۔ ہندوستان، کویت، نیپال، سعودی عرب وغیرہ میں ۲۰ سے زائد پروگراموں میں آپ شریک ہو چکے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ریڈیو، ٹیلیویژن اور خطبات جمعہ واجلاس واجتماعات کے ذریعہ دروس ومحاضرات کے سلسلے بھی جاری ہیں۔

(ج) آپ ایک کہنہ مشق شاعر اور صاحب سخن بھی ہیں۔ طلباء وشاگردان اور دیگر احباب واخوان کے اشعار ومنظوم کلام کی اصلاح بھی کبھی کبھار کرتے ہیں۔ فی الوقت آپ کے تحریر کردہ شاعری سخن طرازی کے ۳ دیوان مکمل ہو چکے ہیں۔

(د) حکومت سعودیہ کی دعوت پر توعیہ اسلامیہ فی الحج کے پروگرام میں چار مرتبہ آپ کو شرکت کا موقع ملا ہے جس میں دو ماہ مکہ مکرمہ وغیرہ میں قیام کر کے حج کے فریضہ کی ادائیگی کے ساتھ حجاج کی دینی وشرعی رہنمائی کا آپ کو بھرپور موقع ملا۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔

تصنیفی خدمات: شیخ محترم کو اللہ نے قلم کی طاقت سے نوازا ہے۔ عربی، اردو، فارسی اور ہندی وانگریزی زبانوں میں آپ نے تصنیف وتحقیق اور ترجمہ وتالیف کا کام انجام دیا ہے اور درجنوں کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں جن میں عربی مطبوعات ۱۸، اردو مطبوعات ۴۰، مطبوعہ اردو وعربی مقالات ۲۰ سے زائد۔ غیر مطبوعہ فارسی سے عربی ترجمہ ۲۔ ۴۲۔ عربی تحقیقات ۸۔ اردو ۶۔ مطبوعہ کتابوں پر تاثرات وتبصرے ۲۲، اصلاح ومراجع کتب عربی واردو ۷ عدد ہیں۔ ذیل میں مشاہیر کتابوں کی تفصیل درج ہے۔

عربی تصنیفات وتحقیقات:

- أبكار المنن فی تنقید آثار السنن۔ المحدث عبدالرحمان المباركفوری
- التبيان فی علم البيان المطلع علی اعجاز القرآن۔ ابن الزملكانی
- الجهاد فی سبيل الله
- خطة اليهود..... والشيعة حول الحرام المكی وطرق الدفاع عنها
- دراسات فی الاصوات العربية ولهجاتها
- الدعوة السلفية النجديه كما يراها الامام الشوكانی رحمه الله
- دور النواب صديق حسن خان البوفالی فی توطيد العلاقات الثقافية بين الهند والعرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- رسالتان في التوحيد و معرفة الله عزوجل • شرح حديث ما ذئبان جائعان۔ ابن رجب حنبلي
- غاية المقصود شرح سنن أبي داؤد۔ محدث عظيم آبادی (بالاشتراك)
- فضل علم السلف على علم الخلف۔ ابن رجب الجنبلي
- مرعاة المفاتيح للمباركفوري (تقديم ومراجعة) • نماذج من أدب الازمة
- النواب صديق حسن خان: دعوته وأعماله • هدية عنبرية في التوحيد

اردو کتابیں:

• آخری صلیبی جنگ • اثبات رفع الیدین • اجماعی مسائل • اساتذہ اوران کی ذمہ داریاں • اسلامی حکومت: حقوق، نظام، انقلاب • اسم اعظم کیا ہے؟ • اطاعت یا تقلید • امام حرم کے تین رسائل • اہل سنت کے بارے میں خمینی کا نظریہ • حجیت حدیث۔ البانی/ نیپالی (مراجعہ وتقدیم) • حرمین شریفین کا تقدس اوران کی بین الاقوامیت کے مطالبہ کا حکم • حساس مسائل • حکمت دعوت • حیات ابوالمکارم • خیار الدعوات • رہنمائے حج وعمرہ (مع انگریزی ایڈیشن) • سخن زمہریر • سلیقہ اختلاف • سلیقہ حکمت حساس • شخصی تربیت • شدت سرما اورجمع بین الصلاتین • فارسی ادب اورتاریخ انبیاء • فتنوں کی سرزمین: عراق (مع دیگر ۶ کتابیں) • فضیحت تنگ • قتل اسلام کے آئینہ میں (مع انگلش ایڈیشن) • قدم شریف • مئوناتھ بھنجن: ایک رنگارنگ تعارف • مدنی قربانیاں • موضوع نمازیں (نماز قضائے عمری) • نعل مبارک • ولی اللہ نظریہ تصوف انفاس العارفین کی روشنی میں (سخن زمہریر) • یاساریۃ! الجبل

مشاہیر تلامذہ: (۱) شیخ اسعد اعظمی بنارس (۲) شیخ جعفر مدنی (دریاباد) (۳) ڈعبدالمنان عبدالطیف (۴) شیخ فاروق عبداللہ مدنی، وغیرہم کثیر۔

اولادواحفاد: شیخ محترم کثیر العیال ہیں اللہ نے ۳ بیٹوں اور ۸ بیٹیوں سے نوازا ہے۔ رب العالمین سب کو ایمان پر سلامتی اور خوشحالی عطا فرمائے۔ اور شیخ محترم کو عمر دراز عطا فرمائے، آپ کی خدمات کو شرف قبولیت عطا کرے۔ آمین

مراجع ومصادر: • ریکارڈ مرکز تاریخ اہل حدیث ممبئی • شیخ کا مراسلہ واستفادہ • شیخ کی تحقیقات۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مایۂ ناز مدرس وخطیب
شیخ محمد اشفاق سلفی/ حفظہ اللہ بہار
ولادت: ۴فروری ۱۹۶۱ء

مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

’’استاذ الاساتذہ شیخ محمد اشفاق سلفی حفظہ اللہ ایک مایۂ ناز مدرس اور باکمال خطیب ہیں، اور صرف بہار ہی نہیں بلکہ ملکی وملی سطح پر آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، مختلف چینلوں پر آپ کے دروس وخطبات سے ہزاروں لوگ مستفید ہورہے ہیں۔ اور احمدیہ سلفیہ دربھنگہ جیسے عظیم وقدیم ادارے میں تدریس وتعلیم کی وجہ سے شاگردوں کا ایک بڑا سلسلہ ہے جو ملک وبیرون ملک دعوت وتدریس کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ذیل میں شیخ محترم کا سوانحی خاکہ اور خدمات واعمال ہدیہ قارئین ہیں۔ امید کہ باعث استفادہ ہوگا۔‘‘

نام ونسب: محمد اشفاق السّلفی بن محمد عمیس۔

تاریخ پیدائش: آپ کی پیدائش ۴رفروری ۱۹۶۱ء کو آبائی گاؤں پیغمبر پور میں ہوئی۔

خاندانی پس منظر: آپ کے والد ایک کسان آدمی تھے۔ دین پسندی اور تقویٰ شعاری کا غلبہ تھا۔ کھیتی باڑی کے ساتھ اپنے بیٹے کو پڑھانے کا حوصلہ تھا چنانچہ محنت رنگ لائی اور بیٹے اشفاق ایک بہترین عالم دین کے ساتھ ملک وجماعت میں معروف علمی شخصیت کی حیثیت سے مشہور ومعروف ہوئے۔

مراحل تعلیم: (۱) ابتدائی تعلیم آبائی گاؤں پیغمبر پور کیوٹی دربھنگہ میں حاصل کی۔

(۲) عربی واعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۹۷۳ء میں دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں داخل ہوئے اور مسلسل چھ سالوں تک تعلیم حاصل کی اور ۱۹۷۹ء میں یہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔

(۳) ۱۹۸۰ء۔ ۱۹۸۱ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ ملا اور یہاں کلیۃ الشریعۃ میں داخل ہوئے اور چار سالوں تک تعلیم حاصل کرکے ۱۹۸۴ء/ ۱۴۰۴ھ میں ممتاز نمبرات سے کامیاب ہونے کے بعد لیسانس (B.A.) کی ڈگری حاصل کی۔

مشاہیر اساتذہ: (۱) ابتدائی تعلیم مولانا عاشق الٰہی سلفی (۲) احمدیہ سلفیہ میں مولانا عبیدالرحمن عاقل رحمانی تلمیذ شیخ الحدیث احمد اللہ پرتاب گڑھی۔ (۳) مدینہ منورہ میں د۔ صالح بن سعد السحیمی (۴) شیخ عبدالکریم مراد (جو اصلاً پاکستان کے تھے لیکن سعودی نیشنلٹی ملی تھی) (۵) شیخ فیحان شالی المطیری (۶) د۔ عاصم القریوتی (۷) شیخ ابوبکر جابر الجزائری (۸) مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے صباحی ومسائی دروس میں بھی ہفتہ بھر حاضری رہی۔

تدریسی ودعوتی خدمات: (۱) فراغت کے بعد ایک سال تک احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں مدرس رہے جامعہ اسلامیہ میں منظوری وداخلہ ملنے پر مدینہ منورہ چلے گئے۔ اور وہاں سے فراغت کے بعد ۱۹۸۴ء تا ۱۹۹۱ء دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے وابستہ رہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور ایک بڑی تعداد طلباء کی آپ سے فیضیاب ہوتی رہی۔(۲) ۱۹۹۱ء میں آپ بیرگنیاں بہار میں واقع مدرسہ احمدیہ سلفیہ چلے گئے جہاں آپ نے ۱۹۹۵ء یعنی پانچ سالوں تک تدریسی خدمات انجام دیں۔

(۳) ۱۹۹۵ء میں واپس مادر علمی دار العلوم احمدیہ سلفیہ سے وابستہ ہو گئے اور تب سے تا حال اسی ادارہ سے منسلک ہیں۔

(۴) کم وبیش ۳۶ سالوں سے میدان دعوت وتدریس سے وابستہ ہیں۔آپ کے خطبات، محاضرات اور دروس بہت ہی شوق سے سنے جاتے ہیں۔

(۵) اس فترہ میں سنن ابی داؤد، صحیح مسلم، صحیح بخاری (المجلد الاول) حجة الله البالغة، السراجی فی المیراث، نزهة النظر، علوم الحدیث لابن الصلاح، شرح الوقایه، الهدایة، بدایة المجتهد، اصول الشاشی، نور الانوار وفتح المجید جیسی اہم ترین کتابیں زیر تدریس رہی ہیں۔

(۶) مختلف مساجد میں دروس ومحاضرات، جمعہ کے خطبات ابتداء سے ہی جاری ہیں، اس کے ساتھ پیس ٹی وی اور العصر ٹی وی پر دروس خاص طور پر کتاب التوحید سے متعلق آپ کے دروس سے ایک بڑی تعداد مستفید ہو رہی ہے۔

(۷) اس کے علاوہ ملکی وصوبائی سطح پر منعقد ہونے والی کانفرنسوں اور ہر دعوتی پروگراموں میں آپ کی شرکت رہی ہے۔خاص طور پر صوبائی جمعیت بہار، دہلی، حیدر آباد، یوپی، آندھرا پردیش اور کرناٹک وغیرہ میں آپ کے خطابات دلچسپی سے سنے جاتے ہیں۔

تصنیفی خدمات: شیخ محترم درس وتدریس کے ساتھ صاحب قلم بھی ہیں اب تک آپ کی اردو وعربی دونوں زبانوں میں کئی علمی مقالات اور کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) دعاء اور اس کی آداب۔(۲) الطلاق الثلاث (عربی)۔(۳) قربانی اور عقیقہ۔(۴) مسنون دعائیں۔(۵) اسلام امن وشانتی کا مذہب۔(۶) تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی کی عربی تلخیص کتاب الجمعہ سے کتاب البیوع تک۔(۷) بستان المحدثین، عبدالعزیز دہلوی (فارسی سے عربی ترجمہ)۔(۸) فتاوی برائے خواتین، یحیٰی الوزان ۳ مجلد اردو ترجمہ۔(۹) فتاوی شیخ عبداللہ بن حمید (جلد اول مترجم اردو) (۱۰) البلد الحرام فضائل واحکام (جامعہ ام القری میں پیش کردہ ایک علمی رسالہ) کا اردو ترجمہ۔(۱۱) اخلاق نبوی کی چند جھلکیاں/ شیخ عبدالمحسن العباد البدر۔(۱۲) اس کے علاوہ ۱۰۰ سے زائد عربی اور اردو مقالات ومضامین ہیں جو عربی اور اردو زبانوں میں ملک کے مختلف جرائد ورسائل میں مطبوع ہو چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ شیخ محترم کی خدمات وجہود کو قبول فرمائے اور درازی عمر وصحت سے مالا مال فرمائے۔

مشاہیر تلامذہ: مسلسل ۳۵ سالوں سے زائد عرصے سے تدریس سے وابستہ ہیں ظاہر سی بات ہے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ہوگی اللہ ان کو شیخ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ذیل میں چند مشاہیر کے نام درج کئے جاتے ہیں: (۱) شیخ بدیع الزماں مدنی (۲) شیخ شاہد مدنی (۳) کلیم الدین یوسف (مدینہ) (۴) علیم الدین یوسف (مدینہ) (۵) مولانا محفوظ الرحمن بن خلیل الرحمن نیپالی (مدینہ) (۶) مولانا علاء الدین نیپالی مدنی (۷) مولانا رضوان نیپالی مدنی (۸) مولانا محمد علی نیپالی مدنی (۹) مولانا سمیع الرحمن مدنی (۱۰) مولانا توصیف احمد مدنی (۱۱) شکیل احمد سلفی (ایڈیٹر الہدی) (۱۲) ندیم اختر مدنی (سعودی) وغیرہم کثیر۔

مراجع ومصادر: • ریکارڈ مرکز تاریخ اہل حدیث ممبئی وبڑھنی • شیخ کا بھیجا ہوا مراسلہ بذریعہ واٹسیپ • شیخ کی بعض تصنیفات۔

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

مناظرات و متفرقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق کی فتح اور باطل کی شکست فاش

مناظرہ فیض آباد ۱۹۲۲ء

از: مولانا یوسف شمس فیض آبادیؒ

یہ مناظرہ ۱۹۲۲ء میں مناظر اسلام مولانا یوسف شمس فیض آبادیؒ نے شیعوں سے فیض آباد میں کیا تھا۔ جس میں آپ کو فتح ملی تھی۔ اس کی روداد خود مولانا کی زبانی نذر قارئین ہے۔ آپ اپنے ماہنامہ رسالہ ''**اہل الذکر**'' میں حق کی فتح اور باطل کی شکست فاش کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

''جسے دین اسلام اور اس کے اصول وادلہ معلوم ہیں اور پھر وہ روافض کے مذہب باطل سے بھی واقف ہے وہ یقیناً یہ جان سکتا ہے کہ اس فرقہ کو اسلام اور شرع الٰہی سے کچھ مس نہیں اور جتنا یہ فرقہ تعلیم قرآن سے ناواقف ہے اتنا شاید ہی کوئی گروہ دنیا میں ہو، ہم اپنے اس یقین میں یقیناً حق بجانب ہیں کہ یہ عبداللہ بن سبا یہودی کا بنا کردہ وہ مذہب ہے جس نے یہودیت کی عداوت سے اسلام کی تخریب و بربادی کے لئے اس فرقہ کے اصول و مذہب کی بنیادیں قائم کیں۔

بہرحال یہ گروہ ہمیشہ قرآن کریم کی مخالفت اور اصحاب رسول ﷺ کی عداوت اور آل رسول و اہل بیت نبوی ﷺ کی دشمنی میں مصروف رہتے ہوئے بھی اپنے کو حق سمجھتا ہے اور یہ تو خاطر فطرت میں رکھ دیا ہے کہ وہ اپنے اعمال باطلہ کو بھی حق سمجھیں، حتیٰ کہ مہتر بھی اپنے کو حق پر اور اپنے سوا سب کو ناحق سمجھتے ہیں۔

ہم مدت سے اس تاک میں تھے کہ کسی طرح ان کا مولوی ہتھے چڑھ جائے تو دل کے بخار نکالوں، اور مجمع عام میں حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کروں، مگر بدقسمتی سے کوئی شکار ہاتھ نہ آتا تھا، کوئی پھنسا بھی تو ہتے سے اکھڑ کر پرے ہو گیا۔

اتفاق سے امروہے کے ایک مولوی صاحب اس خاکسار سے مقابلہ کو تیار ہوئے اور صرف پندرہ منٹ میں دم بخود ہو گئے اور لطف یہ کہ منصف بھی شیعہ ہی مذہب کے ایک صاحب تھے، خاکسار نے آیت استخلاف سورہ نور پارہ ۱۸ سے ''وعد اللہ الذین آمنوا الآیۃ''، یعنی اللہ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم ان کو خلیفہ بنا دیں گے، اس آیت کو پڑھ کر یہ پوچھا کہ یہ وعدۂ خداوندی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تھا یا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تھا خدا کا وعدہ خلاف ٹھہرا کہ علی رضی اللہ عنہ سے کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا، اور اگر یہ کہتے ہیں کہ وعدہ تو علی رضی اللہ عنہ سے تھا اور ان کو دینا بھی چاہتا تھا، مگر ابوبکر زبردستی خلیفہ بن گئے تو نعوذ باللہ خدا کمزور ٹھہرتا ہے، جس سے وعدہ کیا اور اس کو دے نہ سکا اور یہ دونوں باتیں وعدہ خلافی و کمزوری شانِ خداوندی کے خلاف ہیں۔

یہ تقریر سن کر مولوی صاحب ایسے خاموش ہوئے کہ چند منٹ تک آسمان کی طرف تکتے رہے اور مجلس پر سناٹا چھا گیا، ایک

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مولوی آستین چڑھا کر بولنے چلے تھے، جو روک دیئے گئے کہ شرائط مناظرہ میں یہ بھی تھا کہ ایک متکلم کے ہارنے پر دوسرا بول سکتا ہے، تو اگر ان مولوی صاحب کی شکست مان لی جائے تو دوسرا بول سکتا ہے، بالآخر مجبوراً مولوی صاحب نے پہلے تو یہ کہا کہ کوئی قرآن کو سمجھ ہی نہیں سکتا، پھر ایک آیت ''انا عرضنا الامانة علی السموات والارض'' پڑھنے چلے اس سے بھی روک دیئے گئے کہ یہ مبحث کے خلاف سوال سے بے تعلق ہے آخر میں بیچارے کو یہ کہنا پڑا کہ اس آیت میں خلافت زمینی سلطنت ہے اس کا وعدہ صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تھا اور انہیں کو وہ ملی بھی اس تقریر کو سن کر شیعہ منصف بھی بے اختیار بول اٹھا کہ اب مذہب شیعہ میں کیا باقی رہا۔

اس فتح مبین کے بعد شیعہ پارٹی نے اپنی خفت مٹانے کے لئے حسب شرط کہ (ایک متکلم) ہار جانے کے بعد دوسرا متکلم کلام کر سکتا ہے، دوسرے تدارک کے لئے ایک مولوی صاحب کو سامنے لا کھڑا کیا اور ان کے سامنے بھی بندہ نے اس سوال لاینحل کو پیش کیا اور کچھ نہ سوجھی تو بڑی دور کی سوجھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراضات شروع کر دیئے اور ان کے مومن ہونے اور نہ ہونے کی بحث پیش کر دی، ادھر سے دو لفظی جواب تھا کہ یہ مبحث کے خلاف اور سوال سے بے تعلق ہے، سوال سے نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی مطلب نہ غرض اور نہ ان کا ذکر، سوال تو ابوبکر رضی اللہ عنہ، اور علی رضی اللہ عنہ کا ہے، شیعہ منصف نے بھی یہی کہا، مگر وہ مولوی صاحب مرغ کی ایک ٹانگ کہنے میں بڑے مشاق تھے، برابر یہی کہتے رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان ثابت کرو تمام لوگ ہنستے رہے۔ اخیر بندے نے ان کے اس لاتعلق سوال کا جواب بھی آیت ہی سے دیدیا، خدا نے ایمان والوں سے وعدہ خلیفہ بنانے کا کیا تھا، اگر عمر رضی اللہ عنہ مومن نہ ہوتے خلافت راشدہ میں حصہ نہ پاتے کیا یہ ممکن ہے کہ خدا مومن سے وعدہ کرے اور کافر کو خلیفہ بنا دے ورنہ پھر خدا کے وعدوں کا کیا اعتبار رہے گا، اور یہ ثابت آجائے گا۔ ؎

جو تمہاری طرح تم سے اگر وعدہ جھوٹا کرتا
تمہیں منصفی سے کہدو تمہیں اعتبار ہوتا
تیرے وعدے پہ جئے گر تو یہ جان چھوٹ جاتا
ہم خوشی سے مرہی جاتے اگر اعتبار ہوتا
تیرے وعدے ہی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا
کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا

پھر شیعہ مولوی اور شیعہ حاضرین و منصف صاحب کی وہ حالت ہوئی کہ چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں، منہ فق ہو گئے، ہونٹ خشک ہو گئے، اہل سنت شاداں و فرحاں نقارہ فتح بصورت اذاں بجاتے ہوئے نماز مغرب میں مصروف ہوئے اور شیعوں کی بڑی مسجد میں اذان و جماعت کر کے اپنی فتح مبین کا سکہ جماتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔

(ماہنامہ اہل الذکر فیض آباد ص ۷) ۵ رمضان المبارک ۱۳۴۰ھ مئی ۱۹۲۲ء

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ اہل حدیث... ایک حیرت انگیز کاوش

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی

تاریخ وہ آئینہ ہے جس کے تناظر میں جھانک کر دیکھیں تو انسانی دنیا کے مذاہب واقوام کی ایک دل کش تصویر دکھائی دے گی۔ کہیں کسی کی فتح ونصرت کے شادیانے بجتے دکھائی دیتے ہیں تو کسی کی ناکامیوں کا نوحہ دکھائی دیتا ہے۔ تاریخ کے اوراق میں مختلف مذاہب واقوام کے سپوتوں کے کارناموں کی دل چسپ داستان ہے، تو کہیں قوموں کی تباہی کا سامان کرنے والوں کے قصے رقم ہیں۔ بلا شبہ تاریخ ایک صاف وشفاف شیشہ ہے کہ جس میں مذاہب واقوام کے ماضی کی جھلک نمایاں دیکھی جاسکتی ہے۔ زندہ قومیں ہمیشہ اپنی تاریخ اور ماضی کو سامنے رکھتی ہیں اور پھر اس کی روشنی میں اپنے حال اور مستقبل کے لئے لائحہ عمل کو تیار کیا جاتا ہے۔

جماعت اہل حدیث کی بھی ایک تاریخ ہے اور یہ اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ خود اسلام۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس جماعت حقہ کے بانی تھے کہ جو حضرت محمد ﷺ کی مبارک احادیث پر تن من دھن سے عمل پیرا ہوئے۔ اس اعتبار سے وہ اولین اہل حدیث تھے۔

برصغیر پاک وہند میں پہلی صدی ہجری کے ابتدائی عشروں میں ہی اسلام آ گیا تھا۔ سندھ کے راستے مختلف ادوار میں صحابہ کرام اور تابعین عظام اس خطے میں تشریف لائے۔ وہ لوگ صحیح معنوں میں مسلمان اور کتاب وسنت پر عامل تھے۔ یہاں آ کر انہوں نے اسلام کی نشر وترویج اور توحید وسنت کے فروغ کے لئے دعوت وتبلیغ کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ ان کی تبلیغی مساعی سے اس خطہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی اور عمل بالحدیث کو فروغ ملا۔

برصغیر میں اسلام کی آمد کے ابتدائی دور کو دیکھیں تو یہاں خالص اسلام نظر آئے گا۔ یہ سب ان نفوس قدسیہ کی تبلیغی مساعی کا رہین منت ہے، جو سرزمین عرب سے یہاں تشریف لائے اور یہ لوگ حدیث رسول ﷺ پر عمل کرنے والے اور اہل حدیث تھے۔ ایک عرصے تک یہ سلسلہ خوش اسلوبی سے چلتا رہا۔ جب تقلیدی اور فقہی مذاہب معرض وجود میں آئے تو ان تقلیدی مذاہب کے مبلغین نے اس خطے کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا محور بنالیا اور پھر رفتہ رفتہ یہاں فقہ حنفی نے فروغ حاصل کرنا شروع کیا۔

برصغیر چونکہ مختلف مذاہب واقوام پر مشتمل خطہ ہے اور یہاں کے لوگ ضعیف الاعتقاد بھی ہیں، پھر اس خطے میں جو مسلم حکمران گزرے ہیں وہ عام طور پر اسلامی تعلیم سے نابلد اور عیش پسند قسم کے لوگ تھے، اور آسانیاں چاہتے تھے، فقہ حنفی چونکہ ان کے مطلب اور ذوق سے ہم آہنگ تھی اس لئے انہوں نے اس تقلیدی مذہب کو پوری طرح سپورٹ کیا۔ ان کے اس اقدام کی وجہ سے عمل بالحدیث مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہونے لگا اور اس کی جگہ فقہ حنفی کو ہی اسلامی تعلیم سمجھنے لگے۔

اس سے پہلے کہ یہ خطہ تقلیدی مذاہب کے اندھیروں میں ڈوب جاتا اللہ تعالیٰ نے جماعت اہل حدیث کی نشاۃ ثانیہ کے لئے شاہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولی اللہ محدث دہلوی کی صورت میں ایک عظیم مصلح پیدا کیا جنہوں نے یہاں عمل بالحدیث کی طرح ڈالی۔ان کے بعد اسی خاندان کے گل سرسبد مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی، شاہ محمد اسحاق دہلوی، اور میاں نذیر حسین محدث دہلوی نے اس کو بام عروج تک پہنچایا۔ آج اس سرزمین کے کونے کونے میں جماعت اہل حدیث کا وجود اور مسلک عمل بالحدیث نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ بہت بڑی خدمت ہے جو ان عالی قدر بزرگوں نے سرانجام دی۔ دیگر ممالک کی طرح ہندوستان و پاکستان اور بنگلہ دیش میں بھی جماعت اہل حدیث کے افراد پوری سرگرمی سے اسلام کی اشاعت، توحید وسنت کے فروغ اور مسلک اہل حدیث کے احیاء کے لئے مصروف عمل ہیں۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جماعت اہل حدیث نے آزادی ہند، تحریک ختم نبوت اور دیگر بہت سے ..... کارناموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قابل قدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔

ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ برصغیر ہندو پاک کی جماعت اہل حدیث کی ایک جامع تاریخ ضبط تحریر میں لائی جائے۔ گذشتہ ایک سو سال کے دوران بڑے بڑے عالی قدر بزرگوں نے اس امر کا بیڑہ اٹھایا۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، شیخ احمد دہلوی، مولانا محمد جونا گڈھی اور مولانا رئیس احمد ندوی نے تاریخ اہل حدیث کے عنوان سے اپنی نگارشات قلم بند فرمائیں۔ لیکن تاریخ کی تدوین وترتیب کا قرض جماعت پر باقی رہا جیسا کہ مرکزی دار العلوم جامعہ سلفیہ بنارس کے ادارہ بحوث الاسلامیہ کی سالانہ رپورٹ (جولائی ۲۰۰۶ء) میں کہا گیا ہے۔

برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی تاریخ کی ترتیب ایک اہم اور ضروری علمی منصوبے امت جماعت پر قرض ہے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ اس وقت جماعتی تاریخ کی بجائے افراد کی تاریخ کو مدون کرنے کا رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ جامعہ سلفیہ بنارس نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے جماعتی مدارس اور علمائے جماعت کی تصانیف کے موضوع پر نقش اول کے طور پر کچھ کام کیا ہے لیکن اسے وسعت کے ساتھ مکمل کرنے کی ضرورت ہے۔ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایسے بندے ضرور اٹھ کھڑے ہوں گے جو اس جماعتی خدمت کے لئے خود کو تیار کریں گے۔ (منقول از رپورٹ مذکورہ)

اللہ تعالیٰ نے یہ جماعتی قرض ادا کرنے کے لئے من حيث لا يحتسب کے زمرے سے اپنے بندے محمد سلیمان اظہر کو بہاء الدین کا روپ دے کر رب انی لما انزلت إلی من خیر فقیر کا درد سکھا کر دشت تنہائی میں کھڑا کر دیا۔ ڈاکٹر محمد بہاء الدین بابائے تبلیغ مولانا محمد عبد اللہ گورداسپوری رحمہ اللہ کے صاحبزادہ گرامی قدر ہیں۔ مسلک اہل حدیث سے شیفتگی انہیں ورثہ میں اپنے عالی قدر والد محترم مولانا گورداسپوریؒ (جو کہ اپنی ذات میں انجمن، اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے تربیت یافتہ اور تاریخ اہل حدیث کا چلتا پھرتا انسائیکلوپیڈیا تھا) سے ملی ہے۔ ڈاکٹر صاحب علمائے سلف اور اکابرین جماعت سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ تاریخ اہل حدیث سے انہیں کامل آگاہی ہے اور اس خطے میں وجود پانے والی تحریکوں کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے ہیں۔ اپنے مذہب و مسلک کی کتابوں اور رجال کے بارے میں تو بہت کچھ جانتے ہی ہیں، اغیار کی کتب اور افکار و عقائد سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک ختم نبوت، ان کے قلم کا علمی و تاریخی شاہکار ہے۔ اس میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں جماعت اہل حدیث کی ان خدمات اور سرگرمیوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو ۱۸۹۱ء تا ۱۹۱۲ء کے دورانیہ سے متعلق ہیں۔ اپنے موضوع پر یہ منفرد کتاب ہے، ہندوستان میں اس کی ۱۸ جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور پاکستان میں سترہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ جب کہ ماہنامہ محدث لاہور کی ویب سائٹ پر، نیز مجلہ خاتم النبیین کی ویب سائٹ پر اس کی تیس جلدیں آن لائن ہو چکی ہیں۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ ابھی مزید آگے بڑھے گا۔ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ اس کتاب کی جلد ۱۸ مطبوعہ دہلی ۲۰۱۳ء کے مقدمے میں فضیلۃ الشیخ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی (ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) نے لکھا ہے۔

بڑے خوش نصیب اور لائق مبارک باد ہیں وہ لوگ جو اس اہم ترین میدان میں کام کر رہے ہیں۔ خصوصاً اس کی تاریخ کی تدوین کے حوالے سے علماء اسلام کی قربانیوں کو منصۂ شہود پر لا رہے ہیں اور اس سمت میں کسی بھی طرح کی قربانیوں اور سعی فرما رہے ہیں۔ خصوصاً عصر حاضر میں اس سلسلہ کی سب سے قد آور شخصیت علامہ ڈاکٹر بہاء الدین سلیمان بن بابا عبداللہ کا کارنامہ عظیم ترین بھی ہے اور اہم ترین بھی۔ جو ہر ناحیہ سے فقید المثال اور عدیم النظیر ہے اور یہ عمل، سربلندی اور رفعت میں بھی بت صفت ہے۔ ثقل وزن اور عظمت و اہمیت کے لحاظ سے بھی کوہ ہمالیہ کے ہم سر و ہم سایہ ہے۔ اس عظم انسانی کارنامہ اور عمل جلیل و جمیل کے پس پردہ ہمالیائی اور کوہ پیکر عزم و یقین اور سعی و عمل ہے جو سب پر بھاری اور سب سے سربلند ہے۔ اس پر جس قدر بھی اس پیر جواں مرد کی تعریف کی جائے اور اس پر جتنی مبارکباد دی جائے اور اس کے حق میں جتنی دعائیں کی جائیں کم ہیں۔

اور علامہ ابن احمد نقوی، تاریخ اہل حدیث جلد پنجم طبع دہلی کے مقدمے میں تحریک ختم نبوت کے تعلق سے لکھتے ہیں: وہ جو کہتے ہیں کہ مردے ترغیب بروں آید در کار بکند۔ برطانیہ میں علامہ ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ نے تحریک ختم نبوت کی ترتیب و تالیف کا تاریخی کارنامہ انجام دیا۔ قادیانیت کے خلاف جماعت اہل حدیث نے جو خدمات جلیلہ انجام دی ہیں وہ ہماری جماعتی اور مسلکی تاریخ کا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ علامہ محمد حسین بٹالوی اور شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہما اللہ نے آغاز سے انجام تک اس شجر خبیث کی بیخ کنی کے لئے کام کیا، بلکہ بقول شخصے سردھڑ کی بازی لگا دی اور بالآخر اسے اکھاڑ پھینکا۔ یہ طویل داستان جس شرح و بسط، تاریخی و دستاویزی حوالوں اور شواہد کے ساتھ ڈاکٹر محمد بہاء الدین نے بیان کی ہے وہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اتنا بڑا کام انہوں نے کر دیا ہے کہ آئندہ نسلیں اس پر حیرت بھی کریں گی اور فخر بھی۔

ڈاکٹر بہاء الدین، عمر عزیز کی ۶۵ سے اوپر منزلیں طے کر چکے ہیں۔ اس عمر میں آدمی کمزور ہوتا ہے لیکن ہمارے ممدوح ڈاکٹر صاحب نہایت عزم و ہمت سے اپنے تصنیفی کام میں مصروف ہیں۔ ان کے رواں اور پر بہار قلم کی دوسری کڑی تاریخ اہل حدیث کو ضبط تحریر میں لانا ہے۔

تاریخ اہل حدیث کی اہمیت و افادیت پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے سنجیدگی سے توجہ کی اور اس کام کے لئے مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی برطانیہ گئے اور انہوں نے ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس اہم کام اور ذمہ داری پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راضی کیا۔محترم ڈاکٹر صاحب تاریخ اہل حدیث جلد اول کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

جناب اصغر علی امام مہدی اپنے تبلیغی تحریکی تعلیمی اسفار کے باعث جہاں گشت بن چکے ہیں۔ چندے قبل وہ برطانیہ تشریف لائے تو جناب شیر خان جمیل احمد عمری کی مدد سے انہوں نے ہیڈرین وال کے عقب میں چھپے ہوئے اس فقیر بے نوا کو ڈھونڈ نکالا۔ جمعیت اہل حدیث ہند جیسی بڑی تنظیم کے ناظم اعلیٰ کا ہزاروں میل کا سفر کر کے میرے غریب خانہ پر پہنچ جانا، پیادے کے گھر سالار کی تشریف آوری سے کسی طرح کم نہ تھا۔ میں اپنی خوبیٔ قسمت پر ناز کر ہی رہا تھا کہ مجھے ایک ڈسٹرکٹ کے افسانوی ماحول میں لے جا کر انہوں نے یہ بتانا شروع کر دیا کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو قائم ہوئے ایک سو سال ہو رہا ہے،لیکن ابھی تک تاریخ اہل حدیث مرتب نہیں ہوسکی۔اس لئے آپ اپنے دیگر کام موخر کر کے جماعت کا یہ قرض چکا دیجئے اور جمعیت اہل حدیث ہند کو اس کے حقوق دے کر ہمیں اس کی اشاعت کا شرف دے دیجئے۔(تاریخ اہل حدیث جلد اول۔ص ۳۳۔۳۴)

یوں مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کی تحریک وتشویق سے یہ مرحلہ طے ہوا۔

ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے جب تاریخ اہل حدیث پر لکھنا شروع کیا تو ان کا اشہب قلم جولانیاں بھرنے لگا۔اس کتاب کی پہلی جلد جو دہلی سے ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی ۶۷۵ صفحات پر مشتمل ہے(جب کہ پاکستانی ایڈیشن ۷۴۱ صفحات پر محیط ہے)اور تعارفی حیثیت رکھتی ہے۔اس میں حدیث کے لغوی واصطلاحی معنی،عہد صحابہ میں عمل بالحدیث،عہد تابعین میں عمل بالحدیث،عمل بالحدیث کا ہر دور میں وجود،اہل حدیث کی تعریف،اہل حدیث اور وہابی،لفظ وہابی کی تاریخ،ماضی اور حال کے اہل حدیث،شاہ جیلان کا مسلک،برصغیر ہند کے اہل حدیث،اہل حدیث کے عقائد،مقام صحابہ،شرک کی اقسام وبدعت حسنہ،تقویۃ الایمان(تلخیص) رفع الیدین،آمین بالجہر،فاتحہ خلف الامام،طلاق ثلاثہ،سینے پر ہاتھ باندھنا،اور دیگر بہت سے اہم عنوانات پر گفتگو کی گئی ہے۔نیز اس جلد میں حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کی تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین مع اردو ترجمہ اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی ہدایۃ المعتدی فی القرأۃ للمقتدی بھی نقل کر دی گئی ہے۔اس کے علاوہ حضرت صاحب الولایت مولانا ولایت علی صادقپوری کے فارسی رسالے عمل بالحدیث کو مع اردو ترجمہ نقل کر دیا گیا ہے۔

اس جلد میں دین خالص کا تعارف قرآن وحدیث کی اولیت واہمیت،سلفیت کا مفہوم اور بعض سلفی اکابر کے حالات(بعض کے اجمالاً اور بعض کے تفصیلاً)بیان کر دیئے ہیں۔تاریخ اہل حدیث میں نادر ونایاب تحریریں بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ان سے قارئین گاہے گاہے بازخواں این قصہ پارینہ کا لطف اٹھا سکتے ہیں،اور وہ لوگ جو جماعت اہل حدیث سے متعارف ہونا چاہتے ہوں وہ اس جلد کے مطالعہ سے اس کے بنیادی عقائد واعمال،تاریخ اور خدمات سے واقفیت ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے۔جماعت اہل حدیث سے متعلق یہ ایک اہم تاریخی دستاویز ہے جسے پوری تحقیق سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔

تاریخ اہلحدیث کی جلد دوئم کا دہلی ایڈیشن جو ۲۰۰۸ء میں نکلا ۶۵۶ صفحات(اور پاکستانی ایڈیشن ۷۶۶)پر مشتمل ہے۔اس کے شروع میں مختلف اصحاب علم وفضل کے تاثرات ہیں اور محترم ڈاکٹر صاحب کا نہایت پر مغز اور جامع پیش لفظ ہے جس میں تاریخ اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کے بعض گوشوں کو اشارۃ بیان کیا گیا ہے۔ اس جلد کے مطالعہ سے یہ بھی انکشاف ہوتا ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب لطیف ادبی ذوق کے حامل ہیں اور انہوں نے تاریخ کے خشک موضوع کو اپنے شگفتہ سلیس اور پر بہار قلم اور اردو زبان وادب کی خوبصورتی سے پر لطف بنا دیا ہے۔ اس جلد کے بعض ابواب پر ڈاکٹر صاحب نے قرآنی آیات اور عربی محاورات سے عنوانات باندھ کر اپنے نفیس ادبی ذوق کی عکاسی کی ہے۔

اس جلد میں برصغیر میں اسلام کی آمد، اور اس خطے میں آنے والے اولین اہل حدیث حضرات کی تفصیل دی گئی ہے۔ ظلمات بعضھا فوق بعض، کے تحت اس خطے میں فقہی جمود، ارکان اسلام پر ہندی فقہاء کی مشق ستم، عائلی زندگی پر ہندی فقہاء کی نظر کرم، اور فقہاء ہند کی قرآن وحدیث سے بے اعتنائی کو احاطہ تسوید میں لایا گیا ہے۔ مصابیح اللیل کا عنوان دے کر ایسے علماء، ائمہ اور شیوخ کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے ہند کے ظلمت کدہ میں توحید وسنت کی ضیا پاشیاں کیں اور لوگوں کو اسلام کی سچی تعلیم سے آشنا کیا۔ ان بزرگوں میں امام حسن صنعانی، خواجہ نظام الدین الاولیاء، شیخ شمس الدین ترک، شیخ احمد بن یحییٰ منیری، شیخ محمد طاہر پٹنی، شیخ عبدالحق محدث، شیخ احمد سرہندی، مرزا مظہر جان جاناں، میر مرتضیٰ واعظ، شیخ ابوالحسن سندھی کبیر، شیخ محمد معین سندھی، شیخ محمد حیات سندھی، شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ عبدالعزیز دہلوی واخوانہ، شاہ محمد اسحاق دہلوی، شاہ محمد اسماعیل دہلوی شامل ہیں۔ اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ كَالۡمُجۡرِمِيۡنَ ۝٣٥ مَا لَكُمۡ ۚ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ۝٣٦ اَمۡ لَكُمۡ كِتٰبٌ فِيۡهِ تَدۡرُسُوۡنَ ۝٣٧ (سورۃ: قلم، آیت نمبر ۳۵ سے ۳۷) کے تحت تکفیری مہم، باب تاویل اور کتب حدیث میں احناف کی طرف سے تحریف کے مجرمانہ فعل کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

جماعت اہل حدیث نے ہند میں مسلک اہل حدیث کی نشاۃ ثانیہ کے لئے احناف سے جو مباحثے اور مناظرے کئے اس کی بھی اچھی خاصی تفصیل اس کتاب میں آ گئی ہے اور اس پر ڈاکٹر صاحب نے كَمۡ مِّنۡ فِئَةٍ قَلِيۡلَةٍ غَلَبَتۡ فِئَةً كَثِيۡرَةًۢ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ کا عنوان قائم کیا ہے۔

اقلیم ہند میں جماعت اہل حدیث پر بہت سے جھوٹے مقدمات بنائے گئے تھے اور مختلف طریقوں سے اس جماعت کے افراد کو پریشان کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس سے متعلق ڈاکٹر صاحب نے ۲۰ کے قریب معروف مقدمات کا ذکر کیا ہے اور بعض مقدمات کے فیصلوں کا انگریزی متن بھی دے دیا ہے۔

ان مباحث ومقدمات کے علاوہ اس جلد میں فقہی مذاہب، اس خطے میں فقہ حنفی کی ترویج کے اسباب، فقہی جمود اور تقلیدی غلو، آٹھویں صدی کی تحریک عمل بالحدیث، اس ضمن میں جبر وتشدد اور اخراج عن المساجد، اشتہار مسائل عشرہ اور ادلہ کاملہ مباحث فرید کوٹ سے متعلق غلط بیانی وغیرہ کے عنوانات قائم کر کے تاریخی حقائق صحیح حوالہ جات کی روشنی میں پیش کئے ہیں۔ اس جلد کے مطالعہ سے تحریک عمل بالحدیث کا خوب صورت پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے۔

تاریخ اہل حدیث کی جلد سوئم کا دہلی ایڈیشن جو ۲۰۰۹ء میں نکلا ۸۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے شیخ محمد حیات سندھی کی الایقاف علی سبب الاختلاف، شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحفۃ الموحدین، شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی کی ایضاح الحق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصریح، سید احمد خان دہلوی ثم علی گڈھی کی راہ سنت اور ردّ بدعت اور کلمۃ الحق، مولانا خرم علی بلہوری کی نصیحۃ المسلمین، سر سید احمد خاں اور نواب محسن الملک مہدی علی خان کے مابین ہونے والی خط و کتابت، مکاتبۃ الخلان، بھی نقل کر دی گئی ہیں۔ سید مقتدر احمد سہسوانی کی آیات القرآن فی بعض مسائل تقویۃ الایمان، حافظ محمد عبداللہ کی قانون المساجد کو نقل کیا گیا ہے۔ یہ وہ کتب و رسائل ہیں جن میں توحید و سنت کا اثبات اور شرک و بدعت کی نکیر کرتے ہوئے اہل حدیث کی دعوت کو پیش کیا گیا ہے۔

پھر اس جلد میں برصغیر ہند کے بعض عظیم رجال اہل حدیث کا تذکرہ اور ان کی خدمات بیان کی گئی ہیں جو انہوں نے اس خطے میں عمل بالحدیث کی تحریک کو پروان چڑھانے میں انجام دی ہیں۔

تاریخ اہل حدیث کی اس جلد میں ڈاکٹر صاحب نے برصغیر کے مختلف بلاد و امصار میں عمل بالحدیث کی ترویج میں اہل حدیث کی مساعی کی تفصیلات دی ہیں۔ ان علاقوں میں مدراس، مبارک پور، میوات، مئوناتھ بھنجن، جیراج پور، بنگال و سندھ، ملتان، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، کشمیر ......لیگوڑی ضلع پٹنہ، ......ضلع گجرات کوٹلہ آئمہ جہلم، میاں ضلع جہلم، مغل سرائے، ....(برار)، درجھت، سالکونہ ضلع گوداوری، سملی ضلع پٹنہ، فتح گڈھ چوڑیاں، بردوان ضلع بلیسا، بستی، ملتان، سیالکوٹ گوجرانوالہ وغیرہ شامل ہیں۔

اس جلد میں ڈاکٹر صاحب نے برصغیر ہند میں انیسویں صدی میں دوسرے مکاتب فکر کے علماء سے اہل حدیث علماء کے چند مناظروں کی روئداد بھی نقل کی ہے۔ ان میں سید الطائف حضرت شیخ الکل سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کا جامع مسجد دہلی میں مولوی محمد فصیح نازی پوری سے ہونے والا مناظرہ، لدھیانہ کے بعض حنفی بزرگوں سے کاٹھ گڈھ میں ہونے والا شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی کا مناظرہ، اور اخبار مشیر قیصر لکھنؤ کے حنفی ایڈیٹر سے ۱۸۸۳ء میں ہونے والا مولانا محمد حسین بٹالوی کا تحریری مناظرہ قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے دہلی والا مناظرہ الحیاۃ بعد المماۃ سے نقل کیا ہے اور کاٹھ گڈھ میں ہونے والا مناظرہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے فتاوی سے نقل کیا ہے۔ اور ایڈیٹر مشیر قیصر سے ہونے والا مناظرہ ماہنامہ اشاعۃ السنہ سے نقل کیا ہے۔

مزید براں ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے بعض مقدمات کی کارروائی اور فیصلے بھی درج کئے ہیں جن سے مسلک اہل حدیث کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔ ان مقدمات میں گریڈیہہ (بہار) متھرا........ سیتا مڑھی، آرہ ضلع شاہ آباد، الہٰ آباد، پھلوارہ، دربھنگہ، کیندر پاڑا۔ باری، دھول پور، کیکڑی، فیض آباد، رائے درگ، اندور، رتلام، دہلی وغیرہ کے مقدمات شامل ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری پر ہونے والے قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں ہونے والی عدالتی کارروائی کی تفصیلات بھی ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر سے نقل کر دی ہیں۔

تاریخ اہل حدیث کی جلد چہارم کے دہلی ایڈیشن جو صفحات ۸۱۴ پر مشتمل ہے، ۲۰۱۰ء میں نکلا۔ اس میں تبیان الشرک از مولانا ولایت علی صادق پوری، بت شکن از مولانا عنایت علی صادق پوری، فیض الفیوض از مولانا فیاض علی صادقپوری، الدرر البہیہ از قاضی محمد بن علی شوکانی، معیار الحق از میاں نذیر حسین محدث دہلوی، ثبوت الحق الحقیق، واقعۃ الفتوی، واقعۃ البلوی، نیز سید احمد حسن دہلوی کی تلخیص الانظار فی ما بنی علیہ الانتصار، براہین اثنا عشر از سید محمد نذیر سہسوانی، اجتہاد و تقلید از مولانا ثناء اللہ امرتسری شامل کتاب ہے۔ معیار الحق کی سابقہ اشاعتوں میں کتابت کی غلطیوں، نیز ترجمہ کی تکرار اور الجھاؤ کو دور کر دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجموعی اعتبار سے تاریخ اہل حدیث کا ایک ایک لفظ مسلک اہل حدیث اور تاریخ اہل حدیث کی عکاسی کرتا ہے، اس میں مولانا محمد حسین بٹالوی کے ماہنامہ اشاعۃ السنہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر، مولانا محمد جونا گڈھی کے اخبار محمدی دہلی دارالحدیث رحمانیہ کے ماہنامہ محدث، پندرہ روزہ توحید لکھنؤ، مسلم اہل حدیث گزٹ دہلی، اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے توحید امرتسر سے بہت سی تحریریں مناسب ایڈیٹنگ کے بعد شامل اشاعت کی گئی ہیں اور یوں آنے والی نسلوں کے لئے قافلہ اہل حدیث کے انمٹ نقوش کو تاریخ اہل حدیث کے صفحات پر ثبت کر دیا گیا ہے۔

تاریخ اہل حدیث ڈاکٹر صاحب کی حیرت انگیز اور عظیم علمی کاوش ہے اس پر وہ بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کی اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور کر لے آمین۔

(ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم)

❑❑❑

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مسلک اہل حدیث کی تاریخ اور اس کے علماء کی خدمات کی منظم ترتیب واشاعت کے لیے ہندوستان کا اولین علمی مرکز

مرکز تاریخ اہل حدیث، ممبئی

برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی ایک سنہری تاریخ ہے، جو ماضی میں قافلہ حق وصداقت کے سرفروشانہ جدوجہد اس کی بے مثال قربانیوں، علماء کی ہمہ جہت دعوتی، تدریسی، اصلاحی اور رفاہی خدمات اور ان کی مثالی زندگیوں کے سنہرے اور تابندہ نقوش سے عبارت ہے، اسی سنہری تاریخ کی منظم ترتیب واشاعت کے لیے مرکز تاریخ اہل حدیث کا قیام عمل میں آیا، تاکہ جماعت کا یہ عظیم الشان علمی وتاریخی سرمایہ محفوظ کیا جاسکے اور ماضی کے سنہرے اوراق کی روشنی میں نسل نو اپنے حسین وتابناک مستقبل کی تعمیر کرسکے۔

بنا بریں تمام علماء، دعاۃ، ائمہ، خطباء، واعیان جماعت اور ہمدردان تاریخ سے مخلصانہ اپیل ہے کہ اہل حدیث انسائیکلوپیڈیا وجماعتی تاریخ کی تدوین واشاعت میں مرکز کا ہر ممکن تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

دعاؤں کا طالب: عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

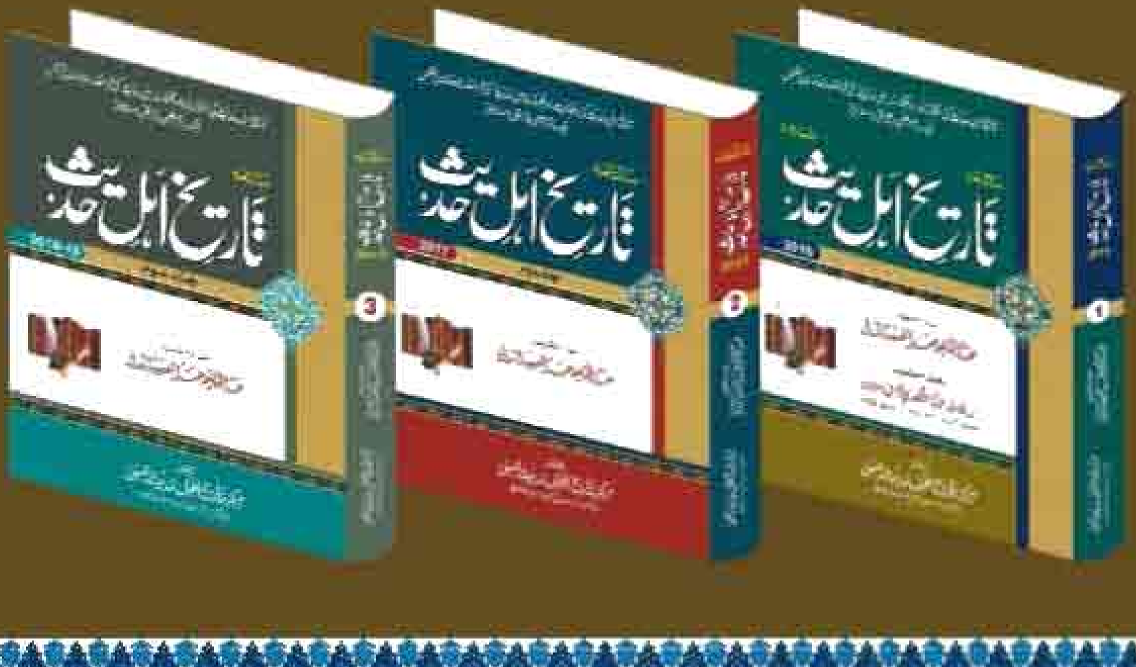

مرکز تاریخ اہل حدیث، ممبئی

MARKAZ TAREEKH AHLEHADEES, Mumbai

Branch Office: Bus Stop Barhani Bazar, Siddharth Nagar, U.P.
E-mail: tareekh.ahlehadees@gmail.com, abdulhakimmumbai@gmail.com